سچے اور جھوٹے نبی میں فرق

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی

خلیفۂ مجاز عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ

خلیفۂ مجاز شیخ طریقت حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم

خلیفۂ مجاز پیر طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

ناشر

مکتبۂ تحفظِ ختم نبوت، مادھو پور سلطان پور، سیتامڑھی، بہار

تفصیل کتاب

نام کتاب : **سچے اور جھوٹے نبی میں فرق**

مصنف : حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف قاسمی

تعداد صفحات : ۵۴۰

سنہ اشاعت : ۲۰۲۱ء

ناشر : مکتبۂ تحفظِ ختم نبوت، مادھو پور سلطان پور، سیتا مڑھی، بہار

ملنے کے پتے

❁ منزل الامام، الجستو ربلڈنگ، بردبئ، دبئ، متحدہ عرب امارات-سیل: 971557886188 +

❁ آفس ''الامداد چیریٹیبل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ'' مادھو پور، سلطان پور، پوسٹ ٹھاہر، وایہ رُونّی سید پور، ضلع سیتامڑھی، بہار-سیل: 91-7999999869 +

❁ ''ادارہ دعوۃ الحق'' - مادھو پور، سلطان پور، پوسٹ ٹھاہر، وایہ رُونّی سید پور، ضلع سیتامڑھی، بہار، الہند

❁ مولانا مفتی محمد عارف باللہ القاسمی، جامعہ عائشہ نسوان، حیدرآباد۔ 91-9703455670

❁ محمد نفیس اشرف، علی گڑھ، الہند-سیل: +91-9557482696

❁ مولانا ابوخطیب نقیب اشرف ندوی، رأس الخیمہ، متحدہ عرب امارات، سیل: 971557556248 +

❁ امام بخاری ریسرچ اکیڈمی، ہاتھی ڈوبا، امیر نشاں علی گڑھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست عناوین

تقریظ

پیر طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

==========================

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، امابعد

ہمارے بہت ہی محترم دوست حضرت مفتی محمد ثمین اشرف دامت برکاتہم نے فقیر کو ایک کتاب کا مسودہ پڑھنے کے لئے دیا، کتاب کا عنوان تھا: سچے اور جھوٹے نبی میں فرق، فقیر نے کتاب پڑھنی شروع کی عبارت نہایت سلیس اور مضمون اتنا پرکشش تھا کہ فقیر نے چند دنوں میں پوری کتاب کا مطالعہ کرلیا، رد قادیانیت کے موضوع پر اس سے بہتر کتاب فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔

فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس کے بدلے ہمارا شمار ہمارے آقا و سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں فرمادے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اجالا کردے

آمین

(حضرت مولانا) پیر ذوالفقار احمد نقشبندی (مدظلہ العالی)

تقریظ

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی

مدیر المعہد العالی الاسلامی، حیدر آباد ۞ سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

==

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی یوں تو بہت سی صفات حسنہ اور اوصاف کمال کی مالک ہے اور جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ستائش کی جائے کم ہے؛ لیکن جو صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام سے ممتاز کرتی ہے، وہ آپ کا ''خاتم النبیین'' ہونا ہے، یعنی سلسلۂ نبوت آپ پر تمام ہو چکا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہیں آ سکتا، اور اگر کوئی شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کا کفر اسی طرح واضح ہے، جس طرح دوپہر کے وقت دھوپ کی روشنی ہوتی ہے؛ بلکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر کوئی شخص مدعی نبوت سے معجزہ کا طلب گار ہو تو یہ بھی کفر ہے؛ کیوں کہ معجزہ طلب کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کو ممکن جانا اور خیال کیا کہ آپ کے بعد نبی آ سکتا ہے۔

یوں تو اسلام کے خلاف بہت سے معاندانہ فتنے اٹھے ہیں؛ لیکن ان میں سب سے بڑا فتنہ ختم نبوت کا انکار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعا ہے، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جھوٹے مدعیان

نبوت اٹھے تو صحابہ کرامؓ نے پوری قوت کے ساتھ ان سے جہاد کیا، جتنی شہادتیں اس جھوٹی نبوت کے دعوے کے خلاف لڑنے میں ہوئیں اور صحابہ کرامؓ قربان ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دین کی پوری مدت میں یعنی ۲۳؍سال کے عرصہ میں اتنے صحابہ کی شہادت کی نوبت نہیں آئی، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی نظر میں اس مسئلہ کی کیا اہمیت تھی؛ اسی لئے ہمارے بزرگوں اور اکابر نے ہمیشہ اس مسئلہ کو بنیادی اہمیت دی ہے، ہندوستان میں بھی اس طرح کے کئی فتنے اٹھے؛ لیکن ان میں سب سے زیادہ سنگین فتنہ ''قادیانیت'' کا فتنہ ہے، علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ اور برصغیر کے اکابر علماء نے پوری قوت کے ساتھ اس فتنے کا مقابلہ کیا اور ختم نبوت کے موضوع پر اتنا لکھا کہ ایک پورا کتب خانہ تیار ہو گیا، اس فتنے کی دو وجہ سے بڑی اہمیت تھی، ایک یہ کہ اس فتنے کی پشت پر صلیبی اور صہیونی طاقتیں تھیں اور آج بھی ہیں، آج بھی عیسائی اور یہودی دنیا قادیانیت کو تقویت پہنچا رہی ہیں، دوسرے: اس باطل دین نے جھوٹے دعوی نبوت کی ایک تحریک پیدا کر دی؛ اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد کئی ایسے لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی نبوت کا اعلان کیا، جن میں دکن میں صدیق دین دار چندر بشیو ربھی ہیں، اور بھی کئی فتنے پیدا ہوئے، ابھی موجودہ دور میں شکیل بن حنیف بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، غرض کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹے دلائل کے ذریعہ اس فتنے کو اس طرح تقویت پہنچائی کہ یہ گمراہی صرف اس کی ذات یا اس کے ماننے والوں تک محدود نہیں رہی؛ بلکہ اس سے فائدہ اٹھا کر بہت سے لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا؛ اسی لئے ہمارے اکابر نے اس فتنے کا بہت شدت کے ساتھ مقابلہ کیا، اور اس کی

سرکوبی کی پوری پوری کوشش کی، مجھے بڑی خوشی ہے کہ حضرت مولانا محمد ثمین اشرف صاحب قاسمی --- بارک اللہ فی حیاتہ --- نے بھی اس موضوع پر ایک بہت مفید اور مفصل کتاب عام فہم اور آسان زبان میں لکھی ہے، اور یہ کتاب ان شاء اللہ جلد طبع ہوگی، جس میں اس مسئلہ کو ایسی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ علماء بھی مطمئن ہوں اور عوام بھی اس مسئلے کی حقیقت کو سمجھ لیں، حب نبوی اور جذبۂ ایمانی کے تقاضے سے اس میں زبان اور تعبیر کہیں کہیں سخت ہوگئی ہے؛ لیکن جس سیاق اور جس پس منظر میں مولانا نے یہ تعبیر اختیار کی ہے، وہ قابل تحسین ہے؛ کیوں کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف علم بغاوت بلند کرے، اس سے کیا کسی درجے میں نرمی جائز ہوسکتی ہے؟ مولانا موصوف کے بڑے بھائی حضرت مولانا امین اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے دار العلوم دیوبند کے ہم درس بھی تھے اور دوستانہ تعلق بھی تھا، ان کی دعوت پر میں ان کے گاؤں بھی حاضر ہوا تھا، اس نسبت سے بھی ان کے اس کام سے بڑی مسرت ہوئی، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچے، اور عوام وخواص دونوں کے لئے یہ نفع کا باعث بنے، ربنا تقبل منا إنک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

۱۱ر ربیع الاول ۱۴۴۳ھ — خالد سیف اللہ رحمانی

۱۸را کتوبر ۲۰۲۱ء — (خادم: المعہد العالی الاسلامی حیدر آباد)

تقریظ

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ العالی

==================================

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی وہ کافر اور جھوٹا ہے۔

زیر نظر کتاب ''سچے اور جھوٹے نبی میں فرق'' حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف قاسمی مدظلہ العالی کی تالیف ہے جس میں انہوں نے سچے اور جھوٹے نبی میں ۱۱۲ کے قریب فرق بیان کئے ہیں، ان فروق کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا ہر شخص خصوصا مرزا غلام احمد قادیانی یقینا جھوٹا شخص تھا، مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین اگر صدق نیت سے اس کتاب کے مندرجات پر غور کریں تو اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ مرزا قادیانی میں سچائی کی علامات پائے جانے کے بجائے جھوٹ کے واضح دلائل و براہین موجود ہیں، اس لئے مرزا قادیانی کا انکار کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان بحال کریں تا کہ دنیا کی کامیابی و آخرت کی کامرانی سے ہمکنار ہوں۔

حضرت مولانا مفتی ثمین اشرف قاسمی مدظلہ العالی کو اللہ رب العزت نے بے مبارک نسبتوں سے نوازا ہے، عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر رحمہ اللہ،

شیخ طریقت حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی اور پیر طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہما سے مجاز بیعت ہیں۔ علم وتقوی میں اپنی مثال آپ ہیں، اس کتاب کے علاوہ دیگر کئی کتب ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہوئی ہیں، طرز تحریر جاذب، انداز بیان علمی اور دلائل وبراہین میں تہذیب واعتدال واضح جھلکتا ہے۔ اللہ رب العزت آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے، اپنے دین متین کی خدمت کا مزید کام لے، متعلقین ومریدین کو آپ سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کی اس تالیف کو متلاشیان حق کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔ آمین بجاه النبی الکریم وصلی اللہ علیه وعلی آله وازواجه واهل بیته اجمعین۔

والسلام

محتاج دعا

(حضرت مولانا) محمد الیاس گھمن (مدظلہ العالی)

تقریظ

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی

(استاذ حدیث وفقہ جامعہ عائشہ نسوان، حیدرآباد)

===================================

اللہ تعالی نے انسانوں کی رہبری وہدایت کے لئے ہر زمانے میں انبیاء اور رسولوں کو مبعوث کیا، اس بعثت کا سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوکر آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ بقول شاعر:

نبوت ختم ہے تجھ پر، رسالت ختم ہے تجھ پر
ترا دیں ارفع واعلی، شریعت ختم ہے تجھ پر

نبوت ورسالت کا منصب اختیاری یا کسبی نہیں جو کہ کسب ومحنت اور مجاہدہ وریاضت سے حاصل ہوسکے، بلکہ ایک عطیۂ ربانی ہے جس کی حقیقت اور مقام ومرتبہ تک رسائی غیر نبی کو نہیں ہوسکتی، اس کی حقیقت کو یا تو حق تعالیٰ جانتا ہے جو نبوت عطا کرنے والا ہے یا پھر وہ ہستی جو اس عطیہ سے سرفراز ہوئی، البتہ اہل ایمان مقام نبوت کے بعض صفات، کمالات، خصائص اور امتیازات سے تعلیم نبوت کی روشنی میں واقف ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا حسب ونسب، اخلاق وکردار، صورت وسیرت، خلوت وجلوت اور ظاہر وباطن ایسا پاک اور مقدس ومطہر ہوتا ہے جس سے ہر شخص کا دل ودماغ مطمئن ہو اور کسی کو انگشت نمائی کا بال برابر بھی موقع نہ مل سکے، ان کی شخصیت بہت سی خوبیوں سے آراستہ ہوتی ہے، وہ

نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک وصاف پیدا کئے جاتے ہیں اور شیطان کی دسترس سے بالاتر ہوتے ہیں یعنی ان خوبیوں کی وجہ سے وہ ''معصوم'' ہوتے ہیں، آسمانی وحی سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے اور وحی الٰہی کے ذریعہ ان کو غیب کی خبریں پہنچتی ہیں اور انبیاء علیہم السلام بذریعہ وحی جو خبریں دیتے ہیں ان کو انسان نہ عقل وفہم کے ذریعہ معلوم کرسکتا ہے نہ مادی آلات وحواس کے ذریعہ ان کا علم ہوسکتا ہے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے عطائی مقام ومرتبہ میں سب سے اعلیٰ مقام ومرتبہ ہمارے نبی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جن کے کمالات کے بیان سے ہم سب عاجز ہے اور یہ ہمارا اقرار ہے:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرات انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ خوبیوں اور کمالات کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سی خوبیاں، امتیازات اور خصائص اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا جن میں سے ایک اعلیٰ وصف وکمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی ورسول نہیں، نہ اس کا امکان ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے اور یہی اسلام کا واضح عقیدہ ہے، لیکن اس عقیدہ سے انحراف کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق کئی ایک محروم ہدایت لوگوں نے خود کو نبی جتانے کی کوشش کی اور کر رہے ہیں، اور افسوس کہ اس واضح عقیدہ سے بہت سے مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے ایسے دعویداروں کو ہمنوا وتبعین مل جاتے ہیں، چناں چہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور جھوٹے دعویداروں کے غلط دعووں کی تردید کے لئے ہمیشہ علماء حق

نے زبان وقلم سے ان کا تعاقب کیا اور ہر طرح سے مقام نبوت اور شان نبوت کے تقدس کی پاسبانی کی۔اسی سلسلہ کی ایک بہت ہی مفید کڑی یہ کتاب ہے جو ''سچے اور جھوٹے نبی کا فرق'' کے نام سے موسوم ہے، یہ ضخیم کتاب ابتداء میں خال محترم مفتی محمد ثمین اشرف صاحب قاسمی نے تقریبا سو صفحات پر لکھی، لیکن اللہ کو منظور یہ تھا کہ اس موضوع پر یہ کتاب ایک ایسی جامع کتاب ہو جو قاری کے لئے کافی وشافی ہو، چناں چہ کمپوزنگ کی دوران دیگر مضامین وابواب اور فروق سے اللہ نے انہیں آگاہ کیا، اس طرح یہ کتاب تقریبا تین سوستر (۳۷۰) صفحات پر مکمل تیار ہوکر پریس کے حوالے ہونے ہی والی تھی کہ جس لیپ ٹاپ میں یہ کتاب موجود تھی وہ مکمل خراب ہو گیا اور انتھک کوشش اور تمام تر امکانی تدبیروں کے اختیار کرنے کے بعد بھی اس سے اس کتاب کو حاصل کرنا ممکن نہ ہوسکا، اسے منجانب اللہ تصور کرتے ہو پھر سے اوراق منتشر کو جمع کرنے کا کام شروع کیا گیا، اس دوران اس واقعہ کا خیر ہونا ثابت ہوا کہ بہت سے اور چھوٹے ہوئے مضامین کا اللہ نے مصنف محترم کے قلب صافی پر القاء فرمایا اور اس طرح مزید اضافہ کے ساتھ یہ کتاب اب تقریبا پانچ سو سے بھی زائد صفحات پر مشتمل ہے جو اپنی جامعیت کی وجہ سے اپنے موضوع کی ''انسائیکلو پیڈیا'' کی حیثیت رکھتی ہے، **فللہ الحمد و المنة**۔

یہ کتاب مصنف محترم کی دیگر کتابوں کی طرح انتہائی مفید کتاب ہے جو تشنگان ہدایت کو خصائص نبوت سے آشنا کرے گی اور ان کے دلوں میں انبیاء کرام کی عظمت بٹھانے کے ساتھ انہیں عقیدہ ختم نبوت کا رسوخ عطا کرے گی اور ان کے ایمان وایقان میں اضافہ کرے گی، نیز یہ کتاب ان لوگوں کے لئے

بھی چشم کشا اور شمع ہدایت ثابت ہوگی جو ناواقفیت وکم علمی کی وجہ سے قادیانیت کے دام فریب میں آچکے ہیں؛ کیونکہ مصنف محترم نے اس کتاب میں عقیدہ ختم نبوت کی تفصیل کے ساتھ ساتھ قادیانیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا حقیقی چہرہ سچے اور ناقابل انکار حوالوں کے ذریعہ بے نقاب کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ تو یقیناً ختم ہو چکا ہے لیکن اگر بالفرض یہ سلسلہ جاری رہتا تو بھی ایسے شخص کا نبوت ورسالت سے سرفراز کیا جانا ممکن نہ ہوتا۔ گویا یہ کتاب عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح اور مدعی نبوت کی خانہ تلاشی کے ساتھ ساتھ حضرات انبیاء کرام کے ان کمالات وخصائص پر مشتمل ہے جو عام لوگوں کو حاصل نہیں ہوتے اور جن کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام عام لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں، ان فروق کو بتانے کا مقصد جہاں انبیاء کرام کے مقام ومرتبہ اور بلندئ شان سے واقف کرانا ہے وہیں تقابلی طور پر مدعیان نبوت کے دعوئ نبوت کو غلط ثابت کرنا بھی ہے کہ چونکہ وہ ان خصوصیتوں سے سراپا محروم ہیں اس لئے ان کا نبی ورسول ہونا کسی صورت ممکن نہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی خال محترم حضرت مولانا مفتی محمد ثمین اشرف صاحب کی عمر میں صحت وعافیت کے ساتھ برکت دے اور ان کی علمی کاوشوں کو قبول کر کے نافع خلائق اور ذریعہ مغفرت ورضوان بنائے۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ آجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

محمد عارف باللہ القاسمی

(استاذ حدیث وفقہ جامعہ عائشہ نسوان، حیدرآباد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ عَدَدَ خَلْقِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَمَبْلَغَ عِلْمِكَ وَآيَاتِكَ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تقریباً ۳۸ سال قبل کی بات ہے کہ بندۂ عاجز صلالہ سلطنت عمان میں تھا اور چند ماہ قبل ہی وہاں پہنچا تھا، عمر بھی اسوقت ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوگی یا اس سے بھی کم، صحیح علم اللہ رب العزت کو ہی ہے، روزی روٹی کی تلاش میں یہ سفر ہوا تھا، دو سال قبل ہی دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہوئی تھی، جب صلالہ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کا ایک طالب علم آیا ہے تو لوگوں کو ملنے کی خواہش بھی ہوئی اور عاجز کی آزمائش بھی، وہاں جو حضرات اہل علم یا علمی خدمات یا کسی بھی حیثیت سے عوام کی رشد و ہدایت اور دینی قیادت و سیادت سے جانے پہچانے جاتے تھے وہ حضرات بھی ملے اور میری کچی عمر اور دارالعلوم دیوبند کی پروقار عظمت کے آئینہ میں دیکھ کر حیران بھی ہوتے تھے جو ایک طویل اور تجرباتی ادوار ہیں، الغرض چند دنوں میں بات پھیل گئی کہ دیوبند کا ایک طالب علم آیا ہوا ہے، صلالہ میں ایک مسجد ایسی تھی جہاں اردو زبان بولنے والے بہت ہی غیر

معمولی زیادہ تعداد میں نماز جمعہ میں جمع ہوتے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ وہاں اردو میں نماز جمعہ کے قبل وعظ و نصیحت کا بیان ہوتا۔ مسجد کے ذمہ داران حضرت نے ایک جمعہ کی بات اس عاجز کی طے کردی۔ اور یہ بھی کہ خاتمیت رسول اعظم علیہ الصلاۃ والسلام پر بات کرنی ہے اس سے پہلے کبھی اس موضوع کو متعین کرکے بات کرنے کا اتفاق نہ ہوا تھا، تاہم توکل علی اللہ جو بھی اپنے اساتذہ اور اکابر و اسلاف سے قرآن و احادیث اور امت کے اجماعی عقیدہ ختم نبوت پر پڑھا تھا جو بروقت محفوظ بھی تھا بیان کیا، مجمع خوب تھا، مسجد کے ذمہ دار حضرات بھی تھے، عاجز کے اندر ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ میں شدت بھی ہے اور حدت بھی، بات جو بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوئی اور دوران گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شدت و صلابت میں اور عشق رسول کی حمیت وغیرت میں جھوٹے مرزائی پر لعنت کے الفاظ: مثلاً ملعون، مردود، منحوس، مفتری، کذاب، دجال وغیرہ الفاظ نکل گئے، بعد نماز جمعہ ایک صاحب ملنے آئے اور انہوں نے کہا آپ نے اپنے بیان میں سخت اور بہت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔

عقیدہ میں سختی عین ایمان ہے

اس سلسلہ میں عاجز نے جو جواب دیا وہ تو بعد میں آپ پڑھیں گے، مگر یہ سوال بہت لوگوں کو ہوتا ہے کہ سختی نہیں ہونی چاہئے، بھائی عقیدہ میں سختی عین ایمان اور اللہ ورسول کا مطالبہ ہے، قادیانی حضرات ہماری نرمی سے فائدہ اٹھا کر خود کو مسلمان باور کرا کر ہمارے بھولے بھالے، سیدھے سادے مسلمانوں کو مرتد بنا رہے ہیں، آپ قرآن مجید کا موقف جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

اختیار کیا تھا غور سے پڑھ لیں حق تعالیٰ نے ہی فیصلہ کر دیا ہے:

اے مسلمانوں تم ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمنوں سے ہمیشہ نفرت اور بیزاری رکھو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ ﴿المتحنة ۴﴾

”اے ایمان والو! تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں میں اچھی پیروی ہے، جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تم سے اور تمہارے بتوں سے بیزار ہیں، ہم انکاری ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دشمنی ٹھن گئی ہے“

اور تفسیر روح المعانی میں حدیثِ قدسی منقول ہے:

يقول الله تبارك وتعالىٰ: وعزتي لاينال رحمتي من لم يوال اوليائي ويعاد اعدائي (روح المعاني: ۲۸/ ۳۵)

”یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مجھے میری عزت کی قسم! جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا، اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا، وہ میری رحمت حاصل نہیں کرسکتا“۔

اور درۃ الناصحین میں علامہ خوبوی نے ایک حدیث پاک ذکر کی ہے:

روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: اوحی اللہ تعالیٰ الی موسی علیه الصلوۃ والسلام قال: یا موسیٰ! هل عملت لی عملاً قط؟ قال: الٰهی صلیت لک وصمت لک وتصدقت لک وذکرت لک، قال اللہ: یا موسیٰ! ان الصلوۃ لک برهان، والصوم لک جنة، والصدقة لک ظل، والذکر لک نور، فای عمل عملت لی؟ فقال: دلنی علی عمل هو لک؟ قال: یا موسیٰ! هل والیت لی ولیا قط؟ وهل عادیت لی عدوا۔" (درۃ الناصحین ص: ۲۱۰)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی، اے موسیٰ! تو نے میرے لئے بھی کوئی عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا: یا اللہ! میں نے تیرے لئے نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نماز تو تیرے لئے ہی برہان بنے گی۔ عرض کیا: یا اللہ! میں نے تیرے لئے روزے رکھے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! روزہ تو تیرے ہی لئے ڈھال بنے گا۔ عرض کیا: میں نے تیرے لئے صدقہ دیا! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صدقہ تو تیرے ہی لئے سایہ بنے گا۔ عرض کیا: میں نے تیرے لئے تیرا ذکر کیا! فرمایا: اے موسیٰ! ذکر تو تیرے ہی لئے نور ہوگا، بتا تو نے میرے لئے کون سا عمل کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میرے پروردگار! تو ہی بتادے کہ وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لئے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیارے موسیٰ! کیا تو نے میرے دوستوں کے ساتھ محبت و دوستی کی ہے؟ اور کیا تو نے میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی ہے؟''

اسی طرح کا ایک واقعہ ایک ولی اللہ کے ساتھ پیش آیا، جیسا کہ تفسیر روح

البیان (ج: ۴ ص ۳۷۸ء) پر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت کرنا جتنا مقبول ومحبوب عمل ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی وعداوت رکھنا مقبول ومحبوب عمل ہے، نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب علیہ السلام کی محبت اور ان کے دشمنوں، گستاخوں کی محبت آپس میں ضدین ہیں، یہ دونوں بیک وقت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

مخدوم الاولیاء سیدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے فرمایا:

''درمحبت متباینہ جمع نشوند جمع ضدین رامحال گفتنہ اند محبت یکے مستلزم عداوت دیگرست'' (مکتوبات امام ربانی، مکتوب نمبر ۱۶۵، جلداول)

یعنی دو محبتیں جو ایک دوسرے سے ضد ہوں، ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں؛ کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے، اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دل میں محبت ہوگی تو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی محبت دل میں نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی جتنی محبت و دوستی دل میں آئے گی تو اللہ و رسول کی محبت اتنی ہی کم ہوجائے گی۔ نیز فرمایا:

''وعلامت کمال محبت کمال بغض است با اعداء اُوصلی اللہ علیہ وسلم'' (مکتوب ج:۱ نمبر ۱۶۵)

یعنی تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال محبت کی یہ علامت ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض و

عداوت ہو۔

نیز فرمایا:

یہ بھی مسلم ہے کہ سید اکرم، نور مجسم، فخر آدم صلی اللہ علیہ سلم تک رسائی ہی دین ہے۔

علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے:

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دین ہم اوست
اگر باونر سیدی تمام بو لہبی ست

یعنی تو اپنے آپ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں تک پہنچا دے اور اگر تو ان تک نہ پہنچ سکا تو تیرا سب کچھ ہی ابولہب ہے۔

عاجز نے وہی بات دہرائی جو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی سنی ہوئی تھی کہ حضرت کشمیری مرزا قادیانی کے لئے جتنے غلیظ سے غلیظ الفاظ ہوتے استعمال کرتے کبھی کسی سائل نے حضرتؒ سے سوال کیا کہ حضرت آپ کی زندگی کا ہر گوشہ اتباع سنت کی نشاندہی کرتا ہے اور آپ گفتار و تخاطب میں نرمی اور لینت کو پسند کرتے ہیں مگر جب مرزا قادیانی کی بات آتی ہے تو آپ کا لب ولہجہ اور رنگ وروپ کے ساتھ الفاظ میں بھی شدت وحدت آجاتی ہے، اس کا کیا سبب ہے؟ واہ خوب جواب دیا: حضرت خاتم النبیین لانبی بعده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ومودت کا یہ بھی حق ہے کہ جھوٹے کذاب ومفتری، ملعون سے بغض وعداوت میں شدت ہو، یعنی ان کی محبت وفدائیت میں جس قدر گہرائی وگیرائی ہوگی جھوٹے متنبی سے (نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے سے) عداوت ونفرت میں شدت ہوگی بات ختم ہوگئی۔

اس واقعہ کے بعد ایک شب میں اللہ رب العزت کا از حد انعام ہوا اور خواب میں دیکھا کہ بہت ہی صاف وشفاف غیر معمولی عریض و چوڑا اور طویل دریا ہے اور پانی بہت ہی تیزی کے ساتھ آ رہا ہے عاجز ایک کشتی میں سوار ہے اور کشتی تیزی کے ساتھ از خود رواں دواں یہاں تک کہ کشتی پانی جہاں سے رواں ہے اس منبع و چشمہ تک پہنچتی ہے اور وہیں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا روضۂ اطہر ہے، یہ مقدس ومطہر اور منور ومجلی ایک قدیم طرز کا حجرہ ہے، یہ حجرہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، ایک چار پائی ہے جس پر ہمارے اور کائنات عالم کے سرتاج خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام آرام فرما ہیں، عاجز السلام علیکم کی سنت کے بعد قدم مبارک میں باادب کھڑا ہے اور کوئی صاحب خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک میں تیل کی مالش کر رہے ہیں، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان صاحب سے تم کو مالش کرنے نہیں آتی تو تم چھوڑ دو، ثمین تم آؤ اور مالش کرو اور دیکھو وہ طاق میں تیل کی شیشی رکھی ہے، تیل وہاں سے لے لو (قدیم زمانہ میں مٹی کے مکانوں میں دیوار کے اندر طاق بنا ہوا ہوتا تھا، بالکل اسی طرز کا مکان ہے اور طاق بھی) عاجز نے تیل طاق سے اٹھایا اور حضرت فداہ ابی وامی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے سر میں تیل کی مالک شروع کر دی، اسی درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کروٹ لی اور ارشاد فرمایا: دیکھو یہ مہر ختم نبوت ہے، تم بوسہ لے لو، اس عاجز نے شاہ کونین کے ختم نبوت کا بوسہ لے لیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنہ بازو دکھلایا اور فرمایا یہ جھوٹے نبی کا بازو نہیں ہے، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہیں تھیں رضی اللہ عنہا۔

والد علیہ الرحمۃ باحیات تھے، ان کو جب یہ خواب سنایا تو ان پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور وہ تھوڑی دیر کے لئے استغراق کی حالت میں محو ہو گئے، جب یہ خواب دیکھا تھا اس وقت ذہن اس طرف نہ گیا، اب جبکہ میری عمر کے دن کم رہ گئے ہیں اور آخرت قریب آ گئی ہے، خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی خاتمیت ابدیت پر دل کا میلان بڑھ رہا ہے، سبب اس کا جو بھی ہو اللہ کا شکر ہے، تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہمارے علماء، ائمہ مساجد، خطبا، دعاۃ اور مصلحین و مبلغین جھوٹے مردود قادیانی کے رد میں وہ شدت وحدت اختیار نہ کر سکے جو کرنا چاہئے تھا، میں بذات خود بھی اسی گناہ کا شکار رہا، اللہ رب العزت ہم تمام لوگوں کو معاف کر دے اور اب عمر کے آخری حصہ میں بطور کفارہ ''ختم نبوت'' کا کام لے لے۔

جھوٹے نبی تو بہت ہوئے اور بھی ہوں گے مرزا قادیانی بھی انہیں کذاب و دجال میں داخل ہے، مگر دوسرے اور قادیانی میں فرق یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کذابیت کی سرپرستی دشمن اسلام سفید فام ایک حکومت کر رہی ہے؛ کیونکہ مرزا قادیانی اسی حکومت کا دم کٹا کتا ہے، جو اپنے مالک کے اشارہ سے بھونکتا ہے (بعض اکابر نے جہنم میں مرزا کو خنزیر ہی کی شکل میں دیکھا بھی ہے) علماء واکابر امت نے دلائل و براہین سے اس خبیث کے دجل وفریب دھوکہ اور مکاری وعیاری کی نشاندہی کر دی ہے، مگر عوام بیچاری کیا کرے ان کے فریب میں آ جاتی ہے، بیشتر لوگ جو قادیانی بن جاتے ہیں لاعلمی میں یا نوکری یا چھوکری کے لالچ میں یا مال ومنال کے جال میں، الغرض اس مختصر کتاب کے ذریعہ ختم نبوت کا آسان پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے، کوشش کی جائے گی کہ اسلوب آسان

ہو جو عوام کے فہم میں آ جائے۔

ہندو پاک کے وہ اکابر علماء جن کو اللہ تعالیٰ نے کسی بھی حیثیت سے دینی خدمت کا موقع دیا ہے، مثلاً امام وخطیب ہوں یا واعظ و ناصح، یا دعاۃ و مصلح، مرشد و پیر، ان سے درخواست ہے کہ جب بھی احادیث مبارکہ بیان کریں تو یوں بیان کریں:

خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث مبارکہ میں یوں آیا ہے۔

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے۔

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں حکم یہ ہے۔

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی ہدایت امت کو یہ ملی ہے۔

صرف حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جگہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا لفظ استعمال کریں اور کبھی کبھی نہیں بلکہ ہر بیان و وعظ میں خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی خاتمیت کا حسن و جمال دوران گفتگو نمایاں کرتے جائیں، مثلاً قرآن وحدیث کی جو بات بھی آپ عوام میں پیش کریں اس کے درمیان یہ بھی کہہ دیں کہ:

یہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی خاتمیت کا کمال ہے۔

یہ محاسن ختم نبوت ہے۔

یہ جمال ختم نبوت ہے۔

یہ حسن وخوبی ختم نبوت کی ہے کہ یہ حکم اس طرح آیا۔

الغرض جو بھی مضمون آپ بیان کریں اس کو ہر زاویہ اور جہت سے حضرت خاتم النبیین کے ختم نبوت کے حسن سے منسوب کر دیں اور کبھی کبھی ختم نبوت کا

مفہوم بھی عوام کو بتلائیں، عوام ختم نبوت سے بے خبر ہیں یہ علماء اور خطباء کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو آگاہ کریں۔ اور ختم نبوت پر بھونکنے والے کتا قادیانی کی بکواس جاننے کے لئے آپ صرف ایک کتاب پاس ضرور رکھیں:

۱۔ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، مصنفہ: پروفیسر محمد الیاس برنیؒ۔

۲۔ مقدمہ قادیانی مذہب۔ قادیانی قول اور فعل۔

اور مرزا قادیانی کی عیاشی وفحاشی سے مطلع ہونے کے لئے دو کتاب ضرور رکھئے اور عوام کو باخبر کیجئے کہ زانی وشرابی کس کردار کا ہوتا ہے۔

(۱) قادیانیت اس بازار میں۔ (۲) قادیانیت کی عریاں تصویریں۔ محمد متین خالد۔ اور قادیانیت پر رد کی تمام کتابیں آپ کو نٹ پر مل جائیں گی۔

نیز قادیانی کے اس دھوکہ وفریب سے بھی عوام کو باخبر کریں کہ یہ جماعت کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہی پڑھتی ہے، مگر کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مفتری کذاب مرزا قادیانی کو مانتی اور جانتی ہے حالانکہ باجماع امت محمد رسول اللہ سے مراد آج تک محمد مکی ومدنی خاتم علیہ الصلوۃ والسلام ہیں۔ اس طرح وہ عوام کو دھوکہ وفریب میں ڈال کر قادیانی مذہب میں داخل کر لیتے ہیں، ہادی ونصیر رب العزت امت کی حفاظت فرمائے۔

حضرت محمد مصطفی مکی مدنی اللہ رب العزت کے آخری رسول ونبی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا تشریعی۔ غیر تشریعی۔ بروزی یا ظلی یا نیا نبی بنایا جائے گا نہ آئے گا ہاں اگر کوئی بزور نبی بنتا ہے تو وہ ملعون مفتری کذاب، دجال، خبیث النفس، مردود ہوگا وہ اپنے دعوے کی وجہ سے کافر، مرتد، زندیق، واجب القتل، مباح الدم ہوگا، جس طرح مسیلمہ کذاب کو قتل

کیا گیا نہ معلوم اس مسیلمہ پنجاب کو لوگوں نے کیوں قتل نہ کر دیا یہ فتنہ بھی ختم ہو جاتا، امت کی کثیر تعداد جہنم سے بچ جاتی۔

قرآن مجید کی ایک سو آیات سے زائد اور خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت وشہادت پیش کرتی ہیں کہ حضور خاتم رحمت عالم علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اس بات پر پختہ ایمان اور یقین راسخ رکھنا، عقیدۂ ختم نبوت کہلاتا ہے۔

دین اسلام کی پوری بنیاد وعمارت اسی اساسی اور حساس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ ذرہ برابر بھی شک وشبہ اگر اس بنیادی عقیدہ میں داخل ہو جائے تو بندہ اسلام سے خارج ہو جائے گا، آخر قرآن مجید کی ایک سو آیات مبارکہ میں اہتمام کے ساتھ حق تعالیٰ نے کیوں بیان کیا اور دو سو احادیث سے زائد میں ختم نبوت کی ابدیت کو اہمیت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے، پھر سیدھی سادی بات ہے کہ قرآن و احادیث مبارکہ ہدایت کے لے رب العزت نے امت کو عطا کیا اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی بابرکت رحمت والی ذات عطا کر دی تو پھر اس مردود وملعون، زانی وشرابی، کذاب ومفتری قادیانی کی گمراہی کی ضرورت کسی بدبخت کو ہوگی، خاتم النبیین حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ختم نبوت پر عقیدہ رکھنے والے کو بروزی ضال ومضل کے اوپر لعنت و پھٹکار کی ضرورت ہے، بدبخت کتا قادیانی بھونکا بھی تو کس مقدس ومطہر ومنور ومجلّٰی پر اللھم صلی وسلم وبارک علی سیدنا خاتم النبیین من لا نبی بعدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (سورة الاحزاب ۴۵)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے، تھانوی

عرب کی ایک پرانی رسم یہ بھی تھی کہ وہ اپنے متبنّیٰ یا منہ بولے بیٹے کو حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے یہ لے پالک بیٹا وراثت میں بھی شریک ہوتا، اور جس طرح ایک حقیقی بیٹا مرجاتا اور اس کی بیوی باپ کے لئے حرام ہوتی، اسی طرح لے پالک بیٹا جب مرجاتا یا وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدیتا تو وہ عورت لے پاک بیٹے کے باپ کے لئے حرام ہوتی۔

حضرت زید بن حارثہ نبی کریم خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ بولے بیٹے تھے، تمام لوگ انہیں ''زید بن محمد'' کہہ کر پکارتے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس رسم کو ختم کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم ہیں یعنی دنیا میں انبیاء کے آنے کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی آخری نبی اور رسول ہیں۔

آیت کا واضح مفہوم

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی، اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، بس جن کو ملنی تھی مل چکی، اسی لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا، جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے، خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا، جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری وساری ہے۔ اب یہ منصب ہی حضور پر ختم ہوگیا، حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا، بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی روحانیت، عظمی ہی سے مستفید ہوتے تھے، جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا، اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہوجاتے ہیں، اسی طرح نبوت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوجاتا ہے۔

اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔

اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملت اسلام سے خارج ہے۔ (تفسیر عثمانی)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے رسول آئے وہ صرف رسول اللہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہونے کے علاوہ خاتم النبیین بھی ہیں۔

خاتم النبیین ﷺ کے تصور کے لئے لازمی امور

اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے لئے دو باتوں کا تصور ضروری ہے، ایک یہ کہ آپ ﷺ رسول اللہ ہیں اور دوسرا یہ کہ آپ ﷺ خاتم النبیین بھی ہیں، آپ ﷺ کے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور آپ ﷺ کی ذات کا ادھورا اور ناتمام تصور ہے بلکہ ان دو تصورات میں آپ کا امتیازی تصور خاتم النبیین ہی ہے۔ ختم نبوت کی نشر و اشاعت نبوت آدم علیہ السلام بلکہ وجود آدم علیہ السلام سے بھی پہلے لوح محفوظ اور عرش عظیم پر کر دی گئی تھی اور کاتب تقدیر نے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان آپ کے اسم مبارک کے ساتھ آپ ﷺ کی خاتم النبیین ہونے کی صفت بھی بصورت حروف نقش کر دی تھی۔ جب آپ عالم ناسوت میں جلوہ افروز ہوئے تو آپ کی یہ امتیازی شان مہر نبوت کی صورت میں بھی نمایا کر دی گئی تاکہ جس کی آمد کا غلغلہ اب تک عالم میں بلند ہو رہا تھا اس کی شناخت میں کوئی دشواری نہ رہے، اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب حکمت ہے کہ مہر نبوت کے ظہور کے لئے آپ ﷺ کے جسم مبارک میں بھی وہ جگہ منتخب ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں منتخب ہوئی تھی۔ (ترجمان السنۃ: ۱/۴۱۹)

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ: ۳)

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا، اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔ (تھانویؒ)

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

''آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے مکمل کر دیا''

یعنی اس کے اخبار وقصص میں پوری سچائی، بیان میں پوری تاثیر، اور قوانین و احکام میں پورا توسط واعتدال موجود ہے، جو حقائق کتب سابقہ اور دوسرے ادیان سماویہ میں محدود و ناتمام تھیں ان کی تکمیل و تعمیم اس دین قیم سے کر دی گئی، قرآن وسنت نے، حلت و حرمت، وغیرہ کے متعلق تنصیصاً وتعلیماً جو احکام دیئے ان کا اظہار وایضاح تو ہمیشہ ہوتا رہے گا لیکن اضافہ و ترمیم کی مطلق گنجائش نہیں چھوڑی۔

وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

''اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا''

سب سے بڑا احسان تو یہ ہی ہے کہ اسلام جیسا مکمل اور ابدی قانون اور خاتم الانبیاء جیسا نبی تم کو مرحمت فرمایا، مزید برآں اطاعت و استقامت کی توفیق بخشی، روحانی غذاؤں اور دنیوی نعمتوں کا دسترخوان تمہارے لئے بچھا دیا، حفاظت قرآن، غلبہ اسلام اور اصلاح عالم کا سامان مہیا فرما دیئے۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

''اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا''

یعنی اس عالمگیر اور مکمل دین کے بعد اب کسی اور دین کا انتظار کرنا سفاہت ہے، اسلام جو تفویض وتسلیم کا مرادف ہے، اس کے سوا مقبولیت اور نجات کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں۔

اس آیت الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کا نازل فرمانا بھی منجملہ

نعمائے عظیمہ کے ایک نعمت ہے، اسی لئے بعض یہود نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ امیر المومنین، اگر یہ آیت ہم پر نازل کی جاتی تو ہم اس کے یوم نزول کو عید منایا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ جس روز یہ ہم پر نازل کی گئی مسلمانوں کی دو عیدیں جمع ہوگئی تھیں یہ آیت دس ہجری میں، حجۃ الوداع، کے موقع پر، عرفہ کے روز جمعہ کے دن عصر کے وقت نازل ہوئی جب کہ میدان عرفات میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے گرد چالیس ہزار سے زائد اتقیاء وابرار رضی اللہ عنہم کا مجمع کثیر تھا، اس کے بعد صرف (۸۱) اکیاسی روز حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ افروز رہے۔ (تفسیر عثمانی)

مذکورہ دونوں آیتوں میں حق جل مجدہ نے امت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو پختہ اور مضبوط، قطعی وحتمی قیامت تک کے لئے ہدایت الٰہی عطا کردی کہ دیکھو حضرت محمد مصطفی مکی مدنی علیہ الصلوۃ والسلام آخری نبی ہیں اب نیا نبی نہیں آئے گا۔ نہ ہی بنایا جائے گا۔ اگر کوئی مجنون مرق کی بیماری یا مالیخولیا کی وجہ سے نبی بننے کی کوشش کرے تو وہ کذاب، مفتری و دجال خبیث النفس اور بد بخت ہوگا، نبی بننے کی چیز نہیں، نبی بنتا نہیں، نبی اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو قیامت تک کی آخری رشد وہدایت کی کتاب ہے اطلاع دیدی کہ قرآن جس طرح آخری کلام اللہ اور آخری کتاب ہے حضرت محمد مکی مدنی علیہ الصلوۃ والسلام آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب میں ایک آیت بھی اشارۃ وکنایۃً ایسی نہیں جس میں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ ولسلام کے بعد کسی نبی کے آنے کی بات اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہو۔

قرآن کی اس آخری ہدایت وتعلیم کے بعد اگر کوئی شخص نبی بنتا ہے تو وہ

کذاب و دجال اور خبیث النفس اور مرتد ہے۔

کیونکہ اس کو نبی ماننے کی صورت میں قرآن کی آیات ختم نبوت جو تقریباً ایک سو سے زاید ہیں ان آیتوں کا انکار ہو جائے گا جبکہ ایک آیت کا انکار بھی خطرہ سے خالی نہیں۔

پھر آیت ختم نبوت نے تمام قسم کی فرضی و رکیک اور خود تراشی ہوئی قسموں کو باطل اور رد کر دیتی ہے، قادیانی آیت ختم نبوت کی خاتمیت وحتمیت اور قطعیت کا منکر ہے، اور مسلمانوں کو دجل وفریب اور دھوکہ دے کر من گھڑت تاویل کرتا ہے۔قرآن مجید نے مستقل، غیر مستقل، ظلی بروزی بالواسطہ، غیر بالواسطہ، تمام عیاری ومکاری کے چور دروازوں کو بند کرتا ہے اور حضرت خاتم النبیین محمد مکی و مدنی علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت کے بعد تشریعی اور غیر تشریعی کی بات ہی ختم ہو جاتی ہے اگر یہ دروازہ کھلا ہوتا تو امت محمدیہ علی صاحبہا علیہ الصلوۃ والسلام کے کسی برگزیدہ کو نبوت نہ ملی، ہزار سال سے زاید عرصہ میں اور ملی بھی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ السلام کے بعد تو ایک زانی۔شرابی، عیاش، عیار، مکار، دغاباز، حرام خور کو ملی، **استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ**۔

آپ میری تحریر سے نہ بدکیں، شواہد چاہیۓ تو کتاب ’’قادیانیت اس بازار میں‘‘، ’’قادیانیت کی عریاں تصویریں‘‘، جناب خالد متین صاحب کی نیٹ سے نکالیں اور دیکھ لیں یا پھر ’’شہر سدوم‘‘ جناب شفیق مرزا صاحب کی مطالعہ کریں۔

الغرض ختم نبوت کی آیت نے واضح کر دیا کہ اب نبی بنایا نہیں جائے گا۔اللہ رب العزت کو جن مقدس حضرات کو حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام سے قبل نبی بنانا تھا بن چکے، جن کی آخری کڑی حضرت محمد مکی مدنی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اب کوئی نہیں اور سورۃ مائدہ کی آیت نے امت خیر کو ہدایت دیدی کہ تمام دین و شریعت کا ابدی قانون کامل اور مکمل ہو گیا اب قیامت تک اصول شریعت اور دین اسلام میں امت کو نہ ہی نئی کتاب نہ نئے نبی کی ضرورت ہے نہ ہی نئی کتاب کی یا نئے نبی کی امت محتاج ہے، زندگی گذارنے کا سلیقہ وطریقہ اور بعد ممات مغفرت و جنت کا حصول سب حضرت خاتم النبیین کی ذات اسوہ بنکر دکھلا چکی ہے اور قرآن و حدیث نشاندہی کر رہی ہے۔ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام پر دین اصولی طور پر مکمل ہو چکا ہے، اب جس کو صراط مستقیم کی راہ چاہئے اس کو حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ السلام کی ردائے ختم نبوت میں ہی نجات وفلاح اور رشد و ہدایت نصیب ہوگی۔ ایک عام فہم رکھنے والا۔ سیدھا سادہ آدمی بھی اس بات کو بحسن خوبی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے ہی فرما دیا کہ میں نے آج کے دن دین مکمل کر دیا۔ بھائی جب دین اللہ تعالی مکمل ہی کر چکا تو بچا کیا جو پیش کیا جائے ؟! اور اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ مکمل نہیں ہوا یا چھوٹ گیا تو آیت کا انکار لازم آئے گا۔ اللہ رب العزت نے اکمال کے ساتھ ساتھ اتمام بھی کر دیا اور ان دونوں کو جو قبول کرے گا اس کے لئے اللہ کی رضا بھی ہوگی۔

اللہ رب العزت نے واضح طور پر امت کو گمراہی سے بچا لیا اور آخری نبی کے ساتھ آخری کتاب اتاری اب نہ نیا نبی نہ نئی کتاب الحمد للہ کہ دروازہ ہی قیامت تک نئی شریعت اور نئے نبی کا بند کر دیا گیا۔

حضرت محمد رسول اللہ کے ذریعہ قصر نبوت ختم نبوت ہو چکا

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ " مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ

رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ " (رواه البخاری فی کتاب الانبیاء، ومسلم ج: ۲ ص: ۲۴۸ فی الفضائل واحمد فی مسنده ج: ۲ ص: ۳۹۸، والنسائی والترمذی) وفی بعض الفاظه: فکنت انا سددت موضع اللبنة وختم بی البنیان وختم بی الرسل۔ (ھکذا فی الکنز عن ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میری مثال مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کو بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا، مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی، پس لوگ اس کے دیکھنے کو جوق درجوق آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (تاکہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی)، چنانچہ میں نے اس جگہ کو پر کیا اور مجھ سے ہی قصر نبوت مکمل ہوا، اور میں ہی خاتم النبیین ہوں، (یا) مجھ پر تمام رسل ختم کر دیئے گئے۔

ان تشبیہات کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح اس قصر میں جو ہر طرح مکمل ہو چکا ہے اب کسی اور اینٹ کی کوئی گنجائش نہیں رہی اسی طرح میری آمد کے بعد اب کسی اور نبی کے آنے کا احتمال نہیں رہا۔ کیونکہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت عام اور تام ہو چکی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا دامن قیامت تک کے انسانوں پر پھیلا دیا گیا اور آنے والے پر بھی قیامت تک ختم نبوت کا سایہ پھیلا ہوا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ نے فرمایا:

اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَكَ حَيًّا وَمَنْ يُّوْلَدُ بَعْدِيْ

''میں انکا بھی رسول ہوں جواب زندہ ہیں اوران کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوں گے''۔(ابن سعد۔ترجمان ۱/۴۰۰)

قربان جایئے خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی خاتمیت کی ابدیت اور حتمیت پر اور حدیث کے انمول بول مثل الانبیاء من قبلی پر، جس میں خصوصیت کے ساتھ یہ فرمایا کہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذر چکے ہیں ان میں اصحاب شریعت جدیدہ یعنی جن کو مستقل شریعت دی گئی تھی وہ اور پہلی شریعت کے متبع بھی۔

حاصل یہ کہ حق تعالی نے جو قصر نبوت تعمیر فرمایا اور عالی شان نبوت کا محل بنایا وہ آدم علیہ السلام سے عیسی علیہ السلا تک تعمیر ہوتا رہا اور آخری اینٹ جو بطور تمثیل کے ارشاد فرمایا وہ حضرت خاتم النبیین محمد مکی علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد سے بالکل مکمل ہو چکا اور محل نبوت کا بالکل کامل ومکمل تیار ہو گیا اور جو ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پوری ہوگئی اوراب حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کسی قسم کا ظلی بروزی، تشریعی، غیر تشریعی بالواسطہ بلا واسطہ نبوت یا نبی کی کوئی گنجائش نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قصر نبوت کی تکمیل فرمادی اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ والی آیت میں بیان بھی فرمادیا۔

نبوت کی من گھڑت قسمیں نکالنا بدبختی اور گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے قرآن اور صاحب قرآن عطا کر دیا اب بھی اگر کوئی گمراہ ہوتا ہے تو یہ اس کی نجاست وغلاظت اور ضلالت وذلت ہے۔یہ محض دماغی

اختراع اور خود ساختہ خیال ہے۔

خاتم الانبیاء کے اسماء کمالات خاتمیت کی نشاندہی کرتے ہیں

(۲) عن جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، الَّذِي يُمْحَى بِيَ الْكُفْرُ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى عَقِبِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ(رواه البخاری ومسلم ج: ۲ ص: ۲٦١، وابو نعیم فی الدلائل ص: ۱۲)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر ہوں، یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا، (اور کوئی نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا)، اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو۔ (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ج: ۲ ص: ۲٦١، اور ابونعیم نے دلائل ص: ۱۲ میں)

اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں ہے: "يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمَيَّ" جس کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری ج: ۲ ص: ۴۰٦ میں فرمایا ہے:۔

يمكن ان يكون المراد بالقدم الزمان اى وقت قيامى على قدمى لظهور علامات الحشر اشارة الى انه لا نبى بعده ولا شريعة۔

"ممکن ہے کہ قدم سے مراد زمانہ ہو یعنی جس وقت علامات قیامت کے ظہور کے ساتھ میں اپنے قدم پر کھڑا ہوں گا اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ کوئی شریعت، یہ حدیث ہر قسم کی نبوت کے انقطاع کی خبر دے رہی ہے خواہ پہلی شریعت کے تابع ہو یا شریعت جدیدہ کے ساتھ"

حافظ ابن قیمؒ کی رائے

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نام آپ کی کسی نہ کسی صفت کی جلوہ گاہ ہے، صرف ایک عَلَمْ نہیں جس کا مقصد کسی ذات کا تعارف ہوتا ہے اور بس یہی وجہ ہے کہ آپ کے اسماء بہت ہیں۔ عرب میں اسماء، کنیتوں اور القاب کے تعدّد کا کچھ دستور بھی تھا اور اس بنا پر اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، انبیاء علیہم السلام کی ذات اور ان کے افعال و اقوال خواہ اختیاری ہو یا غیر اختیاری، عمداً ہوں یا بھول کر سب حقائق و اسرار کا ایک مجموعہ ہوتے ہیں اسی طرح ان کے اسماء بھی صرف تعیین شخصیت کے لئے نہیں بلکہ وہ بھی اپنی جگہ ایک گنجینہ معارف ہوتے ہیں۔

دراصل یہ اسماء ان تمام اوصاف و مبادی کے ترجمان ہوتے ہیں جو دست قدرت نے ازل سے ان میں ودیعت رکھے ہیں اگر ان کو رحیم کہا جاتا ہے تو اس لئے کہ وہ درحقیقت پیکر رحمت ہوتے ہیں اگر ان کو ماحی کہا جاتا ہے تو اس لئے کہ وہ حقیقۃً آثار کفر کو مضمحل و کمزور بنا کر فنا کے قریب کر دیتے ہیں، اگر کسی کو عاقب کہا جاتا ہے تو اس لئے کہ وہ درحقیقت آخر میں آنے والا ہوتا ہے، غرض جتنی پر از حقیقت و اسرار ان کی ذات ہوتی ہے اسی قدر حقیقت سے لبریز ان کے

اسماء ہوتے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کو آپ صرف ناموں کا ایک ڈھیر نہ سمجھیں اور نہ ایسا بے حقیقت تصور کریں جیسا کہ ہر ماں صرف محبت میں اپنے بیٹے کا خوبصورت سے خوبصورت نام رکھ لیتی ہے، خواہ اس نام اس میں کوئی اثر نہ ہو، وہ سیاہ فام بچے کو چاند کہہ کر پکارتی ہے اور غبی سے غبی لڑکے کا نام ذکی تجویز کر دیتی ہے، مگر یہ سب کچھ بے حقیقت ہوتا ہے، کہیں علم کی اصل وضع اگر تعریف شخصیت کے لئے نہ ہوتی تو کذب اور جھوٹ بھی ہو جاتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء کو اس نظر سے نہ دیکھیں بلکہ ان کو کمالات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگین چلمنیں سمجھیں جن میں چھن چھن کر آپ کے کمالات نظر آتے رہتے ہیں۔ (ترجمان السنہ: ۱/۴۵۱)

احمد و محمد خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم)

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک بے نظیر تھی، آپ کے یہ اسماء بھی بے مثل ہی تھے۔ آپ سے پہلے کسی کے ذہن میں ان اسماء کا خطور بھی نہ ہوا تھا حتی کہ جب آپ کی ولادت کا زمانہ نزدیک آ گیا ہے، کاہنوں، منجموں اور اہل کتاب نے نام لے کر آپ کی آمد کی بشارتیں دیں تو لوگوں نے اس نبی منتظر کی طمع میں اپنی اولاد کا نام محمد احمد رکھنا شروع کر دیا۔ جہاں تک تاریخ سے ثابت ہوتا ہے جن کے نام محمد واحمد رکھے گئے تھے ان کی کل تعداد چھ تک ہے۔ ساتواں کوئی شخص ثابت نہیں ہوتا۔ سہیلی صرف تین ہی بتلاتے ہیں۔ (۱) محمد بن سفیان بن مجاشع۔ (۲) محمد بن احیمہ بن الحلاج۔ (۳) محمد بن عمران بن ربیعہ۔ سہیلی سے پہلے ابو عبداللہ بن خالویہ کا خیال بھی یہی ہے۔ حافظ ابن حجر آٹھویں صدی میں جب پھر اس کے درپے

ہوئے تو انہوں نے ان کی تعداد بیس تک پہنچا دی اور تکرار و اوہام حذف کرنے کے بعد منقح تعداد پندرہ قرار دی جس میں سب سے زیادہ مشہور محمد بن عدی بن ربیعۃ ہیں۔ ان کا واقعہ بغوی: ابن سعد، ابن شاہین اور ابن السکن وغیرہم نے اس طرح بیان کیا ہے:

کہ خلیفہ بن عبداللہ نے محمد بن عدی سے پوچھا۔ تمہارے والد نے تمہارا نام زمانۂ جاہلیت میں محمد کیسے رکھ دیا انہوں نے جواب دیا اس کے متعلق جیسا تم نے مجھ سے پوچھا ہے ایسا ہی میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ میں قبیلہ نبی تمیم کے تین اور شخصوں کے ہمراہ ابن حنفیہ غسانی کی ملاقات کے لئے ایک مرتبہ شام کی طرف روانہ ہوا۔ ہم ایک ایسے چشمہ پر جا کر اترے جو گرجا کے قریب تھا۔ گرجا کا منتظم ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں تم دوڑ کر ان کو قبول کر لینا، ہم نے کہا ان کا نام، اس نے کہا ان کا نام محمد۔ جب اس سفر سے ہم واپس ہوئے تو اتفاقاً ہم سب کے یہاں لڑکے پیدا ہوئے اور اس لئے ہم سب نے اپنے اپنے لڑکوں کا نام محمد رکھ دیا۔

اس کے بعد حافظ ابن حجرؒ نے اور اشخاص کے نام بھی بہ تفصیل تحریر کئے ہیں (دیکھو فتح الباری باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم) حافظ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ کا جو اسم مبارک مذکور ہے وہ احمد ہے۔ حافظ ابن قیم اس رائے سے متفق نہیں وہ اس پر اصرار کر رہے ہیں کہ تورات میں آپ کی پیشگوئی اسم محمد کے ساتھ بھی صاف موجود ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن قیم اسم "محمد" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد وہ ہے جس میں بکثرت تعریف کے اوصاف پائے جائیں، محمود بھی اسم مفعول کا صیغہ ہے مگر جو مبالغہ باب تفعیل میں ہوتا ہے وہ ثلاثی مجرد میں نہیں ہوتا اس لئے محمد، محمود سے زیادہ بلیغ ہے۔ محمد اس کو کہتے ہیں جس کی اتنی تعریف کی جائے جتنی کسی اور بشر کی نہ کی جائے۔ اسی لئے تورات میں آپ کا نام محمد ہی ذکر کیا گیا ہے کیونکہ آپ کے اوصاف حمیدہ، آپ کی امت اور آپ کے دین کے فضائل و کمالات کا اتنی کثرت سے اس میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام جیسے اولو العزم رسول کو بھی آپ کی امت میں ہونے کی آرزو ہونے لگی۔

احمد: یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں معنی میں مستعمل ہوسکتا ہے۔ پہلی صورت میں اس کے معنی ہیں "احمد الحامد ین لربہ" یعنی تمام تعریف کرنے والوں میں اپنے پروردگار کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ دوسری صورت میں اس کے معنی ہیں "احق الناس واولاھم بان یحمد" تمام لوگوں میں سب سے زیادہ تعریف کے قابل اور ثناء کا مستحق، اس بنا پر محمد واحمد میں فرق یہ رہے گا کہ محمد وہ ہے جس کی تعریف اپنے اوصاف جمیلہ کی وجہ سے سب سے زیادہ کی جائے اور احمد وہ ہے جس کی تعریف سب سے بہتر اور عمدہ کی جائے پس محمد بلحاظ کمیت ہے اور احمد بلحاظ کیفیت۔

دونوں ناموں کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنے خلق و خصائل کی وجہ سے اس کے مستحق ہیں کہ سب سے زیادہ اور سب سے کامل تعریف آپ کی ہو، اس تحقیق کے بعد ان دونوں مفہوموں کے لحاظ سے سطح عالم پر نظر ڈالئے تو آپ کو معلوم ہوگا

کہ یہ اسماء جتنی حقیقت اور جتنی صداقت کے ساتھ آپ کی ذات مبارک پر چسپاں ہیں اتنے کسی اور پر نہیں۔ اگر یہاں اسم تفضیل کو اسم مفعول کے معنی میں لیجئے تو خالق سے مخلوق تک انبیاء علیہم السلام سے لے کر جن و ملک تک حیوانات سے لے کر جمادات تک غرض ہر ذی روح اور غیر ذی روح سب ہی نے آپ کی تعریفیں کی ہیں اور آج بھی چالیس کروڑ انسانوں کی زبانیں دن میں نہ معلوم کتنی بار آپ کی تعریف کے لئے متحرک رہتی ہیں۔ حتیٰ کہ کفار میں بھی ایک معقول طبقہ ایسا ہے جو اگرچہ آپ کا دین تسلیم نہیں کرتا مگر آپ کی دیانت وامانت، عدل و انصاف، صداقت وراست بازی، ہوش وخرد کا ثناء خواں ہے اس لئے اگر اپنے خیال میں آپ ذرا علیحدہ ہوکر ازل سے ابد تک کی دنیا کی طرف کان لگائیں تو جس کی سب سے زیادہ اور سب سے بہتر تعریف آپ کے کان سنیں گے وہ مبارک ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہوگی ۔

نہ دانم آں گل رعنا چہ رنگ وبودارد
کہ مرغ ہر چمنے گفت گوئی اودارد

اس لئے ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا ''احمد'' (بمعنی اسم مفعول) نام کی مستحق جتنی کہ آپ کی ذات ہوسکتی ہے اتنی کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔ اور اگر احمد کو اسم فاعل کے معنی میں لیجئے تو بھی اس اسم مبارک کی سب سے زیادہ مستحق آپ ہی کی ذات پاک ہے کیونکہ جس قدر اللہ کی تعریف آپ نے کی ہے اتنی کسی بشر نے نہیں کی اور اسی طرح اپنی امت کو بھی موقعہ بموقعہ اللہ کی اتنی حمد سکھائی کہ کتب مقدسہ میں اس امت کا لقب ہی حمادون پڑ گیا۔ یعنی اللہ کی بہت تعریف کرنے والی امت صحیحین میں ہے کہ محشر میں جب شفاعت کے لئے آپ تشریف لے جائیں گے

تو آپ پر اللہ کی حمد وثناء کا دروازہ کھولا جائے گا جو اس سے پیشتر کسی پر نہیں کھولا گیا تھا۔ پس سب انبیاء تو حماد ہیں اور ان حمادون میں آپ احمد ہیں۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ پہلے آپ ''احمد'' تھے پھر محمد ہوئے کیونکہ سب سے پہلے آپ نے اللہ کی تعریف کی پھر آپ کے بعد مخلوق نے آپ کی تعریف کی۔ اسی طرح محشر میں سب سے پہلے آپ ہی اللہ کی حمد کریں گے جب آپ کی سفارش سے حساب شروع ہو جائے گا تو پھر اہل حشر آپ کی حمد کریں گے۔ اس لئے آپ پہلے احمد ہیں اور بعد میں محمد۔ بلحاظ وجود بھی پہلے آپ احمد ہیں اور بعد میں محمد۔ اسی وجہ سے کتب سابقہ میں آپ کی بشارت اسم احمد سے مذکور ہے اور جب عالم وجود میں تشریف لے آئے تو محمد کے نام سے پکارے گئے۔ (دیکھو فتح الباری)

محمد و احمد نام کی حکمتیں

حافظ سہیلیؒ لکھتے ہیں کہ محمد کے وزن میں ہمیشہ تکرار کے معنی ملحوظ رہتے ہیں اس لئے محمد اس کو کہا جائے گا جس کی بار بار تعریف کی جائے اور احمد وہ ہے جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دونوں اسماء واقع کے مطابق ہیں یعنی آپ احمد بھی ہیں اور محمد بھی لیکن پہلے آپ احمد ہیں پھر محمد ہیں بلکہ احمد ہونے کی وجہ سے ہی آپ محمد ہوئے۔ آپ نے پہلے اللہ کی تعریف کی اس لئے آپ احمد ہوئے نبوت سے سرفرازی کے بعد پھر مخلوق نے آپ کی تعریف کی اس لئے بعد میں محمد ہو گئے۔ محشر میں بھی پہلے آپ اللہ کی تعریف کریں گے اس لئے احمد پہلے ہوں گے۔ پھر شفاعت کے بعد مخلوق آپ کی تعریف کرے گی۔ اس لئے بعد میں محمد ہوں گے۔ غرض ازل سے ابد تک کی

تاریخ بتاتی ہے کہ شان احمدی، شان محمدی پر مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب آپ کے نام کی بشارت سنائی تو اسم احمد ہی کے ساتھ سنائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب امت محمدیہ کے کمالات کا ذکر آیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا **اللھم اجعلنی من امة احمد**: اے اللہ تو مجھے امت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بنادے۔

اس بیان سے اس کا نکتہ بھی نکل آیا کہ جب آپ کا اسم مبارک محمد تھا تو پھر کتب سابقہ میں آپ کی بشارت میں اسم احمد کیوں ذکر کیا گیا۔

یہ بات یادرہنی چاہئے کہ حافظ ابن قیم کو حافظ سہیلیؒ کے اس بیان سے سخت اختلاف ہے وہ اس پر اصرار کررہے ہیں کہ تورات میں آپ کا اسم مبارک محمد بھی موجود ہے۔ (دیکھو: زادالمعاد)

شروع بیان میں یہ بحث کی گئی ہے کہ آپ سے پیشتر عرب میں یہ اسماء معہود نہ تھے اب ان تمام تفصیلات سے یہ بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ حکمت الٰہیہ نے ان دونوں ناموں کو آپ ہی کی ذات کے ساتھ کیوں مخصوص کردیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ احمد بمعنی محمد ہو یا بمعنی احمد الحامدین یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حمد کو ہر پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت بڑی خصوصیت حاصل ہے اسی بنا پر **سورۃ الحمد** خاص کر آپ کو ہی مرحمت ہوئی۔ آپ کی ہی امت کا لقب **حمادون** ہوا اور محشر میں **لواء الحمد** (حمد کا جھنڈا) بھی آپ کے ہی ہاتھوں میں ہوگا اور آپ ہی کے مخصوص مقام کا نام مقام محمود ہے۔ آپ کی شریعت میں بھی کھانے کے بعد پینے کے بعد، دعا کے بعد، سفر سے واپسی کے بعد غرض بہت سے مختلف مواضع پر اللہ کی حمد سکھائی گئی۔ پھر یہ مختلف

اور متنوع تعریفیں جب ہر زمانہ میں بے شمار انسانوں کی زبانوں سے ہوتی ہیں وہ درحقیقت آپ ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے ان تمام تعریفوں کو بجا طور پر آپ کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔اس کے بعد اب سوچو کہ جتنی اللہ کی تعریف فضاء عالم میں آپ کے ذریعہ سے گونجی کیا کبھی کسی اور کے ذریعہ سے گونجی ہے۔ اور اسی کے ساتھ جتنی کثرت کے ساتھ اللہ کی غیر متناہی مخلوق نے آپ کی تعریفیں کیں اتنی کسی اور شخصیت کی کی ہیں۔ پس ہر اعتبار سے حمد کی جتنی خصوصیت آپ کی ذات کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اتنی کسی اور ذات کے ساتھ نہیں کی ہیں۔ اس لئے احمد و محمد نام پانے کے لئے بھی آپ ہی کی ذات منتخب ہونی چاہئے۔اسی لئے آپ سے پہلے بھی جس نے یہ نام رکھا آپ کی اتباع میں رکھا اور بعد میں بھی جس نے اس نام کو اختیار کیا آپ ہی کے اتباع میں کیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

شیخ اکبرؒ کا عجیب نکتہ

شیخ اکبرؒ یہاں ایک اور عجیب نکتہ لکھ گئے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حمد ہمیشہ آخر میں ہوتی ہے۔ جب ہم کھا پی کر فارغ ہو لیتے ہیں تو اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ جب سفر ختم کر کے گھر واپس آتے ہیں تو اللہ کی حمد کرتے ہیں۔اسی طرح جب دنیا کا طویل و عریض سفر ختم کر کے جنت میں داخل ہوں گے اللہ کی حمد کریں گے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔(دیکھو الروض الانف ۱۰۶/۱۸۰)

اس دستور کے مطابق مناسب ہے کہ جب سلسلہ رسالت ختم ہو تو یہاں بھی آخر میں اللہ کی حمد ہو۔ اس لئے جو نبی سب سے آخر میں آئے ان کا

نام ''محمد'' رکھا گیا۔ بیشک جوذات پاک کہ حسن وخوبی کی تمام رعنائیوں اور زیبائشوں کا مجموعہ ہو اس کے اسماء بھی اسمائی حسن وخوبی کا مجموعہ ہونے چاہئیں۔(ترجمان السنۃ:۱/ ۴۵۴)

میرے بعد نبی نہیں، نبوت نہیں، نہ تم نبی ہو

(۳) : عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي(رواه البخاری و مسلم فی غزوة تبوک) وفی لفظ المسلم : خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي۔ وفی لفظ اخر عنده: اِلَّا اِنَّکَ لَسْتَ نَبِيًّا۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ: تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارون موسیٰ (علیہما السلام) کے ساتھ تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا (اس لئے کہ تم ہارونؑ کی طرح نبی نہیں)۔ (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے غزوہ تبوک کے باب میں) اور مسلم شریف کی روایت میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جہاد میں حضرت علیؓ کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا، تو حضرت علیؓ نے (بطور نیاز

مندانہ شکایت کے) عرض کیا کہ : آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کو تسلی کے لئے) ارشاد فرمایا کہ : کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جاؤ جیسے ہارون موسیٰ (علیہما السلام) کے ساتھ (یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر تشریف لے گئے تو ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے پاس اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے، اسی طرح سے تم اس وقت میرے نائب ہو) لیکن میرے بعد نبوت نہیں (اس لئے تمہارا مرتبہ اگرچہ ہارونؑ کا سا ہے مگر تم کو نبوت حاصل نہیں)۔ اور مسلم شریف کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں : ''اِلَّا اِنَّکَ لَسۡتَ نَبِیًّا '' (مگر تم نبی نہیں ہو)۔

جن لوگوں نے ''لَا نَبِیَّ بَعۡدِی '' الفاظ کو تحریفات کا میدان بنا رکھا ہے، وہ اگر ان الفاظ پر بھی نظر ڈالیں تو ان کے سارے منصوبے ختم ہو جاتے ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی غیبت کے زمانے میں اپنی قوم کی نگرانی کے لئے اپنے بھائی ہارون علیہما السلام کا انتخاب کیا تھا، اسی طرح اپنی غیبت میں تمہارا انتخاب کرتا ہوں۔ اتنا فرق ضروری ہے کہ وہ نبی تھے تم نبی نہیں ہو۔ حضرت ہارون علیہ السلام کو چونکہ نبوت کے ساتھ خلافت ملی تھی اس مجمل تعبیر سے یہ وہم پیدا ہوسکتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت بھی کہیں خلافت نبوت نہ ہو اس لئے اس احتمال کو بھی برداشت نہیں کیا گیا اور اس کو صاف طور پر صاف کر دیا گیا۔ تاکہ آنے والی امت محض الفاظ کے ابہام سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر حضرت علیؓ کو نبوت ملتی تو وہ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع

ہی کی بدولت ہوتی مگر جب اس احتمال کی بھی نفی کردی گئی تو اب توسط یا بلاتوسط کسی نبوۃ کا احتمال باقی نہیں رہا، اگرچہ نبوت کا کسی نبی کے اتباع سے ملنا خود ایسا مسئلہ ہے جس کے لئے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے اور اسی لئے دنیا کی تاریخ میں کوئی نبی ایسا نہیں بتلایا جاسکتا جو کسی نبی کے اتباع کے صلہ میں نبی بنایا گیا ہو، یہ محض دماغی اختراع اور خودساختہ خیال ہے۔ (ترجمان: ۱/۴۰۳)

میرے بعد تیس جھوٹے دجال جو نبوت کا دعوی کریں گے

(۴) : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ (رواه البخاری و مسلم و أحمد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ اس سے پہلے یہ علامات نہ ہوچکیں کہ دو جماعتوں میں جنگ عظیم رونما ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو، اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک کہ تقریباً ۳۰ دجال کاذب دنیا میں نہ آچکیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (روایت کیا اس کو امام بخاریؒ اور مسلمؒ اور امام احمدؒ نے)

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹے مدعیٔ نبوت کو دجال وکذاب فرمایا گیا۔

ایک سوال

اس جگہ پر یہ سوال ہوتا ہے کہ اگر ہر مدعیٔ نبوت دجال وکذاب ہے تو پھر تیس کا عدد صادق نہیں آتا، کیونکہ مدعیٔ نبوت تو تیس سے بہت زیادہ ہو چکے ہیں، اور نہ معلوم اور کتنے ہوں گے۔

جواب

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس سوال کو حل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقا فانهم لایحصون کثرة لکون غالبهم ینشا لهم ذلک عن جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوکة۔ (فتح الباری ٦/ ٤٥٥)

ترجمہ: اور ہر مدعیٔ نبوت مطلقاً اس حدیث میں مراد نہیں، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعیٔ نبوت تو بے شمار ہوئے ہیں، کیونکہ یہ بے بنیاد دعوے عموماً جنون یا سوداویت سے پیدا ہوتے ہیں، بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں کا ذکر ہے وہ وہی ہیں جن کی شوکت قائم ہو جائے اور جن کا مذہب مانا جائے اور جن کے متبع زیادہ ہو جائیں۔

حافظؒ کی اس عبارت سے جس طرح مذکورۃ الصدر سوال کا شافی جواب معلوم ہو گیا کہ اگرچہ مدعیٔ نبوت سبھی کذاب ہیں مگر حدیث میں ۳۰ کے عدد سے وہ مدعیٔ نبوت مراد ہیں جن کی شوکت وحشمت قائم ہو جائے اور ان کے ماننے والوں کی کوئی جماعت پیدا ہو جائے، اسی طرح دو اور فائدے معلوم ہوئے:

اول: یہ کہ اس قسم کے دعوائے نبوت آج کل عموماً جنون یا سوداویت کا کرشمہ ہوتے ہیں۔

دوم: یہ کہ کسی مدعیٔ نبوت کی شوکت وحشمت کا قائم ہو۔

مذہب کا رواج پانا اور اس کے متبعین کا زیادہ ہو جانا یہ اس کی سچائی یا حقانیت کی دلیل نہیں ہوسکتی، ہاں! اس کی دلیل ہوتی ہے کہ کوئی معمولی متنبی نہیں ہے، بلکہ ان ہی تیس دجالوں کی فہرست میں کا ایک نمبری جھوٹا ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

اب مرزا صاحب کا اپنے مریدین کی کثرت یا مذہب کے رواج یا لوگوں کے اموال بٹورنے پر فخر کرنا اور اس کو اپنی حقانیت کی دلیل بلکہ معجزہ قرار دینا جس درجے کی دلیل ہے وہ بھی ظاہر ہوگیا، اور معلوم ہوگیا کہ مرزا صاحب ان تیس دجالوں میں سے بڑا رتبہ رکھتے ہیں، سچ ہے ۔

وَكَانَ امْرَءًامِنْ جُنْدِ اِبْلِيْسَ فَارْتَقَى بِهِ
الحالُ حَتَّى صَارَ اِبْلِيْسُ مِنْ جُنْدِهِ

ترجمہ: وہ ابلیس کے لشکر کا ایک آدمی تھا، پھر اس کی ترقی ہوگئی یہاں تک ہ ابلیس بھی اس کا ایک لشکری بن گیا۔

تیس جھوٹے مدعی نبوت جبکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں

(۵) عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ، وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (روایت کیا اس کو مسلمؒ نے)

کیا اس قسم کی صاف صاف احادیث اور ارشادات نبویہ کے بعد بھی مسئلہ ''ختم نبوت'' کا کوئی پہلو خفاء میں رہتا ہے؟ اور کیا اس کے بعد بھی مرزائی امت کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے خیالات باطلہ سے تائب ہوجائیں؟

ختم نبوت انبیاء علیہم السلام میں صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طغرہ امتیاز ہے

(٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ " (رواہ مسلم فی الفضائل)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے: اول یہ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے۔

اور دوسرے یہ کہ رعب سے میری مدد کی گئی (یعنی مخالفین پر میرا رعب پڑ کر ان کو مغلوب کر دیتا ہے)

تیسرے میرے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا گیا (بخلاف انبیائے سابقین کے کہ مال غنیمت ان کے لئے حلال نہ تھا، بلکہ آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تھی جو تمام مال غنیمت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی تھی، اور یہی جہاد کی مقبولیت کی علامت سمجھی جاتی تھی)

اور چوتھے میرے لئے تمام زمین نماز پڑھنے کی جگہ بنادی گئی (بخلاف امم سابقہ کے کہ ان کی نماز صرف مسجدوں ہی میں ہوسکتی تھی) اور زمین کی مٹی میرے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی (یعنی بوقت ضرورت تیمم جائز کیا گیا جو کہ پہلی امتوں کے لئے جائز نہ تھا)

پانچویں میں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں (بخلاف انبیائے سابقین کے کہ وہ خاص خاص قوموں کی طرف کسی خاص اقلیم میں ایک محدود زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوتے تھے)

چھٹے یہ کہ مجھ پر انبیاء ختم کر دیئے گئے۔ (روایت کیا اس کو مسلمؒ نے فضائل میں)

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے خصائص پر علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے دو جلد میں کتاب لکھی ہے۔ یہاں راوی نے چھ کا تذکرہ کیا ہے اور بتلانا یہ مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و نبوت خاتمیت کے ساتھ ہے یعنی قیامت تک کے لئے آپ آخری نبی و رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پہلے اور بعد دونوں زمانوں کو شامل ہے

شیخ تقی الدین سبکیؒ تو فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر اور آپ کے بعد دونوں زمانوں کو شامل ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے

کر قیامت تک آنے والی دنیا سب آپ کی بعثت کے ماتحت ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین آپ کی ایک خصوصیت تھی صرف تعریفی لقب نہ تھا جو مجازاً دوسروں پر بھی اطلاق ہو۔(ترجمان ۱/۳۹۴)

حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں

(۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَيْنَ كَتِفَي آدَمَ مَكْتُوبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (رواہ ابن عساکر۔خصائص ج ا ص ۷۔ترجمان ۱/۳۹۲)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدمؑ کے دونوں شانوں کے درمیان یہ لکھا ہوا تھا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہے۔اس روایت کو ابن عساکر نے روایت کیا۔

اللہ رب العزت نے جس آخری نبی کو بھیجنا تھا اس کی خاص صفت ختم نبوت کا اعلان روز ازل سے ہی کر چکا تھا اور حضرت آدم کی تشریف آوری کے ساتھ ختم نبوۃ کی علامت ان کے نام کے ساتھ خاص کر دیا تھا کہ وہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں تا کہ دنیا میں آدم سے لے کر حضرت محمد خاتم النبیین تک جتنے انبیاءآئیں سب کو معلوم ہو کہ ختم نبوت خاص صفت ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ،تا کہ ان کی پہچان وشناخت میں کوئی دشواری نہ رہے۔

خاتم نبوت خاص علامت تھی

امام قرطبیؒ شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ خاتم نبوت کو اسی لئے خاتم نبوت کہا جاتا ہے کہ یہ بھی منجلہ اور علامات کے آپ کی نبوت کی ایک علامت تھی اسی لئے حضرت سلمان فارسیؓ آپ کی غائبانہ تلاش میں جب آپ کی خدمت میں پہنچ

گئے تو نہایت متجسسانہ نظروں سے خاتم نبوت کو تلاش کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے طور وطریق سے ان کا مقصد پہنچان لیا، اور چادر مبارک خاتم نبوت سے ہٹادی، پھر کیا تھا سلمان رضی اللہ عنہ دیکھ کر بیخود ہو گئے اور اسی عالم بیخودی میں اس کو بوسہ دینے لگے اور فوراً حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

بحیرہ راہب کے قصہ میں بھی موجود ہے کہ اس نے کہا۔ اِنِّی اَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ۔ میں خاتم نبوت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچانتا ہوں۔ غرض علماء اہل کتاب کے نزدیک نبی منتظر کی یہ ایک بڑی علامت تھی۔ (ترجمان ۱/۴۱۹)

اللہ تعالیٰ کی یہ عجب حکمت ہے کہ مہر نبوت کے ظہور کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں بھی وہی جگہ منتخب ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں منتخب ہوئی تھی۔

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی مہر نبوۃ بھی دونوں شانوں کے درمیان تھی مگر دجال کا کفر اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا۔ یعنی مہر نبوت کا مقام دونوں شانوں کے درمیان اور مہر دجل وکفر کا محل پیشانی منتخب ہوا ہے۔

مہر نبوت خود اس کی دلیل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں

(۸) عن علی رضی اللہ عنہ قَالَ بَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ۔ رواہ الترمذی فی شمائلہ۔ (ترجمان ۱/۳۹۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی

خاص صفت علامت ختم نبوت کو اللہ رب العزت نے ظاہری طور پر بھی ظاہر اور نمایاں کر دیا تھا کہ پہچاننے والے کسی تردد میں نہ رہیں اور دیکھنے والے دیکھ لیں کہ حسی شکل میں بھی ختم نبوت کی مہر موجود ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلی کتابوں میں بھی مہر نبوۃ خاتم النبیین کی نبوت رسالت کی خاتمیت کی علامت بتلائی گئی تھی۔ جس کو اللہ رب العزت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان ظاہر کر دیا تھا۔

مہر نبوت کی کیفیت

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت کی طرف کھڑا ہوتو میں نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کے مانند مہر نبوت کو دیکھا (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے میں نے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے مانند مہر نبوت کو دیکھا، اس کا رنگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے مشابہ تھا۔ (مسلم، بیہقی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا تو میں نے اپنے چہرہ کو مہر نبوت پر رکھ دیا جس کی مشک جیسی خوشبو سے میں محظوظ ہوا۔ (ابن عساکر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر بادام کے مثل مہر نبوت تھی، اس کی سطح گوشت پر تحریر تھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کے مانند ابھار تھا، باطنی سطح پر: اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لکھا ہوا تھا اور اس کے ظاہر پر لکھا ہوا تھا: تَوَجَّہْ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ۔ (دلائل النبوۃ:١/٢٦٠)

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ مہر نبوت رسول خاتم النبیین ﷺ کے بائیں شانے کی نرم ہڈی کے پاس تھی؛ کیونکہ حضور خاتم النبیین ﷺ وسوسۂ شیطان سے محفوظ تھے اور یہ جگہ شیطان کے داخل ہونے کی تھی۔

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی، بجز ہمارے خاتم النبیین ﷺ کے، آپ ﷺ کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی۔ (الخصائص الکبریٰ:١/١٣١)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی کرنا کہ خاتم النبیین اور آخری نبی میں ہوں۔

(٩) عَنْ عِرْبَاض بن سارية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى عبدالله وخاتم النبيين، (رواه البيهقى والحاكم و صححه كذافى الدر المنثور ٢٠٧/ج ٥ ترجمان اسنة ٣٩٤/١)

عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عبداللہ ہوں (اللہ کا بندہ) اور خاتم النبیین ہوں (آخری نبی) اس حدیث کو بیہقی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اس

کو صحیح کہا ہے۔

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معنی ترکیبی کے لحاظ سے، عبداللہ، نہیں ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام میں، عبداللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب بھی تھا قرآن کریم میں، عبداللہ، بطور لقب صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اطلاق ہوا ہے یعنی صرف اور صرف نبیوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ، کہا گیا ہے)

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللهِ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔

جب عبداللہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو قریب تھا کہ تہ بہ تہ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ٹوٹ پڑتے۔

حدیث میں ہے کہ آپ کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر چاہیں رسالت کے ساتھ ملوکیت پسند کرلیں جیسا کہ سلیمان علیہ السلام تھے یا چاہیں تو عبدیت اختیار کرلیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبدیت کو ہی پسند فرما لیا اس کے بعد آپ کی نشست و برخاست طعام و شراب سب میں عبدیت کا پہلو غالب تھا۔

دعاء تشہد میں بھی عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تعلیم کیا گیا ہے، یعنی عبدیت کو مقدم رکھا گیا ہے حتی کہ ایک شخص نے اس ترتیب کو بدل کر جب رَسُوْلُهٗ وَعَبْدُهٗ کہا تو آپ نے اس کی اصلاح فرمائی اور کہا کہ وہی عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہو۔

اسی طرح آپ کا دوسرا لقب خاتم النبیین ہے۔ پہلا لقب آپ کی ذاتی صفت اور دوسرا بلحاظ انبیاء علیہم السلام ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی رسول نے یہ دعوی نہیں کیا بلکہ دوسرے رسولوں کی آمد کی بشارت دی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی کرنا بتلاتا ہے کہ

پہلے صحف میں کسی خاتم النبیین کی بشارت موجود تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتلا رہے ہیں کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ (ترجمان السنہ ۱/۳۹۵)

پہلے نبی آدم علیہ السلام اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بس

(۱۰) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَاذَرٍّ أَوَّلُ الْأَنْبِیَاءِ اٰدَمُ وَاٰخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ (رواہ ابن حبان فی صحیحہ وابونعیم فی الحلیہ وابن عساکر والحکیم الترمذی، الکنز: ۲/۱۳۰، ترجمان: ۱/۳۹۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوذر انبیاء علیہم السلام میں سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب کے آخر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر اور حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے اول وآخر کی اس تحدید سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی شخص جس کو نبی کہہ کر پکارا جائے نہیں ہوگا۔ پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور آخری آپ اور بس۔ (ترجمان)

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی کہ نبوت کا پہلا نور اور پہلی اینٹ حضرت آدم ہیں۔ یعنی قصر نبوت کی تعمیر کی اساس حضرت آدم سے شروع ہوئی اور آخری کڑی ختم نبوت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوگئی، اب قیامت تک اس محل میں کمی وبیشی نہیں ہوگی اب نبی نہیں آئے گا اب تو بس قیامت آئے گی۔

ہاں کذاب دجال، مفتری، ضال مردود ابلیس کی اولاد اور جھوٹا دعوے دار آئے گا۔

ختم نبوت کا کمال

یہ بھی ختم نبوت کا کمال وحسن ہے کہ اپنے بعد جھوٹے اور دجل وفریب میں ابلیس سے ربط رکھنے والے کی پیش گوئی کردی تقریباً تیس احادیث مبارکہ میں خاتم النبیین نے اطلاع دی ہے کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ میرے بعد نبی اور نبوت کا سلسلہ بند ہوگیا۔ امت میں اب کوئی نبی نہیں ہوگا جو دعوی کرے گا وہ کذاب، جھوٹا۔ دجال۔ فریبی، ضال: گمراہ ہی ہوگا۔ مرزا قادیانی انہی، کذاب و دجال میں ایک ہے اور مرزا قادیانی جیسے ایک نہیں تیس ہوں گے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو آگاہ وباخبر کردیا۔ اب تو بنی اسرائیل کا ایک نبی امتی بن کر آئے گا اور اسی کا انتظار ہے۔ نام اس کا قرآن نے عیسی ابن مریم بتلایا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ذریعہ کمالات نبوت اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ دور ضلالت وگمراہی کا دور دورہ ختم کردیا گیا ہے کہ اب جدید اور نئے نبی ونبوت کی ضرورت دنیا میں باقی نہ رہی۔ اب نئے نبی نہیں آئیں گے بلکہ قیامت آئے گی یا وہ جھوٹے وکذاب نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے آئیں گے۔ جن کو زبان نبوت نے دجال وکذاب کہا ہے، امت کی ذمہ داری ہے کہ اس سے باخبر رہیں اور اپنے دین وایمان کو بچائیں اور اپنے اور عالم کے لئے جو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں وہ بذات خود تمام جہاں کے لئے اتنی عظیم رحمت بن کر آئے کہ اب ان کے بعد دنیا کو کسی اور رحمت ونبوت کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی بلکہ جو ان کی رحمت سے اعراض کرے گا کہیں اس کو امن وامان اور

پناہ نہیں ملے گا۔ حدیث میں آیا کہ موسی علیہ السلام بھی اگر زندہ ہوتے تو آقا ہی کی رحمت میں زندگی بسر کرتے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رحمۃ للعالمین کا ہی غلام بنا کر رکھے۔

نبوت ورسالت ختم ہوگئی اب نیا نبی نہیں آئے گا

(۱۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِانْقَطَعَتْ فَلَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ۔ (ابو یعلی ۔ترجمان السنۃ ۷۰۴ / ۱)

حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسالت اور نبوت دونوں ختم ہوگئیں۔

کمالات نبوت باقی ہیں ان کے حصول سے نبی نہیں بنتا۔

قرآن وحدیث اس پر متفق ہیں کہ نبوت ختم ہوچکی ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی نبوۃ کی اب کوئی قسم باقی نہیں رہی، ہاں اس کے کمالات و برکات باقی رہنا چاہئیں اور وہ باقی بھی ہیں۔ نبوت سے قبل عالم کا ظاہر و باطن تیرۂ و تاریک ہوتا ہے، جب آفتاب نبوت طلوع کرتا ہے تو عالم کا گوشہ گوشہ اس کے انوار سے منور ہو جاتا ہے۔ ظاہر میں ظلم وفساد کی بجائے رشد وصلاح کی حکومت ہو جاتی ہے انسانی عادات میں افراط و تفریط، عجلت و جلد بازی کی بجائے متانت وبردباری، وقار ومیانہ روی پیدا ہوجاتی ہے باطن کا رشتہ شیطان سے یکسر کھٹ جاتا ہے اور عالم بالا سے ایسا رشتہ قائم ہوجاتا ہے کہ اس میں مغیبات کے انعکاس کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اسی کا نام اجزاء نبوۃ یا آثار برکات نبوۃ ہے ان اوصاف کے وجود سے کوئی شخص نبی نہیں بنتا ہاں نبی سے مستفیض کہا جاسکتا

ہے۔(ترجمان السنۃ ۱/۴۰۷)

نیز قرآن مجید نے یہ بات صاف کھول کر کہہ دی: وَمَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ نبی رسول کی تربیت نگاہِ ربوبیت میں ہوتی ہے، نبی کو قدسی صفات عطا کی جاتی ہیں، نبی نمونہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی تجلی کا جس طرح نبی ان تمام صفات سے متصف ہونے کے باوجود خود معبود و الہ نہیں بنتا۔ اسی طرح نبی سے فیض لینے والا، نبی کے انوارات و برکات سے قلب کو روشن کرنے والا۔ نبی سے مستفیض ہونے والا نبی نہیں بنتا، بلکہ جس قدر فیض نبوت سے مستفیض ہوتا ہے اسی کے بقدر نبی کے خاتمیت و نبوت کا گن گناتا ہے، نبی پر جس قدر تجلیات الہیہ نازل کی جاتی ہے اس پر عبدیت کا راز کھلتا ہے، امت جس قدر انوار نبوت سے فیض پاتی ہے عجز و نیاز کا اعتراف کرتی ہے نہ کہ دعویٰ نبوت۔

کلمہ طیبہ میں ختم نبوت کی پوشیدہ حکمتیں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ

(۱) کلمہ طیبہ کا پہلا جز و لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ہے۔

کیا مطلب یعنی اللہ رب العزت کے سوا کوئی الہ و معبود حقیقی نہیں اس بات کی دلیل مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کی رسالت کی شہادت موجود ہے جس طرح اِلٰہ و معبو د حقیقی اللہ ہے، مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ اب قیامت و شفاعت تک خاتم النبیین ہیں۔

(۲) کلمہ طیبہ میں پہلا جز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دعوی ہے اور دوسرا جز مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ دلیل ہے۔

(۳) کلمہ طیبہ میں اقرار ربوبیت، اقرار احدیت اور اقرار صمدیت ہے، قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ هُوَ رَبِّیۡ وَرَبُّ كُلِّ شَیۡءٍ۔ اور محمد رسول اللہ

دوسرے جز میں اظہار نبوت ورسالت ہے۔

یعنی جس طرح اللہ رب العزت کی، الوہیت وربوبیت اور صمدیت واحدیت میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ محمد رسول اللہ کی نبوت ورسالت کی خاتمیت میں کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔

جس طرح اللہ کی الوہیت و ربوبیت میں شرکت کا دعوی کرنے والا کافر ومشرک ہوجائے گا۔ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت ورسالت کی خاتمیت میں ظلی و بروزی کا دعوی کرنے والا کافر ومرتد یعنی وخبیث ہی شمار ہوگا۔ پہلے جز میں کسی بھی طرح کی شرکت محال وناممکن ہے۔ اسی طرح دوسرے جز میں کسی بھی شخص کی شرکت محال وناممکن ہے۔ مخلوق کا داغ جس پر لگ گیا وہ خالق ومعبود نہیں ہوسکتا، کیونکہ اللہ عزوجل کی شان لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ہے۔ بعینہ اسی طرح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ کی نبوت ورسالت کی شان خاتمیت کے بعد، شان نبوت و رسالت میں کسی بھی طرح کی شرکت نہیں۔ امت ہونے کی سعادت ہی فیض نبوت کی رحمت و برکت ہے اگر امت کا کوئی فرد نبوت میں ظلیت و بروزیت کا دعوی تو دور محض تمنا وخواہش رکھے گا تو یہ اس کو شقاوت و قساوت اور سفاہت ولعنت کا مستحق بنادیتی ہے۔

عبد کو عبدیت زیب دیتی ہے، امت کو ایمان، نبوت ورسالت پر زیب دیتی ہے، عبدیت مغفرت وجنت کا سبب بنتا ہے۔

نبوت ورسالت خاتمیت کے عقیدہ پر ہدایت وشفاعت کا سبب بنتا ہے۔ عبدیت کی مخالفت معصیت ومصیبت ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی مخالفت سے لعنت، و پھٹکار برستی ہے۔

الغرض کلمہ طیبہ کا دونوں جز کسی قسم کی آمیزش اور ملاوٹ کو قبول نہیں کر سکتا۔ نہ ہی الہ ومعبود میں شرکت روا ہے نہ ہی نبوت و رسالت میں ظلیت و بروزیت درست ہے۔

دونوں جز میں کسی بھی قسم کی تحریف حرام ہے اور اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اسلام میں دونوں جز کا عقیدہ بغیر کسی ترمیم وتبدیلی کے اسلام اور ماننے والوں کو مسلمان کا نام قرآن مجید سے عطا ہوا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ (الحج:۷۸)

(۴) کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں اِلٰہ ومعبود حقیقی کی تعیین ہے۔

اور دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ختم نبوت ورسالت کی تعیین ہے۔

یعنی اب معبود حقیقی، مسجود حقیقی، مطلوب حقیقی، مقصود حقیقی، رب العرش العظیم کی ذات وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کے سواء کوئی نہیں، دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ذات کے سوا اب قیامت تک کسی بھی قسم کا کوئی ظلی و بروزی نبی نہیں، ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ختم نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۵) کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں اعلان الوہیت، اعلان ربوبیت ہے اور دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں اعلان نبوت و رسالت ہے، اعلان الوہیت و ربوبیت کے ساتھ ساتھ اعلان رسالت اور بیان نبوت بھی ضروری ہے۔ کلمہ کا پہلا جز مربوط ہے دوسرے جزو کے ساتھ۔ توحید کا اعتبار ہی نہیں بغیر رسالت کے اعلان واقرار کے۔

(٦) کلمہ طیبہ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مقصد زندگی اور دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں طرزِ زندگی ہے۔ یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں، انسان کی زندگی کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ جس رب العلمین نے ایک بے حیثیت پانی سے مکمل خوبصورتی کا نمونہ وشاہکار بنایا اس کی دی ہوئی زندگی کو با مقصد بنالو اور ضائع نہ ہونے دو اور یہ بھی سن لو کہ اس زندگی کو با مقصد بنانے کے لئے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی طرز زندگی پر ڈال دو تا کہ ہر گھڑی و ہر لحہ قیمتی ہو جائے کہ زندگی گذارنے کا طرز دانائے سبل، ختم الرسل کا ہو، عبادت اللہ کی ہو اور اطاعت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ہو۔

(٧) کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مقام بندگی ہے اور دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں نظام زندگی ہے۔

یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مقام بندگی کا خلاصہ عبدیت کا کمال ہے اور یہ مقام جملہ امور میں تفویض وتسلیم اور حضور حق کی رضاو جستجو کی فنائیت کا مقام مرتبہ ہے۔ بندۂ مومن جب حق جل مجدہ کی ذات وصفات کی عظمت وکبریائی کو تسلیم کر کے اپنے ارادہ وخواہشات کو حکم ربانی کے سامنے فنا کر دیتا ہے کہ اس کی اپنی کوئی خواہش نہیں رہتی، نفس امارہ کو نفس لوامہ سے گذارتا ہوا نفس مطمئنہ کے مقام پر لا کھڑا کر دیتا ہے تو پھر اس کو مقام بندگی کی حلاوت وطمانیت نصیب ہوتی ہے۔ پھر زندگی بندگی میں ہی گذرتی ہے۔

دوسرے جز میں نظام زندگی ہے، یعنی بندگی کے حصول کے لئے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی خارجی وداخلی، مکی ومدنی نظام زندگی کو ملحوظ رکھ کر صبح وشام، شب وروز کی عملی وفکری، تمام اسوہ کو اختیار کر کے حضرت خاتم

النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی فکر ونظر میں اتحاد پیدا کرلینا ہے تاکہ یہ فکر ونظر کا اتحاد حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام سے مقام بندگی بارگاہ حق میں قبولیت کا مقام ورتبہ حاصل کرلے۔ کیونکہ تمام قبولیت کا مدار عقیدۂ ختم نبوت کی قطعیت پر منحصر ہے۔ اس عقیدہ سے ہٹ کر کسی بھی عمل کا وجود ہی بارگاہ حق میں نہیں ہے۔

فَلَا نُقِيۡمُ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ وَزۡناً

لہذا مقام بندگی کی قبولیت کا انحصار حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی نظام زندگی پر موقوف ہے۔

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ میں بھی مقام بندگی کو خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی نظام زندگی پر حق تعالیٰ جل مجدہ نے استوار کیا ہے، لہذا اس نزاکت واہمیت کو خوب ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔

(۸) کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں بارہ حروف ہیں اور دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ میں بھی بارہ حروف ہیں۔

کل چوبیس حروف بنتے ہیں اور یہ تمام حروف بغیر نقطہ کے ہیں، یہ بھی ملحوظ رہے۔ جس پر مستقل حکمت ختم نبوت کا آفتاب روشن ہے۔ پہلے جز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی روز ازل سے الی ابد الآباد حق جل مجدہ اس کائنات عالم کا خالق ومالک ہے، تنہا معبود ومسجود ہے اور الہ، ورب کی شان بے نیازی میں لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ ہے، اس لئے نفی کے بعد اثبات ہے، غیر اللہ کی نفی میں جس قدر مخلوقات کی نفی وتردید ہوگی، ایمان وایقان باللہ کی حقیقت اور یقین کی قوت مضبوط ومستحکم ہوگی۔

اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں نبوت کا اثبات، رسالت کا اثبات اور خاتمیت کا اثبات، یعنی اثبات ہی اثبات ہے۔

جس طرح پہلے جز کے حروف ومعانی میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں بلکہ محال ہے، کسی حروف کو نہ کم کیا جاسکتا ہے نہ زیادہ اگر ایسا کردیا جائے تو پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ باقی نہیں رہے گا۔

بعینہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں حروف ومعانی میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں، محال ہے، نہ کسی حرف کو کم نہ زیادہ کیا جاسکتا ہے اور اگر کردیا جائے تو پھر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا نہ جائے گا۔

معلوم ہوا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے جو عقیدہ توحید کی ازلیت وابدیت واضح وثابت ہورہی ہے اس میں کسی بھی قسم کا ردوبدل اور حق جل مجدہ کی ذات وصفات میں کسی بھی طرح کی شرکت حرام اور غیر مقبول ہے۔

اب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی آمد وتشریف آوری کے بعد آپ کی نبوت ورسالت جو شأن خاتمیت سے ممتاز اور خاص صفت سے حق تعالیٰ کی جانب سے روز اول سے مخصوص ومتعین ہے آپ اس شأن خاتمیت میں فرد فرید اور واحد اور وحید ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوگی مگر بحیثیت نبوت نہیں بطور خلیفہ اور تنفیذ حکم قرآن اور شریعت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع کریں گے۔ بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی شریعت کی اتباع کرکے قرآن مجید کے حکم کو نافذ کرکے یہ ثابت کردیں گے کہ اب تو بس راہ نجات وراہ ہدایت، مغفرت وجنت محض خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے شریعت ختم نبوت کے دامن میں منحصر ہے۔

اسی حقیقت کو کلمہ طیبہ کے دونوں جز کے حروف کے توازن میں بطور حکمت اور بطور خاتمیت کے حق تعالیٰ کی طرف سے متعین کیا گیا ہے۔

(۹) کلمہ طیبہ کا پہلا جز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بے نقطہ کے لکھا اور پڑھا جاتا ہے اور دوسرا جز بھی کلمہ طیبہ کا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بغیر نقطہ کے لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔

اس میں بھی حق تعالیٰ کی جانب سے ختم نبوت کی عجیب حکمت پوشیدہ ہے۔

کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں حق تعالیٰ کی الوہیت واحدیت کا کمال و جمال بدرجۂ اتم واکمل موجود ہے اور حق جل مجدہ کی ذات وصفات کی شان کبریائی میں کوئی نقص وعیب قطعاً نہیں ہے، وہ سبحانہ وتعالیٰ ذات وصفات میں تمام مخلوقات جو اس کی تسبیح وتقدیس، تحمید وتمجید، تہلیل وتکبیر کے ذریعہ تعریف وثناء کرتی ہے اس سے وہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔ اسی حقیقت کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بیان کیا گیا ہے ...... سبحانہ مااعظم شانہ، صوفیاء کبھی مشاہدہ بھی کرتے ہیں، دوسرا جزء مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے۔ اس جزء میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے سلسلہ نبوت کا ظہور ہوا ہے۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، تمام انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام صفت نبوت ورسالت میں تو حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی آفتاب نبوت کے تحت ہیں اور یقیناً ہیں۔

مگر صفت خاتمیت اور شان آفتاب نبوت میں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا کوئی ہم پلہ نہیں، تمام حضرات انبیاء علیہم السلام مثل ستارے کے ہیں اور ہمارے حضرت خاتم النبیین علیہم الصلاۃ والسلام مثل آفتاب، شان

خاتمیت پر ہیں اور روز ازل سے ہیں، ابد تک رہیں گے، ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نبوت، شان رسالت تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان امامت و قیادت کے اس بلند رتبہ و مقام پر ہے کہ بروز قیامت شفاعت کی امامت وقیادت کے لئے منتخب کرلیا گیا ہے اور جس طرح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اقرار وایمان اور توحید کی قبولیت نبوت ورسالت کی شہادت وصداقت والوں کے لئے مغفرت کی سعادت کے لئے شفاعت کا حق صرف صرف حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو ہوگا یعنی جو خاتم النبیین ہوگا وہی شافع الاولین والآخرین ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ حضور حق کی شان بے نیازی کے حضور حاضری کا جو مقام ومرتبہ ہے وہ صرف صرف حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ختم نبوت کی شان خاتمیت سے شفاعت کبری ہے۔ جو کلمۂ طیبہ کے دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں بے نقطہ ہونے کی حکمت ہے۔

(۱۰) کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ ذاتی نام ہے اور کلمۂ طیبہ کے دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ذاتی نام یعنی حق جل مجدہ کے اسماء صفاتی تو اسماء حسنی سے مسلمانوں میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ مگر اللہ رب العزت کا ذاتی نام۔ اللہ ہے اور جتنی صفات ہیں وہ سب کی سب اللہ ہی کی طرف لوٹتی ہیں۔ خواہ کسی بھی عنوان سے حق جل مجدہ کی خوبیاں بیان کی جائے وہ ذات حق، اللہ، کی خوبیاں ہوں گی۔

اور اللہ عز وجل کی ذات لفظ اللہ سے تمام لوگوں میں متعارف ہے۔ جب اللہ بولنے والا بولتا ہے یا سننے والا سنتا ہے تو بسہولت جاہل بھی اللہ ہی کے عظمتوں اور

کبریائیوں میں کھو جاتا ہے، اس لفظ سے کبھی غیر اللہ کا تصور کسی نے نہ جانا نہ سوچا، جو حقیقت ہی حقیقت ہے اور کبھی یہ لفظ ''اللہ'' غیر اللہ کے لئے نہ بولا گیا، نہ جانا گیا، نہ سوچا گیا، نہ ہی اس نام سے آج تک کسی کو پکارا گیا۔

کلمۂ طیبہ کے دوسرے جز میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں ''محمد'' خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا ذاتی نام ہے اور اس نام کا اعلان حق جل مجدہ نے ہی کر دیا تھا اور حضرت آدم کی پیدائش سے قبل عرش اعظم پر لکھ دیا گیا تھا اور حضرت آدم کے شانہ کے درمیان بھی محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ (ابن عساکر)

(۳) حضرت آدم جنت سے جب اتارے گئے اور تنہائی کی وجہ سے گھبرائے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور اذان کہی۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر دو مرتبہ۔ اشہدان لا الہ الا اللہ۔ دو مرتبہ۔ اشہدان محمد رسول اللہ دو مرتبہ، جب حضرت آدم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنا تو فرمایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ انبیاء میں آپ کے سب سے آخری بیٹے ہیں۔ (ابن عساکر)

(۴) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور خاتم النبیین سے فرمایا کہ آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے اِنْ کُنْتُ اِصْطَفَیْتُ آدَمَ اگر میں نے آدم کو صفی اللہ کا خطاب دیا ہے تو فَقَدْ خَتَمَ بِکَ الْاَنْبِیَاءَ آپ پر تمام انبیاء کو ختم کر کے خاتم النبیین کا خطاب دیا ہے۔ (خصائص)

(۵) شب معراج میں جب حضور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کی قرب کی صفت میں تھے۔ تو حق جل مجدہ نے فرمایا: یَا حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٌ جَعَلْتُكَ آخِرَ النَّبِیِّیْنَ میں نے آپ کو آخر النبیین بنایا۔ قَالَ اَبْلِغْ عَنِّی السَّلَامَ

وَاَخۡبِرۡهُمۡ اَنِّیۡ جَعَلۡتُهُمۡ آخِرَ الۡاُمَمِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اچھا تو اپنی امت کو میرا اسلام کہنا اور انہیں بتا دینا کہ میں نے انہیں آخری امت بنا دیا ہے۔ (کنز العمال)

(٦) شب معراج میں خازن آسمان نے سوال کیا: یا جبرئیل من هذا معك؟ قال: هذا محمد رسول الله خاتم النبيين (مجمع الزوائد)

فرشتوں نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟

وہ بولے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

جب آپ کی دربار الٰہی میں رسائی ہوئی ارشاد ہوا (اے محمد) میں نے پیدائش کے لحاظ سے آپ کو سب نبیوں سے پہلے اور بلحاظ بعثت سب سے آخر میں بھیجا ہے۔ نبوت کا شروع کرنے والا اور ختم کرنے والا آپ کو ہی بنایا ہے۔ (بزار)

(۷) حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو چھ خصوصیات الٰہی عطا کی گئیں جو ختم نبوت کی نشاندہی کر رہی ہیں اور دراصل معیار ختم نبوت ہے۔

(۱) مجھے مختصر کلمات اور معانی کثیرہ دئے گئے ہیں۔ جَوَامِعُ الۡکَلِمِ: کم الفاظ معانی کے سمندر۔

(۲) دشمن پر رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔

(۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔

(۴) تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے کا آلہ بنا دی گئی ہے۔

(۵) تمام مخلوق کی طرف مجھے بھیجا گیا ہے۔

(٦) انبیاء کا سلسلہ میری ذات پر ختم کر دیا گیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حق تعالیٰ نے قرآن میں اجاگر کیا:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ (آل عمران: ۱۴۴)

''اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں''

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (احزاب: ۴۱)

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے''

وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ (محمد: ۲)

''اور وہ اس سب پر ایمان لائے جو محمد (علیہ السلام) پر نازل کیا گیا ہے اور وہ انکے رب کے پاس سے امر واقعی ہے''

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ (الفتح: ۲۹)

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں''

اس لئے اہل اسلام، اہل ایمان، اہل توحید، تو اس جزء ثانی میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ جب کہتے ہیں یا بولتے ہیں یا سنتے ہیں تو حضرت محمد مکی و مدنی ہی مراد ہوتے ہیں اور اب تو یہ اتنا عام اور تام ہو چکا ہے کہ غیر مسلم خواہ یہودی یا نصاری، یا اصنام واوثان کی پوجا کرنے والے ہوں وہ بھی لفظ ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رسول اللہ خاتم النبیین کو ہی جان جاتے ہیں اور ان کو بھی یہ بتلانے کی قطعاً ضرورت نہیں پیش آتی کہ کلمہ میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ سے مراد مکی و مدنی خاتم النبیین ہیں۔

مگر افسوس اور صد افسوس کہ کافر حقیقی، اصنام و اوثان کی پرستش کرنے والوں سے زیادہ پلید و غلیظ عقیدۂ ختم نبوت کا منکر مرزا قادیانی اور اس کی جماعت، احمدی ولاہوری، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذریعہ ساری دنیا کو دھوکہ دے کر اس اجماعی عقیدہ سے ہٹ و کٹ کر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے مراد مرزا غلام قادیانی کو لیتی ہے، یہ فرقہ ضالہ تو کفار و مشرکین سے بھی زیادہ بدترین ہے کہ پوری دنیا کا بے ایمان بھی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا لفظ سن کر در یتیم، نبی اُمّی، شافع محشر، امام الانبیاء، خاتم الانبیا و الرسل جگر گوشۂ آمنہ، حسنین کے نانا کو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جانتی پہچانتی ہے، فرعون نے ''رب اعلیٰ'' ہونے کا دعوی کیا، تو کیا حق تعالیٰ کی ربوبیت واحدیت میں شریک ہو گیا؟ اسی طرح آنجہانی مرزا غلام قادیانی اپنے جعلی و جھوٹے دعویٰ نبوت سے مسلمان تو کجا شیطان سے بھی گمراہ ٹھہرا۔

حاصل یہ کہ یہ کلمہ طیبہ عرش اعظم پر یوں ہی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے، اللہ کا کوئی شریک نہیں محمد رسول اللہ کی آمد کے بعد اب منصب نبوت پر خاتمیت کی شان کے ساتھ کوئی نہیں، اللہ ہی اِلٰہ و معبود ہیں محمد ہی رسول اللہ و خاتم النبیین ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات پر صفات احدیت والوہیت، ربوبیت، اور صمدیت ختم ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت و رسالت اور شریعت و ہدایت ختم ہو چکی۔

(۱۱) ''کلمۂ طیبہ'' کے پہلے جز لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا آخری لفظ ''اللہ'' ہے جو چار حروف ہیں اور دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں لفظ ''محمد'' کے بھی چار حروف ہیں، لفظ اللہ میں کوئی حرف نہ اضافہ ہو سکتا ہے نہ کم اور لفظ ''محمد'' میں بھی نہ کوئی

حرف بڑھایا جاسکتا ہے، نہ کم کیا جاسکتا ہے۔

اب اَبد تک، اللہ، اللہ ہی رہیں گے، ذات وصفات کی شرکت تو کجا لفظ اللہ میں بھی کسی دوسرے حرف کی شرکت ممکن نہیں، گوارہ نہیں، اور حروف بھی بے نقطہ منتخب ہوا، اسی طرح لفظ مُحَمَّد میں بھی چار حروف ہیں اور اب محمد ﷺ کی آمد کے بعد نبوت ورسالت میں ان کی موجودگی میں کسی کی کوئی شرکت ممکن نہیں، نبوت ورسالت کی خاتمیت میں شرکت تو کجا لفظ محمد میں بھی کسی حرف کی شرکت نا قابل قبول ہے اور ممکن بھی نہیں، اور اب منصب ختم نبوت کی بعثت محمد رسول اللہ کے بعد کسی نبی کی بعثت قطعاً نہیں، نہ لفظ میں اضافہ نہ صفت نبوت میں کسی کی آمد۔ ہر طرح کی بندش وخاتمیت شرقاً، غرباً، شمالاً، جنوباً ہر چہار جہت ختم نبوت کا اعلان۔

اللہ ورسول کی محبت میں شدت کا سبب

(۱۲) کلمہ طیبہ کے پہلے جز لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں لفظ اللہ مُشدَّ د ہے، دوسرے جز مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں بھی لفظ ''مُحَمَّد'' مُشدَّ د ہے۔

یعنی حق جل مجدہ کی توحید میں جس قدر شدت اور غیر اللہ سے نفرت وعداوت ہوگی اسی کے بقدر حق تعالیٰ کی الوہیت، ربوبیت، احدیت اور صمدیت میں رسوخ ہوگا اور عقیدہ مستحکم ومضبوط اور تعلق مع اللہ کی راہیں استوار ہوگی، الغرض غیر اللہ کی نفرت میں شدت وحدت ایمان وایقان باللہ کی سیڑھیاں اور زینے ہیں، ہمارے اہل سلوک صوفیاء کرام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضربیں لگواتے ہیں اور ''لا'' کے ذریعہ سے جو دیکھا، جو سنا، جو سوچا، جو سمجھا، سب کی نفی حتی کہ خود اپنی ذات کی بھی نفی کرواتے ہیں اور شدت وحِدَّت کے ساتھ حق طلبی بلا طلبی در دنیا یافت کی

لذت حاصل کرتے ہیں، یہ باتیں غیر اللہ سے نفرت وعداوت میں شدت کے بغیر اس راہ کے راہی کو میسر نہیں ہوتی ہیں۔

دوسرے جز محمد رسول اللہ میں لفظ محمد مشدد ہے، جب تک حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت میں شِدَّت وحِدَّت نہ ہوگی فیض ختم نبوت کی لطیف نورانیت دیدۂ باطن پر منکشف نہ ہوگی، نیز عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی اساس وبنیاد ہے، جسم کی حیات کا مدار روح جسمانی پر ہے اور ایمان کی حیات کا مدار عقیدۂ ختم نبوت پر ہے۔ اور عقیدۂ ختم نبوت کا مدار خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت ومودت پر ہے، حضور مکی مدنی کی محبت کا عین تقاضا ہے کہ ان کے اوپر نگاہ بد ڈالنے والے سے نفرت وعداوت میں شدت وحدت ہو۔ دوست کا دوست، دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن دشمن ہی شمار ہوتا ہے، خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمن سے نفرت وعداوت میں شدت وحدت کا ہونا عین ایمان اور روح ایمان ہے۔ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام سے محبت ومودت ہی کا تقاضا ہے کہ جعلی وجھوٹے، نبوت کا دعوی کرنے والے مرزا قادیانی اور اس کی جماعت سے نفرت وعداوت میں گہرائی وگیرائی کے ساتھ شدت وحدت ہو، آنجہانی مرزا غلام قادیانی، فرستادۂ نصرانی، سے ہماری عداوت ونفرت کا سبب حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین مکی ومدنی علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت ومودت کا سبب ہے، خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت کا مطالبہ تو رب ذوالجلال نے کیا ہے۔

قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (آل عمران: ۳۱)

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔

دیکھا اس آیت میں خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت کا مطالبہ عرش اعظم سے ہوا ہے اور اس محبت میں حق تعالیٰ کی محبت کا عنوان و پیغام ہے اور سن لو حضور خاتم علیہ الصلاۃ والسلام کی محبت سے اللہ کی مغفرت کا وعدہ ہے۔ تو حضور کی محبت سے حق تعالیٰ کی محبت اور حق تعالیٰ جس سے محبت کریں گے اس کی مغفرت کریں گے کہ وہ حضور خاتم النبیین کا فدائی و شیدائی ہے اور دوسرا حکم بھی سن لو۔

قادیانی مرزائی سے نرمی کہیں جہنم کی گرمی نہ بن جائے؟!

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ (المجادلة: ۲۰)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ سخت ذلیل لوگوں میں ہیں۔

اور یہ بھی سن لیں، دھوکہ نہ کھائیں:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (المجادلہ: ۲۲)

''جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ وہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو

اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا
بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں‘‘

دیکھا قادیانی مرزائی سے اہل ایمان کی دوستی ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ قادیانی اللہ رب العزت کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے ختم نبوت کا منکر کافر و مرتد ہے پھر نرمی کس بات کی؟!

طریقت، حقیقت اور شریعت: تینوں اس کلمے میں موجود ہیں

(۱۳) کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

یعنی کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں لَآ اِلٰهَ طریقت ہے، اِلَّا اللّٰهُ حقیقت ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ شریعت ہے۔ سبحان اللہ

یعنی لَا اِلٰهَ میں نفی ہی نفی ہے۔

اہل اللہ کے نزدیک مسلم ہے کہ باطن کو منور کرنے میں اس کلمۂ مبارکہ سے زیادہ نفع دینے والی کوئی چیز نہیں ہے، صاحب استعداد سالک اس کلمہ کے پہلے جزو لَا اِلٰهَ کے ساتھ مطلوب حقیقی کے ماسوا کی نفی کرتا ہے اور اس کے دوسرے جزو اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ معبود برحق کا اثبات کرتا ہے جو کہ تمام سلوک کا خلاصہ ہے۔

تا بجاروب لا نہ روبی راہ
نرسی در سرائے الا اللہ

جب تک تو ’’لا‘‘ کے جھاڑو سے راستہ کو صاف نہیں کرے گا اس وقت تک ’’اِلَّا اللّٰهُ‘‘ کی سرائے میں نہیں پہنچے گا۔ (مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ۱۴۵)

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

سالک جب اس کلمہ کا ورد کرتا ہے تو جب لَا اِلٰهَ کہتا ہے تو یہ لگام طریقت ہے

اور جب ''اِلَّا اللہ'' کہتا ہے تو یہ مقام حقیقت ہے اور محمّدٌ رّسو لُ اللہِ یہ مقام شریعت ہے۔

نفی کو خلیل اللہ نے پورا کیا اور اثبات کو حبیب اللہ خاتم النبیین کی بعثت نے

کلمہ نفی کو حضرت خلیل اللہ نے پورا کیا تھا اور شرک کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ نے بند نہ کر دیا ہو...... کیونکہ اس دنیا میں کمال کی انتہا اسی نفی کے اتمام کے ساتھ وابستہ ہے اور کلمۂ طیبہ کے کمالات کا ظہور یعنی اثبات آخرت کی زندگی پر موقوف ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں سے دنیا میں سالک کو صرف لَا اِلٰہَ کے کمال تک پہنچاتی ہے کہ نفی کامل ہو جائے۔

اور اس میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سب سے آگے نکل گئے چناں چہ اللہ تعالی فرماتا ہے: فَجَعَلَهُمۡ جُذَاذًا انہوں نے ان (بتوں) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (انبیاء ۵۸)

پھر اسباب کو توڑ دیا، حتی کہ عالم خلق کے جتنے اسباب تھے سب کو توڑ دیا پھر عالم ملکوت سے جبرئیل علیہ السلام ان کی مدد کے لئے آئے ان کو بھی چھوڑ دیا ، جبرئیل علیہ السلام سے صرف اتنا پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں اس حال میں ہوں؟ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ہاں، تو فرمایا۔

حَسۡبِیۡ مِنۡ سُوَالِیۡ عِلۡمُهُ بِحَالِیۡ (مرقاۃ المصابیح ۱۵/ ۱۶۸ کشف الخفا ۶ ۱۱۳)

کہ اللہ تعالیٰ کو جو میرے حال کا پتہ ہے اس لئے میں کسی سے سوال نہیں کرتا۔

حق تعالیٰ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ فرمایا:

وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ (النجم: ۳۷)

''اور ابراہیم جس نے وفا کیا، میرا ابراہیم بڑا وفادار نکلا''

دنیا نفی کی جگہ ہے

تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، میں لَا اِلٰہَ کا کمال اس دنیا میں ظاہر ہوسکتا ہے، لَا اِلٰہَ سے مقام نفی مقصود ہے اور انسان کامل نفی کرے، اپنی ذات کی، مخلوق کی، اپنے ارادوں کی، تمناؤں کی، اسباب کی، ہر چیز کی نفی کرے الغرض تمام چیزوں کی نفی کردینی چاہئے، تو کامل نفی اس دنیا میں حاصل ہوسکتی ہے اور یہ دنیا نفی ہی کی جگہ ہے اور یہ دنیا کے کمال کی انتہا ہے۔

آخرت میں اثبات ہوگا

البتہ اثبات کا کمال آخرت میں ہوگا، اس لئے کہ آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ ہوگی، تو جب رؤیت باری تعالیٰ ہوگی تو اثبات کا کمال تو وہاں نصیب ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ اثبات یعنی اِلَّا اللّٰہُ کا کمال آخرت میں نصیب ہوگا یہاں یہ نکتہ ملحوظ رہے کہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام اس دنیا میں معراج پر تشریف لے گئے اور حق تعالیٰ جل مجدہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور اثبات کے فیوض کو لے کر آئے تو اِلَّا اللّٰہُ کی تکمیل خاتم النبیین پر ہوئی، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کیا خوبصورت بات ارشاد فرمائی کہ '' لَا اِلٰہَ '' کی تکمیل حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی اور '' اِلَّا اللّٰہُ '' کی تکمیل خاتم النبیین حبیب اللہ علیہ الصلاۃ والسلام پر ہوئی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین والرسل علیہ الصلاۃ والسلام اس دنیا

میں رؤیت حق جل وعلا سے شب معراج میں مشرف ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ طیبہ کے جزء اثبات اِلَّا اللّٰہُ کے کمالات سے بھی اس دنیا میں بہت بڑا حصہ پالیا، کہا جاسکتا ہے کہ کلمہ اثبات اس دنیا کے اندازے کے مطابق حضور خاتم النبیین والرسل علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت (تشریف آوری) سے کامل ومکمل ہوگیا اسی وجہ سے تجلی ذات کو حضور خاتم النبیین والرسل علیہ الصلاۃ والسلام کے حق میں اس دنیا میں ثابت کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے آخرت کے وعدہ پر موقوف کرتے ہیں۔

یعنی حضرت خاتم النبیین والرسل علیہ الصلاۃ والسلام کو حق تعالیٰ کی تجلی ذاتی معراج کے ذریعہ اسی دنیا میں عطا ہوئی اور باقی تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اس تجلی کا آخرت میں وعدہ ہے۔

اثبات کا مشاہدہ کمالات خاتم النبیین ہے

حاصل یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ میں نفی ہوئی اور اِلَّا اللّٰہُ میں اثبات ہوا اور محمد رسول اللہ حق تعالیٰ کی اثبات کے بعد آیا ہے، تو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی ذات کا اثبات اور صفات کا اثبات، اور صفات نبوت وصفات رسالت کی خاتمیت کا اعلان تو ذات حق نے کردیا۔ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ اور اس میں ایک حکمت اور بھی چھپی ہوئی ہے وہ یہ کہ لا الہ الا۔ اللہ۔ محمد رسول۔ اللہ

یعنی لا الہ الا اللہ میں آخری لفظ ''اللہ'' ہے اور محمد رسول اللہ میں بھی آخری لفظ ''اللہ'' ہے، تو اثبات جس ذاتِ ''اللہ'' کے لئے ہے وہی ''اللہ'' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے شروع میں بھی ہے، اور وہی ''اللہ'' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے آخر میں بھی تو اب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنی اللہ کی تمام تر

صفات الٰہیہ کی ابتداء وانتہاء حضرت خاتم النبیین والرسل کی ذات مقدسہ ہے اور اللہ نے ہی خاتم النبیین کا اول انتخاب کیا اور اسی نے آخر الانبیاء کی شان خاتمیت عطا کی، حق تعالیٰ کی ہر تجلی ذاتیہ وصفاتیہ کی ابتداء حضور خاتم پر ہوتی ہے پھر اس کی انتہا بھی اسی کی جانب آیت بھی اشارہ کرتی ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدۃ: ۳)

''آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے''

اور نہ معلوم کیا کیا حکمتیں ہوں گی الغیب عند اللہ۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اللہ حق تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جو کلمہ طیبہ میں دوبار آیا ہے، ایک نفی کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے آخر میں تو دو لفظ ''اللہ'' کے درمیان میں آیا ہے۔

محمد رسول ﷺ اس میں بھی لفظ ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور پھر رسول۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات خود ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کا محافظ ہے، اور اللہ کی ذات ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات نبوت و رسالت کی خاتمیت کا بھی محافظ ہے۔

لَا اِلٰہَ کے بعد اِلَّا اللّٰہُ آیا۔ اِلَّا اللّٰہُ کا اثبات خود مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی نبوت و خاتمیت کو ثابت کرتی ہے۔

(۱۴) لفظ ''اللہ'' کے چار حروف ہیں اور لفظ ''محمد'' میں بھی چار ہی حروف

ہیں۔اللہ کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد کوئی کسی بھی طرح کا نبی بن کر ان کا شریک نہیں بن سکتا۔

(۱۵) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں بارہ حروف ہیں اسی طرح مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں بھی بارہ حروف ہیں۔اللہ کی الوہیت وربوبیت ازلیت وابدیت کے ساتھ ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت بھی ابدی خاتمیت کے ساتھ ہے۔

(۱۶) کلمۂ طیبہ کا پہلا جزء لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بغیر نقطہ کے ہے اور دوسرا جزء بھی بغیر نقطہ کے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

جواب قیامت تک اسی طرح پڑھا جائے گا، یہ خاتم النبیین کی خصوصیت ہے۔

اب ہم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جو بغیر نقطہ کے ہے، اپنی جگہ رکھیں اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ تک جتنے انبیاء ہیں یا تو ان کے نام کے ساتھ یا ان کی منجانب اللہ صفات کے ساتھ نقطے آتے ہیں مثلاً:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......آدم صفی اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......نوح نجی اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......ابراہیم خلیل اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ...... اسماعیل ذبیح اللہ، اس میں نطقہ آ گیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......اسحٰق نبی اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......یعقوب نبی اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......داؤد خلیفہ اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...... یوسف صدیق اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...... موسیٰ کلیم اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...... عیسیٰ کلمۃ اللہ، اس میں نقطہ آ گیا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ...... محمد رسول اللہ بغیر نقطہ کے آیا ہے۔

صرف ہمارے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے جز ثانی میں نقطہ نہیں ہے کیا مطلب؟ نقطہ علامت ہے کہ ان کے بعد دوسرے نبی کی آمد ہوگی اور ہوئی بھی اور حضرت محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی کی آمد نہیں اس لئے نقطہ بھی نہیں۔

یہ سب عوامی دلائل وحکمت ہیں جن سے عوام کو بآسانی ختم نبوت سمجھایا جاسکتا ہے، ان باتوں کو سننے والا ان شاء اللہ قادنیت کی لعنت سے محفوظ رہے گا۔

خوب نام محمد ہے اے مومنو
جس میں نقطہ بھی رب کو گوارا نہیں

اللہ پر ربوبیت ختم، محمد رسول اللہ پر نبوت ختم

اللہ رب العلمین ہے، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت للعلمین ہیں۔ کروڑوں قیامتیں تو برپا ہوسکتی ہیں مگر اللہ کے بغیر کوئی معبود نہی،۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی رسول نہیں، اب اللہ بن کر عرش پر کوئی جا نہیں سکتا، محمد رسول اللہ کے بعد نبی بن کر فرش پر کوئی نہیں آسکتا۔

عقیدۂ توحید بغیر رسالت کے معتبر نہیں

رب ذوالجلال والاکرام کی توحید کے بعد سرور عالم سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت سب سے اہم ہے، جس طرح بغیر توحید کے اقرار کے کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا، اسی طرح بغیر ختم نبوت کے اعتراف کے کوئی

شخص مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ توحید کا اقرار شرعاً صرف اسی کا معتبر ہے جو خاتم الانبیاء علیہم السلام کے کہنے سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک لہ مانے، ورنہ جو شخص یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک لہ سمجھتا ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتا ہوں۔ مگر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے میں اللہ کو ایک نہیں سمجھتا۔ بلکہ یہ میری ذاتی تحقیق ہے کہ اللہ ایک ہے تو یہ شخص شرعاً مسلمان نہیں۔ مسلمان وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے سے اللہ کو ایک مانے، اللہ تعالی کو اپنی عقل اور دلائل سے ماننے والا مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک یہ اقرار نہ کرے کہ میں اللہ تعالی پر ایمان لایا اس تعلیم وارشاد پر عمل کرتے ہوئے جو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے، اور یہی بات تمام عقائد کی کتابوں میں موجود ہے؛ کیونکہ عقیدہ کا تعلق سمعیات سے ہے، قرآن کریم میں ہے:

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا (آل عمران: ۱۹۳)

”اے ہمارے پروردگار ہم نے پکارنے والے کو سنا کہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کررہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے“

نیز قرآن میں ہے:

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ (الحدید: ۸)

”اور تمہارے لیے اس کا کون سبب ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے

حالانکہ رسول (علیہ السلام) تم کو (اس بات کی طرف) بلا رہے ہیں
کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ‘‘

الغرض نبوت و رسالت کے عقیدہ کے بغیر عقیدۂ توحید عند اللہ معتبر نہیں ہے۔

ختم نبوت پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود شہادت لی

توحید کے اقرار و ایمان کے ساتھ ختم نبوت پر ایمان و ایقان اتنا غیر معمولی اور اہمیت رکھتا ہے کہ بذات خود حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس زید بن حارثہ کے قبیلہ والے جب ان کو لینے آئے، تو خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو منہ مانگا مال پیش کیا۔ جواب میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں جو سنہری اور نجات دارین کی بات کہی اللہ کی قسم وہ بات ایک آخری سچا رسول ہی کہہ سکتا ہے۔ یہی دلیل ختم نبوت ہے۔ اسی میں حق و صداقت کی اٹوٹ شہادت ہی چھپی ہوئی نہیں بلکہ قیامت تک ہر منکر ختم نبوت ضال ومضل کے منہ پر طمانچہ ہے اور ہر طرح کی ظلی و بروزی پر پھٹکار کا دھماکہ ہے، حدیث میں خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

زید بن حارثہ کا قصہ اور ختم نبوت

عَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فِيْ قِصَّةٍ طَوِيْلَةٍ لَهُ حَيْنَ جَاءَتْ عَشِيْرَتُهُ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ، ثُمَّ قَالُوا لَهُ: امْضِ مَعَنَا يَا زَيْدُ، فَقَالَ: مَا أُرِيدُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدَلًا وَلَا غَيْرِهِ أَحَدًا، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا مُعْطُوكَ بِهَذَا الْغُلَامِ دِيَاتٍ، فَسَمِّ مَا شِئْتَ فَإِنَّا حَامِلُوهُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: أَسْأَلُكُمْ أَنْ تَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي خَاتَمُ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ

وَأُرْسِلُهُ مَعَكُمْ (الحدیث اخرجه الحاکم مفصلافی المستدرک ۴۱۴/۳ ترجمان السنة ۳۹۳/۱)

زید بن حارثہؓ اپنے ایک طویل قصہ میں ذکر کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر مسلمان ہوگیا تو میرا قبیلہ مجھے تلاش کرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اور مجھ سے کہا اے زید ہمارے ساتھ چلو، زید بولے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلہ میں کسی کو پسند نہیں کرسکتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سواء کسی دوسرے کا ارادہ رکھتا ہوں، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوکر فرمایا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس لڑکے کے عوض میں ہم آپ کو بہت سا مال دے سکتے ہیں جو آپ چاہیں بتلا دیجئے ہم اسے ادا کردیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تو تم سے صرف ایک چیز مانگتا ہوں وہ یہ کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سواء معبود کوئی نہیں اور اس کی کہ میں اس کے سب نبیوں اور رسولوں میں آخری نبی اور رسول ہوں۔ بس میں اس لڑکے کو ابھی تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔ (مستدرک، ترجمان ۳۰۳/۱)

رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کی امتیازی شان

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ارشاد فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ تو ہیں ہی، مگر امتیازی شان اور مخصوص لقب آپ کا خاتم النبیین ہے، نبوت و رسالت تو اور انبیاء کو بھی ملی ہے مگر ختم نبوت کا بلند ترین مقام و رتبہ صرف آپ کے لئے مخصوص تھا۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانے کا مطالبہ کیا ہے اسی طرح ختم نبوت پر بھی ایمان لانے کا مطالبہ کیا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان آپ کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر حاصل ہی نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا لفظ اسی لئے رکھا گیا ہے کہ آپ صرف رسول اللہ نہیں بلکہ خاتم النبیین بھی ہیں۔

اس کے برخلاف آپ سے پیشتر جتنے رسول ہوئے وہ صرف رسول اللہ تھے اس لئے کسی نے یہ دعوی نہیں کیا کہ وہ خاتم النبیین ہے۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص لقب ہے اور آپ نے ہی اس کا دعویٰ کیا ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا یہ لقب بطورِ مدح نہیں بلکہ بحیثیت عقیدہ کے ایک عقیدہ ہے۔ (ترجمان السنۃ)

عقیدۂ ختم نبوت اور فقہاء کرام

ہمارے فقہاء نے بھی اس عقیدہ کے تحت واضح کردیا کہ اب کلمہ شہادت کی قبولیت کا مدار عقیدۂ ختم نبوت پر منحصر ہے۔ وہ شخص مسلمان ہی نہیں جو عقیدۂ ختم نبوت کا اقرار وایمان نہ رکھے اور اس عقیدۂ ختم نبوت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں اور اب کوئی نبی یا رسول ہمارے محمد مدنی ومکی خاتم النبیین کے بعد جو اس کا دعوی کرے وہ جعلی، فریبی دغاباز، مرتد، دجال، کذاب، مفتری، ضال، مضل، جہنمی، ابلیس سے بڑا لعین ہے۔ نیز حضور خاتم علیہ الصلاۃ

والسلام کی ختم نبوت کا انکار تمام آسمانی کتابوں کا انکار، اور ختم نبوت کا انکار تمام نبیوں کا انکار ہے، ابلیس لعین نے تو صرف ایک نبی آدم علیہ السلام کا مقابلہ کیا اور مرزا غلام قادیانی نے تو سب نبیوں کا انکار کیا۔

صاحب اشباہ نے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

اذا لم يعرف الرجل ان محمداً صلى الله عليه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم لانه من الضروريات۔(الاشباه والنظائر: ۲۹۶)

ترجمہ: اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہیں کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ شخص مسلمان ہی نہیں اس لئے کہ کلمہ کی شہادت کے ساتھ ختم نبوت کا اقرار ضروری ہے۔

یعنی حق جل مجدہ کی توحید پر ایمان اسی وقت معتبر اور قبول ہوگا جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت کو ختم نبوت و رسالت کے عقیدہ کے ساتھ یقین کرے اور اللہ تعالیٰ کو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے کہنے سے ایک مانے اور اسی عقیدہ پر جم جائے ورنہ مسلمان باقی نہیں رہے گا کیونکہ یہ عقیدہ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے اور قرآن و احادیث مبارکہ کے قطعی نصوص سے ثابت ہے۔

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے

اس عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اس بات سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حضور خاتم، نبی اُمّی علیہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد اگر کوئی نبوت کی آرزو و تمنا بھی کرے گا تو وہ اسلام سے خارج اور خواہش کرنا بھی کفر ہے، پھر جو بھی

حضور خاتم، محمد رسول اللہ کے بعد نبوت کا دعوی کرے اس کے کفر میں شک وشبہ کرنا بھی بدترین کفر ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ نبوت کی تمنا اور آرزو رکھنے اور کرنے والے کو فقہائے اسلام کافر کہتے ہیں تو جو نبوت کا دعویٰ کرے اس کے کفر میں کتنی شدت اور غلاظت ہوگی۔

قرآن مجید واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کا اجماعی اتفاقی مسئلہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوی کرنا تو الگ رہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی تمنا یا خواہش کرنا بھی کفر ہے۔

چنانچہ اعلام بقواطع الاسلام میں علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

قال الحليمي: مالو تمنى فى وقت نبى من الانبياء أنه هو النبى دون ذلك أو فى زمن نبينا صلى الله عليه وسلم أوبعده أن لو كان نبيا أو انه صلى الله عليه وسلم لم تكن النبوة به فيكفر فى جميع ذلك والظاهر أنه لا فرق بين تمنى ذلك باللسان اوالقلب (الاعلام بقواطع الاسلام: ۸۵)

ترجمہ: حلیمی نے کہا کہ اگر کوئی انسان کسی نبی کے زمانہ میں یہ تمنا کرے کہ اس نبی کے بجائے وہ نبی ہوتا، یا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا اس کے بعد کوئی یہ تمنا کرے کہ کاش اسے نبوت ملتی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت نہ ملتی، تو ان تمام شکلوں میں اس کی تکفیر کی جائے گی، اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ وہ تمنا زبان سے ہو یا صرف دل میں ہو۔

جب ایک شخص نبی ہونے کی تمنا کرنے پر کافر ہو جاتا ہے تو اندازہ لگائیں کہ نبوت کا دعوی کرنا کس درجہ کا کفر ہوگا۔ پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا۔ حضور خاتم النبیین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے۔

اس عبارت سے اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ واضح ہو گیا کہ جب ایک شخص نبی بننے اور ہونے کی تمنا و آرزو کرنے پر کافر ہو جاتا ہے۔ تو بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور خاتم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جعلی نبوت کا دعوی کرنا کس درجہ کا غلیظ کفر اور خبیث شخص ہوگا۔

جو حق تعالیٰ کے اعلان کے بعد دیدہ دلیری سے بروزی وظلی جعلی نبوت کا دعوی کردے۔ لعنت ہو جھوٹے وکذاب مرزا قادیانی پنجابی وانگریزی نبی پر، لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ۔

جعلی وجھوٹے نبی سے دلیل مانگنا بھی کفر ہے

جس طرح سچے نبی پر ایمان نہ لانا کفر و گمراہی ہے جھوٹے جعلی نبی پر بھی ایمان لانا کفر تو ہے ہی، جس میں کوئی شک وشبہ نہیں، جعلی نبوت کا دعوی کرنے والے سے دلیل کے طور پر معجزہ طلب کرنے والا بھی کافر و گمراہ ہے، حضور خاتم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و تشریف آوری کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ کافر، مرتد، ملعون، کذاب، مفتری، دجال، ضال، مضل، لعین ابن لعین ابن لعین ہے، تو پھر اس پر ایمان لانا گویا جان بوجھ کر دجال و کافر پر ایمان لانا ہوا اور پھر اس سے جعلی نبوت پر دلیل اور برہان سچے نبی والا معجزہ طلب کرنا بھی اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور دلیل مانگنے والا بھی کافر ہے۔

اعلام بقواطع الاسلام میں یہ صراحت موجود ہے:

وواضح تكفير مدعي النبوة ويظهر كفرُ مَنْ طلب منه معجزة، لأنه بطلبه لها منه مجوز لصدقه مع استحالته المعلومة من الدين بالضرورة۔(الاعلام بقواطع الاسلام: ۱۵۹)

''مدعی نبوت کی تکفیر واضح ہے اور جو اس سے معجزہ طلب کرے اس کا کفر اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ قرآن وسنت سے واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ممکن نہیں ہے''

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا تھا

اگر لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا مفہوم سلامت نہیں تو ایمان کے جز کا کروڑ واں حصہ بھی نہیں بچے گا۔ جڑ کو گھن لگے تو شاخ اور پتیاں سلامت نہیں رہتیں۔ عقیدہ کو درخت سمجھو، جب تک جڑ مضبوط نہ ہو، درخت بار آور نہیں ہوسکتا، اب وہ ماں مر گئی جو نبی جنا کرتی تھیں۔

مشاطہ ازل نے آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زلفوں میں وہ کنگھی ہی توڑ ڈالی جو زلف نبوت سنوارا کرتی تھیں۔

اب زمانے کی یہ کنڈل یونہی رہیں گے لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس معاملہ میں عقل کو جواب دے دو کہ یہ عقل کا نہیں عشق کا معاملہ ہے، صحابۂ کرام بھی صحیح معنوں میں دیوانگان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تبھی پوری دنیا پر چھا گئے۔

مسلمانوں، ختم نبوت کے عقیدہ کو یوں سمجھو جیسے یہ ایک مرکزِ دائرہ ہے جس کے چاروں طرف توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ کا وجود، صحف سماوی کی صداقت، قرآن کریم کی حقانیت وابدیت، عالم قبر و برزخ، یوم النشور، یوم الحساب گردش کرتے ہیں اگر یہ اپنی جگہ سے ہل جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، دین نہیں بچے گا۔

مزید سمجھئے، جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی حضور رسالت پناہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود پر ختم ہو جاتا ہے، آپ ﷺ کی نبوت و رسالت وہ مہر درخشاں ہے جس کے طلوع کے بعد اب کسی روشنی کی مطلق ضرورت نہیں رہی۔ سب روشنیاں اسی نور اعظم صلی اللہ علیہ وسلم میں مدغم ہوگئی ہیں، جبھی تو مخبر صادق خاتم الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں زندہ ہوتے تو انہیں بھی بجز میری اتباع چارۂ کار نہ ہوتا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے تو نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ابوبکرؓ کی طرح امتی اور خلیفہ کی حیثیت سے۔ آقا کے غلاموں کو یاد رکھنا چاہئے کہ جو شخص بھی ختم نبوت کے تخت کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے گا ہم اس پر قہر الٰہی اور صدیق اکبرؓ کا انتقام بن کر ٹوٹ پڑیں گے۔

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر سلسلہ رسم سیاست کا فسوں
ایک فقط نام محمد (ﷺ) سے محبت کی ہے

ہم نے بدلا ہے زمانے میں محبت کا مزاج
ہم نے ہر دل کو نئی راہ و نوا بخشی ہے
مرحلے بند و سلاسل کے کئی طے کر کے
چہرۂ دار و رسن کو بھی ضیاء بخشی ہے

محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سج سکے اور تاج امامت و رسالت جس کے سر پر ناز کر سکے وہ ایک ہی ہے جس کے دم قدم سے کائنات میں نبوت سرفراز ہوئی۔

یاد رکھو: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو اللہ ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو قرآن ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو دین ہے، لا نبی بعد محمد، لا رسول بعد محمد، لا امة بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خود کو نبی سمجھنے والا بہت بڑا جھوٹا ہے

(۱۲) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْن كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ۔ (رواہ مسلم۔ ترجمان ۱۴۱۴/۱)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آئندہ میری امت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہوں گے ان میں ہر ایک اپنے متعلق گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب نبیوں کے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مسلم

(۱۳) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ

شَيْئًا , ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ ثَانِيًا عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ , ثُمَّ قَالَ: "أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ شَأْنَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ أَكْثَرْتُمْ فِي شَأْنِهِ فَإِنَّهُ كَذَّابٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كَذَّابًا يَخْرُجُونَ قَبْلَ الدَّجَّالِ (رواہ الطحاوی فی مشکل الآثار۔ ۲/ ۱۰۴)

حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ فرمانے سے پیشتر لوگوں میں بڑی چہ میگویاں ہورہی تھیں، ایک دن آپ نے خطبہ دیا اور بعد حمد و صلوۃ کے فرمایا جس شخص کے بارے میں تم رائے زنی کررہے ہو وہ ان تیس جھوٹوں میں ایک جھوٹا ہے جو دجال اکبر سے پہلے آئیں گے۔ (طحاوی)

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّى يَخْرُجَ ثَلٰثُوْنَ كَذَّاباً دَجَّالاً مِنْهُمْ الْمُسَيْلَمَةُ وَالْعَنَسِيُ وَالْمُخْتَارُ۔ (ابو یعلی، فتح الباری، ترجمان: ۱/ ۴۱۷)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آسکتی جب تیس جھوٹے دجال نہ نکل آئیں۔ جن میں مسلمہ، عنسی اور مختار بھی ہیں (مرزا غلام قادیانی بھی انہی تیس میں کا روسیاہ بدبخت ہے)

مسیلمہ اور اسود عنسی کے دعوائے نبوت کا انجام

عہد رسالت میں ہی اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے اپنے جنون اور دماغی

خلل کی بنیاد پر نبوت کا دعوی کیا تھا، اسود عنسی کے قتل کے لئے تو خود خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبوت کے دعوے کو سننے اور ماننے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، حضرت فیروز دیلمی نے بڑی دانائی و بصیرت آمیز تدبیر اور جد و جہد کے بعد اسود عنسی کا کام تمام کیا، اس نے یمن میں دعوی نبوت کیا تھا، اس لعین کا پورا نام عبہلہ بن کعب بن غوث تھا، یہ کہف حنان علاقہ کا رہنے والا تھا، یہ اپنے وقت کا کاہن اور شعبدہ باز تھا (جس کو ہماری زبان میں مداری اور نظر بند کرنے والا، نظر باندھنے والا کہتے ہیں) اس اسود عنسی کے ساتھ دو شیطان رہتے تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام شقیق تھا۔

جب اس نے اپنی خباثت کا اعلان کیا تو اس کے ساتھ سات سو جنگجو آدمی شامل ہو گئے، اس لعین نے ہمارے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے عاملین کو اس طرح خط لکھا۔

أَيُّها المتمرِّدون عَلَيْنَا، أَمْسِكُوا عَلَيْنَا مَا أَخَذْتُمْ مِنْ أَرْضِنَا، ووفِّروا مَا جَمَعْتُمْ، فَنَحْنُ أَوْلَى بِهِ (البداية والنهاية: ٦/ ٣٣٩)

”اے ہم پر شرکشی کرنے والو! تم نے جو ہماری زمین لے لی ہے،
وہ ہمیں واپس دے دو، اور جو تم نے جمع کیا ہے اسے واپس دو؛
کیونکہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں“

اسود نجران پر قبضہ کر کے صفا کی طرف متوجہ ہوا مقابلہ میں شہر بن باذان آیا تو اس کو قتل کر کے اس کی بیوی ازاذ سے زبردستی نکاح کر لیا، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ابو موسی اشعری صنعاء سے حضر موت چلے گئے اور اسود نے ۲۵ / دن میں صنعاء کو اپنے زیر حکومت کر لیا۔

اسود عنسی نے حضرت فیروز دیلمی کو امیر مقرر کر دیا ابناء پر، اور داذویہ کو اس کا معاون مقرر کیا۔

عمرو بن معدیکرب اسود عنسی کے فتنے کا شکار ہو گئے تو اسود نے ان کو اپنا نائب مقرر کیا۔ مگر بعد میں عمر بن معدیکرب مسلمان ہو گئے۔

شہر بن باذان جب صنعاء میں اس سے مقابلہ میں آئے تو ان کو قتل کر کے ان کی بیوی ازاذ سے جبراً نکاح کر لیا۔

اسود عنسی کے دعویٰ نبوت سے قتل تک کی مدت کل چار ماہ ہے جو اس فتنے کی کل عمر ہے۔

مذکورہ تینوں حضرات اسلام پر تھے اور مردود اسود عنسی کے قتل کی تدبیر میں تھے تا کہ موقع ملے اور اس دشمن ختم نبوت اور خاتم النبیین کے عقیدہ کے منکر کا خاتمہ کیا جا سکے۔ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین علیہ السلام کے فرستادہ حضرت فیروز دیلمیؓ نے بڑی حکمت و دانائی اور شجاعت و جرأت سے ازاذ جو حضرت فیروز دیلمی کی چچازاد بہن تھی اور ظالم کے زیر اثر مجبوراً تھیں اور اسلام پر قائم تھیں اور اسود کی جانی دشمن تھیں، اسود عنسی کے قتل کی طویل داستان ہے۔ جس رات اس جھوٹے جعلی نبی کا قتل ہوا ہے وہ شراب پی کر نشے مست ہو کر سو گیا۔ حضرت فیروزؓ جب اس کے قتل کے لئے داخل ہوئے تو وہ بدبخت آہٹ سے بیدار ہو گیا اور کہنے لگا۔

مالی ومالك يافيروز۔

حضرت فیروزؓ گھبرا گئے کہ اگر واپس ہو جاتا ہوں تو وہ آزاذ کو بھی قتل کر دیگا، لہذا ہمت کی اور خاتم النبیین کی دعاؤں نے فیض شجاعت کی قوت عطا کر دی اور

اس پر ٹوٹ پڑے اور غیرت ایمانی کا اسلحہ سے وار کر دیا اور جب یقین ہو گیا کام تمام ہو گیا ہے تو باہر ساتھیوں کو اطلاع کی، جب نکلنے لگے تو آزاذ نے کہا مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو۔ اتنے میں حضرت فیروز ؓ کے ساتھی بھی داخل ہو گئے، مگر اسود کے اندر شیطان داخل ہو کر جسم کو اچھالنے لگا اور بیل جیسی آواز نکالنے لگا، کسی کے قابو میں نہیں آ رہا تھا کہ حضرت آزاذ نے اس کے سر کا بال پکڑ کر قابو کر لیا تو دو ساتھی اس پر بیٹھ گئے اور تیسرے نے سر تن سے جدا کر دیا۔

لعین اسود بیل کی آواز میں قتل سے پہلے بڑ بڑا رہا تھا جس کی آواز سے چوکیداروں میں ایک ہلچل مچ گئی اور آواز دینے لگے: **ماهذا ماهذا؟**

حضرت ازاذ نے دانائی اور عقیدہ ختم نبوت کی بصیرت افروز حکمت کو ملحوظ رکھا تاکہ باہر سے کوئی نیا فتنہ مکان کے اندر رات میں داخل نہ ہو۔ فرمایا۔

نبی یو حی الیه یعنی نبی کو وحی آ رہی ہے، یہ آواز اسی کی ہے، اس طرح چوکیدار واپس ہو گئے اور اسود جہنم رسید ہو گیا، دنیا ملعون و خبیث جعلی نبی سے نجات پا گئی۔

خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو اسود ملعون کے قتل کی اطلاع

ادھر آسمان سے بذریعہ وحی حضور اکرم خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو حق جل مجدہ نے اسی رات اطلاع دے دی کہ اسود کو حضرت فیروز دیلمی ؓ نے قتل کر دیا اور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ السلام نے حضرات صحابہ کو اس طرح خوش خبری سنائی:

آج رات اسود عنسی کو ایک مبارک خاندان کے مبارک شخص نے قتل کر دیا، تو لوگوں نے معلوم کیا وہ کون شخص ہے؟

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: فیروز فاز فیروز (کامیاب شخص فیروز ہے، فیروز (البدایۃ والہنایۃ ج ٦ صفحہ ٣١٢)

اس اطلاع کے ایک روز بعد حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام عالم بقا کی طرف رواں ہو گئے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر جعلی وجھوٹے نبوت کا دعوی کرنے والے کا فیصلہ کر دینا حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان ہے اور امت پر جعلی ودھوکہ باز شخص سے نور نبوت صادقہ کی حفاظت کا اہم فریضہ عائد ہے۔ جب بھی امت اس فریضہ سے مصلحت کی بنیاد پر ہٹے گی جعلی نبوت پھیلے گی، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس فریضہ کی ذمہ داری قبول کی اور فتنہ ارتداد خواہ اسود عنسی کا ہو یا طلیحہ اسدی کا ہو، یا مسیلمہ کذاب کا ہو، امت کا اسلام وایمان اور عقیدۂ ختم نبوت بچے گا تو اسلام وایمان، قرآن، ملائکہ، حشر ونشر، قیامت اور آخرت پر ایمان بچے گا۔

یہ موضوع لمبی تقریروں اور اسٹیج کا نہیں، بلکہ عملی طور پر حفاظت دین کا ہے، نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے، و صلی اللہ علی خاتم النبیین۔

طلیحہ اسدی جعلی نبی کا خاتمہ

طلیحہ اسدی حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے ہی عہد نبوت میں مرتد ہو گیا تھا۔ یہ ۹ ؍ہجری میں قبیلہ اسد کے ہمراہ آ کر مسلمان ہوا اور بعد میں مرتد ہو گیا اور جعلی نبوت کا دعوی کر دیا۔

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے اس جعلی وجھوٹے کے قتل کے لئے حضرت ضرار بن ازورؓ کو بھیجا تھا۔ مگر خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے

وصالِ حق کے بعد معاملہ سنگین ہو گیا اور ایک شخص عیینہ بن حصن فزاری بھی اپنی قوم کے ساتھ مرتد گیا۔ اور طلیحہ اسدی جعلی نبوت کا دعوی کرنے والے کے ساتھ مل گیا۔ عیینہ بن حصن فزاری کا لقب ''احمق مُطاع'' تھا، ادھر اسلامی فوج منتشر تھی کہ ہر طرف فوج دفاع ختم نبوت میں منہمک تھی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حالات کی نزاکت کا پتہ لگانے کے لئے دو مشہور صحابی حضرت عکاشہ بن محصن اور ثابت بن اقرم انصاری ؓ کو ''بزاخہ'' مقام پر روانہ کیا۔

ادھر طلیحہ نے بھی جاسوسی کے لئے اپنے بھائی کو اسلامی فوج کے حالات جاننے کے لئے بھیجا ہوا تھا اچانک دونوں ہی دستے آمنے سامنے ہو گئے۔ حضرت عکاشہ نے طلیحہ کے بھائی اور دستہ پر حملہ کر دیا کہ دوسری کوئی صورت نہ تھی۔ جب یہ خبر طلیحہ جعلی نبی کو ملی جو تنہا ایک ہزار کا مقابلہ کرتا تھا۔ مقابلہ کے لئے نکل پڑا۔ اور حضرت عکاشہ اور ثابت بن اقرم پر قابو پا کر شہید کر دیا اور اس پر فخر کرتا تھا۔ کیونکہ حضرت عکاشہ ؓ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جو بغیر حساب بخشے جائیں گے اور میدان بدر میں جب تلوار ٹوٹ گئی تھی تو خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک کھجور کی شاخ عطا کی تھی، جو فوراً تلوار بن گئی تھی۔

طلیحہ کی جعلی وحی

طلیحہ اسدی کو جنگ سے پہلے حضرت خالد بن ولید نے دعوت اسلام دی تو اس نے جواب میں یہ کلمات کہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ میں نبی و رسول ہوں میرے پاس فرشتہ آتا ہے جس کا نام ذالنون ہے۔ جس طرح جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ میاں اپنی وحی تو سناو۔تو کہنے لگا والحمام والیمام والصرد، والصوام قد صمن قبلکم باعوام لیبلغن ملکنا العراق والشام۔

یعنی کبوتر اور قمری اور لال بیگ وغیرہ کی قسم ۔جنہوں نے تم سے کئی سال پہلے روزے رکھے ۔یقیناہماری حکومت عراق اور شام تک پہنچے گی ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی شجاعت ودانائی

طلیحہ نے جب حضرت خالدؓ کی دعوت ٹھکرادی تو اپنے احباب مجاہدین کے پاس تشریف لائے اور رات بھران کی ترتیب بنائی اور سحر کے وقت بڑا جھنڈا حضرت زید بن الخطابؓ کے ہاتھ میں دیا۔انصار کا جھنڈا قیس بن شماس کے سپرد کیا اور بنی طے کا جھنڈا عدیؓ کو دیا اور خود پیدل ہو کر لشکر کو درست کرنے لگے۔

طلیحہ نے عمومی قیادت عیینہ بن حصن کو دیدی اور خود چالیس بہادر نوجوانوں کے پہرے میں خیمے کے اندر بیٹھ کر ذوالنون کی وحی کا انتظار کرنے لگا۔حضرت خالدؓ نے عمومی حملہ کا حکم دیدیا، اسلامی نوجوانوں نے چالیس ہزار مرتدین اور منکرین ختم نبوت پر حملہ کر دیا۔شروع میں عیینہ نے بہت ہی بہادری دکھلائی اور اسلامی فوج نڈھال ہوگئی تو حضرت خالد کو بہت غم ہوا تو حضرت خالدؓ نے مجاہدین کو یوں مخاطب کیا: **اللہ، اللہ یا معشر االانصار** (اے جماعت انصار ومہاجرین اللہ کے واسطے واپس آجاو) کہہ کر خود غیرت اسلامی میں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مرتدین ومنکرین ختم نبوت کفار کے بیچ میں گھس گئے اور بڑھتے ہی چلے گئے۔

مجاہدین اسلام نے جب حضرت خالدؓ کو اس طرح گھستا ہوا دیکھا تو اس

طرح پکارنے لگے:

اللہ اللہ فانت امیر القوم و لا ینبغی لک ان تقدم (آپ تو لشکر اسلام کے امیر ہیں آپ کو اس طرح گھس کر آگے نہیں بڑھنا چاہئے)

حضرت خالدؓ نے جواب دیا، اللہ کی قسم مجھ کو معلوم ہے جو آپ کہتے ہو لیکن میں مسلمانوں کی (میدان ختم نبوت میں) شکست پر صبر نہیں کر سکتا۔

(یہ ہے عقیدۂ ختم نبوت کی معرکہ آرائی اور صحابہ کی قربانی اور افسوس صد افسوس کہ آج مصلحت اور ختم نبوت کی پامالی اور علما دعاۃ مصلحین، مبلغین، اور خطباء کی لاپرواہی۔ تحفظ ختم نبوت کانفرس سے ختم نبوت کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ہمارے قدآور شخصیات محض شہروں اور فائق مقام و مکان کی تلاش میں لاکھوں روپیہ جاہ طلبی کے لئے تحفظ ختم نبوت کے نام پر صرف کرا دیتے ہیں جبکہ میدانی اور عملی کام بالکل نہیں ہوتا۔ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا دشمن خاموشی کے ساتھ میدانی کام گاؤں گاؤں کرتا ہے اور ہمارے حضرات صرف خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم تحفظ ختم نبوت کانفرس کر رہے ہیں۔ لِلّٰہ اسی رقم کو میدانی کام کے لئے مختص و محفوظ کر دیں اور گاؤں گاؤں، دیہی علاقہ میں مبلغین بھیجیں اور خود جائیں تاکہ آپ کو ان کی کارکردگی اور جہد مسلسل اور بلیغ سعی کو دیکھ کر آپ کا ایمان آپ کو غیرت دلائے۔

کوئی قادیانی کانفرس نہیں کرتا اور خاموشی سے آپ کی اولاد کو غریب و نادار مسلمانوں کو روز بروز جہنم میں لے جا رہا ہے، اس وقت اشاعت دین و اسلام سے زیادہ حفاظت دین و اسلام کی اہمیت پر زور دیجئے۔ لِلّٰہ جگ جائے اور ختم نبوت کی حفاظت کے خاطر جاہ کو قربان کیجئے۔ یا اللہ آپ ہی ختم نبوت کی اہمیت و

نزاکت کے لئے سینہ کو کشادگی اور شرح صدر کی نعمت اور فیض ختم نبوت سے منور فرمائیں گے۔ بجاہ جدالحسن و الحسین خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام آمین۔

مسلمانوں نے جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو بلاخوف وخطر مرتدین ومنکرین ختم نبوت میں لڑتا ہوا، گھستا دیکھا پکارا۔ یا خالد رضی اللہ عنہ علیک سلمی و آجاء ۔اے خالدؓ آجاء اور سلمی میں پناہ لے لو، یہ دونوں مقام کے نام ہیں، حضرت خالدؓ نے جواب دیا بل الی اللہ الملجأ۔ آجا اور سلمی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی پناہ درکار ہے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ تحفظ ختم نبوت کے جوش میں فیض ختم نبوت کا لطف وسرور لیتے ہوئے مرتدین ومنکرین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے اور لڑتے رہے تو مجاہدین ختم نبوت نے جب دیکھا کہ حضرت خالدؓ واپس نہیں ہو رہے ہیں۔ تو تمام مجاہدین ختم نبوت نے ایک بارگی طلیحہ کی جماعت منکر ختم نبوت پر حملہ کر دیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی تو جعلی نبی اور اس کی باطل طاقت پر ختم نبوت کی فتح عظیم ہوئی اور حضرت خالدؓ نے طلیحہ کے چالیس خاص چوکیدار کو جہنم رسید کر دیا اور طلیحہ کے پرچم بردار کو بھی قتل کر دیا جب طلیحہ جعلی نبوت کے دعوے دار کے پہرے دار قتل ہو گئے تو مسلمانوں نے از سر نو جنگی صف بندی کی اور خوب گھمسان کی جنگ ہوئی، مرتدین ومنکرین نبوت کے سر تلواروں سے گاجر مولی کی طرح ذلت کے ساتھ گر رہے تھے۔

طلیحہ کا جھنڈا اس روز سرخ تھا اور ایک چالاک آدمی اس کو اٹھائے ہوا تھا،

حضرت خالدؓ نے شیر کی طرح جھپٹ کر اس کو جہنم رسید کر دیا اور جھنڈا گھوڑے کے پاؤں میں روندا گیا۔

طلیحہ کمبل میں لپٹ گیا کہ شاید شیطانی وحی اس پر آ جائے اس کے پاس ''احمق مطاع''، یعنی عیینہ بن حصن آیا اور پوچھا کوئی وحی آئی ہے طلیحہ نے جواب دیا کہ اِنَّ لَکَ رِحاً کَرِحَاہُ وَحَدِیثًا لَاتَنْسَاہُ۔ یعنی تجھ پر ان کی چکی کی طرح چکی چلے گی اور ایسا واقعہ پیش آئے گا کہ تو یاد رکھے گا۔

اب احمق مطاع کو یقین ہو گیا کہ طلیحہ جعلی نبی اور جھوٹا و دجال ہے، فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر میدان جنگ میں گیا اور لوگوں میں اعلان کر دیا کہ طلیحہ کذاب و جھوٹا ہے۔ جو جان بچا کر جا سکتا ہے چلا جائے۔

مرتدین کچھ بھاگ گئے کچھ قتل ہوئے کچھ قید بند میں رہے، احمق مطاع بھی بھاگ رہا تھا تو عروۃ بن اوس نے اس کو گرفتار کر لیا، حضرت خالدؓ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا مگر ایک مخزومی نے اس کی شفارش کر دی تو وہ قید و بند میں مدینہ منورہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس زنجیروں میں جکڑ کر بھیجا گیا تو بچے اس کے پیٹ میں کھجور کی ٹہنیوں سے مارتے تھے اور کہتے تھے: اللہ اور خاتم النبیین کے دشمنو! اسلام کے بعد کفر اختیار کر لیا شرم کرو، ڈوب مرو۔ طلیحہ جعلی کذاب شام بھاگ گیا۔ پھر دوبارہ تائب ہو کر مسلمان ہو گیا اس طرح بزاخہ مقام مرتدین و منکرین ختم نبوت سے پاک وصاف ہوا، یا تو بھاگ گئے یا قتل ہوئے یا قید و بند میں اسلامی سزا کے تحت جہنم رسید کر دیئے گئے اور ختم نبوت کی روشنی پھیلتی رہی اور پھیلتی رہے گی۔ حضرت خالدؓ بزاخہ میں ایک ماہ مقیم رہے اور جب حالات عقیدۂ ختم نبوت کے سازگار ہو گئے تو دوبارہ اس علاقہ کے لوگ اسلام میں داخل

ہو گئے۔اور حضرت عمرو بن معد یکرب بھی مسلمان ہو گئے۔اور یہ فتنہ دفن ہو گیا۔

سجاح بنت حارث جھوٹی عورت جس نے نبوت کا دعوی کیا

سجاح بنت حارث نامی عورت بنو تمیم کے قبیلہ یر بوع سے تعلق رکھتی تھی خود تو عراق میں رہتی تھی ،اور مالک بن نویرہ کے خاندان کی معزز خاتون کے نام سے جانی پہچانی جاتی تھی، اس طرح ایک قبیلہ کی سرداری اس کے ہاتھ میں تھی، مسلمان نہیں تھی، بلکہ بنوتغلب کے نصرانی و عیسائی سے اس کا مذہبی رشتہ تھا، حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے وصال کے بعد جب عرب میں ارتداد کا فتنہ اٹھا تو جعلی اور جھوٹے نبیوں نے بھی سر اٹھایا،تو اس عورت نے بھی موقع غنیمت جان کر نبوت کا دعوی کر دیا اور بنو تمیم کے پاس آ گئی،مگر بنو تمیم بھڑک اٹھے اور کھل کر بغاوت کر دی،اس عورت کا اصل ہدف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹانا تھا اور مدینہ منورہ پر قبضہ کرنے کا ناپاک منصوبہ تھا، ایک لشکر لے کر بطاح پہنچ گئی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی آمد سے پہلے اس نے بطاح اور بنو تمیم میں جو مسلمان تھے، ان پر حملہ کر کے مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ اس عورت کا مقصد محض قیادت و سیادت تھی۔مختلف علاقہ اور لوگوں سے کبھی جنگ اور کبھی مصلحت کے پیش نظر معاہدہ کرتی سجاح کی خطرناک جنگ نباج کے علاقہ میں ہوئی جانیں دونوں طرف سے قربان ہوئیں۔مگر سجاح کو غلبہ نہ ہوا تو سیدھا یمامہ کا رخ کیا تا کہ مسیلمہ کذاب سے اس کی زمین چھین لے اور اپنا اقتدار قائم کر سکے۔مگر اس کے کمانڈروں نے کہا کہ ہمیں بنو تمیم سے نباجؔ میں شکست ہوئی ہے اور مسیلمہ کذاب خود بنو حنیفہ کے جنگ جو تجربہ کار لوگوں کی کمانڈ کر رہا ہے۔ اس لئے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ورنہ سخت ذلت و ہزیمت ہو گی۔

جھوٹی سجاح کی وحی کا افسانہ

جھوٹی وجعلی، نبوت کا دعوی کرنے والی عورت نے ایک افسانہ گڑھا کہ وحی آئی ہے اس لئے مجھے وہاں جانا ضروری ہے۔

جھوٹی عورت کی جعلی وحی

علیکم بالیمامة ودفو دفیف الحمامة فانهاغزوة صرامة لا یلحقکم بعدها ملامة

یعنی تم یمامۃ پر چڑھائی کرلو اور کبوتر کی طرح تیز تیز چلو، کیونکہ یہ ایک فیصلہ کن جنگ ہے۔

سجاح کے ساتھی یہ سن کر مسیلمہ سے جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ جب یہ خبر مسیلمہ کذاب کو معلوم ہوئی تو گھبرا گیا کیونکہ پہلے سے شرجیل بن حسنہؓ ثمامۃ بن اثالؓ اور حضرت عکرمۃؓ کی مزاحمت کا سامنا تھا جو عقیدۂ ختم نبوت کے منکر سے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے دفاع میں منہمک اور مشغول تھے۔ مسیلمہ کذاب نے سوچا کہ اگر سجاح سے جنگ چھڑ جاتی ہے تو چاروں طرف سے میں جنگ میں گھر جاؤنگا۔

مسیلمہ، کذاب تھا اور سجاح بھی کذاب تھی، اس لئے مسیلمہ نے امن اور دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور تحفہ وتحائف سجاح کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ امن ودوستی کی ملاقات چاہتا ہوں۔ مجھے امن دو۔ مسیلمہ اپنے چالیس افراد کے ساتھ وفد کی شکل میں سجاح سے ملنے چلا گیا۔ جب آپس کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے اپنا اپنا کلام ایک دوسرے کو سنایا اور تنہائی میں تین دن دونوں اکٹھا رہے، خلوت میں ایک جھوٹے کو جھوٹی ہی چاہئے تاکہ خلوت صحیحہ کا بروقت فائدہ ہو، تین دن کی

شہنائی کا لطف اٹھا کر جب سجاح واپس اپنے ماننے والوں میں آئی تو ساتھیوں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو جواب دیا کہ وہ حق پر ہے۔ تو میں نے اس کی اتباع کر لی اور میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے، سجاح کو ایک مرد مل گیا اور مسیلمہ کو منہ مانگی خلوت کی صحبت مل گئی۔ (لعنت ہو جھوٹے اور جھوٹی پر) سجاح سے لوگوں نے پوچھا مہر کیا مقرر ہوا؟ جواب دیا مہر تو نہیں رکھا، ساتھیوں نے کہا یہ تو بڑی رسوائی کی بات ہے کہ بغیر مہر کے نکاح ہو جائے جاؤ مہر مقرر کرو، واپس آئی تو مسیلمہ قلعہ کا دروازہ بند کر کے اس سے پوچھا کیوں آئی ہو اس نے جواب دیا کہ میرا مہر متعین کرو، مسیلمہ کذاب نے کہا جا کر اعلان کر دو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ پانچ نمازوں میں سے عشاء اور فجر کی دو نمازیں مسیلمہ رسول اللہ نے موقوف کر دی ہیں، اب صرف تین نمازیں ہیں، چنانچہ بنو تمیم یہ دو نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

سجاح کو کچھ دنوں بعد جب پتہ چلا کہ حضرت خالدؓ یمامہ کی طرف رخ کرنے والے ہیں تو یہ مکار و عیار عورت یمامہ سے عراق واپس بھاگ گئی اور مسیلمہ پر ایک رقم متعین کر دی جو مسیلمہ کو ادا کرنا ضروری تھا، ٹیکس یہ تھا کہ یمامہ کا نصف غلہ مجھے عراق بھیج دیا کرے، چنانچہ مسیلمہ یہی کرتا تھا۔

مگر اسلامی لشکر نے اس گٹھ جوڑ کو توڑ دیا، حضرت خالدؓ تقریباً ایک ماہ تک اپنے لشکر کے ساتھ بزاخہ مقام پر مقیم رہے اور مالک بن نویرہ اور اس کی فوج کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور قیادت حضرت ضرار بن ازور کر رہے تھے حضرت ضرار نے پانی کے مقام پر قبضہ کر لیا اور سخت جنگ ہوئی مالک بن نویرہ اور اس کے ساتھی کو حضرت ضرار بن ازور نے گرفتار کر کے حضرت خالدؓ کے پاس

روانہ کیا۔اس طرح یہ فتنہ بھی ختم ہوا۔الحمدللہ۔

وصلی اللہ وسلم علی محمد رسول اللہ خاتم النبیین الی یوم المیعاد۔

مسیلمہ کذاب

اہل تاریخ لکھتے ہیں اس کا نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر بن حبیب تھا، یہ بنوحنیفہ قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا اور یمامۃ میں پیدا ہوا تھا اور اس کی عمر لمبی ہوئی ہے۔زمانہ جاہلیت میں رحمان الیمامۃ کے لقب سے مشہور تھا، شروع سے ہی حکومت کا شوقین تھا، یہ ملعون انتہائی بدشکل اور بدصورت اور بدسیرت بھی تھا اور انتہائی بدکردار ثابت ہوا۔

فتح مکہ مکرمہ کے بعد سارا عرب نور اسلام سے منور ہو گیا تو ۹/ یا ۵ ہجری میں یمامۃ کے لوگ بھی حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی بابرکت خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، اسلام قبول کیا مسیلمہ بھی آیا مگر اسباب وسامان کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضرت خاتم النبیین کی زیارت ودیدار کے لئے نہیں آیا، جو اسلام کی محرومی کا باعث بن گیا (العیاذ باللہ) مگر جب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس اس کا تذکرہ ہوا تو آقا نے اس کا حصہ بھی عطا کیا جو اور مہمان رسول خاتم کا اکرام ہوا تھا، جب وفد واپس یمامۃ پہنچا تو مسیلمہ مرتد ہو گیا، اور خود جعلی نبوت کا دعوی کر بیٹھا۔

(بدبختی بھی عجیب چیز ہے کہ وفد کے ساتھ مدینہ منورہ گیا مگر مدینہ منورہ کے نورِ نبوت اور نور اسلام دیدار خاتم النبیین ﷺ سے محروم رہا۔اللہ رب العزت کی قدرت دیکھئے کہ بدنصیب کو سراپا رحمت ونور اسلام سے محروم رکھا کہ طویل سفر

کے بعد بھی آپ کے دیدار سے محروم رہا) بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ منورہ کی آمد کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا تھا، مگر اپنی باطنی شقاوت کی وجہ سے دل نورِ اسلام اور نورِ نبوت سے روشن نہ کر سکا اور محروم ہی رہ گیا، پھر ارتداد بھی گہرا کہ بے حیائی میں آگے بڑھا اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو ایک خط لکھا۔

مسیلمہ کا خط خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے نام

مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُحَمّدٍ رَسُولِ اللهِ: سَلَامٌ عَلَيْك، أَمّا بَعْدُ فَإِنّي قَدْ أُشْرِكْت فِي الْأَمْرِ مَعَك، وَإِنّ لَنَا نِصْفَ الْأَرْضِ وَلِقُرَيْشٍ نِصْفَ الْأَرْضِ وَلَكِنّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُون (الروض الانف: ۷/۴۲۷)

ترجمہ: مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ آپ کو سلام ہو اما بعد! مجھے آپ کے ساتھ نبوت میں شریک کر لیا گیا ہے اب آدھی زمین ہماری ہوگی اور آدھی قریش کی ہوگی، لیکن قریش ظالم قوم ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کا جواب

بِسْمِ اللهِ الرّحْمَنِ الرّحِيمِ مِنْ مُحَمّدٍ رَسُولِ اللهِ، إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذّابِ: السّلَامُ عَلَى مَنْ اتّبَعَ الْهُدَى. أَمّا بَعْدُ الْأَرْضُ لِلّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتّقِينَ (الروض الانف: ۷/۴۲۸)

ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے جھوٹے مسیلمہ کے نام یہ خط ہے، ہدایت قبول کرنے والے پر سلام ہو۔ اما بعد۔ زمین اللہ تعالی کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا، زمین کا وارث بنائے گا، اور نیک انجام نیکوکاروں کا ہے۔

سچے اور جھوٹے کا فرق

ہمارے حضرت محمد رسول اللہ خاتم المرسلین و خاتم النبیین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور ہر اعتبار سے مسیلمہ کے خط میں دجل، فریب، جھوٹ، دغا، جعل سازی اور غلاظت ہی غلاظت کی بو ہے، نبوت ایک فضل الٰہی ہے عطیہ باری ہے۔ حق تعالیٰ کی محض عطا ہی عطا ہے، انسانی کسب، عمل کا اس میں قطعاً دخل نہیں۔ نبی بنتا نہیں نبی اللہ بناتا ہے، مسیلمہ خود کذاب و مردود تھا۔ بد بخت نے اپنی نگاہِ نجس سے حضور مقدس، مطہر، مجلّٰی، منور، مزکیٰ و مصفّیٰ کے تقدس کو کیا جانتا۔ اپنی طبعی غلاظت و نجاست کی وجہ سے دنیاوی اور فانی خست و دنائت ظاہر کر دی اور اپنے کذب و جھوٹ کو خود نمایاں کرنے لگا؛ کیونکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فکر آخرت اور معاد کی مغفرت و عافیت کا علم الٰہی اور ربانی رشد و ہدایت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

جھوٹا مدعی نبوت معاش و کسب کی باتیں کرتا ہے، اور سچے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام معاد اور فکر آخرت اور تقوی کی باتیں کرتے ہیں، اور سچے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام معاد اور فکر آخرت اور تقوی کی باتیں عالم کو سکھلاتے ہیں۔

نہار الرجال

مسیلمہ کذاب نے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے رشد و ہدایت کے خط کا جو سراپا حق ہی حق تھا اعراض کیا، تکبرانہ راہ اختیار کر لی اور ایک شخص جس کا نام نہار الرجال تھا جو ہجرت کر کے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آیا تھا اور حضور خاتم علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کو قرآن مجید پڑھوایا، دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرایا تھا اور پھر اہل یمامہ کو دین اسلام کی تعلیمات کی

اشاعت وافادیت کی آگاہی کے لئے اور خاص کر مسیلمہ کذاب کی لوگوں کو متابعت سے روکنے کے لئے خود روانہ کیا تھا۔لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ہدایت محض اللہ کا فضل ہے۔ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اللہ ہمیں راہ ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔افسوس کے یہ نہار الرجال مسیلمہ کذاب سے بڑا فتنہ پرور و گمراہ نکلا۔اس نے مسیلمہ کذاب کی گمراہی وفتنہ پروری میں وہی کام انجام دیا جو حکیم نور الدین نے مرزا اغلام قادیانی کے گمراہی وضلالت کے لئے انجام دیا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ مرتدین کو دیکھ کر یہ بھی مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کے داد و دہش کا شکار ہو گیا اور یہ جھوٹ بھی بولنے لگا کہ مسیلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت میں شریک کر لیا گیا ہے اور ظلم یہ کہ اس کا انتساب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف کر دیا، ادھر اہل یمامہ کو یہ بھی دھوکہ لگا کہ نہار الرجال ہی مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا ہے، ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔لوگ جوق در جوق اس شیطان لعین کی اتباع کرنے لگے۔

مسیلمہ نے نہار الرجال کو اپنا خاص ایلچی اور معتمد بنا دیا اور جھوٹی اور جعلی شازش کا کام انجام دینے والا۔اس طرح نہار الرجال پر دنیاوی مال ومتاع اور فانی نعمتوں کی بارش ہونے لگی اور یہ بھی آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو گیا۔

ایک لطیفہ مگر سچ

یمامہ کا ایک رئیس جس کا نام طلحہ نمری تھا وہ مسیلمہ کے پاس آیا اور لوگوں سے معلوم کیا مسیلمہ کہاں ہے؟

جواب: وہ اللہ کا رسول ہے اور تم اس کا نام بے ادبی سے لیتے ہو؟!

طلحہ: میں مسیلمہ کو اس وقت تک نبی نہیں مان سکتا جب تک میں خود نہ مل لوں۔

طلحہ کو مسیلمہ کے پاس لوگوں نے پہنچا دیا۔

طلحہ نے مسیلمہ سے سوال کیا: تمہارے پاس کون آتا ہے؟

جواب: میرے پاس رحمان آتا ہے۔

طلحہ: روشنی میں یا اندھیرے میں۔

جواب: اندھیرے میں۔

مسیلمہ کی یہ تمام باتیں سن کر طلحہ نے جواب دیا: تو کذاب ہے اور محمد رسول اللہ خاتم النبیین سچے ہیں۔

مگر اپنا کذاب ہمیں دوسروں کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔

افسوس کہ طلحہ نے حق وصداقت کا ساتھ نہ دیا اور مسیلمہ کی اتباع میں جنگ یمامہ میں مسیلمہ کے ساتھ جہنم رسید ہو گیا۔

عصبیت وجاہلیت حق وصداقت کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے

اسی کا نام ہے عصبیت جاہلیت کہ حق وصداقت واضح ہو جانے کے بعد بھی انسان روشنی اور نور کا انتخاب نہ کر کے ظلمت وضلالت کی راہ پر چلنے لگے، آج بھی تمام قادیانی، جانتے ہیں کہ مرزا غلام قادیانی، شرابی تھا، زانی تھا، مرزا بشیر، مرزا قادیانی کا بڑا بیٹا شہادت دیتا ہے کہ اس کا باپ قادیانیت کا بانی اپنی بیٹی کے ساتھ زنا کرتا تھا، نماز میں شعر پڑھتا تھا، پان کھاتا تھا، اپنی محبوبہ محمدی بیگم کے ماہواری کا پلید کپڑا ساتھ رکھتا تھا اور فراق کے غم میں اسکو سونگھتا تھا، مالیخولیا کا مریض تھا، مرق کا عارضہ تھا، خلوت میں بھانو بی سے مساج کراتا تھا، حضرات انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتا تھا، ہمارے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ

والسلام سے اپنے کو افضل کہتا تھا، ہمارے حضرت کو سوور کی چربی کا پنیر کھانے والا کہتا تھا۔ استغفر اللہ، قرآن کو گالیوں کی کتاب کہتا ہے، قادیان کو مکہ و مدینہ کے برابر کہتا ہے، اس کے کفر کا سبب ایک نہیں اس مردود کی ہر بات عقیدۂ اسلام سے ٹکراتی ہے، بکواس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے رجولیت کا اظہار کیا۔ (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔)

مگر قادیانی ان تمام مشرکانہ عقیدہ کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہم تو مرزا غلام قادیانی کذاب کو ہی سچے و پکے رسول کے مقابلے میں مانیں گے جیسا کہ طلحہ نمری نے مسیلمہ کو کذاب ہی کہا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا آخری نبی، مگر اتباع کیا مردود نے مردود کی، لعین نے لعین کی، جہنمی نے جہنمی کی، اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بِجَاهِ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمِيْن اور طلحہ نمری مسیلمہ کے ساتھ ہی مارا گیا اور ابدی خسران ونقصان کے ساتھ ابدی عذاب میں مبتلا ہو گیا۔

یہ تمام جنگیں تحفظ ختم نبوت کی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اہم ترین قربانیوں سے انجام دی گئی ہیں اور آنے والی امت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اشاعت دین سے زیادہ اہمیت ونزاکت حفاظت دین کی ہے۔ اللہ ہمیں معاف فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس ذمہ داری کو ادا کر کے امت کو ذمہ داری سپرد کر دی ہے۔ اب ہم لوگ جلسہ کر رہے ہیں اور قادیانی مرتد بنا رہا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ یمامہ سے ایک وفد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا

تھا۔ صدیق اکبرؓ نے ان سے کہا کہ مسیلمہ کی کوئی وحی تو سنادو، ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں اس سے معاف رکھیں، حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ نہیں ضرور بالضرور کچھ سناؤ، انھوں نے یہ وحی سنائی۔

مسیلمہ کی جھوٹی وحی کے نمونے

(۱) مینڈکوں کی بچی مینڈک! جس طرح تو پہلے ٹرٹر کرتی تھی، اب بھی ٹرٹر کر۔ تیرا اوپر والا حصہ تو پانی میں ہے اور نچلا حصہ مٹی میں ہے، نہ تو پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا بناتی ہے۔

(۲) ایک اور جھوٹی وحی میں مسیلمہ نے کہا: ''قسم ہے بکری اور اس کے رنگوں کی، اس میں سب سے اچھی بکری کالی ہوتی ہے اور اس کا دودھ بھی بہت اچھا ہوتا ہے، سیاہ بکری اور سفید دودھ محض ایک عجوبہ ہے۔

(۳) ایک اور جھوٹی وحی میں کذاب نے کہا: کھیتی باڑی کرنے والوں کی قسم! پھر فصل کاٹنے والیوں کی قسم! اور گندم کو صاف کرنے والیوں کی قسم! پھر اسے پیسنے والیوں کی قسم! پھر روٹی پکانے والیوں کی قسم! پھر ثرید بنانے والیوں کی قسم! پھر گھی میں بھگو کر لقمے بنانے والیوں کی قسم! کہ تم اونٹوں والوں پر فضیلت لے گئے ہو۔ اپنی سرسبز اور شاداب چراگاہوں کی حفاظت کرو۔ مصیبت زدہ کو پناہ دو اور سرکش کو عبرتناک سزا دو۔

۴) ایک اور جھوٹی وحی میں مسیلمہ نے اس طرح کہا: ''اے جنگلی چوہے! اے جنگلی چوہے! تو تو صرف سر اور سینہ ہو۔ اور اس کے علاوہ خالی خولی کچھ نہیں''۔

مسیلمہ کی ذلت ورسوائی اور فضیحت کا نمونہ

تمام انبیاء ورسل کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اور ان کو یہ مقدس منصب من جانب اللہ عطا ہوتا ہے، اس لئے ان کے ساتھ ربانی قوت ونصرت کے ساتھ، ہر وقت نگاہ ربوبیت میں ان کی نگہبانی وتربیت ہوئی، اور نبوت ورسالت کی صداقت کے لئے ان کو معجزہ دیا جاتا ہے، جس سے باطل کو کچلنے اور حق کو غلبہ کی قوت ملتی ہے۔ مداری و کذاب، جھوٹا جب بھی حق وصداقت کا اپنے شعبدہ سے حق کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو ذلیل ورسوا کرتا ہے جبکہ مداری وشعبدہ باز محض روٹی کمانے کا کام کرتا ہے تو کامیاب رہتا ہے اور شعبدہ کے ذریعہ کرتب دکھلا کر مال حاصل کرلیتا ہے۔ لیکن جب حق وصداقت کے روپ میں آ کر ایسا کرنا چاہے تو اللہ تعالیٰ غالب ہونے نہیں دیتے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو حق تعالیٰ معجزہ دیتے ہیں اور معجزہ قدرت الٰہیہ کا ظہور ہے، جو نبوت ورسالت کی ربانی دلیل وبرہان کے طور پر ظاہر ہوتی ہے، ہر جھوٹا مدعی نبوت اس تائید سے محروم اور عند اللہ مغضوب ہے، وہ کب حق وصداقت کا مقابلہ کرسکتا ہے قرآن مجید نے بہت ہی بلیغ انداز میں ان امور کو کھولا ہے۔ علماء تدبر کے ساتھ قرآن کی آیات بنیات میں اس کا مطالعہ کرسکتے ہیں، اب مسیلمہ کی ذلت وفضیحت کا چند نمونہ پڑھیں۔

لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ کا پانی خشک کنوئیں میں پھینکا تھا تو وہ پانی سے بھر گیا تھا۔

مسیلمہ نے پانی منگا کر ایسا ہی کیا تو جو کچھ پانی کنوئیں میں تھا، وہ بھی خشک ہوگیا۔

اور ایک کنوئیں میں یہ عمل کیا تو اس کا پانی کھارا ہوگیا۔

ایک دفعہ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھجور کے تنے میں پھینک دیا تو کھجور کا تنا خشک ہو گیا۔

ایک دفعہ چند بچوں کو برکت کے لیے ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لئے لایا گیا۔ مسیلمہ نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا تو بعض بچے تو سر کے بالوں سے محروم ہو گئے اور بعض بچوں کی قوتِ گویائی سلب ہو گئی۔

ایک دفعہ کذاب نے ایک شخص کو بلایا، جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی، کذاب نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ شخص اندھا ہو گیا۔

اس سے جھوٹے کا مردود و ملعون ہونا واضح ہو گیا۔

عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کی پہلی جنگ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جلسہ کانفرنس تو بلایا نہیں بلکہ میدانی عمل کے لئے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں آٹھ ہزار جاں نثار وجاں بازوں کو یمامہ روانہ کر دیا اور مقابلہ میں بنو حنیفہ کے مرتدین اور عقیدۂ ختم نبوت کے چالیس ہزار منکرین تھے۔

حضرت خالدؓ کو حق تعالیٰ نے جنگی و عملی قوت کے ساتھ حکمت و بصیرت بھی عطا کی تھی اس لئے اپنے جاسوس کے ذریعہ مقابل مسیلمہ کذاب اور ان کے تمام احوال سے بھی بروقت باخبر اور عملی تدبیر کے ذریعہ دفاع میں منہمک و مصروف رہتے تھے۔ ادھر مسیلمہ اپنے لوگوں میں قومی تعصب اور غیرت جاہلیت کا زہر گھول کر آگ کا شعلہ بنا چکا تھا۔ جھوٹا مدعی نبوت کی تاریخ یہی ہے کہ وہ محض عصبیت و جاہلیت اور خواہشات نفس کی اتباع و پیروی کرتا ہے، مسیلمہ کذاب تھا اور زبان نبوت و خاتمیت نے کذاب کہہ دیا تھا۔ پھر اور کسی دلیل کی ضرورت ہی

نہیں، یہ کذاب نہ ہوتا تو سجاح نامی جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والی عورت سے رنگ وریلیاں گوشۂ خلوت اور تنہائی میں کیوں رکھتا۔ جیسے مرزا قادیانی نے بھانو بی بی سے خلوت وتنہائی میں تعلق رکھا مساج کراتا تھا۔ غیر عورت کے ساتھ خلوت کیوں؟ یہی دلیل ہے کہ قادیانی جماعت کا گرُو بے غیرت و بے حیا تھا؛ کیونکہ یہ کام صفات خبیثہ اور از قسم فحاشی وعیاشی ہے جو کسی ادنی ایمان والے کو بھی زیب نہیں دیتی۔ چہ جائیکہ گروہ پاکدامنی کا فرد ہو۔ اس جماعت کے بانی کو شرم بھی نہ آئی کیونکہ اس کی بنیاد و اساس ہی جھوٹ، فریب۔، دغا، مکر، دجل اور عیاشی و فحاشی، عیاری، ومکاری پر تھی۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین معصیت خود دلیل ہے کہ مرزا جھوٹا تھا؛ کیونکہ عصمت نبوت کے لئے اولین شرط ہے اللہ ہادی قادیانیت کی لعنت سے ہمارے نبی رحمت کی امت کی حفاظت فرمائے آمین۔

مسیلمہ کے ہم نوا اس کی مسموم و زہر آلود باتوں میں آکر آگ کی طرح بھڑک رہے تھے اور حضرت خالدؓ کی فوج پر حملہ آور ہو گئے، حضرت خالدؓ کے ہمراہ اہل ایمان نے دفاع کیا اور حضرت خالدؓ نے امیر المومنین کو حالات سے مطلع کیا اور مزید دستہ طلب کیا اور ادھر انتظار کئے بغیر اپنے ہمراہیوں کو کسی بھی حالات سے نمٹنے کے لئے صف بندی کر کے تیار رہنے کا حکم دے دیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ایک دستہ حضرت سلیطؓ کے ساتھ روانہ کر دیا اور ہدایت دیدی کہ وہ حضرت خالد کی پشت پر رہیں تاکہ مرتدین ومنکرین عقیدۂ ختم نبوت پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔

بدرین صحابہ کی دعائیں اور ان کی شرکت

مدینۃ الرسول میں حضرت شیخین ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ حضراتِ صحابہ میں اہل بدر کو اس معرکہ میں شریک رکھا جائے اور کم از کم امارت وقیادت اہل بدر کے سپرد ہو مگر خلیفہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ جنگ میں شرکت سے زیادہ ضرورت ان کی دعاؤں کی برکت کی اس وقت امت کو حاجت ہے کیونکہ ان پاک طینت بازوں کی برکت سے اللہ رب العزت اکثر اوقات آفات وبلیات کو امت سے دفع اور رفع کر دیتا ہے اور اس عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے مجاہدین تحفظ ختم نبوت کو اہل بدر کی التجا والحاح، گریہ وزاری، دیدۂ باطن کی طینت اور طہارت قلب کی مناجات جو بدرگاہ الٰہی ہوگی اس کی زیادہ ضرورت وحاجت ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ اہل بدر کی دعاؤں کی برکت مجاہدین تحفظ ختم نبوت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔

تاہم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے مان لی اور بدریین صحابہ کو بھی روانہ کر دیا۔

مسیلمہ کذاب نے اپنی فوج مقام عقرباء میں ٹھہرا دیا تا کہ مرتدین ومنکرین عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ہر حادثہ سے نمٹنے کی سہولت فراہم کر سکے اور چہار جانب جاسوس متعین کر دیا تا کہ بروقت باخبر رہ سکے۔

ادھر خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے تو کلا علی اللہ ناموس ختم نبوت کے جاں بازوں کو حکم دیدیا کہ عقرباء کی طرف روانہ ہو جائیں اور اپنے خبر لانے والے بھی آگے روانہ کر دیئے تا کہ حالات سے باخبر ہوں۔ اتفاق کے، مسیلمہ بھی اپنا جاسوس مجاعۃ بن مرارہ کی قیادت میں اسلامی فوج کی سراغ رسانی کے لئے بھیج چکا تھا۔ دونوں ہی کا آمنا سامنا ہو گیا، مقابلہ ہوا، سچے نبی کے سچے سپاہیوں نے

جھوٹے متنبی کے شیطانوں کو مجاعۃ کے ساتھ گرفتار کر کے سیف اللہؓ کے پاس روانہ کر دیا۔

حضرت خالد سیف اللہؓ نے مجاعۃ سے پوچھا کہ مسیلمہ کیسا آدمی ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ نبی ہے، اور کہا: **منا نبی و منکم نبی**۔ایک ہمارا نبی اور ایک تمہارا نبی۔

حضرت سیف اللہؓ نے تمام کے قتل کا حکم دیدیا، جب مجاعۃ کے قتل کی باری آئی تو ایک قیدی نے عرض کیا کہ اے خالد اس کو قتل مت کرو کل یہ تم کو نفع دے سکتا ہے کہ یہ قوم کا سردار ہے، حضرت خالدؓ نے اس کو اور قیدی کے ساتھ اپنے خیمے میں باندھ دیا اور ام تمیمؓ کو کہا م اس کا خیال رکھنا۔

مسیلمہ کی طاغوتی فوج کھاپی کر مست تھی اور حضرات صحابہ تھکے ہارے تھے، جگہ بھی مناسب نہ تھی جہاں مقیم تھے، مسیلمہ نے شعلہ بیانی اور جوشیلی تقریر کی اور بنوحنیفہ کو للکارا کہ دیکھو آج یہ غیرت کا دن ہے، اگر آج تم نے شکست کھائی تو حالت قید میں بغیر مہر کے تمہاری عورتوں سے نکاح کیا جائے گا، پس اپنی عزت اور حسب ونسب کی حفاظت میں لڑو اور اپنی عورتوں کو دشمن کے ہاتھ میں جانے سے بچاؤ۔

غیرت تو تحفظ ختم نبوت ہے

اس بیان سے بھی جھوٹے متنبی کا پول کھل جاتا ہے کہ مسیلمہ کذاب ہی تھا اور سچے نبی نے کذاب کہا تھا، معرکہ کا دن حق و باطل کے فیصلہ کا دن ہوتا ہے نہ کہ غیرت کا دن، دین وایمان کا تحفظ ہی غیرت ہے آخرت کی سلامتی غیرت ہے، تحفظ ختم نبوت غیرت ہے۔اللہ و رسول کے تقدس کے خاطر جان دیدینا غیرت

ہے۔عقیدۂ ختم نبوت کی حراست غیرت ہے جس شخص میں یہ دینی حمیت نہ ہو وہ تو بے غیرت ہے۔ ہر جھوٹا متنبی بے غیرت ہے۔عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کے لئے لڑنے والا اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی کے لئے لڑتا ہے نہ کہ عورت وشہوت کے لئے میدان جہاد میں عورت وشہورت کی بات کرنے والا شہادت دیرہا ہے کہ وہ بے غیرت وبدخصلت ہے۔اس کو نبوت وطہارت سے نفرت ہے ایسے شہوت پرست وبدچلن پر ابدی لعنت ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تو حضرت خاتم النبیین علیہم الصلاۃ والسلام کی صحبت یافتہ مقدس ومطہر جماعت ہے، ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وبرکت ہے۔آخرت میں ان کے لئے بطور نعمت کے مغفرت وجنت ہے۔

عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کا بنیادی اصول ہے: اَلعِزَّۃُ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ، عزت رب العزت کے لئے، رسول رحمت کے لئے اہل ایمان امت کے لئے ، مسیلمہ کذاب ہو یا مرزا قادیانی پنجاب ہو، جھوٹ چھپتا نہیں، اپنی عزت کے لئے لڑنے والا جہنمی ہے، اس پر لعنت کی گئی ہے۔اللہ ورسول کی عزت کے لئے لڑنے والا مجاہد تحفظ ختم نبوت ہے، حسب ونسب کے لئے لڑنے والا بھی جہمنی ہے، جھوٹا سچی بات اگر کہہ دے تو وہ سچا نہیں ہوتا، اس لئے جھوٹا ہے کہ جھوٹ ہی بولتا ہے تا کہ اس کے لعنت پر اس کی اپنی شہادت ہو جائے،

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَ کُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ۔

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بچو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ یہ اہل ایمان کا بنیادی اور اساسی دستور ہے، جھوٹا نہ معصیت چھوڑے گا نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی راہ اختیار کرے گا نہ ہی حق وصداقت کا ساتھ دے کر اہل حق اور سچوں میں شامل ہوگا۔

حضرت خالدؓ کی خواہش تھی کہ مجاہدین آرام کرلیں، سفر کی تھکان سے راحت مل جائے مگر مسیلمہ کی زہر آلود تقریر نے صحابہ کے آرام کو حرام کردیا اور اچانک حملہ کردیا اور مسیلمہ کے طاغوتی دستے حضرت خالدؓ کے خیمہ تک آگئے اور خیمہ کو تلواروں سے کاٹنا شروع کردیا اور چاہتے تھے کہ ام تمیم رضی اللہ عنہا کو بھی قتل کردیں، اس وقت مجاعۃ نے ان مرتدین ومنکرین عقیدۂ ختم نبوت کو روکا اور کہا کہ مرد ہو تو مردوں سے لڑو یہ تو عورت ذات ہے، یہ شجاعت نہیں ذلت وفضیحت کی بات ہے ادھر سے ہٹ جاو۔

تحفظ عقیدۂ ختم نبت کا ایک جھنڈا حضرت زید بن الخطابؓ کے ہاتھ میں تھا۔

دوسرا جھنڈا حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

حضرت عما بن یاسر رضی اللہ عنہ چیخ چیخ کر پکار رہے تھے اے مسلمانوں کیا تم جنت سے بھاگتے ہو ادھر آؤ اور لڑو میں عمار بن یاسر ہوں، جبکہ ان کا ایک کان کٹ چکا تھا اور خون فوارہ کی طرح بہہ رہا تھا۔

حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منتشر مجاہدین کو بڑی حکمت عملی اور بصیرت موہوب الہی سے جمع کیا اور ایسی جنگ لڑی کے منکرین عقیدۂ ختم نبوت سیف اللہ کی قاہرانہ تلوار کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔

اور حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے وفاداروں نے ایسا منظم دفاع کیا کہ وادی مقتل میں بدل گئی۔

مسیلمہ کی جماعت بھی بے جگری کے ساتھ لڑ رہی تھی اور صحابہ شجاعت اور ایمانی قوت کا جوہر دکھلا رہے تھے۔

حضرت ثابت بن قیسؓ فصاحت وبلاغت میں مشہور تھے، صحابہ کو قوت ایمانی

اور حمیت ختم نبوت کی اہمیت پر جوش دلاکر میدان میں قدم جما رہے تھے، حضرت ثابت بن قیسؓ کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا، ایک مرتد نے حضرت ثابتؓ کی ٹانگ کاٹ ڈالی مگر حضرت نے وہی اپنی ٹانگ اٹھا کر اس کو اتنی قوت سے ماری کہ وہ وہیں پر جہنم رسید ہو گیا، یہ تھی ختم نبوت کی قوت وحمیت اور ایمانی شجاعت، پھر آپ نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اتر کر جھنڈا مضبوطی سے تھامے رکھا اور منکرین ومرتدین سے لڑتے لڑتے جام شہادت بنام تحفظ ختم نبوت نوش فرمایا۔ اللھم ارض عنه واجعلنی منه بفضلک العظیم و بنور وجھک الکریم آمین۔

حضرت زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ جھنڈا تھامے ہوئے فرما رہے تھے ہائے افسوس جو مرد تھے وہ تو چلے گئے۔ اے اللہ میں بھاگنے والوں کے لئے تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور مرتدین ومنکرین عقیدۂ ختم نبوت سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمالیا۔

جھنڈا حضرت سالم رضی اللہ نے سنبھال لیا اور زمین گھود کر کھڑے ہو گئے تا کہ جھنڈا گرنے نہ پائے اور جام شہادت لڑتے ہوئے پا گئے۔ حضرت عباد یزید بن قیس اور حکم بن سعید جیسے جانبازوں نے بڑی جرأت کے ساتھ لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ میدان سروں اور بازوں سے بھرا پڑا تھا تنہا عباد رضی اللہ عنہ نے بیس شخص کو جہنم رسید کیا اور خود بھی شہید ہو گئے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ نے اس جنگ میں نمایا کام انجام دیا۔ بروقت حضرت براء بن مالکؓ جو حضرت انسؓ کے بھائی تھے، ان کی ایک عجیب شان تھی اور خوبی کی بات یہ تھی کہ جب جنگ کا میدان خوب گرم ہو جاتا تو یہ تھوڑی دیر بیٹھ کر کانپنے لگ جاتے تھے پھر

ان پر دو آدمی خوب زور لگا کر بیٹھ جاتے پھر یہ مٹی جھاڑ کر نیچے سے اٹھ جاتے اور شیر کی طرح حملہ آور ہو جاتے پھر کیا مجال کہ باطل ان کے سامنے ٹھہر جاتا۔

انہوں نے ایک آواز لگائی یا معشر المسلمین اے مسلمانوں تم کہاں ہو میں براء بن مالک ہوں۔ میری طرف آؤ۔ میری طرف آؤ یہ آواز سنتے ہی مجاہدین کی ایک جماعت ان کے پاس آ گئی پھر سب نے ملکر اکٹھا مرتدین و منکرین عقیدہ ختم نبوت پر حملہ کر دیا، بے شمار لوگوں کو جہنم رسید کیا اور مرتدین کو کھدیر کر بھگا دیا۔

مسلمانوں کی بہادری کی تاب مسیلمہ کی طاغوتی نفوس نہ لا سکی اور بالآخر قلعہ میں بھاگ کر پناہ لے لیا اور قلعہ کو بند کر دیا۔

مسیلمہ کے جرنیل تقریباً قتل ہو چکے تھے اور نہار الرجال بھی مرا پڑا تھا، جو مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت کو پروان چڑھانے والا تھا، جیسے حکیم نور الدین مرزا قادیانی کا معین نبوت تھا۔

مسیلمہ کا دست راست سردار محکم بن طفیل نامی شخص طاغوتی دستہ کو اپنے شعلہ بیانی سے جنگ پر ابھارتا تھا۔ اسی خبیث نے تقریر کرتے کہا تھا: اے بنی حنیفہ، اللہ کی قسم اب شریف زادیوں کی عزتیں پامال ہوں گی، ان سے زبردستی نکاح ہوگا، تم میں کچھ بھی شرافت ہو تو اس کو ظاہر کرو دورمیان تقریر حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا نے نشانہ لگا کر ٹھیک اس کے گلے میں مارا جو نشانہ پر لگا اور یہ خبیث مرکر زمین پر گر گیا اور اس کا بھی ٹھکانہ جہنم بن گیا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا مسیلمہ کذاب کو دعوت مبارزت

انا ابن الولید العود، العود: میں خالد بن ولید ہوں آؤ مسیلمہ کذاب

میرے مقابلہ میں آؤ۔ مگر وہ نہ آیا، جانتا تھا کہ خالد سیف اللہ ہیں معرکہ بہت ہوا مگر وہ لوگ قلع بند تھے، قلعہ کے چاروں طرف سے تیر کی بارش ہوگئی۔ مسیلمہ خود اندر تھا۔ اس کے دستہ نے حدیقۃ الموت میں جو باغ قلعہ کے اندر تھا پناہ لے لی جب مجاہدین نے بند قلع کے اندر ناطقہ بند کر دیا تو اب مسیلمہ نے کہا اپنی عزت و ناموس کا دفاع کرو، دین یہاں نہیں ہے۔

اس جملہ سے لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ یہ کذاب ہی تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا خون کی ندیاں بہہ چکی تھیں، لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ نہ وحی تھی نہ ہے نہ نبوت تھی نہ ہے، مگر کامیابی کے لئے ضروری تھا کہ قلعہ کا دروازہ کھولا جا سکے کئی صحابہ اپنے جان کی بازی لگا کر قلعہ کے اندر گئے مگر کامیابی نہ ہوئی۔

حضرت ابودجانہؓ کا بلند حوصلہ

ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ڈھال میں بیٹھا کر نیزوں سے باندھ کر باغ کے اندر پھینک دو، میں دروازہ کھول دونگا یا شہید ہو جاؤں گا مسلمانوں نے ایسا ہی کیا حضرت ابودجانہؓ نے اندر پہنچتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا اور اپنے مقصد کی جدوجہد میں لگ گئے۔ مگر ہجوم نے شدید زخمی کر دیا اور بالآخر قلعہ کے دروازہ پر آ کر نڈھال ہو کر گر پڑے اور جنت الفردوس میں روانہ ہو گئے، رضی اللہ عنہم و رضو عنہ اللھم اجعلنی منہ۔

حضرت سیف اللہ کا بے مثال کارنامہ

حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت ابودجانہ کے فراق میں کب بیٹھ سکتے تھے قلعہ کے اردگرد چکر لگایا مگر راستہ نہ ملا تو اپنے گھوڑے کو اشارہ کیا ایک ہی جست میں حضرت خالد باغ کے اندر پہنچ گئے، حضرت خالدؓ کو دیکھتے ہی مسیلمہ کا ایک

پہلوان حضرت خالد کی طرف بڑھا حضرت خالد فوراً گھوڑے سے اتر کر اس کی چھاتی پر بیٹھ گئے اور واصل جہنم کر دیا، دشمنوں نے حضرت خالد پر سات وار کیا نیزہ سے مگر وہ سیف اللہ تھا، ہزار لگتا تو بھی پرواہ نہ تھی، حضرت خالد اپنے گھوڑے پر سوار ہونا چاہتے تھے مگر سواری ہجوم اور شور وغل سے بدک گیا۔

اب تن تنہا سیف اللہ ہزاروں کا مقابلہ کر رہا ہے اور خوبی کے ساتھ باغ کے کنارہ پر بھی آ رہا ہے، ایک جست لگائی اور باغ سے باہر اپنے اصحاب کے ساتھ آملا، اور حکم دیا کہ یک بارگی قلعہ کے دروازہ پر حملہ کر کے توڑ دو، آنا فاناً مسلمانوں نے دروازہ توڑ دیا اور قلعہ اور باغ میں داخل ہو گئے مرتدین ومنکرین ختم نبوت گاجر مولی کی طرح تراشے جانے لگے، افراتفری کا عالم مچ گیا، صحابہ مرتدین کو جہنم رسید کر رہے تھے، مرتدین نے باغ میں جب اپنے کو بے بس و بے کس پایا تو بھاگنے لگے کیونکہ حضرت خالدؓ اور ان کی جماعت تحفظ عقیدۂ ختم نبوت پر استقامت کے ساتھ منکرین ختم نبوت کو خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وخاتمیت کی حق وصداقت کی مٹھی بھر جماعت شہادت پیش کر رہی تھی کہ غیبی نصرت واعانت سچے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحت مجاہدین کے ساتھ تھی، مرتدین نے دیکھ لیا، جان لیا، یقین کر لیا کہ مسیلمہ کذاب ہے اور اس پر ذلت کی لعنت نہ ہوتی تو بند قلعہ میں باغ کے اندر بھی محفوظ و مامون نہیں اور صحابہ فلک بوس قلعہ کے اندر داخل ہو کر حدیقہ یعنی باغ کو حدیقۃ الموت، اور حدیقۃ النار میں بدل رہے ہیں، سب نے بھاگنا شروع کر دیا، مجاہدین میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ختم نبوت کا رعب تھا ہزاروں لاشیں پڑی تھیں، سینکڑوں زخمیوں میں کراہ رہے تھے، سر اور اعضائے

جسم تنکوں اور پتنگوں کی طرح بکھرے پڑے تھے اور ہر اس و یاس کے عالم میں مسیلمہ کذاب سے مدد کی امید لگائے ہوئے تھے، اس کذاب کے پاس تھا کیا کہ مدد آتی؟! جب لوگوں کو کوئی جواب نہ دے سکا تو بس ایک ہی راہ فرار بچ گیا، لوگ بھاگے یہ لعین و کذاب بھی اپنا لباس بدل کر باغ سے بھاگنے لگا تا کہ کوئی پہنچان نہ سکے۔

مسیلمہ کا قتل حضرت وحشیؓ کے نیزہ سے

ایک انصاری صحابی نے کذاب کی اس حرکت کو دیکھتے ہی بآواز بلند پکار کر کہا یہی مسیلمہ کذاب ہے باہر جانے نہ پائے، حضرت وحشیؓ (مشہور و معروف حربہ باز) وہیں دروازہ پر کھڑے تھے، آواز سنتے ہی اس کذاب و فتنہ پرور منکر ختم نبوت کذاب پر ایسا جچا تلا ہوا نیزہ مارا جو نشانہ پر جا لگا اور مسیلمہ کذاب وہیں پر گر کر ڈھیر ہو گیا۔

ہر کذاب قیامت تک اہل حق کے سامنے زیر ہوگا ڈھیر ہوگا اور ہر داعی ختم نبوت کو اللہ کی نصرت **ورفعنالك ذكرك** کے انوارات وتجلیات سے قوت و نصرت ملے گی، ختم نبوت کا اعلان و پیغام ربانی و الہی پیغام ہے اور اب علماء، دعاۃ مبلغین ائمہ مساجد، خطباء مصلحین، مرشدین پر تمام دینی ذمہ داریوں کے ساتھ خواہ درس و تدریس ہو، قرآن کی تفسیر ہو، شرح احادیث ہو، اہل سلوک کی تعلیم و تہذیب ہو تزکیہ و تصفیہ کی تفویض ہو، طینت ونفوس کی نظافت ہو، یا طہارت قلب کی نفاست ہو ان تمام اعمال صالحہ کی روح و جان عقیدۂ ختم نبوت کا رسوخ ہی اساس و بنیاد ہے اور یہی ایک کام ہے جن خوش نصیب و باذوق کو ختم نبوت کی روشنی مل گئی اس کے سامنے تمام روشنیاں ماند و پھیکی پڑ گئی،

ہمارے علماء سنیں اور غور سے سنیں جس طرح خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی خاتمیت و نبوت مثل آفتاب ہے اس کی تجلی و روشنی جس عالم کے سینہ میں ختم نبوت کی مناسبت سے اتر گئی اس کے سامنے تمام روشنیاں شرمندہ ہو گئیں، یہ وہ قوت ایقان اور شعور و آگہی کی لامتناہی کڑی ہے جو بوساطت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش اعظم کے رب العرش العظیم سے مربوط ہے۔ للہ تھوڑی توجہ کیجئے اور یاد رکھئے عقیدۂ ختم نبوت کی محنت سے ہدایت، سعادت، عافیت، طمانیت، نعمت، رحمت، برکت، آخرت کی مغفرت اور پھر خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی شفاعت کی امید ہے، ہمارے علماء ختم نبوت کی اشاعت و حقانیت اور ختم نبوت کی صداقت کے لئے اپنی تمام تر دینی مشغولیت کے باوجود تحفظ ختم نبوت کے اہم ترین فریضہ کو فراغت کے ساتھ انجام دیں۔

علماء کی ذمہ داری

ہمارے علماء آج کے اس دور میں جبکہ قادیانیت گلی گلی، کوچہ کوچہ، گاؤں گاؤں میں اپنے باطل مشن کے لئے سرگرم ہیں اور آپ ختم نبوت کانفرس کرتے ہیں اور شہر میں کرتے ہیں، باطل نے محنت کا میدان عوام اور گاؤں کو بنایا اور آپ حضرات فصیح و بلیغ خطابت اسٹیج پر کرتے ہیں، یہ تو ایسا ہی ہے کہ زخم لگا ہوا ہے سر میں اور دوا لگائی جا رہی ہے ناخن پر، مرض ہے ایڈس کا اور دوا دی جا رہی ہے بخار کی۔ کچھ خیال کیجئے، کانفرنس میں دس بیس لاکھ خرچ کر دیا گیا اس سے کیا فائدہ ہوا؟ اس رقم سے گاؤں گاؤں مبلغ بھیجئے، کیا تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ کانفرنسوں سے حل ہو سکتا ہے؟! جبکہ یہ کام میدانی ہے اس وقت اشاعت دین سے زیادہ حفاظت دین کی ضرورت ہے۔ اس کی اہمیت و نزاکت کو دل میں

اتاریئے اور توکل علی اللہ قدم اٹھایئے۔

ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا نمایاں کارنامہ

جب مسیلمہ زمین پر گر گیا تو فوراً ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زید کی مدد سے سرتن سے کاٹ کر جدا کر دیا۔

حضرت وحشیؓ نے للکار کر کہا کہ زمانۂ جاہلیت میں بحالت کفر میں خَیْرُ النَّاسِ حضرت حمزہ عم رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو جنگ احد میں شہید کر کے داخل جنت کیا تھا، اور اب آج بحالت اسلام شَرُّ النَّاسِ (بدترین انسان) مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کر رہا ہوں۔

ختم نبوت کی سربلندی ہوئی، مرتدین ومنکرین عقیدۂ ختم نبوت کو ذلت ولعنت کا طوق ملا، جو ہر جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں کا مقدر ہو چکا ہے، مسیلمہ کذاب کے مرتے ہی ایک لڑکی نے چیخ کر کہا: ہائے افسوس مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا، اس آواز کو سنتے ہی بنو حنیفہ کے لوگ جان بچانے کی غرض سے دم دبا کر بھاگنے لگے، کفر جو جھوٹی نبوت کا لبادہ اوڑھے ہوا تھا زمین پر مرا پڑا ہوا تھا۔ باطل کو ماننے والے مسلمانوں کے ہاتھوں جہنم رسید ہو رہے تھے، غلاظت ونجاست بدعقیدگی کی صفائی ہو رہی تھی، الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یمامہ کے ہوشمندوں نے حضرت خالد سے امن وامان کی درخواست کر دی، اسلام ہے ہی سراپا سلامتی، حضرت نے درخواست قبول کر لی مسیلمہ تو تھا ہی کذاب، جھوٹ کو ٹانگ نہیں اور سچ کو آنچ نہیں داغ نہیں۔

بے بسی کے ساتھ زمین پر گرا مرا پڑا تھا، اس جگہ کا نام ہی کثرت موت کی وجہ

سے حدیقۃ الموت پڑ گیا، موت کا باغ مشہور ہو گیا۔

مرتدین و منکرین ختم نبوت اٹھائیس ہزار قتل کئے گئے، چالیس ہزار میں یعنی دو تہائی جہنم رسید کر دیئے گئے۔

حضرات مجاہدین میں بارہ سو شہید ہوئے، تین سو ساٹھ انصار تھے اور تین سو مہاجرین صحابہ، جن میں کافی بدری صحابہ بھی تھے اور عام مسلمان پانچ سو چالیس شہید ہوئے۔

اس جنگ تحفظ ختم نبوت میں سات سو کے قریب حافظ قرآن شہید ہوئے جو آگے آگے قرآن مجید کی آیت پڑھ رہے تھے اور مسلمانوں کو ترغیب دیتے تھے اور یہ ثابت کر دیا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے تو قرآن قرآن ہے۔ ایمان ایمان ہے، نماز نماز ہے، اللہ کی الوہیت واحدیت ہے۔ اگر عقیدۂ ختم نبوت نہیں تو کچھ بھی نہیں، حفاظ کرام، سورۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت کر رہے تھے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ () فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (آل عمران ۱۶۹/۱۷۰)

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہونگے''

حضرت خالدؓ کی خواہش تھی کہ کذاب مسیلمہ کو دیکھیں جس نے بنو حنیفہ کو اس قدر عمیق گمراہی میں مبتلا کر دیا تھا، چنانچہ مسیلمہ کے مردار جسم کی جستجو ہوئی، رجال کی لاش کو دیکھ کر فرمایا: کیا یہی ہے؟ مجاعۃ نے کہا نہیں یہ تو رجال ہے، پھر محکم بن طفیل پر گذر ہوا، مجاعۃ نے کہا اللہ کی قسم یہ مسیلمہ کذاب سے اچھا تھا، یہ تو محکم بن طفیل ہے، لوگوں نے لاشوں کو الٹ پلٹ کر تلاش کر مسیلمہ کذاب کی لاش اوپر نکالی، جب حضرت خالدؓ نے دیکھا تو تعجب کیا کہ ایک حقیر سا آدمی رنگ پیلا، ناک چپٹی، انتہائی بدصورت وکریہ منظر ایسا شخص ہی کمینہ ہوسکتا تھا، شکل نہ صورت، بدخصلت و بدصورت ۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: اللہ تم کو ذلیل کرے کہ ایسے حقیر و بدصورت آدمی کے پیچھے گمراہ ہو گئے ۔ مجاعۃ نے کہا ہاں ایسا ہی ہوا، مسیلمہ کی مردار لاش قریباً بیس لاشوں میں پڑی ہوئی تھی ۔

مرزا قادیانی بھی کوتاہ قد، نہ عقل نہ شکل، بدصورت و بدسیرت انسان تھا، جو ایک عظیم فتنہ کا سبب بنا اور افسوس کے اس کے فتنہ کا شکار لوگ ہوتے جارہے ہیں اور اسلام دشمن قوتیں اس کی پشت پناہی میں کروڑوں روپے صرف کررہی ہے اور سیدھی سادی امت رحمت اسلام سے نکل کر ارتداد کا شکار ہو رہی ہے اور اہل حق آپس کی جاہ طلبی اور غفلت کا شکار ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی امت کا نگہبان ہے، جو لوگ بھی عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت کررہے ہیں عرش عظیم کا مالک ان کی ہر طرح حفاظت وحراست فرمائے بجاہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه سمیع قریب آمین

عہد صدیقی کا اجماعی فتوی

عہد صدیقی میں ہی عقیدۂ تحفظ ختم نبوت کی جنگ لڑی گئی تا کہ آنے والی

امت رحمت کو اجماعی اور قطعی فیصلہ کن حق وصداقت کا پیغام مل جائے کہ اس مسئلہ کی نزاکت واہمیت کتنی حساس اور قابل توجہ ہے کہ سات سو صحابہ حفاظ قرآن اس جنگ میں شہید ہوئے ہیں، عاجز کے ناقص علم کے مطابق اتنی بڑی حفاظ قرآن کی شہادت کسی اشاعت اسلام کی جنگ میں بھی نہ ہوئی، جو حفاظت اسلام اور حفاظت ایمان، حفاظت دین وقرآن اور حفاظت عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ہوئی ہے۔

اشاعت دین سے اہم حفاظت دین ہے

اس ہمارے عہد میں اشاعت اسلام سے زیادہ اہمیت حفاظت دین کی ہے، نت نئے فتنے ارتداد کے مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو گئے ہیں، وہ اشخاص جو عوام میں دینی حیثیت سے نمایا شمار ہوتے ہیں، ان کے گھروں کی بچیاں کالج اور یونیورسٹی میں عصری اعلی تعلیم کے راہ مرتد ہو کر غیروں کے ساتھ جارہی ہیں، باپ داعی بن کر پھر رہا ہے اور بچیاں دین سے بد دین ہو کر غیروں کے ساتھ پھر رہی ہیں؛ کیونکہ باپ اشاعت دین میں منہمک ہے، حفاظت دین کا خیال ہی نہیں رہا، فضائل اپنی جگہ بجا وحق ہیں مگر عقیدہ بنیاد واساس ہے اگر عقیدہ کا رسوخ نہیں تو فضائل رذائل ہو جائیں گے اور یہی ہو رہا ہے۔ امت غیر ضروری امور میں الجھ گئی۔

آخر اللہ پاک جل مجدہ نے قرآن مجید میں خاتم النبیین کو کیوں ارشاد فرمایا: قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا، یعنی اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم سے بچاؤ، اس آیت میں حق جل مجدہ نے حفاظت دین کو مقدم کیا ہے اشاعت دین پر، ہمارے دعاۃ ومبلغین اس کو ملحوظ رکھیں، اہمیت دیں۔

آج کو چنگ سنٹر سیٹنگ سنٹر بنا ہوا ہے، اے ایمان والو ایمان غیرت تمہاری کہاں بہہ گئی، تم کس کی ڈگر پر چلے گئے، جاہ طلبی کی خطرناک ہوس نے قائدین کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ رحمت سے ساقط کر چکی ہے، امام ہی مخلص نہ رہا تو مقتدی کا کیا بنے گا، قوت وطاقت کے مظاہرہ کے لئے اجتماعات وعوام کی بھیڑ اکٹھا کی جارہی ہے، جلسے اور کانفرنسیں ہو رہی ہیں تاکہ ہماری طاقت وقوت کا مظاہرہ ہو جائے اور ہمیں جماعت کا مقتدیٰ تسلیم کر لیا جائے، ہائے افسوس ہمارے اکابر جنھوں نے تمام تر خطابات اور شہرت کو جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیا تھا۔ آج انہیں کی اولاد اپنے آباء واجداد کی غیرت ایمانی کی ضمیر وخمیر کو مسخ کر چکی ہے، نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کی راہ چل پڑی ہے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ؟!!

(۱) یا اللہ، کوئی قاسم پیدا کر دے جو تجدید علم نبوت کا علم اٹھالے۔

(۲) یا اللہ کوئی رشید پیدا کر دے جو علوم بنوت کو بدعات وشرک سے پاک کر دے۔

(۳) یا اللہ کوئی محمود حسن پیدا کر دے جو امت کی صحیح اخلاص کے ساتھ قیادت کر دے۔

(۴) یا اللہ کوئی حسین احمد پیدا کر دے جو قوت تصرف سے قلوب کو منور ومجلی کر دے۔

(۵) یا اللہ کوئی الیاس پیدا کر دے جو یاس کو آس میں بدل دے آمین۔

ہم عوام کہاں جائیں، رہزن بشکل رہبر آ گئے، مصلی سنبھال لیا، رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ ہی۔

اللہ تعالیٰ اس ارتدار کے فتنہ میں کوئی مسیحا دے دے اور اللہ تعالیٰ ان کی غیبی قوت و نصرت سے مدد فرما دے۔ بہرحال قارئین مایوس نہ ہوں۔ إِنَّ ٱللَّهَ يُدَٰفِعُ عَنِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ حق ہے، مدعی بنوت اب جو بھی ہو کسی بھی تادیل سے ہو، اس کی جماعت کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو، اس کا قائد جہاں بھی رہتا ہو، جھوٹے مدعی نبوت کے ماننے والے شکل وصورت میں بظاہر کتنے اچھے اخلاق کے ہوں کتنے ہی اچھے مسلمان نظر آتے ہوں، خواہ زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہوں، تمام کی تمام اسلامی فرائض وشعائر کی پابندی کرنے والے ہوں، پھر بھی وہ کافر، کافر، کافر، مرتد، اسلام سے خارج اور اسلام کے دشمن، ایمان کے دشمن، قرآن کے دشمن، مسلمان کے دشمن، محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے دشمن اور ان کو حق وصداقت پر جاننے والا، ماننے والا بھی کافر و مرتد اسلام سے خارج ہے، ایک بات ذہن نشین رہے کہ اگر حرام جانور کو حلال جانور کی کھال پہنا کر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا جائے تو کیا وہ حلال وطیب ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ یہی حال قادیانیت و مرزائیت کا ہے کہ مرزائیت و قادیانیت نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے جبکہ قطعی کافر اور خارج اسلام ہے۔ کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صرف نبی و رسول نہیں بلکہ جس طرح اللہ رب العزت کی خاص صفت، احدیت، ربوبیت، الوہیت، صمدیت میں یا کسی صفت میں قدامت کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، بعینہ اسی طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمیت میں کوئی شریک نہیں، نبوت و رسالت تو حضور خاتم سے پہلے تمام انبیا کو ملی، تمام انبیاء حق وصداقت کے ساتھ نبی و رسول برحق ہیں اور سبھوں نے نبوت و رسالت کا اعلان کیا، اور حق کیا، مگر خاتمیت کا کسی نے اعلان نہیں کیا۔ اللہ

تعالیٰ نے جس طرح پہلے ابوالبشر حضرت آدم کو نبی بنا کر اعلان کردیا۔آدم سے پہلے کوئی ظلی و بروزی نہیں۔حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت خاتمیت کا اعلان خود عرش اعظم کے رب نے کردیا،اب کوئی ظلی و بروزی نبی نہیں،حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اسی حتمی و قطعی،پختہ عقیدہ کے ساتھ جاننا،ماننا ہی اسلام ہے۔

تمام انبیاء نے اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی جو حق تھی اور اب جب اللہ رب العزت نے اعلان کردیا کہ وہ منصب نبوت ورسالت،حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا،تو بحکم الٰہی حضور خاتم علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی دنیا کو سنادیا اعلان کردیا:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

قادیانیت مرزائیت،نصرانیت کی ایک سازش تھی کیونکہ ہندوستان سے سفید فام دشمن اسلام کو نکالنا تھا،علمائے حق نے جہاد کا فتوی دیدیا،انگریز سفید فام عیار و مکار تھا،اس نے دیکھا کہ جہاد کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جہاد کو ختم کرنے کا حق غیر نبی کو اسلام میں نہیں ہے لہذا ایک شخص کو جعلی و جھوٹا نبی بنایا جو عوام میں نبی کی حیثیت سے اعلان کردے کہ میں نبی ہوں اور اب جہاد کو ختم کرتا ہوں، منسوخ کرتا ہوں،اس لعنتی وجہنمی کام کے لئے مرزا غلام مرتضی کا بیٹا،مرزا غلام احمد،جو سیالکوٹ کی ضلع کچہری کا منشی تھا،اس کا انتخاب کیا،اور یہ گورداسپور ہندوستان پنجاب کی تحصیل بٹالہ کے ایک گاؤں قادیان کا رہنے والا تھا،شروع میں اس نے اپنی شہرت کے لئے نصرانیوں سے مناظرہ کیا وہ بھی ایک سازش تھی، عوامی تائید اور قبولیت اور اپنی طرف لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کے لئے۔

پھر مُجَدِّدْ بنا،پھر مُلْھَمْ بنا،پھر مُحَدَّث بنا،پھر ظلی و بروزی، نبی بنا نبوت کا

دعوی کیا، لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔

پھر جہاد کو منسوخ اور ختم کرنے کا اعلان کیا پھر رفتہ رفتہ خود صاحب شریعت بنا۔ شروع میں مثیل مسیح، پھر مسیح موعود مہدی معہود، اور بالآخر مستقل نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور اعلان کیا کہ وہ خود محمد رسول اللہ ہے، نعوذ باللہ، استغفر اللہ

کلمۂ طیبہ کے ذریعہ دھوکہ وفریب

آنجہانی مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

> قادیان میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ مزید کہا کہ مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں آیا، اس لئے ہمیں کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، کیونکہ اب کلمہ طیبہ میں۔ محمد رسول اللہ۔ سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ افسوس ہمارے بھولے بھالے مسلمانوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ قادیانی جس فارم پر دستخط کراتے ہیں اس پر کلمہ طیبہ پورا لکھا ہوا ہے۔ مگر اس کلمہ میں لفظ محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی کو لیتا ہے اور دھوکہ وفریب دیکر جہنمی بنا دیتا ہے۔ ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے کا مصداق ہوجاتا ہے۔

اس لئے امت کو اس دجل وفریب اور دغا اور عیاری سے باخبر کیجئے، اہل حق سے میری فریاد و التجا ہے کہ متحد ہو کر میدانی کام گاؤں گاؤں کیجئے، شہروں میں پروگرام نہ کرکے دیہات اور پسماندہ علاقہ کا دورہ کیجئے۔ وہی رقم جو کانفرنسوں میں ضائع کی جاتی ہے اس سے اس کام کو انجام دیجئے، اپنی خواہشات کو ختم نبوت

کی حفاظت کے لئے قربان کیجئے، ہمارے نبی رحمت والے ہیں ان کی خاتمیت پر قربانی دینے والا دینی و دنیوی دونوں رحمتوں سے نوازا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ میدان میں توکلاً علی اللہ کوئی اترے نہ اترے آپ اتر جائیں اور فیض ختم نبوت کا مشاہدہ کرلیں، حق تعالیٰ ہماری غیبی نصرت و مدد فرمائے اور استقامت وللّٰہیت کے ساتھ ہمیں ہر طرح قبول فرمائے اور ختم نبوت کے فیض کو قبول کرنے کے لئے سینہ کو ہر طرح کے کینہ سے پاک کردے اور اس کی صلاحیت عطا کردے۔ انک سمیع قریب مجیب الدعا بجاہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام الی یوم المیعاد آمین۔

سچے نبیوں کے بالمقابل دجالیں کی آمد کی حکمت

انبیاء علیہم السلام کے بیان میں ان کے اندازہ علم ویقین کے مطابق ایک طاقت وشوکت ہوتی ہے، وہی یہاں ظاہر ہورہی ہے، مطلب یہ ہے کہ چونکہ علم ازلی میں دجالین کی آمد ثابت ہوچکی ہے، اس لئے قیامت کے آنے سے پہلے ان کی آمد یقینی امر ہے دنیا کو چاہئے کہ وہ ان کا انتظار کرکے تھک نہ جائے۔

رہی یہ بات کہ اس امت میں دجالوں کی اتنی کثرت کیوں ہے تو جو اور فتنوں کے متعلق جواب دیا جائے گا وہی جواب اس فتنے کے متعلق بھی ہو جائے گا۔ ایک سطحی بات یہ ضرور معلوم ہوتی ہے کہ جب اس امت میں نبوت کا ختم ہونا مقدر ہوا تو اس کا مقابلہ بھی شیطانی طاقتوں کے لئے ضروری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا کے آخری دور میں پھر ایک ایسی عام وحدت پیدا کردے جیسا آغاز عالم میں ایک مرتبہ ظاہر ہوچکی ہے، نسل انسانی ایک ہی باپ کی اولاد تھی۔ جیسا روز اول وہ ایک ہی زمین پر تھی، آخر میں پھر اس کا ایک ہی کلمہ ایک ہی قبیلہ

اور ایک ہی دین ہو جائے، درمیان میں نبوتوں اور رسالتوں کے تفاوت سے شریعت اور منہاج کا جو تفاوت پیدا ہو گیا تھا وہ سب ختم ہو کر صرف ایک شریعت اسلام باقی رہ جائے، اتنی عظیم وحدت کو شکست دینے کے لئے شیطانی لشکروں کو بھاگ دوڑ کرنا ضروری تھا اس لئے، اس عام نبوت کے بالمقابل، نبوت کا دعوی کرنا لازم ہو گیا، اس پیشگوئی کا ظہور آپ کے عہد مبارک سے ہی شروع ہو گیا تھا، مسیلمہ اور عنسی آپ کے زما میں ظاہر ہوئے اور آپ کے حکم کے ماتحت صحابہ نے ان کو کاذب سمجھا اور آخر کار جو دجالین کے ساتھ برتاؤ چاہئے تھا وہی ان کے ساتھ کیا گیا، رہی یہ بحث کہ دجالوں کے تیس ہونے میں ہی کیا حکمت ہے تو حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

ولیس المراد بالحدیث من ادعی النبوة مطلقاً فانهم لایحصون کثرة لکون غالبهم ینشأ لهم ذلک عن جنون وسوداء وانما المراد من قامت له الشوکة (فتح الباری ۶/۶۱۷)

حدیث مذکورہ میں مدعین نبوت سے ہر مدعی نبوت مراد نہیں کیونکہ مدعی نبوت تو بیشمار ہیں، بیشتر یہ دعوے جنون یا سوداویت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، یہاں مراد وہ مدعین نبوت ہیں جو باشوکت ہوں گے، ان کا مذہب تسلیم کیا جائے گا، ان کے متبعین کی تعداد زیادہ ہوگی۔

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس امت میں لاکھوں اور کروڑوں سے متجاوز اولیاء واقطاب گذرے ہوں اس میں تیس دجالوں کا عدد کچھ زیادہ بھی نہیں ہے، غور طلب تو یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی قسط

بھی باقی تھی تو اس کی بشارت کے لئے آخر ایک حدیث بھی کیوں نہیں آئی اور کذابین ودجالین کے متعلق دسیوں حدیثیں کیوں آ گئیں۔ پھر حدیث میں ان کے کاذب ہونے کی وجہ یہ نہیں بتلائی گئی کہ وہ درحقیقت نبی نہ ہوں گے بلکہ یہ قرار دی گئی کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایک طرف تو احادیث میں ہر قسم کی نبوت کی نفی آ رہی ہے، ہر مدعی نبوت کو کذاب و دجال کہا جارہا ہے۔ دوسری طرف کسی حدیث سے ظلی و بروزی کی تقسیم ثابت نہیں ہوتی تاریخ نبوت میں ظلی نبی کوئی نظر نہیں آتا، پھر آخر کس دلیل سے نبوت کی تیسری قسم مان کر اس کو جاری قرار دیا جائے یہاں یہ تفتیش بھی ضروری ہے کہ نبوت کی جو قسم بھی تسلیم کی جائے اس کا آغاز کب سے ہوا تاریخی لحاظ سے وہ افراد کون سے تھے جن کو ظلی نبی کہا جاسکتا ہے، اور کیا یہ ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی نبوت پر ایمان لانے کی امت کو دعوت دی ہو، اور کیا کسی ایسے نبی کی امت نے کبھی تصدیق کی ہے، اگر ایسا کوئی نبی اب تک نہیں گذرا اور اگر گذرا ہے تو امت نے ہمیشہ اس کی تکذیب ہی کی ہے تو پھر کس دلیل سے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ درحقیقت اس امت میں نبوت کی کوئی قسم جاری ہے، اور اتنی کثرت کے ساتھ جاری ہے کہ ان کی آمد دجالین کا مقابلہ کرسکتی ہے، تعجب کی بات ہے کہ یہاں انجیل کا بیان بھی حدیث ہی کے موافق ہے۔

انجیل میں خاتم النبیین کے مقابلہ میں دجالین سے انتباہ

جھوٹے نبیوں سے خبردار ہو، جو تمہارے پاس بھیڑیوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑئے ہیں۔ ان پہلوں سے تم انہیں پہچان

لوگے کیا جھاڑیوں سے انگور اور اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہو۔(متی۔ باب۔۱۵،۱۶)

جس قدرت نے اس عالم کو تماشا گاہ اضداد بنایا ہے، نور کے مقابلہ میں ظلمت، تری کے مقابلہ میں خشکی، صحت کے مقابلہ میں مرض، بلندی کے مقابلہ میں پستی پیدا فرمائی۔

خاتم الدجاجلة کا ظہور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں کیوں؟

اسی نے عالم روحانیات میں ہدایت کے مقابلہ میں ضلالت، ملائکہ کے مقابلہ میں شیاطین، انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں دجالین بنائے ہیں، پس جس طرح خاتم الرسل کی آمد سب رسولوں کے بعد ہوئی ہے اسی طرح مناسب ہے کہ دجال اکبر کے ظہور سے پہلے جو دجالین آنا ہیں، آجائیں، یہی وجہ ہے کہ دجال اکبر یعنی خاتم الدجاجلہ کا ظہور خاتم الرسل کے عہد میں ہی مقدر ہوا۔ تاکہ دنیا کے خاتمہ پر ہدایت وضلالت کی آخری طاقتیں زور آزمائی کر کے ختم ہو جائیں پھر قیامت آجائے۔ وللہ الحکمة البالغة۔(ترجمان السنة ۱۷۴۱/۱)

ان تمام باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ تو بند ہو گیا اور اب قیامت ہی آئے گی۔ مگر قیامت سے قبل تیس دجال و کذاب بھی آئیں گے تاکہ گمراہی اور گمراہ کرنے والے بھی ظاہر ہو جائیں اور ان کی قوت فساد و گمراہی کا بھی خاتمہ ہو جائے اور پھر قیامت آجائے۔ اس طرح مرکز ہدایت ختم نبوت پر جمنے والے دجالین و کذابین کے دجل و کذب سے دامن پاک وصاف رکھ کر فیض ختم نبوت پر استقامت دکھلائیں اور جن بدنصیب و بدبخت کو شقاوت وقساوت سے مناسبت ہوگی دجالین کے

دجل کے دلدادہ ہوکر گمراہی وضلالت میں چلے جائیں گے ختم نبوت کے محاسن میں، یہ حسن ہے کے دجالوں سے امت کو باخبر کردیا، مرزا قادیانی، زانی شرابی، اول درجہ کا جھوٹا، کذاب ومفتری کے دجل کی یہی دلیل ہے کہ وہ روسیاہ زنا کار و شراب خور تھا۔ مالیخولیا کا اس کو عارضہ تھا۔ مرق پاگل پن کا شکار تھا ورنہ یہ دعوی ہی نہ کرتا۔ اس پر تو شیطان وابلیس لعین بھی لعنت بھیجتا ہوگا اللہ تعالیٰ امت کی بفیض رحمت ونبوت خاتم النبیین حفاظت فرمائیں۔

حضور خاتم النبیین کی خاتمیت وصداقت

مرزا قادیانی تو مسلمان ہی نہ تھا تو ولایت ونبوت کا سوال ہی ختم ہوجاتا ہے تفصیل حوالہ جات کے ساتھ آئندہ اوراق میں آرہی ہیں۔ اس وقت عاجز وہ آسان سی باتیں جو عوام کو ہمارے علماء ذہن نشین کرادیں خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام اور جھوٹے دعوے دار کے درمیان کیونکہ عوام علمی بحثوں اور علمی انداز کے خطاب سے فائدہ جو اٹھانا چاہئے نہیں اٹھا پارہی ہے، اللہ رب العزت سے بجاہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التجا وفریاد ہے کہ وہ اس راہ میں عاجز کی مدد فرمادیں۔ یا مجیب یا سمیع الدعاء۔ آمین

(۱) اب مذہب اسلام ہی اللہ تعالی کا قیامت تک پسندیدہ اور انسان کے نجات کا ذریعہ ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آل عمران: ۱۹)

بلاشبہہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ (آل عمران: ۸۳)

کیا پھر دین الہی کے سوا اور کسی طریقہ کو چاہتے ہو۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (آل عمران: ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا، اور آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

اب دین اسلام یعنی خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا دین، دین اسلام ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اور وہ شریعت جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے وہی اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔ یعنی وہی طریقہ اور عقیدہ جو حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات کے مطابق ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو محبوب اور مقبول ہے۔ اور بس۔ اسی میں نجات اور فلاح ہے۔ یعنی سب مردود اور نامقبول ہیں۔

(۲) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔

(۳) یعنی جس طرح اللہ کے سواء معبود کوئی نہیں ہوسکتا محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

(۴) اللہ بن کر عرش پر کوئی نہیں جا سکتا نبی و رسول بن کر فرش پر کوئی نہیں آ سکتا۔

(۵) جس طرح اللہ کا بروزی و ظلی شریک و اِلٰہ نہیں ہوسکتا، نبی و رسول خاتم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروزی و ظلی کوئی نبوت میں شریک نہیں ہوسکتا۔

(۶) آج تک جس طرح اِلٰہ و معبود کی شان اور صفت وحدت ہے اور اللہ کی

ذات وصفات میں شرکت، شرک ونجاست ہے، اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے، ہر انبیاء کی شان نبوت میں وحدت ہے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی نبی و رسول کا ظلی و بروزی کوئی دوسرا نبی نہ ہوا، تو اب قیامت تک خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا قطعاً کوئی بروزی وظلی مستقل یا غیر مستقل نبی نہ ہوگا۔

(۷) نبوت میں ظلی و بروزی کا عقیدہ بخاست و غلاظت ہے یہ من گھڑت نبوت کی تقسیم مرزا قادیانی کی حماقت وسفاہت ہے۔

(۸) اللہ رب العزت پر ربوبیت ختم، محمد رسول اللہ پر رسالت ونبوت ختم۔

(۹) اللہ رب العزت پر الوہیت ختم، محمد رسول اللہ پر رسالت ونبوت ختم۔

(۱۰) اللہ رب العزت کی خاص صفت احدیت ہے، محمد رسول اللہ کی خاص صفت خاتمیت ہے۔

(۱۱) اللہ رب العزت کی ممتاز صفت صمدیت ہے، محمد رسول اللہ کی ممتاز صفت خاتمیت ہے۔

(۱۲) اللہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن ہیں، محمد رسول اللہ رَحْمَۃٌ لِلْعٰلَمِیْن ہیں۔

(۱۳) اللہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہیں، محمد رسول اللہ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن ہیں۔

(۱۴) جس طرح کلمہ طیبہ کا پہلا جز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قرآن حکیم نے ہمیں عطا کیا اور اللہ نے دیا۔ (سورۃ الصافات: ۳۵) اسی طرح کلمہ طیبہ کا دوسرا جز بھی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمیں اللہ رب العزت نے ہی عطا کیا اور قرآن مجید کی آیت بنا۔ (سورۃ فتح: ۲۹)

(۱۵) جس طرح قرآن کی آیات بینات لوح محفوظ میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محفوظ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔

(۱۶) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اللہ رب العزت معبود حقیقی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہے۔ یعنی اللہ رب العزت کی مثال و مثیل کوئی نہیں، نہ ہی ممکن ہے محمد رسول اللہ کا بھی رسالت و نبوت میں کوئی مثیل نہیں اور نہ ہی کسی نبی کا کوئی مثیل اللہ نے کسی امتی کو بنایا۔

(۱۷) اللہ رب العزت کی الوہیت و ربوبیت کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا اسی طرح رسالت و نبوت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا ہے،

(۱۸) اگر الوہیت و ربوبیت کو تقسیم کر دیا گیا تو اسلام کا بنیادی عقیدہ اللہ کی توحید بے معنی ہو کر رہ جائے گی اور تمام اسلامی عقیدہ کی بنیاد منہدم ہو کر رہ جائے گی، اگر حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ اسلام کی نبوت و رسالت کو تقسیم کر دیا جائے تو پورے ہی دین کی بنیاد منہدم ہو جائے گی۔ ختم نبوت کے عقیدہ پر ہی دین اسلام کی تمام بنیادی باتیں قائم ہیں، عقیدہ ختم نبوت کے چہار جانب توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ اور فرشتوں کا وجود تمام آسمانی کتابوں کی صداقت، قرآن مجید اور فرقان حمید کی حقانیت و ابدیت، عالم قبر و برزخ، یوم النشور، یوم الحساب، گردش کرتے ہیں۔

(۱۹) اگر عقیدۂ ختم نبوت اپنی جگہ سے ہل جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، دین ہی نہیں بچے گا، الغرض عقیدۂ ختم نبوت ایک بنیادی و اساسی ستون ہے ایک مرکز ہے جس کے چاروں طرف پوری شریعت جڑی ہوئی ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت جڑ ہے، اگر جڑ کو گھن لگ جائے تو شاخ اور پتیاں سلامت نہیں رہتیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کو جڑ سمجھ کر جب تک جڑ مضبوط نہ ہو درخت بارآور نہیں ہوسکتا۔

سنو اور یاد رکھو

عقیدۂ ختم نبوت ہے تو اللہ ہے۔
عقیدۂ ختم نبوت ہے تو قرآن ہے۔
عقیدۂ ختم نبوت ہے تو دین اسلام ہے۔
عقیدۂ ختم نبوت نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں ۔

عقیدۂ ختم نبوت سلامت ہے تو پورا دین سلامت رہے گا اس عقیدہ کی سلامتی میں اللہ و رسول کی رضا ملے گی ایمان سلامت اسلام سلامت، اعمال سلامت، اخلاق سلامت، دنیا سلامت، عقبی و آخرت سلامت اور مغفرت و جنت کی ضمانت۔

حق تعالی نے اپنی الوہیت کے ساتھ ختم نبوت کی بھی شہادت دی

(۲۰) اللہ رب العزت نے خود ہی اس بات کی شہادت دی ہے کہ معبود حقیقی اللہ کی ذات کے سوا کوئی نہیں ہے، نہ ہی کسی مخلوق میں معبود بننے کی صلاحیت ہے۔

شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۔ (آل عمران)

گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔

یعنی معبود اور جس کی عبادت کی جائے وہ شان اور ہر خوبیوں کا باکمال ہونا ذاتی طور پر وہ صرف اور صرف حق جل مجدہ کی بے نیاز ذات کو حاصل ہے۔ وہ کمال پوری کائنات عالم میں کسی میں نہیں وہ ہی اللہ ہمارا معبود برحق ہے جس طرح اللہ رب العزت نے اپنے معبود برحق ہونے کی خود شہادت دی اسی طرح

کائنات عالم میں اس نے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت اور خاتمیت کی بھی شہادت دی تاکہ اللہ تعالیٰ کی شہادت پر اللہ کا معبود ہونا دل میں یقین کے ساتھ جمانا اور تمام معبودان باطل کی نفی کردینا ہی ضروری ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شہادت پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مان کر تمام جھوٹے نبوت کا دعوی کرنے والوں کو کذاب، لعین، مردود، مفتری اور دجال جاننا اور ماننا ہی عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ضروری ہے، جس طرح معبود بننے کی کائنات عالم میں کسی کے اندر صلاحیت نہیں۔

یہ بھی قدرت کا فیصلہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد تخت نبوت پر اب کوئی سجتا نہیں، بی بی آمنہ دریتیم خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نبی کی آخری ماں ہیں، قدرت اب نہ کسی کو نبی کی ماں بنائے گا نہ کوئی نبی بنے گا نہ بنایا جائے گا۔اب کسی میں نبی بننے کی صلاحیت ہی نہیں۔اللہ کے سواء معبود نہیں محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے سوا اب کوئی نبی نہیں، نہ اللہ کا کوئی بروزی وظلی نہ ہمارے نبی کا بروزی وظلی لعنت ہو بروزی وظلی پر۔وصلی اللّٰہ علی خاتم النبیین وسلم تسلیما۔

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (یٰس:۳)

بیشک آپ منجملہ رسولوں کے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۔ (المنفقون:۱)

اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ رسول ہیں۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ الاحزاب ۴۰

لیکن اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔

اب تو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ تقدیر میں جتنے نبی بنانے تھے ہم نے بنا دیا۔جن کو تاج نبوت عطا ہونی تھی اللہ تعالیٰ نے عطا کر دیا۔ باب رحمت سے جن کو نبی بنا کر گذارنا تھا گذار دیا اور قیامت تک کائنات عالم کو جتنی رحمت و برکت اور نعمت الٰہی درکار ہے اور ضرورت ہے تمام کی تمام رحمتیں، برکتیں، نعمتیں، حسنات، خیرات، تجلیات، انوارات، نفحات اور مغفرت و رضوان کی کنجیاں اور شریعت کی فیاضیاں حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا کر دی گئیں ہیں جو ان کی ختم نبوت سے دامن کو وابستہ رکھے گا نجات پا جائے گا اور بس اب نبی نہیں بنایا جائے گا۔

ہاں دجال اکبر سے پہلے تیس چیلے چپاٹے جھوٹے نبوت کا دعوی کرنے والے آئیں گے ان قذاقوں اور دغابازوں اور لعینوں سے دامن کو داغدار نہ کرنا ورنہ رحمۃ للعالمین کی رحمت عام اور اللہ کے کرم خاص سے محروم ہو جاؤ گے، مرزا قادیانی انہی میں ایک تھا اور اس کی پوری جماعت قادیانی ہو یا احمدی ہو سب کے سب گمراہ ہیں۔

(۲۱) جس طرح اللہ رب العزت کے بھیجے ہوئے نبی کا انکار کفر ہے جھوٹا نبوت کا دعوی کرنے والے کو نبی ماننا بھی کفر ہے نیز جس طرح ختم نبوت کا انکار اسلام سے خارج کر دیتا ہے ختم نبوت میں کسی قسم کی تقسیم سے بھی بندہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ سچے نبی کو نبی نہ ماننے والا کافر اسی طرح جھوٹے نبی کو نبی جاننے اور ماننے والا بھی کافر ہے۔

مرزا کو نبی جاننے و ماننے والا قطعی کافر ہے کیونکہ مرزا کو نبی ماننے کی صورت میں قرآن و احادیث اور امت کے اجماعی عقیدہ کا انکار لازم آتا ہے۔

(۲۲) قرآن مجید کتاب ہدایت ہے اور قیامت تک کے لئے پوری امت کی رہنمائی کرتی ہے اور عقیدۂ ختم نبوت تو اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں اشارۃ و کنارۃ بھی حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کی آمد کا تذکرہ ہو، بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (بقرہ: ۳)

"وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں۔"

درجنوں مقامات پر اللہ تعالیٰ مِنْ قَبْلِكَ فرمایا آپ سے پہلے چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء و رسل گذرے ہیں ایمان سب پر لانا فرض ہے اور شرط ایمان ہے۔ ہاں عمل صرف قرآن مجید پر ہوگا، لہذا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب نہ کتاب اترے گی، نہ نبی آئے گا نہ رسول۔

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ (الزمر: ۶۵)

اور آپ کی طرف بھی اور جو رسول آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کی طرف بھی، یہ (بات) وحی میں بھیجی جا چکی ہے۔

پورے قرآن مجید میں ایک آیت بھی آپ کو نہیں ملے گی جس میں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کسی بھی طرح یہ ثابت ہو کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی آئے گا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ ابن مریم نے اگر بشارت دی ہے آخری نبی کی تو وہ محمد رسول اللہ ہیں، نہ ہی ایک حدیث ملے گی پھر کیوں نہ عقیدہ میں سختی ہو، جیسا کہ سورۃ احزاب کی آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا

اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں اللہ تعالیٰ نے ہی متعین کر دیا کہ وہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور بس قرآن مجید کہ آیات پر ایمان کا تقاضا ہے کہ اب جو بھی یہ دعوی کرے گا کہ اس کو نبوت ملی ہے وہ کذاب ولعین ہے، جھوٹا اور مردود ہے۔

شیطان لعین سے بڑا لعین ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے کہ اس کو نبوت ملی ہے؛ کیونکہ نبوت کا سلسلہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا، نبوت ختم ہو گئی، رسالت ختم ہو گئی، کتاب ختم ہو گئی، شریعت ختم ہو گئی اور الحمد للہ نئے نبی ورسول کی ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

اللہ رب العزت نے رشد وہدایت کی تمام نعمتیں اور دنیا اور آخرت کی تمام سعادتیں حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دیں اور فرما دیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ: ٦:٧)

’’آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔‘‘

اس آیت میں واضح کر دیا گیا کہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر اکمال واتمام دین وشریعت بطور نعمت کے قیامت تک کے لئے کر دیا گیا ہے، اب نئے نبی وکتاب اور شریعت کی ضرورت ہی نہیں رہ جاتی، سب کچھ اب قیامت تک کے لئے رحمت کائنات، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن میں موجود ہے،

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ختم نبوت کی اہمیت ونزاکت کی پہلی صورت

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ بھی شان خاتمیت ہے کہ آپ نے امت کو باخبر کردیا کہ تیس جعلی وجھوٹے نبوت کا دعوی کرنے والے آئیں گے اور وہ دماغی خلل، جیسے مالیخولیا وجنون، مرق یا اسی جیسی بیماری کے سبب خود کو جعلی نبی ہونا ظاہر کریں گے جبکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری وحتمی رسول ونبی ہیں، اب ان کے بعد کوئی اللہ کی طرف سے نبی نہ بنایا جائے گا، نہ ہی اس منصب نبوت کے معیار پر کوئی پیدا کیا جائے گا نہ ہی شان نبوت کے ساتھ کوئی آئے گا، اب ہمارے مکی مدنی محمد رسول اللہ خاتم النبیین کی نبوت شان خاتمیت کے ساتھ قیامت تک رشد وہدایت، نعمت وبرکت اور دنیا وآخرت کی ہر سعادت وعافیت، اکمال واتمام کے ساتھ صاحب قرآن خاتم الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے دامن خیر میں موجود ہے۔

ختم نبوت کو ذہن نشین کرنے کے لئے چند بنیادی باتوں کو جاننا بہت ضروری ہے۔

ختم نبوت کی چند بنیادی باتیں

(۱) اسلام کی بنیاد کلمہ شہادت پر ہے اور شہادت رسالت وخاتمیت کے ساتھ مشروط ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو ایک ہی مانتا ہے ذات وصفات میں۔ مگر اس کا کہنا ہے کہ اللہ کو ایک ہی اس لئے مانتا ہوں کہ یہ میری تحقیق ہے، اس لئے نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو ایک ماننے کے لئے کہا ہے۔ یعنی توحید کا

اقرار تو کرتا ہے مگر اپنی تحقیق سے، رسالت نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے ہٹ کر۔ تو ایسا شخص باجماع امت اسلام میں داخل نہیں خارج اسلام ہے۔ اور اس کا یہ اقرار عنداللہ معتبر نہیں، نہ ہی یہ بات عنداللہ معتبر ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ(الحدید: ۸)

ترجمہ: اور تم کو کیا ہوا کہ یقین نہیں لاتے اللہ پر، اور رسول بلاتا ہے تم کو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے عہد پکا اگر ہو تم ماننے والے۔

اس آیت میں ایمان باللہ کی دعوت رسالت کی صداقت کی شہادت کے ساتھ مطالبہ کیا گیا ہے اور قرآن مجید کا اسلوب دیکھئے کہ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُومِنُوا بِرَبِّكُمْ (میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اس لئے کہ رسول اللہ خاتم النبیین تم کو اس کی طرف بلا رہے ہیں)

صاحب تفسیر مظہری کی رائے

(۲) آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ سورۃ الحدید آیت ۷ کے تحت لکھتے ہیں:

ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر؛ کیونکہ بغیر پیغمبروں کی وساطت اور توسل کے اللہ پر صحیح ایمان لانا ممکن نہیں۔

(۳) قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ(الرعد :۳۰)

آپ فرما دیجئے کہ وہ میرا رب (اور نگہبان) ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کرلیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے۔

(۴) قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ (بنی اسرائیل: ۸۵)

''اور یوں لوگ آپ سے روح کو (امتحاناً) پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیئے روح میرح رب کے حکم سے بنی ہے''

(۵) قُلۡ سُبۡحَانَ رَبِّیۡ (بنی اسرائیل: ۹۳)

''آپ فرما دیجئے کہ پاک ہے میرا رب''

(٦) قُلۡ اِنِّیۡ نُہِیۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ (غافر: ٦٦)

''آپ فرما دیجئے کہ مجھ کو اس بات سے ممانعت کردی گئی ہے کہ ان (شُرکاء) کی عبادت کروں جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو''

ان تمام مقامات پر'' قُلۡ'' کے ذریعہ پہلے ختم نبوت کو نمایاں کیا گیا ہے؛ کیونکہ حضور مکی مدنی خاتم النبیین علیہ الصلاۃ واسلام کی نبوت و رسالت خاتمیت کے ساتھ ہی مراد ہوتی ہے۔......اکثر مقامات پر......

پورے قرآن مجید میں آپ دیکھیں گے جہاں بھی توحید کی دعوت دی گئی ہے کہ اس سے پہلے یا بعد میں نبوت ورسات کا کسی بھی عنوان سے ذکر ملے گا، جبکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت و رسالت خاتمیت کے ساتھ ہی مراد ہوتی ہے۔

توحید کا اعتبار ہی رسالت وخاتمیت پر ہے

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُقَاتِلُ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَيُؤْمِنُوا بِي، وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ، عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ (رواه مسلم: ۳۴، مصباح السنن: ۲۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں جب تک کہ ایک اللہ کی وحدانیت کی شہادت نہ دیدیں، اور مجھ پر ایمان لائیں اور اس پر جو میں لے کر آیا ہوں جب اس پر ایمان لے آئیں گے تو ان کی جان و مال محفوظ مگر اسلام کے حق کی رعایت کے ساتھ۔ اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

(۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: »وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (رواہ مسلم: ۲۴۰، مصباح السنن۔ ۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری ختم نبوت کی بعثت کی خبر سننے کے بعد خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی وہ بغیر مجھ پر ایمان لائے مر جائے تو وہ جہنمی ہے۔

حدیث سے چند امور کی طرف ہدایت ملتی ہے:

(۱) جس طرح کلمۂ توحید کے منکر سے جدال وقتال کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قائل نہ ہوجائے۔

(۲) اسی طرح ختم نبوت و رسالت کے منکر سے بھی قتال کیا جائے گا جب تک کہ وہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی خاتمیت پر ایمان نہ لائے۔

منکر ختم نبوت کا قتل بحکم نبوی

جیسا کہ بذات خود حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے منکر ختم نبوت اسود عنسی کو قتل کرنے کے لئے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور انہوں نے ہمارے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم سے ہی منکر ختم نبوت اسود عنسی کو بڑی حکمت و دانائی سے قتل کرکے جہنم رسید کردیا اور حق تعالیٰ نے اس واقعہ کی اطلاع خاتم النبیین علیہ الصلاۃ واسلام کو دیدی۔

نیز خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں مسیلمہ کذاب کی پوری جماعت سے معرکہ الاراء جنگ لڑی اور دس ہزار صحابہ کی جماعت نے چالیس ہزار منکر ختم نبوت کے پتہ کو پانی کردیا ۲۸ ہزار منکر ختم نبوت جہنم رسید ہوئے۔ مسیلمہ کذاب مارا گیا اور اس جنگ تحفظ ختم نبوت میں سات سو حفاظ قرآن مجید شہید ہوئے جو اسلامی تاریخ کا شاید واحد ایسا معرکہ ہے جس میں حفاظت دین کی خاطر اتنے حفاظ کرام نے جام شہادت نوش کیا۔

(۳) ختم نبوت کی نزاکت واہمیت بھی توحید سے کم نہیں کیونکہ قتال کا حکم کسی

عالم، مفتی، قاضی، حاکم کا نہیں ہے، بلکہ خود خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فروز دیلمیؓ کو اسود عنسی کے قتل پر مامور کرنا قیامت تک کے لئے امت کو منکر ختم نبوت کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے، بطور ہدایت رہنمائی کر رہا ہے۔

اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں جنگ یمامہ میں منکرین ختم نبوت کا خاتمہ اسلامی شعار تحفظ ختم نبوت کی اہمیت کو نمایاں اجاگر کرتا ہے۔

(۴) حدیث مذکورہ سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ تمام روئے زمین کے انسانوں پر ضروری ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت کو خاتمیت کے عقیدہ کے ساتھ ایمان لائیں، اور رشد و ہدایت، نعمت و برکت کا حصول اور نجات آخرت، فلاح دارین، اب صرف حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت و رسالت کے ہی دامن میں منحصر ہے۔

(۵) یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اب قیامت تک کے لئے صرف دین اسلام جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام لائے اسی کی اتباع میں نجات و مغفرت کی ضمانت ہے اور تمام پہلے کا دین۔خواہ یہودیت ہو یا نصرانیت سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نا قابل عمل قرار دیدیئے گئے۔احترام سب نبیوں کا اور ایمان سب نبیوں پر اور تمام دین و شریعت حق و صداقت پر تھیں اور حق ہیں۔ مگر اب نبوت و رسالت، دین و شریعت، رشد و ہدایت کا ابدی و آخری پیغام خاتم النبیین محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی خاتمیت کی شریعت پر ہوگا، جو اس سے انحراف و انکار کی راہ اختیار کرے گا وہ خواہ بظاہر کتنے اخلاق کا نمونہ ہو، بظاہر

کتنا نرم خو ہو، کتنا شکل وصورت میں دیندار نظر آئے وہ ابدی جہنمی اور دوزخی ہے۔ یہ فیصلہ بھی کسی عالم، مفتی، قاضی، حاکم کا نہیں، حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے۔

دوسری صورت ابدی ذلت

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وفرمودات ہی کی روشنی میں ایک مانتا ہے اور اسی عقیدہ کے ساتھ جو اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا، محض رسول مانتا ہے، یہ طبقہ بھی باتفاق علماء اسلام سے خارج اور مسلمان نہیں بدستور کافر ہے اور جہنمی ہے؛ کیونکہ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ کی خاص صفت ختم نبوت ہے، اور انبیاء ورسل تو بہت آئے مگر ختم نبوت کی صفت ہمارے حضور کی خاص شان نبوت ہے، ہمارے حضور کا تعارف اور پہچان اور علامتی نشان ختم نبوت ہی تو ہے، ہمارے حضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی علامت و پہچان سے تمام انبیاء ورسل نے پہچانا اور پہچان کرایا۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی علامت ختم نبوت سے تمام انبیاء ورسل میں ممتاز شناخت رکھتے ہیں۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انبیاء ورسل تو بہت آئے مگر ختم نبوت کی شان وشوکت کے ساتھ صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے۔ نبوت ورسالت کا اعلان ضرور ہوا مگر ختم نبوت کا اعلان حق تعالیٰ نے صرف محمد رسول اللہ کے لئے کیا۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

تمام انبیاء ورسل آئے نبوت ورسالت کا پیغام عوام کو سنایا، مگر ختم نبوت کی

بات نہ کہی۔ جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو نبوت ورسالت کو ختم نبوت کی قطعیت وابدیت کے ساتھ قیامت تک کے لئے اعلان کردیا۔

اور امت کو باخبر کردیا کہ اس عالم فنا میں اسی عقیدہ پر جمنے والوں کے لئے عالم بقا میں شفاعت ہوگی، منکرین ختم نبوت کو ذلت وفضیحت ہوگی۔

گویا اعلان ہوگیا کہ جو خاتم النبیین ہوگا وہی بروز محشر شفاعت کبری اور مقام محمود کا مکین وامین ہوگا۔

تیسری صورت ابدی فضیحت

ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کو حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ہدایات و تعلیم کی وجہ سے وَحْدَہٗ لَاشریکَ لَہٗ مانتا اور جانتا ہے اور حضور کی نبوت ورسالت کو بھی مانتا اور جانتا ہے، اور حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو خاتم النبیین بھی مانتا ہے اور ہمارے حضور کی حتمی وقطعی خاتمیت کا عقیدہ نہ رکھ کر مرزا غلام قادیانی کو بھی حضور مکی ومدنی کی ختم نبوت میں ظلی بروزی کا عقیدہ شامل کرکے ختم نبوت کی قطعیت وحتمیت کے باوجود شریک نبوت مانتا اور جانتا ہے، یہ بھی باجماع اہل اسلام کافر، مرتد، ضال، مضل، مفتری اور اسلام سے خارج اور جہنمی ہے؛ کیونکہ یہ شخص قرآن مجید کے عقیدہ ختم نبوت کا منکر اور احادیث متواترہ سے انحراف کررہا ہے، اور اہل سنت والجماعت کے عقیدہ ختم نبوت کا مخالف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف اور واضح طور پر کہہ دیا ہے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت جو خاتمیت سے متصف ہوکر تمام انبیاء ورسل میں ممتاز ہے اور جانی و پہچانی جاتی ہے اور اس کا منکر آیت میں تحریف معنوی کرتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ(احزاب:۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

یہ آیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو قیامت تک کے لئے ابدیت وقطعیت کا حکم الٰہی سنا رہی ہے۔ جس پر من وعن ایمان لانا اسلام کے اجماعی عقیدہ میں داخل ہے اور اس حکم ربانی سے من گھڑت ظلی وبروزی کی بات کرنا سراسر گمراہی ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا قطعی کافر ہے۔

مرزا غلام قادیانی نصرانیوں کا دم بریدہ کتا تھا، جو اپنے آقا کے حکم سے بھونکتا تھا، خود قادیانی کہتے ہیں کہ بروزی وظلی صرف ایک غلام قادیانی آیا ہے، اب کوئی نہیں آئے گا۔ کیوں؟ اس کا جواب اس جماعت کے پاس نہیں ہے۔

اگر ظلی وبروزی کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوتا تو اور بھی ہوتے مگر اس گمراہی کے دروازہ کو غلام مرزا نے کھولا اور پھر بند بھی کر دیا کہ آئندہ کوئی بروزی وظلی نہ ہوگا، اے احمقو جس کو تم نے کھولنے کی کوشش کی وہ تو پہلے سے اللہ رب العزت نے حضور کو خاتم النبیین بنا کر قیامت تک کے لئے ابدیت وقطعیت کے ساتھ بند کر رکھا ہے اور قرآن میں اعلان کر دیا اور آپ کی صفت خَاتَمُ النَّبِيّٖن بنا دیا ہے۔

جس طرح اللہ رب العزت کی وحدانیت، الوہیت، ربوبیت، صمدیت میں جو کوئی دخیل وشریک بنے گا ابدی ذلت کے ساتھ جہنم میں جائے گا، اسی طرح

حضرت خاتم النبیین کی نبوت ورسالت کی خاتمیت میں جونگاہ خیانت ڈالے گا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ختم نبوت کو مان لو اور حضور کی رحمت میں داخل ہو جاؤ جس طرح اللہ کا بروزی وظلی کوئی نہیں ہوسکتا، محمد رسول اللہ کا بھی ظلی و بروزی کوئی نہیں ہوسکتا۔جس طرح لا الہ الا اللہ میں کسی قسم کی تحریف وتاویل نہیں چلے گی بعینہ محمد رسول اللہ میں کسی قسم کی تحریف وتاویل نہیں چلے گی۔جس طرح الہ میں شرکت ممکن نہیں، محمد رسول اللہ کی نبوت و رسالت میں شرکت ناممکن ومحال ہے، جو اس عقیدہ سے انحراف کرے گا اس پر جہنم کا وبال ہے۔

تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی، اس وقت محض اس موضوع کو ذہن نشین کرنے کے لئے مسیلمہ کذاب کا خط نقل ہے اور اس کا جواب۔

مسیلمہ کا خط

مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ: سَلَامٌ عَلَيْك، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَدْ أُشْرِكْتُ فِي الْأَمْرِ مَعَك، وَإِنَّ لَنَا نِصْفَ الْأَرْضِ وَلِقُرَيْشٍ نِصْفَ الْأَرْضِ وَلَكِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَعْتَدُونَ (الروض الانف: ٢٧٢/٧)

ترجمہ: مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔آپ کو سلام ہو امابعد! مجھے آپ کے ساتھ نبوت میں شریک کرلیا گیا ہے اب آدھی زمین ہماری ہوگی اور آدھی قریش کی ہوگی، لیکن قریش ظالم قوم ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کا جواب

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ، إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ: السَّلَامُ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى. أَمَّا بَعْدُ الْأَرْضُ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (الروض الانف: ۲۲۸/۷)

ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے جھوٹے مسیلمہ کے نام یہ خط ہے، ہدایت قبول کرنے والے پر سلام ہو۔ اما بعد۔ زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا، زمین کا وارث بنائے گا، اور نیک انجام نیکو کاروں کا ہے۔

حق و باطل کا فرق

مسیلمہ کا خط پڑھ جایئے، اس کذاب نے رسول اللہ کو یہی تو لکھا تھا کہ نبوت ورسالت کے اندر میں آپ کا شریک ہوں۔ جس کا جواب خاتم النبیین نے یہ دیا کہ تم جھوٹے و کذاب ہو کہ میری نبوت و رسالت کی خاص شان امتیازی خاتمیت ہے جو ابدیت وقطعیت کے ساتھ اب قیامت تک کے لئے ثابت ہے۔ اور میری خاتمیت ہی کی شان کی وجہ سے بروز محشر میرے لئے شفاعت کا مقام محمود ہے۔ معلوم ہوا کہ اب قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت میں کوئی ظلی و بروزی نبی نہیں ہوگا، جس طرح مسیلمہ ''کذاب'' شمار ہوا، ہر جعلی و جھوٹا جو نبوت کا دعوی کرے گا وہ کذاب ہی ہوگا...... انشاء اللہ جھوٹے کی علامات میں تفصیلی کلام آ رہا ہے۔

اس لئے مرزا غلام قادیانی کا دعوی کہ وہ نبی ہے محض کذب اور جھوٹ اور افتراء ہے، جس طرح مسیلمہ کذّاب مرزا قادیانی پنجاب کذّاب، لعنة الله على الكاذبين

چوتھی صورت ابدی رحمت و جنت

ایک شخص اللہ تعالیٰ کو ایک جس کا نہ ذات میں نہ صفات میں کوئی شریک ہو حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یقینی وحتمی تعلیمات ربانیہ اور

ہدایات مقدسہ سے جانتا اور مانتا ہے اور محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین ہی مانتا ہے کہ حضور مکی و مدنی کے بعد اب کوئی نیا نبی نہ بنایا جائے گا نہ نبی بنا کر بھیجا جائے گا۔ یہی عقیدہ تمام اہل اسلام کا ہے اور صرف یہ عقیدہ رکھنے والا جنتی اور مسلمان ہے۔

اس عقیدہ کی وضاحت کے لئے قرآن مجید میں ایک سو سے زائد آیات ربانیہ موجود ہیں اور احادیث نبوی میں دو سو سے زائد احادیث کا ذخیرہ محدثین نے جمع کر دیا ہے اور تیس احادیث میں لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا لفظ موجود ہے، پھر آج تک امت کے تمام طبقہ سے عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی عقیدہ کو نجات دارین کا مدار جانا، اور اس عقیدہ کے تحت مسلمان مسلمان شمار ہوا، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین ماننے کی صورت میں ہی نماز، روزہ، حج، زکوۃ، قرآن، حدیث، فرشتہ، آخرت، حشر، نشر کی بقا ہے؛ کیونکہ عقیدہ ختم نبوت ہی اسلام کی اساس و بنیاد ہے، اگر یہ عقیدہ سلامت نہیں تو کوئی بھی چیز اسلام کی سلامت نہیں رہے گی، تمام ہی شعائر منہدم و پامال ہو جائیں گے، جس طرح انسان کی حیات کی بقا روح پر ہے روح کے بغیر جسم مردہ اور بے جان نعش ہے، ایمان کی حیات اور ایمانی زندگی کی بقا عقیدہ ختم نبوت ہے، اگر یہ عقیدہ مضبوط اور مستحکم نہیں تو ایمان نہیں کفر و نفاق ہے، یہ بہت ہی نازک اور حساس ترین مسئلہ ہے، ایمان کی روح عقیدہ ختم نبوت پر پروان چڑھتی ہے، نور قرآن، نور ایمان، نور ایقان، نور فرقان، نور اعمال، نور اخلاق، نور تقوی، نور ہدایت، نور فراست، نور عبادت، نور اطاعت، نور فقاہت، نور ثقاہت، نور سنت، الغرض تمام انوارات کی عمیق و مستحکم اور مضبوط ظاہری و باطنی، داخلی و خارجی، دنیوی و آخروی تمام سعادت و برکت عقیدہ ختم نبوت سے مربوط اور جڑی ہوئی ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت ایمان کی روح اور جڑ ہے اور تمام چیزیں اسی عقیدہ کی شاخیں اور بیل بوٹیاں ہیں اگر جڑ ہی کٹ گئی تو شاخ بے جان و بے ایمان رہ جائے گی۔

اسی عقیدہ کے تحفظ اور امت کے ایمان کی سلامتی کے لئے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے اسود عنسی کے قتل کے لئے حضرت فیروز دیلمیؓ کو روانہ کیا تھا اور بالآخر فرمان خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت فیروز دیلمیؓ نے بڑے ہی جرأت وحمیت اور غیرتِ تحفظ ختم نبوت میں مست ہو کر شجاعت وشجامت کے ساتھ منکر ختم نبوت کو نار وسقر میں پہنچا کر ہی سکون کا سانس لیا، ادھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی منکر خاتم النبوۃ کے خاتمہ کا پیغام مسرت سنایا۔ الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی خاتم النبیین۔

قادیانی کلمہ طیبہ کے ذریعہ دھوکہ دیتے ہیں

ان تمام اصولی باتوں کا حاصل اتنا ہے کہ حق تعالیٰ کی وحدانیت، الوہیت، ربوبیت، صمدیت اور تمام صفات الٰہیہ پر ایمان اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر خاتمیت وقطعیت کے ساتھ ایمان نہ لائے، خواہ بظاہر وہ کلمہ طیبہ کا پڑھنے والا ہو جیسے کہ آج کل قادیانی، مرزائی، احمدی، لاہوری، کاٹولہ وگروپ کلمہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، حرام جانور کو اگر حلال کی کھال پہنا دی جائے یا پہن لے تو وہ حلال کبھی نہیں ہوسکتا، حرام حرام ہی ہے، قادیانی لوگ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول اللہ مکی مدنی مراد نہیں لیتے بلکہ وہ لوگ محمد رسول اللہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو مراد لیتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کو

دھوکہ دیتے ہیں اور اسی طرح دوسروں کو جہنم میں اپنا ساتھی بنا لیتے ہیں۔

مرزائی اور شعائر اسلام کی توہین

اسلام کے بنیادی و اساسی عقیدہ ختم نبوت کے تحت مرزائی کافر اور خارج ازاسلام ہونے کے باوجود مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے لئے وہی نام استعمال کرتے ہیں جو مسلمانوں کے یہاں رائج ہیں، اس دھوکہ سے باخبر رہئے اور عوام کو باخبر کیجئے، مثلاً:

(۱) قرآن مجید نے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی عبادت کی جگہ کا نام ''مسجد'' رکھا ہے اور اب قیامت تک جو حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کو ہی خاتم النبیین مانے گا انہی لوگوں کی عبادت گاہ کو ''مسجد'' کہا جائے گا۔

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى (التوبہ: ۱۰۸)

''البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے''

مسجد اہل ایمان کے حصول تقوی اور طہارت قلت اور صلاح وفلاح کی جگہ ہے، جبکہ قادیانی کافر ہیں تو ان کی عبادت گاہ مسجد نہیں بلکہ مٹھ اور فساد کی جگہ ہوئی جہاں اسلام کے مخالف اور مرتدین اکٹھا ہوتے ہیں اور مسلمان کا نام لے کر دھوکہ کھائے ہوئے ہیں اور دھوکہ دیتے ہیں، لہٰذا مرتدین کے اٹھک بیٹھک کو نہ تو نماز کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دیا جا سکتا ہے، اس لئے ہوشیار رہئے۔

(۲) اسلامی عقیدہ میں آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ تک نبی ورسول ہیں، آدم اول نبی ہیں، ظہور نبوت کے اعتبار سے اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں، اب کوئی نہ نبی آئے گا نہ نبی بنایا جائے گا، لہٰذا اس

لفظ نبی ورسول کا لفظ کسی دوسرے جعلی وجھوٹے کے لئے استعمال جائز ہی نہیں، جیسے مرزا قادیانی یا کسی شخص کے لئے،اس لفظ کی حرمت کا یہی تقاضا ہے۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے اصحاب کو اسلامی شریعت کی اصطلاح میں ''صحابہ'' کہا جاتا ہے اور قرآن مجید نے ان کو''رضی اللہ عنہم ورضوعنہ'' کا مژدہ سنایا ہے، اوران کے لئے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (النساء ۹۵،الحدید ۱۰) کا اعلان کیا ہے، یہ لفظ غیر صحابی کے لئے استعمال نہیں ہوا نہ ہی یہ بشارت ہے،قادیانیوں کی ذلالت اور ضلالت ہے کہ وہ جعلی اور جھوٹے متنبی کے ساتھ گمراہ ہونے والے بدنصیب وخبیث لوگوں کو''صحابی'' کہتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت ضَلُّوا وَ اَضَلُّوْا کے مصداق ہیں۔

(۴) اہل اسلام مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور مسجد اقصی ان تین مقامات کو مقامات مقدسہ کے تقدس کے ساتھ محترم اور تقرب وتعبد بارگاہ رب العزت کا ذریعہ جانتے ہیں۔یعنی ان تینوں مقامات کو اللہ رب العزت نے اہل ایمان اور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی امت کے لئے قربت الٰہی کا خاص مقام بنایا ہے۔

مسجد اقصی پہلا قبلہ تھا، پھر اب قیامت تک کے لئے کعبۃ اللہ امت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے قبلہ قرار دے دیا گیا اور مسجد نبوی خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت سے ختم نبوت کی تمام رحمت اور برکت کی ابدی شان خاتمیت کے ساتھ قیامت تک کے لئے روز بروز حق تعالیٰ کی صفت كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ کے تحت بارگاہ قدس سے ہر آن ایک نئی شان کے ساتھ تجلیات وانوارات جو خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر ہوتی ہیں اس کے نزول کا مظہر ومرکز ہے اور وہیں سے تمام امت کو حسب استطاعت بفیض نبوت،

رشد و ہدایت کی روشنی و تجلی ملتی ہے اور ولایت کے درجات کی تعیین اور اس کا انحصار عقیدۂ ختم نبوت کے رسوخ اور مودت و محبت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر ہے، جیسی محبت ویسی تیز فیض نبوت کی بارش، حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام سے جتنی محبت و مودت میں شدت وحدت ہوگی اسی کے بقدر جعلی اور جھوٹے متنبی سے نفرت و عداوت میں شدت وحدت ہوگی، آقا سے محبت کی شدت اور آقا کے دشمن سے نفرت و عداوت میں شدت وحدت عین ایمان اور تقاضائے عقیدۂ ختم نبوت ہے۔

قادیانی، مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں قادیان، مدینہ منورہ کے مقابلہ میں ربوہ، غلام احمد قادیانی کی بکواس کو حدیث مبارکہ، قادیانی پر اترنے والی شیطانی کلمات کو قرآن مجید کہتے ہیں اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں، اس طرح وہ ان تمام اسلامی مقدس شعائر کی اہانت کے مرتکب ہیں، یہی تو قادیانیوں کا دجل وفریب ہے۔

دھوکہ نہ کھایئے، فریب سے باخبر کیجئے

اسی لئے اسلامی شعائر کے نام سے مرزائی جماعت یا ان کی کسی بھی چیز کو اسلامی نام دینا درست نہیں، اس میں بالکل دھوکہ نہ کھائیں۔

(۱) خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو آخری نبی و رسول ماننے والے کو مسلمان کہا جاتا ہے۔

(۲) خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لانے والوں کی عبادت گاہ کا نام مسجد ہے، مرزائی کی پوجا پاٹ کی جگہ کا نام: مرزا واڑہ، یا قادیانی مجلس گاہ بولئے۔

(۳) ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ، نبی ورسول ہیں، ان پر ایمان لانے والا مومن ہے، مرزا جھوٹا متنبی تھا، اس کو نبی ورسول کہنے والا کافر، مرزائی وقادیانی ہے۔

(۴) خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی جوازواج مطہرات ہیں مسلمان ان کو امہات المومنین کہتے ہیں، اور یہ نام خاص ہے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی بیبیوں کے لئے متنبی غلام قادیانی کی بیوی کو یہ نام دینا یا اس نام سے پکارنا حرمت شعائر کے خلاف ہی نہیں بلکہ ایک دجال کذاب ومفتری کی حوصلہ افزائی ہے، اس کی بیوی کو اس نام سے پکارنے والا بھی کافر ومرتد ہے، گویا کہ وہ جھوٹے کو نبی مان کر اس کی گمراہی کا ہم نوا ہے۔

(۵) جھوٹے متنبی مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو اشرار النار واشرار السقر تو کہا جاسکتا ہے، سچے نبی کے احباب واصحاب کا نام نہیں دیا جاسکتا، سچے نبی کے ساتھیوں کو صحابہ اور اصحاب النبی علیہ الصلاۃ والسلام کہا جاتا ہے، مرزائی یہاں بھی دجل وفریب دیتا ہے۔

(٦) حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان **مقدّس و مطہر مجلّی و منور اطیب و اطھر، اعلی و ازکی، اَلَذّ واَحۡلَیٰ** کلام کو اسلامی شریعت میں حدیث کا مبارک نام دیا جاتا ہے، اور یہ لفظ خاص ہے۔ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے۔ مرزا قادیانی کی بکواس و ہزیان کو یہ مبارک لفظ نہیں دیا جاسکتا اور جو بھی ایسا کہتا ہے یا مرزائی شیطانی کلمات کو یہ مقام دیتا ہے وہ یقینا شعائر اسلام کی حرمت کو پامال کر رہا ہے اور ایسا شخص بلاشک وریب اسلام سے خارج اور کافر ومرتد ہے۔

(٧) حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں اور نزول کتاب ان پر قرآن مجید کی شکل میں ختم ہوچکی اور اب قیامت تک کے لئے اتمام واکمال دین کے بعد کتاب کے نزول کا یہ سلسلہ خاتم النبیین ﷺ پر ختم ہو چکا، اب احکام ربانی قرآن مجید کی صداقت وحقانیت کے ساتھ قیامت تک کے لئے ابدیت و قطعیت کے ساتھ باقی رہے گا، جس طرح محمد رسول اللہ خاتم النبیین الی یوم الدین ہیں قرآن مجید خاتم الکتب الی یوم الدین ہے، جب ہی تو ہر اعتبار اور ہر جہت سے ہمارے حضرت خاتم النبیین ہیں۔

نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ وحی الٰہی خاص ہے نبی اور نبوت صادقہ کے ساتھ، حضرت عیسیٰ ابن مریم جب تشریف لائیں گے تو بعض امور کی ہدایات ان کو بذریعہ وحی دی جائے گی اور وہ من جانب اللہ دی گئی ہدایات پر بذریعہ وحی ربانی عمل کریں گے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے:

اِذْ أَوْحَى اللهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ (مسلم: ٢٩٣٧)

تفصیل کے لئے دیکھئے: سچے مسیح علیہ السلام اور جھوٹے میں فرق نمبر: ٦٢، البتہ اصول قرآن وسنت خاتم النبیین ﷺ ہی ہوگا۔

مرزا قادیانی کی ہذیان وبکواس کو وحی کہنا اسلامی شعائر کی حرمت کو پامال کرنا ہے اور ایک گمراہ کے شیطانی تلبیس وتخریب کو وہ مبارک اصطلاحی نام دینا گمراہوں کی فہرست میں داخل ہوکر ابدی جہنمی بننا ہے، لہذا مرزا کے بکواس وخرافات کو حدیث کہنے والا کافر ومرتد ہے، اسلام سے خارج ہے، ہماری اسلامی شریعت میں وحی متلو قرآن مجید ہے اور قرآن مجید تو اللہ رب العزت کا کلام ہے

جو لوح محفوظ سے اترا ہے، بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (بروج)
(بلکہ وہ ایک باعظمت قرآن ہے جو لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) ہے)

مرزا جھوٹا تھا، اس پر شیطانی تلبیسات اترتی تھیں، نہ کہ وحی الٰہی، مرزا میں تمام باتیں: رزائل خبائث، نجاست، غلاظت، ضلالت، ذلت، فضیحت، معایب، شرارت، شیطانیت، شیطنت، حقارت، قباحت، سفاہت ہی کی تھیں۔

ہاں اگر کوئی قادیانی یہ کہے کہ اِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ (اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کرتے ہیں تا کہ یہ تم سے (بیکار) جدال کریں) تو شیطانی تعلیمات یقینا اس پر آتی تھی، قادیانیوں تم کو تمہارا جعلی شیطانی متنبی مبارک ہو ہم کو ہمارا ربانی و رحمانی خاتم النبیین مبارک۔ وصلی و اللہ علی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی اسلامی نام مرزائیوں کو استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں، سب شعائر اسلامی مسلمانوں کے ہیں نہ کہ قادیانیوں مرزائیوں کے۔ ہاں وہ توبہ کر لیں تو ہمارا ان سے خاتم النبیین کی ختم نبوت کے صدقہ برادرانہ راہ ورسم ہوگا۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

اب قارئین علماء حضرت کی ضیافت علمی اور ختم نبوت کی شادابی کے انمول باغیچہ کی سیر وسیاحت کے خاطر حضرت مولانا بدر عالم مہاجر مدنی کی ''ترجمان السنۃ'' سے ''خاتم النبیین'' کے عنوان پر لکھی گئی مفید اور خوبصورت تحریر پیش خدمت ہے جو از حد علمی اور اصولی ہے اس کے مطالعہ سے اس موضوع پر شرح صدر ہوتا ہے۔

خاتم النبیین

جہاں کا سردار آ گیا اب کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا، دنیا اسی کے زیر رسالت و سیادت ختم ہو جائے گی۔ عالم کی آبادی کا دارومدار اس کی ہدایت پر ہے اور کارخانہ ہدایت تمام کا تمام رسولوں کی ذات سے وابستہ ہے اس لئے عالم کی ابتداء وانتہا اور رسالت کی ابتداء وانتہا میں بڑا گہرا ربط ہے۔ پروردگار عالم نے جب ایک طرف عالم کی بنیاد رکھی تو اسی کے ساتھ ساتھ دوسری طرف قصر نبوت کی پہلی اینٹ بھی رکھ دی، یعنی عالم میں جس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اسی کو قصر نبوت کی خشت اول قرار دیدیا، ادھر عالم بتدریج پھیلتا رہا ادھر قصر نبوت کی تعمیر ہوتی رہی۔ آخر کار عالم کے لئے جس عروج پر پہنچانا مقدر تھا پہنچ گیا ادھر قصر نبوت بھی اپنے جملہ محاسن اور خوبیوں کے ساتھ مکمل ہو گیا اور اس لئے ضروری ہوا کہ جس طرح عالم کی ابتداء میں رسولوں کی بعثت کی اطلاع دی گئی تھی اس کی انتہا پر رسولوں کے خاتمہ کا بھی اعلان کر دیا جائے تاکہ قدیم سنت کے مطابق آئندہ اب کوئی شخص رسول کی آمد کا انتظار نہ کرے۔

يَابَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

(اعراف: ۳۵)

آدم علیہ السلام کی اولاد (دیکھو) تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول آئیں گے جو میری آیتیں تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائیں گے جس نے تقویٰ کی راہ اختیار کی اور نیک رہا تو اس پر نہ گزشتہ کا خوف نہ آئندہ کا غم۔

اس اعلان کے مطابق اللہ کی زمین پر بہت سے رسول آئے مگر کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ خاتم النبیین ہے بلکہ ہر رسول نے اپنے بعد دوسرا رسول آنے کی بشارت سنائی حتی کہ وہ زمانہ آ گیا جبکہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول نے اسماعیل سلسلہ کے اس رسول کی بشارت دیدی جس کا اسم مبارک احمد تھا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف)

عالم کے اس منتظر اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس مُبَشّر رسول نے دنیا میں آ کر ایک نیا اعلان کیا اور وہ یہ تھا کہ میں اب آخری رسول ہوں، خود عالم کا زمانہ بھی آخر ہے اور ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح قریب قریب ہیں، عالم اپنے پورے عروج کو پہنچ چکا ہے، قصر نبوت میں ایک ہی اینٹ کی کسر باقی تھی وہ میری آمد سے پوری ہوگئی ہے دونوں تعمیریں مکمل ہوگئیں ہیں، اب صلاح وتقویٰ کا نتیجہ دیکھنے کا زمانہ آتا ہے، قرآن کریم میں آپ کی ختم نبوت کا اعلان ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (احزاب:۴۰)

یعنی اب تک جتنے رسول آئے وہ صرف رسول اللہ تھے آپ رسول اللہ ہونے کے علاوہ خاتم النبیین بھی ہیں اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کے لئے دو باتوں کا تصور ضروری ہے۔ یہ کہ آپ رسول اللہ ہیں اور یہ کہ آپ خاتم النبیین بھی ہیں، آپ کے متعلق صرف رسول اللہ کا تصور آپ کی ذات کا ادھورا اور نا تمام تصور ہے بلکہ ان ہر دو تصورات میں آپ کا امتیازی تصور خاتم النبیین ہی ہے، ختم نبوت کی اسی اہمیت کی وجہ سے اس مسئلہ کی نشر واشاعت

نبوت آدم بلکہ وجود آدم علیہ السلام سے بھی پہلے لوح محفوظ اور عرش پر کردی گئی تھی اور کاتب تقدیر نے حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان آپ کے اسم مبارک کے ساتھ آپ کی خاتم النبیین ہونے کی صفت بھی بصورت حروف نقش کردی تھی، حضرت آدم علیہ السلام نسل انسانی کی بنیاد تھے لوح محفوظ جملہ حوادث عالم کی بنیاد ہے اور عرش عظیم ان اصول کے اعلان کا سب سے بلند بورڈ ہے جو دربار الٰہی میں طے شدہ اور نا قابل ترمیم تصور کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان مقامات پر اعلان کا یہ مطلب تھا کہ ختم نبوت بھی عالم کے ان بنیادی اور بدیہی مسائل میں داخل ہے جن کا علم سب پر فرض ہے اور جن میں اب کسی تبدیل وترمیم کی گنجائش نہیں، اسی لئے آسمانوں پر فرشتوں نے زمین پر حیوانات نے محشر میں انبیا علیہم السلام نے غرض ابتداء سے لے کر انتہا تک عالم بالا سے لے کر عالم اسفل تک ہر ذی شعور اور غیر ذی شعور نے آپ کی ختم نبوت کا نغمہ بلند کیا ہے۔ جب آپ عالم ناسوت تک جلوہ افروز ہوئے تو آپ کی یہ امتیازی شان مہر نبوت کی صورت میں بھی نمایاں کردی گئی تا کہ جس کی آمد کا غلغلہ اب تک عالم میں بلند ہو رہا تھا اس کی شناخت میں کوئی دشواری نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ عجب حکمت ہے کہ مہر نبوت کے ظہور کے لئے آپ کے جسم مبارک میں بھی وہی جگہ منتخب ہوئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم مبارک میں منتخب ہوئی تھی۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کا عقیدہ ہر رسول کی دعوت کا جزا اہم رہا ہے اس لئے قیاس کہتا ہے کہ جس رسول کے زمانہ سے قیامت کی آمد مربوط ہے اس کا تذکرہ بھی ان کا فرض منصبی رہا ہوگا، گویا ختم نبوت کا عقیدہ قیامت کے

عقیدہ کے دوش بدوش ہمیشہ تعلیم دیا گیا ہے۔

شفاء قاضی عیاض اور کنز العمال میں ایک ضعیف اسناد کے ساتھ مروی ہے کہ اللہ کے سب رسولوں نے خاتم الانبیاء کی آمد کی بشارت سنائی ہے۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

> وقد اخبر الله تبارك و تعالیٰ فی کتابه و رسوله صلی الله علیه وسلم فی السنة المتواترة عنه انه لانبی بعده لیعلموا ان کل من ادعی هذا المقام فهو کذاب، افاك، دجال، ضال۔
>
> اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے احادیث متواترہ میں ختم نبوت کا اعلان اس لئے فرمایا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ جو شخص اب اس منصب کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، افترا پرداز، دجال اور پرلے درجہ کا گمراہ ہوگا۔

علماء محققین لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا متنبہ ہوجائے کہ اب یہ پیغمبر آخری پیغمبر ہے اور یہ دین آخری دین ہے جس کو جو حاصل کرنا ہے کرلے اس کے بعد دنیا کی یہ پیٹھ اجڑنے والی ہے جیسا شام کے وقت ایک دکاندار اعلان کرتا ہے کہ میں اب دکان اٹھاتا ہوں جسے جو سودا لینا ہے لے لے یا جیسا ایک حاکم بوقت رخصت آخری اسپیچ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میری تم سے اب یہ آخری ملاقات ہے جو کہتا ہوں خوب غور سے سن لو، اس طرح خالق زمین وزماں کو جو آخری ہدایات دینا تھیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دیدیں اور اعلان کردیا کہ اب یہ رسول آخری رسول ہے، ایمانیات،

اخلاقیات، معیشت، تمدن کے سب اصول مکمل کر دیئے گئے اس لئے یہ دین آخری دین ہے جسے جو عمل کرنا ہے کر لے، حیلہ و حجت کا وقت نہیں رہا، بحث و جدل کی بجائے عمل کی فرصت نکالنی چاہئے وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور حساب کی ذمہ داری سر پر ہے۔

اب نہ کوئی رسول آئے گا نہ نبی نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، نہ ظلی نہ بروزی مگر اس معنی سے نہیں کہ آئندہ نفوس انسانیہ کو کمال و تکمیل سے محروم کر دیا گیا ہے، بلکہ اس معنی سے کہ اب یہ منصب ہی ختم ہو گیا ہے۔ پہلے عالم کی عمر میں بہت وسعت تھی اور اس منصب پر تقرر کی گنجائش بھی کافی تھی۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام برابر آتے رہے اب دنیا کی عمر ہی اتنی باقی نہیں رہی کہ اس میں اور تقرر کی گنجائش ہوتی اس لئے اس کے خاتمہ پر آپ کو بھیج کر یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اب نبی نہیں آئیں گے، قیامت آئے گی۔

چونکہ سنت الٰہیہ یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کو ختم فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو کامل ہی ختم کرتا ہے، ناقص ختم نہیں کرتا، نبوت بھی اب اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی اس لئے مقدر یوں ہوا کہ اس کو بھی ختم کر دیا جائے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہو تو لازم آئے گا کہ اس کا خاتمہ نقصان پر ہو ظاہر ہے کہ ایک نہ ایک دن عالم کا فنا ہونا ضروری ہے اس سے قبل کسی نہ کسی نبی کا آخری نبی ہونا بھی عقلاً لازم ہے، اب اگر وہ آپ سے زیادہ کامل ہو تو اس کے لئے اسلامی عقیدہ میں گنجائش نہیں اور اگر ناقص ہو تو نبوت کا خاتمہ نقصان پر تسلیم کرنا لازم ہو گا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب تم فطرت عالم پر غور کرو گے تو تم کو جزء و کل میں ایک حرکت نظر آئے گی، ہر حرکت ایک ارتقاء اور کمال کی متلاشی ہوتی ہے۔ پھر

ایک حد پر پہنچ کر یہ حرکت ختم ہو جاتی ہے اور جہاں ختم ہوتی ہے وہی اس کا نقطہ کمال کہا جاتا ہے۔ انواع پر نظر ڈالئے تو جمادات سے نباتات اور نباتات سے حیوانات پھر حیوانات سے انسان کی طرف ایک ارتقائی حرکت نظر آ رہی ہے مگر انسان پر پہنچ کر یہ ارتقائی حرکت ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان تمام انواع میں کامل تر نوع ہے۔ خود انسان کی حقیقت پر اگر غور کیا جائے تو وہ بھی نطفہ سے متحرک ہو کر دم و عَلَقَہ و مُضْغَۃ کے قالب طے کرتا ہوا خلق آخر پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اور اسی کو اس کی استعداد فطرت کا آخری کمال کہا جاتا ہے۔ پیدا ہونے کے بعد اس کے اعضاء میں پھر ایک حرکت اور ایک نشو و نما نظر آتا ہے وہ دور شباب پر جا کر ختم ہو جاتا ہے اور اسی کو اس کا زمانہ کمال کہا جاتا ہے۔ نباتات و اشجار کو دیکھئے تو وہ بھی ایک چھوٹی سی گٹھلی سے حرکت کرتے کرتے ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔ آخر کار اس پر پھل نمودار ہوتے ہیں اور جب پھل نمودار ہو جاتے ہیں تو یہ اس کا کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس کمال پر پہنچ کر درخت کا ایک دور حیوۃ ختم ہوتا ہے آئندہ اپنے دور حیوۃ کے لئے پھر اس کو بہت سے انہیں ادوار کو دہرانا پڑتا ہے جن میں گذر کر وہ اس منزل تک پہنچا تھا یعنی موسم خزاں آتا ہے اور اس کے ایک دورۂ حیوۃ کو ختم کر جاتا ہے۔ اگر قدرت کو اس کی پھر نشاۃ ثانیہ منظور نہ ہو تو وہ یونہی سوکھ کر ختم ہو گیا ہوتا مگر چونکہ اس کو ابھی باقی رکھنا منظور ہوتا ہے اس لئے پھر اسے وہی سبز سبز پتیاں، وہی ہری ہری لچکدار ڈالیاں مل جاتی ہیں، پھر اس پر پھول آتے ہیں اور آخر میں پھر پھل نمودار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب تک یہ درخت موجود رہتا ہے اپنے ارتقائی مدارج کو ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک دوہرایا کرتا ہے۔ جو درخت اپنی ابتدائی کڑیوں

کو پھر نہیں دہراتے وہ ایک مرتبہ پھل دے کر اپنی زندگی ختم کر جاتے ہیں جیسا کیلہ کا درخت۔

اگر یہ سچ ہے تو عالم نبوہ میں بھی ایک تدریج نمایاں ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام شریعتوں پر نظر ڈالئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام نبوتیں کسی ایک کمال کی جانب متحرک ہیں۔ ہر پچھلی شریعت پہلی سے نسبتہً ارتقائی شکل میں نظر آتی ہے اس لئے اس طبعی اصول کے مطابق ضروری ہے کہ یہ حرکت بھی کسی نقطہ پر جا کر ختم ہو جس کو اس کا کمال کہا جائے لیکن جب خود نبوۃ ہمارے ادراک سے بالاتر حقیقت ہے تو اس کے آخری نقطۂ کمال کا ادراک بدرجہ اولی ہماری پرواز سے باہر ہونا چاہئے اس لئے ضروری ہوا کہ قدرت خود ہی اس کا تکفل فرمائے اور خود ہی اس کا اعلان کر دے کہ نبوت کا ارتقاء جہاں ختم ہوا ہے وہ مرکزی اور کامل ہستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی ہے اسی لئے قرآن کریم میں وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے بعد فرمایا ہے: وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کو ہر چیز کا علم ہے وہی یہ جانتا ہے کہ نبیوں میں خاتم النبیین اور آخری کون ہے یہ بات تمہاری دریافت سے باہر ہے کہ تم معلوم کر سکو کہ اس کے رسولوں کی مجموعی تعداد کتنی ہے ان میں اول کون ہے اور آخر کون۔ اگر اسے عالم کا بقا اور منظور ہوتا تو شاید وہ آپ کی آمد ابھی کچھ دن کے لئے اور موخر کر دیتا لیکن چونکہ دنیا کی اجل مقدر پوری ہو چکی تھی اس لئے ضروری تھا کہ نبوت کی آخری اینٹ بھی لگا دی جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ دنیا کی عمر کے ساتھ ساتھ قصر نبوۃ کی بھی تکمیل ہو گئی ہے، نبوت نے اپنا مقصد پا لیا ہے۔ آپ کے بعد اب

کوئی رسول نہیں آئے گا کیونکہ اگر کوئی رسول آئے تو یا وہ آپ سے افضل ہوگا یا مفضول، اگر افضل ہو تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبوت نے ابھی تک اپنے اس کمال کو نہیں پایا جس کے لئے وہ متحرک ہوئی تھی اور اگر مفضول ہو تو کمال کے بعد پھر یہ نزولی حرکت اسی وقت مناسب ہوسکتی ہے جبکہ عالم کی پھر نشاۃ ثانیہ تسلیم کی جائے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نبوت اب اپنے ارتقائی کمال کو پہنچ چکی ہے اب کوئی اور کمال منتظر اس کے لئے باقی نہیں رہا اس لئے اس فطری اصول کے مطابق اسے ختم ہو جانا چاہئے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدۃ:۳)

یعنی تمہارا دین کمال کو پہنچ چکا ہے اب ناقص نہ ہوگا، اللہ کی نعمت پوری ہو چکی ہے اب آئندہ اس سے زیادہ اس کے تمام کی توقع غلط ہے اور نظرِ ربوبیت اب ہمیشہ کے لئے دین اسلام کو پسند کر چکی ہے اس لئے کوئی دین اس کا ناسخ بھی نہیں آئے گا۔

عربی زبان میں کمال و تمام دونوں لفظ نقصان کے مقابل ہیں ان میں فرق یہ ہے کہ کمال اوصاف خارجیہ کے نقصان کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے اور تمام اجزاء کے لحاظ سے مثلاً اگر انسان کا ایک ہاتھ نہ ہو وہ ناقص ہے یعنی اسے ناتمام انسان کہا جائے گا، خواہ کتنا ہی حسین کیوں نہ ہو اور اگر اس کے اعضاء پورے ہیں مگر صورت اچھی نہیں، اخلاق نادرست ہیں فضائل درشت و ناہموار ہیں تو اس کو بجائے ناتمام کے نامکمل انسان کہا جائے گا، آیت بالا میں یہاں دونوں لفظوں کو جمع کر کے یہ بتلایا گیا ہے کہ دین اسلام اب ہر پہلو سے مکمل ہو چکا ہے۔ نہ اس

میں اجزاء کا نقصان باقی ہے، نہ اوصاف کا، اس لئے اب اس کی حرکت ارتقائی ختم ہوگئی ہے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ آپ کا آخری نبی ہونا صرف ایک تاخر زمانی نہیں ہے کسی شخصیت کا صرف آخر میں آنا فضیلت کی کوئی دلیل نہیں ہوتی بلکہ سنۃ اللہ چونکہ یہ ہے کہ ہر شے کا خاتمہ کمال پر کیا جائے اس لئے یہاں آپ کا تاخر زمانی آپ کے انتہائی کمال کی دلیل ہے۔اسی حقیقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر نبوۃ سے ایک بلیغ تشبیہ دے کر واضح فرما دیا تھا۔ یہود کو جب اللہ کے اس اکمال واتمام کی خبر پہنچی تو ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے ازراہ حسد کہا اے عمرؓ اگر کہیں یہ آیت ہمارے حق میں اترتی ہم تو اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

هذه اکبر نعم الله علی هذه الامة حیث اکمل تعالی لهم دینهم فلایحتاجون الی دین غیره ولا الی نبی غیر نبیهم صلوات الله وسلامه علیه ولذ اجعله خاتم الانبیا و بعث الی الجن والانس (تفسیر ابن کثیر: ۴۶/۵، سورة المائدة)

اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا انعام ہے کہ اس نے اس امت کا دین کامل کر دیا ہے کہ اب اسے نہ کسی اور دین کی ضرورت رہی نہ کسی اور نبی کی اسی لئے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور انسان وجن سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

معلوم ہوا کہ ختم نبوۃ دینی ارتقاء اور اللہ کے انتہائی انعام کا اقتضا ہے اور وہ کمال ہے کہ اس سے بڑھ کرامت کے لئے کوئی اور کمال نہیں ہوسکتا جتنی کہ یہود کو بھی ہمارے اس کمال پر حسد ہے۔ پھر حیرت ہے کہ اتنے عظیم الشان کمال کو

برعکس محرومی سے کیسے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ختم نبوۃ کا صحیح مفہوم سمجھنے ہی میں چند غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں شاید اس کا مفہوم یہ سمجھا گیا ہے کہ نبوۃ پہلی امتوں کے لئے ولایت و صدیقت کی طرح ایک ممکن الحصول کمال تھا، اب یہ امت دوسرے اور مراتب تو حاصل کرسکتی ہے مگر کمال نبوۃ کو حاصل نہیں کرسکتی۔ یہ سخت غلط فہمی اور حقیقت نبوت سے قطعی جہالت کی دلیل ہے، نبوت ان کمالات ہی میں نہیں ہے جو ریاضات ومجاہدات کے صلہ میں بطور انعام کسی وقت بھی بخشا گیا ہو بلکہ ایک الٰہی منصب ہے جس کا تعلق تشریعی ضرورت اور براہ راست اللہ تعالیٰ کی صفت اجتباء واصطفا کے ساتھ ہے وہ جسے چاہتا ہے اس منصب کے لئے چن لیتا ہے۔ اگر نبوت ان کمالات میں ہوتی جو مجاہدات وریاضات، پاکبازی وحسن نیت کے صلہ میں انعامی طور پر ملتے ہیں تو یقینا اس کے لئے سب سے موافق زمانہ خود نبی کی موجودگی کا زمانہ ہوتا کیونکہ جتنی عملی جدوجہد، اتباع شریعت کا جتنا جذبہ خود اس کے زمانہ میں ہوتا ہے اس کے بعد نہیں ہوتا مگر نبوت کی تاریخ اس کے برخلاف ہے، یعنی جب اللہ تعالیٰ کی زمین شر وفساد، طغیان وسرکشی، تکبر وتمرد سے بھر گئی ہے صلاح وتقوی کا تخم فاسد ہو گیا ہے، رشد وہدایت کے آثار محو ہو گئے ہیں وہی انبیاء کی آمد کا سب سے زیادہ موزوں زمانہ سمجھا گیا ہے۔ کیا اس سے نتیجہ نکالنا آسان نہیں کہ نبوت وہ انعام نہیں ہے جو ولایت وصدیقیت کی طرح امتوں میں تقسیم کی جائے بلکہ دنیا کے انتہائی دور ضلالت میں اللہ کی صفت ہدایت کا ذاتی اقتضاء ہے۔ ذاتی اقتضاء سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ یہاں کسب و اکتساب ماحول کی مساعدت ونامساعدت کا کوئی دخل نہیں۔ نبوت کا ماحول تو

چاہتا ہے کہ رحمت کی بجائے اللہ کا قہر ٹوٹے ،مگر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں ایک اہم ہادی بھی ہے یہ اس کا اقتضاء ہے کہ جب ملک کا ملک اور قوم کی قوم اس کا راستہ گم کر دے اور بھولے سے نہیں بلکہ شرارت وشیطنت کی بناء پر تو وہ اپنی طرف سے پھر ان کی ہدایت کے لئے ایک دروازہ کھولدے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب منصب رسالت سے سرفراز کیا گیا ان کا زمانہ انسانی کمالات کے عروج وارتقاء کا زمانہ نہ تھا بلکہ دنیا فطری پستی دنائت وخست اور احسان فراموشی کے اس تاریک گڑھے میں پڑی ہوئی تھی کہ ایک کمزور انسان کو خدائی کا دعویٰ کرتے بھی شرم نہ آتی تھی ،حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ انہیں اس دعویٰ کے ابطال کے لئے مامور کیا جائے گا۔ اچانک کوہ طور کے ایک گوشے سے روحانیت کے بادل اٹھے اور حقیقت موسویہ پر اس طرح برسے کہ دم کے دم میں موسیٰ بن عمران حضرت موسیٰ کلیم اللہ بن گئے۔ بیوی کے لئے آگ لینے کی فکر میں آئے تھے اور سب بھول بھال کر اب آتش کفر بجھانے کی فکر میں جا رہے ہیں۔ اس مدعی الوہیت کا مقابلہ کرنا ہے جس کے پاس سلطنت کی ساری مادی طاقتیں جمع ہیں اور اپنے پاس قوت بیان بھی ناقص ہے۔ اس لئے دبے لہجے میں فرماتے ہیں:

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي 0 وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي 0 وَاحْلُلْ عُقْدَةً
مِنْ لِسَانِي 0 يَفْقَهُوا قَوْلِي 0 وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي 0
هَارُونَ أَخِي 0 اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي 0 وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي

دوسری جگہ سورہ قصص میں فرمایا:

وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْصَحُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْءًا

يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ (قصص: ۳۴)

ان دعاؤں کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ میرا سینہ کشادہ فرما اور مجھے ایسا حوصلہ مند بنادے کہ خلاف طبع معالات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرسکوں اور میرے لئے ایسے سامان فراہم کر کہ یہ عظیم الشان خدمت آسان ہو جائے اور لڑکپن میں زبان جل جانے کی وجہ سے میری گفتگو میں جولکنت پیدا ہوگئی ہے اس کو دور فرما کہ وہ میری بات تو سمجھ لیں اور میرے گھر میں میرے بھائی کو میرا معین بنادے کہ وہ میرا کام بٹائیں اور ان کی وجہ سے مجھے سہارا بھی رہے۔ سورۂ قصص میں اس کی تفصیل اور ہے کہ میرے بھائی مجھ سے زیادہ فصیح اللسان ہیں انہیں میرے ہمراہ کردے تاکہ وہ میری اعانت میں میری تصدیق کرتے رہیں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے پہلے معاملات کی وجہ سے کہیں وہ سب میری تکذیب نہ کردیں اس وقت کم از کم ایک ایسا شخص تو میرے ساتھ ہو جو میری تصدیق کردے اور اگر مناظرہ کی نوبت آجائے تو ان سے مناظرہ بھی کرلے۔

اس دعاء سے اس پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ نبوت کو ان کمالات میں سمجھ لینا جو پہلی امتوں کو کسی عبادت وریاضت کے صلہ میں یا انعام کے طور پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ سخت غلط فہمی ہے بلکہ یہ صرف تشریعی ضرورتوں کی تکمیل کا ایک منصب ہے جس میں قدرت اس کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اسی کو اس منصب کے لئے انتخاب کرلیتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی درخواست میں یہاں حضرت ہارون علیہ السلام کی کسی ایسی جدو جہد کا ذکر نہیں کیا جو ان کی نبوت کی سفارش کرسکتی بلکہ ان صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے جو اس منصب کے لئے درکار تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے بعد ذرا اور آگے چلے تو پھر ضلالت

وہدایت میں یہی کشمکش نظر آتی ہے کبھی ضلالت کے جھکڑ ہدایت کی شمعوں کو گل کردیتے تھے کبھی نور ہدایت کفر کی تاریکیوں کے ٹکڑے کر ڈالتا تھا حتی کہ دنیا کے آخری دور میں پھر ضلالت کا ابر محیط اٹھا اور اس شان سے اٹھا کہ تمام کرۂ ارضی پر تاریکی چھا گئی کوئی خطہ نہ رہا جہاں آفتاب ہدات کی کوئی معمولی کرن بھی چمکتی۔ عالم کا وہ مرکزی نقطہ بھی جس کو ام القری کہا جاتا تھا تیرہ وتاریک ہو گیا اور کعبۃ اللہ پر کفر کا پرچم لہرانے لگا تو اس عام گمراہی کے ماحول میں اسم ہادی کا پھر تقاضہ ہوا کہ اس کے مقابلہ کے لئے ایسی ہی عام ہدایت بھیجے جو خطۂ وملک قوم و زمان کی قید سے آزاد ہو وہ ہدایت بصورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظاہر ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں کفر نے شکست کھائی۔ کفر کا پھریرا اتار کر پھینک دیا گیا اور اس کی بجائے ربانی نصرت و فتح کا جھنڈا نصب کر دیا گیا اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ اب کفر ہمیشہ کے لئے شکست کھا چکا ہے ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ کلمہ توحید مٹ جائے اور ہدایت کے آثار ونشانات اس طرح تباہ و برباد ہو جائیں کہ اللہ کی زمین پھر کسی نبی کو پکارنے لگے۔ مکہ مکرمہ اب اسلامی دارالسلطنت بن گیا ہے اور اسی لئے اب یہاں سے ہجرت کرنا منسوخ ہو گیا ہے۔ شیطان جو سرچشمہ کفر تھا اب مایوس ہو گیا ہے کہ مصلین جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں گے۔ دین اسلام کامل ہو چکا ہے اس کی روشنی اقصائے عالم میں پھیل چکی، یہ ربانی نعمت پوری ہونے میں کوئی کسر باقی نہیں رہی اور ہمیشہ کے لئے ایک اسلام ہی پسندیدہ دین ٹھہر چکا ہے۔ اس لئے آئندہ نہ گمراہی اتنا تسلط حاصل کر سکتی ہے کہ ہدایت کو فنا کر دے اس کے تمام چشمے خشک ہو جائیں۔ اس کی ایک کرن بھی چمکتی نہ رہے اور نہ اس لئے کسی رسول کے آنے کی ضرورت باقی ہے۔ پھر ختم

نبوت درحقیقت اس کا اعلان ہے کہ نور نبوت اب تمام عالم کو اس طرح روشن کر چکا ہے کہ کفر کتنا ہی سر پٹکے مگر وہ اس کے بجھائے بجھ نہیں سکتا اللہ کا اقرار، اس کے صفات کی معرفت غیب کا یقین، مجموعہ عالم کا اس طرح جزء بن گیا ہے کہ اگر کہیں اس مرتبہ پھر یہ معرفتہ ختم ہوگئی تو اس کے ساتھ ہی عالم کی روح بھی نکل جائے گی، فضاء عالم میں بیماریاں پھیلیں اور صحت عامہ کو خطرہ میں ڈالدیں پھر کوئی ڈاکٹر نہ ملے شفاخانہ نہ ہوتو یقینا یہ دوہری مصیبت ہے لیکن اگر کسی ملک کی آب و ہوا ہی صاف ہو وہاں کے باشندے شفاخانے اور ڈاکٹر کے محتاج ہی نہ ہوں تو بتلاؤ کہ یہاں بھی کسی شفاخانہ کے قیام کی حاجت ہے؟ کیا ایسی صحت و تندرستی کے ماحول میں بیماروں کے قیام کے لئے مکانات ڈاکٹروں اور شفاخانوں کا وجود مقامی ضروریات میں داخل سمجھا جائے گا اور اگر یہ بھی فرض کرلو کہ اس خطہ کے باشندوں کو علم طب کی باضابطہ تعلیم دی گئی ہوتو کیا یہ شکوہ بجا ہوگا کہ جس طرح فلاں ملک کے لئے ڈاکٹر مقرر کر کے بھیجا گیا ہے ہمارے لئے بھی اسی طرح ڈاکٹر کیوں نہیں بھیجا گیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

(آل عمران: ۱۶۴)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عام گمراہی کے بعد تشریف لاکر صرف ربانی آیات پڑھ کر ہی نہیں سنایا بلکہ اس کو سمجھا بھی دیا اور اس پر پریکٹیکل طور سے عمل بھی کرادیا ہے۔ اس لئے اب آپ کی اس ہمہ گیر تعلیم کے بعد اول تو

یہ ممکن ہی نہیں کہ جراثیم کفراس طرح غالب آ جائیں کہ عالم کی صحت عامہ کسی بیرونی ڈاکٹر کی محتاج ہوجائے دوم ان کو اس حد تک اصول طب کی تعلیم بھی دیدی گئی ہے کہ اگر کہیں کفر سر نکالے تو اس کا آئینی علاج وہ خود کرسکے۔ ہمیں اگر اس پر وہ کاربند نہ ہوں تو یہ ان کا قصور رہے گا پس یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ ختم نبوت کو کمالات کے ختم کے ہم معنی سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ نبوۃ کا ختم ہونا تو الٰہی نعمت کے اتمام اور دین کے انتہائی ارتقاء وعروج کی دلیل ہے۔ البتہ کمالات و برکات کا خاتمہ بلا شبہ محرومی اور بڑی محرومی ہے مگر یہ روایات سے ثابت ہے کہ امت مرحومہ کے کمالات تمام امتوں سے زیادہ ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کو بھی اس امت کے کمالات سن کر تمنا ہوسکتی ہے کہ وہ بھی اس امت کے ایک فرد ہوتے۔

خفاجی نسیم الریاض کی شرح میں حضرت انس ؓ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی جو شخص احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرکے میرے پاس آئے گا میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ انہوں نے عرض کیا یہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ ارشاد ہوا یہ وہ ہیں جن سے زیادہ مجھے اپنی مخلوق میں کوئی عزیز نہیں۔ زمین وآسمان سے قبل ہی میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ ساتھ عرش پر لکھ دیا تھا اور یہ بات طے کردی تھی کہ جب تک وہ اور ان کی امت جنت میں داخل نہ ہولیں کوئی اور جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس امت کے اوصاف پوچھے، ارشاد ہوا کہ وہ امت ہر وقت ہماری تعریف کرے گی بلندی پر چڑھے گی تو تعریف کرتی ہوئی پستی میں اترے گی تو تعریف کرتی ہوئی غرض ہر

حال میں ہماری حمد وثناء کرے گی۔ اپنی کمریں باندھنے والی اپنے اعضار دھونے والی دن کی روشنی میں شیر کی طرح (بہادر) اور رات کی تاریکیوں میں درویش صفت ہوگی۔ ان کا تھوڑا سا عمل میں قبول کروں گا اور کلمہ شہادت پر انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ تو مجھے اسی امت کا نبی بنا دے ارشاد ہوا کہ اس کا نبی تو خود ان ہی میں سے ہوگا۔ عرض کیا اچھا تو پھر اس نبی کی امت ہی میں بنا دے، ارشاد ہوا کہ تم ان سے پہلے ہو وہ تمہارے بعد آئیں گے۔ البتہ میں اپنے دار جلال میں تمہیں ان کے ساتھ جمع کروں گا۔

مسند ابوداؤد طیالسی واحمد اور ابویعلی میں ہے:

کادت ھذہ الامۃ ان تکونوا انبیاء کلھا۔

یہ امت مجموعی اعتبار سے بلحاظ کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اسی مضمون کو بحوالہ تورات وانجیل کعب احبار سے نقل کیا ہے، کنز العمال میں اسی کے ہم معنی روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت عمرؓ کے متعلق آپ پڑھ ہی چکے ہیں اگر نبوت باقی ہوتی تو ان کو اس منصب پر فائز کر دیا جاتا، مبشرات، الہام، تحدیث مع الملائکہ، نظم ونسقِ امت، بدعت اور تحریف فی الدین کی اصلاح حتی کہ خلافت حقہ کا صحیح قیام یہ سب اس امت کے مناسب وکمالات میں داخل ہیں۔ کتاب اللہ کی حفاظت، دین کی تکمیل، ایک ایسی مضبوط جماعت کا بقا جو ہمیشہ جادۂ مستقیم پر قائم رہنے والی ہو، اور حسب ضرورت ایسے افراد وجماعات کی بعثت جو پوری ذمہ داری کے ساتھ تحریفات کی اصلاح کرتی رہیں ان سب امور کا خود قدرت ایزدی تکفل فرما چکی ہے۔ آپ ہی سوچئے کہ اس کے بعد اب کونسا

کمال باقی ہے جو پہلی امتوں میں تھا اور اس امت میں نہیں ہے اور جس کے لئے نبوت کی ضرورت ہے بلکہ صحیح بخاری کی حدیث میں تو یہ ہے کہ سیاسیات کی جو خدمت پہلے انبیاء علیہم السلام انجام دیا کرتے تھے اب وہ خدمات اس امت کے خلفاء انجام دیا کریں گے۔ پس پہلی امتوں کا ایسا کوئی کمال نہیں ہے جو اس امت کو نہ ملا ہو۔ ہاں اس امت کے بہت سے ایسے خصائص ہیں جن سے پہلی امتیں محروم ہیں۔

دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا ہے ہ نبوت کی بندش گویا ختم نبوت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اگر آپ تشریف نہ لاتے تو شاید کچھ اور افراد کو نبوت مل جاتی۔ یہ بھی انتہائی جہل ہے، خاتم النبیین کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام میں آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی آمد ہی اس وقت ہوئی ہے جبکہ انبیاء علیہم السلام کا ایک ایک فرد آ چکا تھا۔ اس لئے آپ کی آمد نے نبوت کو بند نہیں کیا بلکہ جب نبوت ختم ہوگئی ہے تو اس کی دلیل بن کر آپ تشریف لائے ہیں اور اسی معنی سے آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ اگر علم ازلی میں کچھ اور افراد کے لئے نبوت مقدر ہوتی تو یقیناً آپ کی آمد کا زمانہ بھی ابھی اور موخر ہو جاتا۔ آپ کا لقب خاتم النبیین اسی وقت واقع کے مطابق ہو سکتا ہے جبکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی آتا ہے تو آپ کو آخری نبی کہنا ایسا ہی ہوگا جیسا درمیانی اولاد کو آخری اولاد کہنا، آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے پہلے رسول تھے، پس جس طرح ان سے پہلے کوئی رسول نہ تھا نہ ظلی نہ بروزی، اسی طرح آپ آخر النبیین ہیں آپ کے بعد بھی نہ کوئی ظلی نبی ہونا چاہئے نہ بروزی۔

تیسری غلطی یہاں سب سے زیادہ فاحش یہ ہے کہ اس پر غور ہی نہیں کیا گیا کہ پہلے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی کیوں آتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی نبوتیں خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے ہوتی تھیں، اس لئے ہر نبی کے بعد لامحالہ دوسرے نبی کی ضرورت باقی رہتی تھی، لیکن جب وہ نبی آ گیا جس کی نبوت کسی خطۂ کسی قوم اور کسی زمانہ کے ساتھ مقید نہیں تو اب اس کے بعد نبوت کا سوال ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کی موجودگی کے زمانہ میں۔ اگر اس وقت یہ سوال بجا تھا تو اب بھی بجا ہے اور اگر اس وقت نامعقول تھا تو اب بھی نامعقول ہے۔ یہاں ذہن اس طرف جاتا ہی نہیں کہ آپ کا دورۂ نبوت دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ختم نہیں ہوا۔ پس درحقیقت نبوت تو اب بھی باقی ہے اور وہ نبوت باقی ہے جو تمام نبوتوں سے کامل تر ہے۔ ہاں نبی کوئی اور باقی نہیں رہا۔ عجب بات ہے کہ یہاں بقاء نبوت ہی ختم نبوت کو مستلزم ہے یعنی آپ کی نبوت کا بقاء اس کو مستلزم ہے کہ کوئی اور نبی نہ ہو، نافہم شاید سمجھتے ہیں کہ آپ کی ختم نبوت دوسروں کی نبوت کے بقاء کو مستلزم ہے، یہ اس وقت تو معقول ہوتا جبکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ کی نبوت بھی ختم ہو جاتی لیکن جب آپ کی نبوت باقی ہے تو اب جدید نبوت کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو صرف خاتم النبیین نہیں بنایا بلکہ رحمۃ للعالمین بھی بنایا ہے، اس کا مطلب یہ تھا کہ اب خاتم بذات خود تمام جہان کے لئے رحمت بن کر آ گیا ہے، اتنی بڑی رحمت کہ اس کے بعد کسی اور رحمت کی ضرورت نہیں ہوگی، آج تک ہر رسول کے بعد دوسرے رسول کے انکار سے کفر کا خطرہ لگا رہتا تھا خاتم النبیین کی آمد سے یہ کتنی بڑی رحمت ہوئی کہ اس راہ سے اب کفر کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا نہ کسی اور رسول کے آنے کا امکان

ہے نہ کسی کے انکار سے کفر کا اندیشہ باقی ہے۔ پہلے ہر امت کی داستان اطاعت وعصیان دوسری امتوں کے سامنے رکھی جاتی تھی مگر اس امت مرحومہ کی داستان عمل اب کسی امت کے سامنے نہیں رکھی جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ ختم نبوت ایک رحمت نہیں بلکہ اس کے دامن میں بیشمار رحمتوں اور کمالات کا دریا بہہ رہا ہے۔ اس لئے اس امت کو نبی بننے کی ضرورت نہیں۔ اب یہ وہ زمانہ ہے جس میں ایک اسرائیلی نبی کے امتی بن کر آنے کا انتظار ہو رہا ہے، کمالات نبوت ختم نہیں، ہاں وہ دور ضلالت وگمراہی ختم ہوگیا ہے جس کیے لئے جدید نبوت کی ضرورت پیش آتی ہے، یاد رکھو اب نبی نہیں آئیں گے بلکہ قیامت آئے گی، یا وہ جھوٹے نبی آئیں گے جن کو زمان نبوت نے دجال کہا ہے، انجیل میں ہے جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے۔

اس کی طرف سے دل نہ پھریگا کہ دوستو
وہ ہو چکا ہے جس کا طرفدار ہو چکا

(ترجمان السنۃ: ۱/۳۷۷-۳۸۵)

معیار نبوت ورسالت

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ نبوت ورسالت ایک ربانی والٰہی فریضہ ہے اور اس غیر معمولی ذمہ داری کے لئے حق تعالیٰ نبوت ورسالت سپرد کرنے سے پہلے صفاتِ حمیدہ اور خصائل ستودہ سے نوازتا ہے تاکہ نبوت سے پہلے والی زندگی بھی تمام لوگوں کی نگاہ میں پاک وصاف اور نفیس وطیب ہو۔ اور نبوت ورسالت ملنے کے بعد انبیا علیہم السلام کی زندگی۔ اسوہ اور نمونہ ہوتی ہے کیونکہ وہ شہنشاہِ

حقیقی اور احکم الحاکین کی جانب سے نبوت و رسالت کے لئے منتخب ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی شناخت کے لئے جن امور کو ملحوظ رکھنا چاہئے وہ یہ ہیں۔ مثلاً:

(۱) انبیاء علیہم السلام ہمیشہ فرمان اور حکم الٰہی کی پیروی کرتے ہیں۔

(۲) انبیاء علیہم السلام کا نفس اطاعتِ ربانی میں ہمیشہ ان کا تابع اور مطیع ہوتا ہے (حق تعالیٰ کی قوت ربانی سے نفس پر اطاعت ربانی کا ایسا فیضان ہوتا ہے کہ نفس شان اطاعت میں انبیاء علیہم السلام کا مطیع و فرماں بردار ہوتا ہے) یہ خاصۂ نبوت ہے کہ بغیر کسی مجاہدہ و ریاضت کے نفس میں انابت و اطاعت کی شان حق تعالیٰ کی جانب سے بدرجۂ اتم و کمل ڈال دی جاتی ہے۔

(۳) انبیاء کرام (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) اللہ رب العزت کی معصیت سے معصوم ہوتے ہیں۔ اگر انبیاء علیہم الصلاۃ اولسلام معصوم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو بے چون و چرا اطاعت و متابعت کا حکم نہ دیتا (یعنی حضرتِ انبیاء علیہم السلام گناہ اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کے داغ و دھبہ سے بالکل ہی پاک و صاف ہوتے ہیں اور ان کو طہارت قلب اور طینت کی طہارت ہر جہت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے حق تعالیٰ جل مجدہ اپنے بندوں کو ان کی اتباع اور اطاعت کا مکمل حکم دیتے ہیں اور ان کی اتباع و اطاعت میں کسی قسم کا شک وشبہ یا سوال کی اجازت نہیں اور یہی ایمان بالرسالۃ کا تقاضا ہے) کیونکہ ایمان باللہ اور ایمان بالرسالۃ دونوں میں بالغیب کا مطالبہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ورنہ ایمان حقیقی کا وجود ہی نہ ہوگا۔ انکار حدیث کا فتنہ انکار رسالت ہے۔

(۴) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی عقل اور شعور اور فہم و فراست دانائی و

بصیرت عالم کے تمام انسانوں اورلوگوں کی عقل وفراست سے بہت اعلیٰ وارفع اوراکمل وانور ہوتی ہے، جس کا تصور بھی عام انسانوں میں نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام عالم علوی اور خطاب باری تعالی کے مخاطب ہوتے ہیں اور حق جل مجدہ کے اشارات ومنشاء کومن وعن ، ہو بہو، سمجھتے ہیں اور خوب فہم و فراست کا اعلی نمونہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کا انتخاب نبوت ورسالت اور خطاب باری تعالی کے لئے ہوتا ہے۔ لہذا اسی شان کی عقل وفہم عطا ہوتی ہے۔

(۵) انبیاء علیہم السلام کے ادراکات اورشعور عام انسانوں کے ادراکات سے بہت زیادہ سریع اور تیز ہوتے ہیں اور خوبی اور حسن یہ ہوتی ہے کہ ان ادراکات میں قطعا خطا اور غلطی سے مکمل مامون ومحفوظ ہوتے ہیں، جبکہ دوسرے لوگوں میں نہ یہ سرعت ادراک ہوتی ہے نہ وہ خطا وغلطی سے محفوظ وبچ پاتے ہیں، نہ ہی ایسی کوئی غیروں میں خوبی ہوتی ہے۔ شان انبیاء ورسل ہر اعتبار و جہت سے دوسروں سے نمایاں ہوتی ہے، جو غیر نبی میں ناپید ہوتی ہے۔

(٦) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو نبوت ورسالت سے قبل ہی حق وصداقت کے ساتھ صواب رائے ، اور حق فہمی کی سرعت رائے ، اور قوت اظہار رائے ، عام لوگوں کے مقابلہ میں قوی ورمضبوط دی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرات انبیاء علیہم السلام وحی ربانی کو، علوم وحی کو، خطاب باری تعالی کو، جس طرح سمجھتے ہیں۔ غیر انبیاء سے ممکن نہیں۔ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(۷) حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا حافظہ اور قوت یادداشت تمام لوگوں سے زیادہ قوی اور زیادہ تیز ہوتا ہے اور وہ اپنی اس شان میں منفرد اور ممتاز ہوتے ہیں۔

(۸) حضرات انبیاء علیہم السلام میں افہام وتفہیم اور فصاحت و بلاغت اور تاثیر سخن یعنی زبان کی شیرینی اور دل کشی اور قوت تاثیر کی منجانب اللہ ایسی کشش و لذت ہوتی ہے کہ ان کے عہد و زمانہ میں ان کا کوئی نظیر نہیں ہوتا، اور وہ سب پر غالب رہتے ہیں۔

(۹) حضرات انبیاء علیہم السلام قوت و طاقت کے ہر اعتبار سے ظاہراً و باطنا بھی قوی تر ہوتے ہیں۔ بڑے سے بڑا پہلوان بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ سیرت کی کتابوں میں واقعات موجود ہیں۔

(۱۰) حضرات انبیاء علیہم السلام سیرت و اخلاق کے نہایت نیک خصلت اور نیک طینت اور پاک و صاف نیت ہوتے ہیں، خلوص وللّٰہیت ان کے اخلاق فاضلہ کی شہادت پیش کرتی ہے اعمال و افعال اور گفتار و کردار تکلم وتخاطب اور باتوں سے ان کی نبوت کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔قرآن مجید نے ان کے متعلق کہا ہے۔**اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ**۔

(۱۱) حضراتِ انبیاء علیہم السلام نہایت خوبصورت، خوب رو، حسن و جمال کے پیکر اور غیر معمولی وجیہ ہوتے ہیں۔غابت درجہ کی وجاہت سے ان کی نصرت واعانت ہوتی ہے۔آواز اور کلام نہایت عمدہ و پاکیزہ، خوش کن اور غیر معمولی موثر ہوتی ہے۔

الغرض انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام منصب نبوت و رسالت کی شان کے مناسب اہلیت و قابلیت، عقل وفہم میں یگانہ روزگار، ہوتے ہیں حق تعالیٰ کے اطاعت شعار۔، صادق وامانت دار، زیرک ودانا، غیر معمولی خوبیوں اور حیران کن صلاحیتوں اور اوصاف حمیدہ اور سیرت وکردار کے مالک ہوتے ہیں کہ لوگ

ان کی سیرت اور کردار کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے ہیں، حق تعالی جن نفوس قدسیہ، طاہرۃ، زکیۃ کو عالم کی ہدایت کے لئے منتخب فرماتے ہیں ان کو ہر شان اعلیٰ اور قابل رشک ایسی عطا کرتے ہیں جو ہر کس و ناکس اور ہر طبقہ کے لئے رشد وہدایت کا ذریعہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بے شمار کذاب ودجال لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور وہ ہیں ہی زبان نبوت سے دجال مگر افسوس کہ دنیا میں جن کے نصیب میں ہدایت نہیں وہ ان دجالوں کے فتنے میں پھنس جاتے ہیں، انہی دجالوں میں مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا غلام احمد قادیانی میں کیا ایک آدھ اوصاف نبوت یا شرائط نبوت یا معیار نبوت یا علامات نبوت بھی ہے؟ یا نہیں اس کا جواب نفی میں ہے۔نہیں، نہیں، نہیں، وہ ایک نمبری دجال ہے اب ہم آپ کے سامنے شرائط نبوت پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ وہ صادق تھا یا کاذب، سچا تھا یا اول نمبر کا جھوٹا، اور خوب واضح ہوجائے کہ اوصاف نبوت وشرائط نبوت کیا ہیں۔

شرط اول

عقل کامل: یعنی سچا نبی کامل العقل بلکہ اکمل العقل ہوتا ہے۔

نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ کامل العقل بلکہ اکمل العقل ہو۔ نبی کے لئے عقل کامل کی ضرورت اس لئے ہے کہ نبی وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے۔ نیز جب تک عقل کامل نہ ہو، اس پر اطمینان نہیں ہوسکتا۔ نبوت غباوت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوسکتی، غبی کا نبی ہونا عقلاً محال ہے۔ ایک عاقل اور دانا کو غبی اور ناقص العقل پر ایمان لانے کا حکم دینا سراسر خلاف عقل ہے۔ غبی اور ناقص العقل تو اپنا

بھی ہادی اور راہنما نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ وہ عقلاء اور اذکیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہو۔ بچے اور عورتیں چونکہ ناقص العقل ہوتے ہیں، اس لئے وہ بغیر ولی اور سرپرست کے اپنے مال میں بھی تصرف کرنے کے مجاز نہیں اور عقلاً یہ بھی محال ہے کہ کسی غبی اور ناقص العقل شخص کو فقط غبی اور ناقص العقل لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا جائے۔ اس لئے کہ نبی اور امت جب دونوں ہی ناقص العقل ہوں گے تو پھر وہ دین عجیب حماقتوں کا مجموعہ ہوگا اور ایسے احمقانہ دین سے کسی صلاح و فلاح کی توقع تو درکنار، خرابی ہی میں اضافہ ہوگا۔

بلکہ نبی کے لئے فقط کامل العقل ہونا کافی نہیں، بلکہ اکمل العقل ہونا ضروری ہے۔ یعنی عقل اور فہم میں اس درجہ بلند ہو کہ اس زمانہ میں کوئی اس کی نظیر نہ ہو اس لئے کہ یہ ناممکن ہے کہ کسی امتی کی عقل کسی نبی کی عقل سے بڑھ کر ہو نبوت کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نبی اپنی تمام امت سے عقل، اور دانائی میں بالاتر ہو۔ کسی بڑے سے بڑے عاقل کی عقل اس کے ہم پلہ اور پاسنگ نہ ہو۔

سچا نبی کامل العقل بلکہ اکمل العقل ہوتا ہے تا کہ اس سے وحی الٰہی سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔ نبی اپنے دور میں عقل و فہم کے لحاظ سے اس قدر بلند درجے پر فائز ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو۔ نبی اپنی تمام امت سے عقل سلیم اور دانائی و حکمت میں سب سے بالا اور برتر ہوتا ہے۔ کسی بڑے سے بڑے عاقل، فلاسفر اور دانشور کی ذہانت اور فہم اس کے ہم پلہ اور پاسنگ نہیں ہوتی

جبکہ مرزا قادیانی دائیں بائیں جوتے کی تمیز نہیں کرسکتا تھا۔ (سیرت المہدی اصفحہ ۶۷ از مرزا بشیر احمد ایم اے) اپنی قمیص کے کاج بٹن الٹے لگاتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد دوم صفحہ ۱۲۶ از مرزا بشیر احمد ایم اے)

جبکہ مرزا قادیانی ذکی کے بجائے غبی تھا، وہ ایک ناقص العقل اور بیوقوف شخص تھا، وہ اپنے کردار کے لحاظ سے عجیب وغریب حماقتوں کا مجموعہ تھا۔اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنے باپ کے حالات زندگی پر ایک کتاب ''سیرت المہدیٰ'' کے عنوان سے لکھ رکھی ہے۔ یہ کتاب مرزا قادیانی کے مضحکہ خیز، مخبوط الحواس اور احمقانہ کردار پر شاہد ہے۔

دوسری شرط

حفظ کامل: سچے نبی کا حافظہ کامل بلکہ اکمل ہوتا ہے۔

نبوت کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا حافظہ فقط صحیح اور درست ہی نہ ہو، بلکہ کامل الحفظ اور بلکہ اکمل الحفظ ہو۔معاذ اللہ اگر نبی کا حافظہ خراب ہو،تو اس کو اللہ کی وحی بھی پوری یاد نہ رہے گی۔ بسا اوقات ایک لفظ کی کمی سے بھی حکم میں زمین و آسمان کا فرق ہو جاتا ہے اور جب نبی کا حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے بندوں تک اللہ کی وحی، اور اس کا حکم پورا پورا نہ پہنچے گا۔تو وہ بجائے ہدایت کے گمراہی کا سبب ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب ابتداء بعثت میں جبرئیل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وحی لے کر نازل ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیلؑ کے ساتھ ساتھ پڑھتے۔ مبادا کوئی لفظ قرآن کا بھول جاؤں۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۝ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۝ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ

(سورۃ القیامۃ: ۱۶۔۱۹)

ترجمہ: نہ چلا تو اس کے پڑھنے پر اپنی زبان شتاب، اس کو سیکھ لے۔ وہ تو ہمارا ذمہ ہے اس کو سمیٹ رکھنا اور پڑھنا۔ پھر جب ہم پڑھنے لگیں۔تو ساتھ رہ اس کے پڑھنے کے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰٓ () إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ (سورۃ اعلیٰ: ۶۔۷)

ترجمہ: ہم پڑھا دیں گے تجھ کو۔ پھر تو نہ بھولے گا مگر جو چاہے اللہ۔

اب ہم خود مرزا صاحب کے اقرار سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نہ عقل درست تھی اور نہ حافظہ۔

اقرار مراق

مرزا صاحب نے اپنی تحریرات اور اعلانات میں اپنے مراق اور مالیخولیا اور خرابی حافظہ کا صاف اقرار کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی، آپؐ نے فرمایا تھا کہ **مسیح آسمان پر سے جب اترے گا**، تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔'' اھ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء)

''مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب میں موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا، اور اس کا باعث سخت دماغی

محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا۔'' (از رسالہ ریویو قادیان ص ۱۰ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

خرابی حافظہ کا اقرار

''مکرمی اخویم سلمہ، میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں ...... حافظہ کی یہ ابتری (یعنی بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کرسکتا''

خاکسار غلام احمد از صدر انبالہ احاطہ ناگ پھنی (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ ص ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد)

مرزائے قادیان میں عقل اور حافظہ دونوں کا فقدان

مرزا صاحب میں نبوت کی یہ دونوں شرطیں مفقود تھیں۔ مرزا صاحب کو اپنے مراق'' (مالیخولیا) اور خرابی حافظہ کا خود اقرار اور اعتراف ہے۔ مرزا صاحب حافظ قرآن نہ تھے۔ مسلمانوں کے بچوں کے برابر بھی حافظہ نہ تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ میری بعثت (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ بلکہ اس سے بھی اکمل ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، ۲۷۲ روحانی خزائن ص ۱۷۱، ۲۷۲ ج ۱۶)

پس سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت ثانیہ میں قرآن یاد نہ رہا تھا، نیز مرزا صاحب کے اختلافات اور متعارض اور متناقض اقوال مرزا صاحب کی خرابی حافظہ کی دلیل ہیں۔ مرزا صاحب کو یاد نہیں رہتا کہ پہلے کیا لکھ چکا ہوں اور ناسخ و منسوخ کی تاویل مرزا صاحب کی من گھڑت ہے۔ احکام میں تو کچھ چل نہیں سکتی ہے لیکن واقعات اور خبروں میں نسخ جاری نہیں ہوتا۔ لہذا واقعات کے بیان میں مرزا صاحب کی جو متعارض عبارتیں ہوں گی،

ان میں سوائے خرابی حافظہ یا چالاکی کے اور کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ چالاکی سے مراد یہ ہے کہ مرزا صاحب کے ہر مسئلہ میں دو دو اور تین تین اور چار چار مختلف اقوال ان کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ کچھ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق ہیں اور بہت کچھ اسلامی عقائد کے خلاف ہیں تا کہ جیسا موقع ہو ویسی ہی عبارت مرزا صاحب کی کتاب سے پیش کردی جائے۔ جب مرزا صاحب کا اسلام ثابت کرنا ہوتو مرزا صاحب کی وہ عبارتیں دکھلا دی جائیں جو مسلمانوں کے اجتماعی عقائد کے مطابق دعویٰ نبوت سے پہلے لکھی ہیں اور جب اپنی مرزائیت اور نیا دین پیش کرنا ہوتو دعویٰ نبوت کے بعد کی عبارتیں دکھلا دی جائیں۔ غرض یہ کہ مرزا صاحب کے تھیلے میں سب کچھ ہے۔ ختم نبوت بھی اور دعویٰ نبوت بھی حیات مسیح بھی ہے اور وفات مسیح بھی۔ نزول مسیح بھی ہے، اور نزول مسیح کا انکار بھی۔ مرزا صاحب کے اختلافات اور متعارض اقوال پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ دنیا کے کسی شخص کے اقوال میں اتنا اختلاف نہیں، جتنا کہ مرزا صاحب کے اقوال میں ہے۔

مرزا صاحب کو یہود اور نصاریٰ اور مجوس اور ہندوں کی بھی کتابیں یاد ہونی چاہیں۔

مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں تمام انبیاء (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۲ روحانی خزائن ص ۷۶ ج ۲۲) اور کافروں اور ہندوؤں کے اوتاروں کا بروز ہوں۔ (لکچر سیالکوٹ ص ۳۴ روحانی خزائن ص ۲۲۸ ج ۲۰) اس لئے مرزا صاحب کو توریت اور انجیل اور زبور کے علاوہ چاروں وید وغیرہ بھی یاد ہونے چاہیں۔ حالانکہ مرزا صاحب کو توریت اور انجیل اور زبور اور وید کا ایک ورق بھی

یاد نہ تھا۔مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تیس آیتوں سے صراحۃً حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات اور ممات ثابت ہے۔(ازالہ اوہام ص ۵۹۸ روحانی خزائن ص ۴۲۳ ج ۳)

لیکن سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب دعوے نبوت سے پہلے اگر چہ نبی نہیں بنے تھے لیکن مُجَدِّدٌ اور مُحَدَّثٌ اور مُلْهَمٌ مِنَ اللهِ تو بن چکے تھے اور اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں حضرت مسیح بن مریمؑ کی حیات اور دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کا اعلان فرما رہے تھے ...... (براہین احمدیہ چہار حصہ ص ۴۹۹ روحانی خزائن ص ۵۹۳ ج ۱)

کیا اس وقت یہ تیس آیتیں مرزا صاحب کی نظر سے مخفی ہوگئی تھیں؟ ظاہر یہ ہے کہ مرزا صاحب مجدد بنیں یا نبی، قرآن کی تلاوت ضرور فرماتے ہوں گے اور صلوۃ الاوابین کی رکعتوں اور تہجد کی آٹھ رکعتوں میں قرآن کریم کے کئی کئی پارے ضرور پڑھتے ہوں گے، جن میں وفات مسیح کی آیتیں بھی گذرتی ہوں گی۔تو پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود مُجَدِّدٌ اور مُلْهَمٌ مِنَ اللهِ ہونے کے ان تیس آیتوں سے حضرت مسیح کی وفات کو نہیں سمجھتے، بلکہ اس کے برعکس اپنی الہامی کتاب میں حیات مسیح اور نزول مسیح کی اشاعت کر رہے ہیں، کم عقلی کی یہ انتہا ہے کہ جو مسئلہ قرآن کریم کی تیس آیتوں میں صراحۃً مذکور ہو، وہ باوجود مُجَدِّدٌ اور مُلْهَمٌ مِنَ اللهِ ہونے کے بھی نہ سمجھ میں آوے اور اگر غباوت نہیں تو صراحۃً مکر ہے۔اور جس طرح غبی اور بد عقل نبی نہیں ہوسکتا، اسی طرح صاحب مکر شخص نیک بھی نہیں ہوسکتا۔چہ جائیکہ نبی ہو جائے۔

سچے نبی کا حافظہ کامل بلکہ اکمل ہوتا ہے۔(یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید

کے پہلے حافظ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں یہ استفسار کرنے کی جسارت کرتا ہوں، کیا مرزا قادیانی بھی اپنے الہامات، کشوف اور رویا وغیرہ کا حافظ تھا؟ مگر افسوس اس کا معاملہ تو دروغ گو را حافظ نہ باشد والا تھا، اسی لئے تو اس کے ''روحانی خزائن'' تناقضات وتضادات کا بے مثال مرقع ہے۔) اگر نبی کا حافظہ کمزور یا خراب ہوتو اسے اللہ تعالیٰ کی وحی بھی صحیح طریقے سے یاد نہ رہے گی اور ایک لفظ کی کمی وبیشی سے اللہ کے حکم میں زمین وآسمان کا فرق پیدا ہوجائے گا اور اس سے بجائے ہدایت کے گمراہی پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ شان رسالتؐ کی پہلی شرط یہ ہے کہ مدعی نبوت کو دماغی عارضہ نہ ہو اور جسمانی بیماریوں سے بھی اس کے جسمانی حالات مشتبہ نہ ہوں تاکہ تبلیغ رسالت کا کام اچھی طرح انجام دے سکے۔

جبکہ مرزا قادیانی کا حافظہ بہت خراب تھا۔ بقول مرزا قادیانی ''حافظہ کی یہ ابتری (یعنی بدترین حالت) ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔'' (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ ۸۳۴ طبع جدید از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اپنی تحریروں میں مالیخولیا، مراق اور خرابی حافظہ کا خود اقرار اور اعتراف کیا ہے۔ دنیا کے کسی شخص کے کلام اور تحریروں میں اتنا تضاد نہیں جتنا کہ مرزا قادیانی کے کلام اور تحریروں میں موجود ہے۔ اس کا حافظہ اتنا کمزور تھا کہ گڑ کے ڈھیلے اور مٹی کے ڈھیلوں میں فرق نہ کرسکا، گڑ سے استنجاء اور ڈھیلے کو کھانا، واہ رے عقلمند۔

نبوت کی تیسری شرط

علم کامل: یعنی سچے نبی کا علم کامل اور اکمل ہوتا ہے

نبوت کی تیسری شرط یہ ہے کہ نبی کا علم ایسا کامل اور مکمل ہو، کہ امت کے حیطہ

ادراک سے بالا اور برتر ہو۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں تمام اولین اور آخرین سے علوم میں بڑھا ہوا ہوں۔ (حقیقت الوحی ص ۱۵ے ص ۹۲ تذکرہ ص ۱۹۲ طبع ۲)

لیکن یہ دعویٰ ایسا بدیہی البطلان ہے کہ جس کو سوائے نادان کے کوئی قبول نہیں کرسکتا۔ مرزا صاحب کی تصانیف کا علماء کی تصانیف سے موازنہ کرلیا جائے۔ نثر کا نثر سے اور نظم کا نظم سے، اردو کا اردو سے، فارسی کا فارسی سے، عربی کا عربی سے، اور انگریزی الہام کا انگریزی ادیبوں کے کلام سے موازنہ کرلیا جائے۔ ابھی مرزا صاحب کا مبلغ علم معلوم ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں جو علماء تھے، ان کی تصانیف کو دیکھ لیا جائے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کو سامنے رکھ کر مرزا صاحب کی کتابوں کو دیکھا جائے۔ دو چار ہی ورق میں فرق معلوم ہو جائے گا۔

مرزا صاحب کی تمام تصانیف میں سوائے اپنے کشف و الہام اور تعلّی کے دعووں، دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تنقیص اور توہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گالیوں کے اور کیا ہے! مرزا صاحب کی کتابوں سے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور آخرت کا شوق و رغبت نہیں حاصل ہوتی۔

میں مرزائیوں سے درخواست کروں گا کہ وہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ کی احیا العلوم اور کیمیائے سعادت کا ترجمہ پڑھیں اور اس زمانہ کے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحبؒ کے مواعظ کا خصوصاً مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کس طرح دل کی آنکھیں کھلتی ہیں۔

قرآن کریم تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا کلام معجز نظام ہے اور حدیث نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام فصاحت التام ہے۔ جس کا درجہ فصاحت و بلاغت میں قرآن کریم کے بعد ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبات کا، عرب کے ادباء فصحاء اور بلغاء کے خطبات سے موازنہ کرلیا جائے۔ زمین وآسمان کا فرق نظر آئے گا، اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوامع الکلم اور کلمات حکمت وموعظت کا حکماء عالم کے کلمات حکمت سے موازنہ کرلیا جائے۔ حکماء عالم کی حکمت و موعظت کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمت و موعظت سے، وہ نسبت بھی نہ ملے گی جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ یا ذرے کو آفتاب کے ساتھ ہوتی ہے۔ اب مرزائی حضرات اپنے نبی پر نظر ڈالیں کہ جس کو وہ تمام انبیاء سابقین سے افضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عین بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شاید بہتر اور برتر سمجھتے ہیں۔ اس کی فصاحت و بلاغت پر نظر ڈالیں۔ کیا مرزا صاحب اردو، فارسی ادب اور فصاحت و بلاغت میں ادباء زمانہ سے کچھ بڑھ کر تھے؟ مرزا صاحب چونکہ ہوشیار تھے اس لئے اردو، فارسی ادب میں تو اعجاز کا دعویٰ نہ کیا کہ ابھی قلعی کھل جائے گی اور دنیا مذاق اڑائے گی۔ البتہ عربی زبان میں اعجاز کا دعویٰ کیا اور ''قصیدہ اعجازیہ'' لکھ کر اپنا معجزہ پیش کیا۔ علماء نے اس کے مقابل قصائد پیش کردیئے اور مرزا صاحب کے قصیدہ اعجازیہ کی عروضی اور صرفی اور نحوی اور ادبی غلطیاں شائع کردیں۔ جس کا اب تک مرزا صاحب اور مرزائی حضرات سے جواب نہیں ہوسکا اور اگر ہوسکتا ہے تو اب جواب دیں۔

سچے نبی کا علم کامل اور اکمل ہوتا ہے

سچے نبی کا علم کامل بلکہ اکمل ہوتا ہے، وہ دنیاوی استادوں سے علم حاصل نہیں کرتا بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ اُسے علم لدنی سے سرفراز فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ

کے فضل سے دنیا و جہاں کے تمام علوم اور معارف پر مکمل دسترس رکھتا ہے۔

جبکہ ''سلطان القلم'' مرزا قادیانی کو صحیح اردو تک نہ آتی تھی، اس کی نثر میں مذکر مونث اور واحد جمع کی بے شمار اغلاط ہیں۔ یہی حال فارسی اور عربی کا ہے۔ انگریزی ایسی تھی کہ اگر کوئی انگریز سن لے تو مارے حیرت کے اسے ہارٹ اٹیک ہو جائے۔ مرزا قادیانی ایسا جاہل تھا کہ وہ اسلامی مہینہ صفر کو چوتھا مہینہ قرار دیتا ہے۔ (تریاق القلوب صفحہ ۴۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۸ از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی تحریریں اس قدر بے ربط اور سب وشتم سے بھری ہوئی ہیں کہ کوئی شریف آدمی ان کتابوں کے دو صفحات نہیں پڑھ سکتا، مرزا قادیانی کی شاعری ایسی ہے کہ خود قادیانی خجالت کے مارے اسے پڑھنے سے گھبراتے ہیں۔ مثلاً اس کا ایک مشہور شعر ہے

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۷ از مرزا قادیانی)

کیا کوئی قادیانی اس کا ترجمہ اور تشریح کر سکتا ہے؟

نبوت کی چوتھی شرط

عصمت کاملہ و مستمرہ یعنی سچا نبی اللہ تعالیٰ کا مطیع و فرماں بردار ہوتا ہے اور دشمنوں سے بیزار ہوتا ہے

شاہان دنیا کے تقرب کے لئے سراپا اطاعت ہونا ضروری ہے۔ اپنے مخالفوں کو اپنی بارگاہ میں کون گھسنے دیتا ہے۔ اور مسند قرب پر کون قدم رکھنے دیتا ہے۔

اسی طرح ربِّ ذوالجلال کا مقرب اور پیغمبر وہی ہوسکتا ہے جو ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کا پورا پورا مطیع اور فرمانبردار ہو اور اس کے دشمنوں سے بری اور بیزار ہو۔

مرزا صاحب اپنے اقرار سے بھی معصوم نہ تھے اور نہ اللہ کے دشمنوں سے بری اور بیزار تھے۔ یہود اور نصاریٰ سے جہاد اور قتال کو حرام سمجھتے تھے، اور ان کے عروج اور ترقی کے لئے دعا گو تھے۔ (آزالہ اوہام حاشیہ ص ۸۴۹۔ روحانی خزائن ص ۵۲۱ ج ۳)

نصاری کے لئے دعا کا مطلب

نصاری کی حکوت اور سلطنت کے لئے دعا مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ نصرانین اور نصاری کو عزت اور عروج ہو، اور اسلام اور مسلمان ذلیل اور خوار ہوں۔

سبحان اللہ! عجب پیغمبری ہے کہ جس کا مقصد ہی نصاری کا عروج، اور اسلام کا زوال ہے۔ نبوت کا مقصد تو یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور نصاری کی بات نیچی ہو۔ اللہ کا نام لینے والے عزیز اور سربلند ہوں اور اللہ کے دشمن ذلیل اور خوار ہوں اور نصرانی اللہ کے دوستوں کے غلام اور باج گزار بن کر رہیں مگر مرزا صاحب کے دین میں معاملہ برعکس ہے۔ یہ عجب نبی ہے جو نصاریٰ کے لئے دعا کرنے والا ہے اور مسلمانوں کے لئے بدعا۔

مرزا صاحب سے یہ تو ممکن نہ ہوا کہ دنیا کو اپنی عصمت، طہارت اور نزاہت دکھلاسکیں۔ اس لئے انبیاء کرام کی عصمت ہی کا انکار کردیا، کہ نبی کے لئے معصوم ہونا ضروری نہیں تا کہ اپنی عصمت دکھلانی اور ثابت نہ کرنی پڑے۔ جس کا مطلب معاذ اللہ یہ ہوا کہ اے لوگو! میرے دعویٰ نبوت پر تم میری عصمت کو نہ

جانچنا، کوئی نبی معصوم نہیں گزرا۔

اے مسلمان! ذرا غور تو کرو کہ اگر نبی کے لئے عصمت لازم نہیں، تو پھر غیر معصوم کی اطاعت کیسے واجب ہوگی؟ اگر انبیاء کرام واجب العصمت نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی اطاعت کا حکم نہ دیتا اور نہ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا۔

سچا نبی اللہ تعالیٰ کا مکمل مطیع اور فرماں بردار ہوتا ہے اور اس کے دشمنوں سے بیزار اور ناخوش رہتا ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی نے پوری زندگی اسلام کی مخالفت میں گذاری اور حکومت برطانیہ کی مسلسل خوشامد کر کے جہاد کو حرام قرار دیا اور اس کے فروغ کے لئے دعائیں کرتا رہا۔ مرزا قادیانی خود تو انگریزوں کا ''خود کاشتہ پودا'' تھا ہی مگر ساتھ ہی وہ مسلمانوں کو بھی یہ تعلیم دیتا تھا کہ وہ انگریزوں کی اطاعت کریں اور ہر قسم کا جہاد چھوڑ دیں۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۲۱، ۵۸۴ از مرزا قادیانی)

نبوت کی پانچویں شرط

صداقت اور امانت یعنی سچا نبی صادق و امین ہوتا ہے

نبوت کی ایک شرط یہ ہے کہ نبی صادق اور امین ہو، اس لئے کہ جھوٹا اور خائن کبھی نبی نہیں ہوسکتا اور مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں مرزا صاحب کی پیشن گوئیوں کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

صادق اور کاذب کی تعریف

صادق اور سچا ہونے کے لئے ایک دو پیشین گوئیوں کا سچا ہو جانا کافی نہیں،

کاہنوں اور نجومیوں کی بھی تمام پیشین گوئیاں جھوٹی نہیں نکلتیں۔سچا وہ ہے کہ جس کی سب باتیں سچی ہوں اور جھوٹا وہ ہے کہ جس کی سب باتیں سچی نہ ہوں اگرچہ اس کی بہت باتیں بلکہ اکثر باتیں سچی ہوں۔

اس زمانے میں جولوگ جھوٹ کے مصنف ہیں یعنی پراپیگنڈے کے امام ہیں۔ان کی بھی تمام باتیں جھوٹی نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کی بھی اکثر باتیں سچی ہی ہوتی ہیں۔مگر بایں ہمہ وہ جھوٹے ہی ہیں۔ پردہ پوشی کے لئے جھوٹ کا نام پراپیگنڈہ رکھ لیا ہے مگر حقیقت اس کی ایسا اعلیٰ درجہ کا جھوٹ ہے کہ جس کو سننے کے بعد بڑے سے بڑا ہوشیار بھی سچ سمجھنے لگے۔

اسی طرح مرزائی حضرات کو یہ دیکھنا چاہئے کہ مرزا صاحب کی کتنی پیشن گوئیاں جھوٹی نکلیں۔ چند پیش گوئیوں کے سچا ہونے سے کسی کا صادق اور راست باز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا،اور اگر جھوٹے کے یہ معنی ہوں کہ اس کی کوئی بات بھی سچی نہ ہو،تو اس معنی کو، دنیا میں کوئی بھی جھوٹا نہیں نکلے گا۔ بلکہ اس معنی کو جھوٹا ہونا عقلاً محال ہے۔اس لئے کہ یہ عقلاً ناممکن ہے کہ کسی شخص کی ہر بات جھوٹی ہو اور کوئی بات بھی اس کی سچی نہ ہو۔خوب سمجھ لو۔شیطان کی بھی ساری باتیں جھوٹی نہیں۔

مرزا صاحب سے جب اپنا سچا ثابت کرنا ممکن نہ ہوا،تو دوسرے پیغمبروں کی پیشن گوئیوں کو جھوٹا ثابت کرنا شروع کیا،تاکہ لوگوں پر یہ واضح ہو کہ جھوٹ بولنے سے نبوت میں فرق نہیں آتا،اور معاذ اللہ! میں (یعنی مرزا صاحب) ہی جھوٹا نہیں۔ بلکہ اور پیغمبر بھی جھوٹے گذرے ہیں۔

سچا نبی صادق اور امین ہوتا ہے۔ وہ کبھی جھوٹا اور خائن نہیں ہوتا۔اس لحاظ

سے اس کا کردار اس قدر شفاف اور اُجلا ہوتا ہے کہ مخالفین بھی اس کی اس خوبی کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔

جبکہ مرزا قادیانی پرلے درجہ کا جھوٹا، خائن اور کذاب تھا۔ اس کے جھوٹ پر علمائے کرام نے مستقل کتابیں (کذبات مرزا کے نام سے) تحریر کی ہیں۔ اس کی تمام پیش گوئیاں جھوٹ اور غلط ثابت ہوئیں۔ اس نے اپنے جھوٹ کا نام پراپیگنڈا رکھ لیا تھا۔ اس لئے بعض بدنصیب اس کے جال میں پھنس گئے۔ ورنہ مرزا قادیانی جس اعلیٰ درجے کا جھوٹ بولتا تھا، اس سے شیطان بھی شرماتا تھا۔

نبوت کی چھٹی شرط

عدم توریث یعنی سچا نبی نہ کسی کے مال و دولت کا وارث ہوتا ہے نہ اس کا کوئی وارث ہوتا ہے۔

نبوت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ کسی کی زمین اور جائیداد اور مال و دولت کا وارث ہو اور نہ اس کے بعد کوئی اس کا وارث ہو۔

حدیث متواتر سے ثابت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نحن معاشر الانبیاء لا نرث و لا نورث ماتر کنا صدقة

ترجمہ: ہم گروہ انبیاء، نہ ہم کسی کے وارث اور نہ ہمارا کوئی وارث ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ اللہ کے لئے وقف ہوتا ہے۔

مگر مرزا صاحب کے یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ خود بھی اپنے باپ کی زمین و جائیداد کے وارث ہوئے اور دعویٰ پیغمبری سے جو زمین اور جائیداد فراہم کی، انگریزی کچہری سے اس کی باضابطہ رجسٹری اپنی اولاد کے نام کرائی، جو سب کو معلوم ہے اور قادیانی حضرات کو ہم سے ہزار درجہ بڑھ کر معلوم ہے۔

عیاں راچہ بیاں۔

نبوت کی ساتویں شرط

زہد: سچا نبی زہد وتقویٰ میں بے مثال ہوتا ہے۔

نبوت کی ایک شرط زہد یعنی دنیا کی شہوات اور لذات سے بے تعلقی ہے۔ نبوت کا مقصد بندوں کو اللہ تک پہنچانا ہے، اور ظاہر ہے کہ شہوت پرستی بندوں کو حق پرست نہیں بنا سکتی۔ مگر مرزا صاحب میں یہ شرط بھی مفقود ہے۔ مرزا صاحب نے حطام دنیا[دنیاوی مال وزر] کے جمع کرنے میں کوئی دقیقہ اور حیلہ نہیں چھوڑا۔ جس جس تدبیر اور حیلہ سے روپیہ جمع کر سکتے تھے وہ سب کچھ کیا۔ حتی کہ اپنی تصویر تک فروخت کی۔ اور کنچنی عورت (کسبی عورت) کے مال پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے، فکر مند رہے۔ (سیرۃ المہدی ص ۲۶۲ ج ۱) اسے استعمال میں لانے کی دلیل بھی دی۔ (آئینہ کمالات ص ۶۶۰، ۶۰۱)

سچا نبی زاہد ہوتا ہے۔ اس کا زہد وتقویٰ سب سے اعلیٰ اور بڑھ کر ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی شہوات اور لذات سے بے تعلق ہوتا ہے کیونکہ شہوت پرستی اللہ کے بندوں کو حق پرست نہیں بنا سکتی۔

جبکہ مرزا قادیانی میں زہد نام کی کوئی چیز سرے سے موجود نہ تھی۔ اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد کی تصنیف ''سیرت المہدی'' (جلد دوم صفحہ ۱۳۲) میں موجود مرزا قادیانی کی خوراک پڑھ لی جائے تو پیٹو آدمی بھی کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے۔ اس بسیار خور کے بارے ہر شخص کہتا کہ یہ پیٹ ہے یا بے ایمان کی قبر؟ اگر مرزا قادیانی اتنی خوراک کھانے کا مظاہرہ کسی سرکس میں کرتا تو اپنی جھوٹی نبوت سے زیادہ پیسہ اور شہرت کماتا۔ انبیا کی جسمانی طاقت اور دماغی قویٰ، مشک وعنبر کے

مرکبات کے محتاج نہیں ہوتے (سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۵۰، ۵۱) بلکہ روکھی سوکھی کھا کر فطرتی طور پر انوار شباب کو ساٹھ سال بلکہ سو سال تک نمایاں طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی طرح مریل اور دائم المریض نہیں ہوتے کہ مذہبی فرائض ادا کرنے سے بھی معذور ہوں۔ مرزا قادیانی نے مختلف حیلے بہانوں سے اس قدر روپیہ جمع کیا کہ وہ آج کے دور کے اربوں روپے بنتے ہیں۔

نبوت کی آٹھویں شرط

اعلیٰ حسب ونسب: یعنی سچا نبی حسب ونسب کے اعتبار سے اعلیٰ اور برتر ہوتا ہے۔ اس کا خاندان بہترین ہوتا ہے۔

نبوت کی ایک شرط یہ ہے کہ نبی حسب ونسب کے اعتبار سے اعلیٰ اور برتر ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ہرقل شاہ روم نے ابوسفیان سے دریافت کیا:

کیف نسبه فیکم۔؟

ترجمہ: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب ونسب کیسا ہے۔

ابوسفیان نے جواب دیا: **ھو فی حسب مالا نفضل علیه غیره۔**

ترجمہ: یعنی وہ حسب ونسب میں سب سے بڑھ کر ہے۔

شاہ روم نے کہا **و کذلک الرسل تبعث فی احساب قومھا** یعنی انبیاء ہمیشہ بہترین خاندان میں سے مبعوث ہوتے ہیں تا کہ لوگ حسب ونسب کے لحاظ سے ان کو حقیر نہ سمجھیں۔

مرزا صاحب میں یہ شرط بھی مفقود ہے، مرزا صاحب مغل اور پٹھان تھے (کتاب البریہ ص ۱۴۴ روحانی خزائن ص ۱۶۲ ج ۱۳)

سید اور ہاشمی تو کیا، شیخ زادہ بھی نہ تھے۔خصوصاً مرزا صاحب کا جیسا یہ دعویٰ ہے کہ میں عین رسول اللہ ہوں اور امام مہدی بھی ہوں، تو عین رسول اللہ ہونے کی وجہ سے ہاشمی ہونے چاہئے تھے، اور مہدی ہونے کی وجہ سے فاطمی یعنی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ کی اولاد سے ہونے چاہئے تھے۔مگر نہ ہاشمی تھے نہ فاطمی بلکہ مغل تھے۔

جبکہ مرزا قادیانی مغل برلاس قوم سے تعلق رکھتا تھا، اور اس کا خاندان کئی نسلوں سے انگریز کا وفادار اور مسلمانوں کا مخبر چلا آ رہا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۷۶، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

نبوت کی نویں شرط

مرد ہونا: سچا نبی کیلئے ضروری ہے کہ مرد ہو؛ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔

نبوت کی ایک شرط یہ ہے کہ نبی مرد ہو۔قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ۔

نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ مرد ہو، اس لئے کہ عورتیں ناقص العقل والدِّین ہوتی ہیں، پس اگر عورت کا نبی ہونا جائز رکھا جائے تو نبی کے عقل اور دین کا ناقص ہونا لازم آئے گا اور نبی کے دین اور عقل کا ناقص ہونا محال ہے، اس لئے کہ جب نبی ہی کی عقل اور نبی کا دین ناقص ہوگا، تو امت کی عقل اور امت کا دین کیسے کامل ہوگا۔ نیز عورت کے لئے پردہ واجب ہے کیونکہ بے پردگی موجب فتنہ ہے، لہذا اگر عورت نبی ہو تو دو حال سے خالی نہیں، کہ پردہ کرے گی یا نہیں۔ اگر وہ پردہ کرے تو اس سے استفادہ کیسے ہوگا۔ نیز نبیہ کو بغیر دیکھے لوگ صحابی کیسے بنیں گے۔ بغیر دیکھے صحابیت کا شرف حاصل نہ ہوگا۔ اور

اگر پردہ نہ کرے تو موجب فتنہ ہوگی۔خصوصاً جب کہ نبی کے لئے یہ ضروری ہے کہ حسین وجمیل اور حسن الصوت یعنی خوش آواز بھی ہو(جیسا کہ بعض علماء نے لکھا ہے) تو ایسی صورت میں حسین وجمیل اور خوش آواز (عورت) کا نبی ہونا، ہدایت کے بجائے فتنہ کا دروازہ کھولے گی۔

نبوت کی یہ شرط بھی مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی، کیونکہ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ مریم ہونے کا اور حاملہ ہونے کا بھی تھا (کشتی نوح ص ۴۷ روحانی خزائن ص ۵۰ ج ۱۹)

اور ظاہر ہے کہ مریم اور حاملہ تو عورت ہی ہوسکتی ہے نہ کہ مرد۔ لہذا مرزا صاحب اپنے اس اقرار کے بموجب مرد نہ ہوئے تو پھر نبی کیسے بنے۔

جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ میں مریم ہوں۔ اللہ نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار کیا، جس کے نتیجہ میں، میں حاملہ ہوا اور دس مہینے کے بعد میرے میں سے، میں نکلا۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۵۰ از مرزا قادیانی)

ظاہر ہے مریم اور حاملہ تو صرف عورت ہی ہوسکتی ہے نہ کہ مرد۔ لہذا (پارٹ ٹائم) عورت ہونے کے ناتے مرزا قادیانی نبی نہ ہوا۔

نبوت کی دسویں شرط

اخلاق کاملہ: سچا نبی اخلاق کاملہ اور کمالاتِ فاضلہ سے موصوف ہوتا ہے۔ بداخلاق اور بدزبان نہیں ہوتا۔

نبوت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ صاحب نبوت اخلاق کاملہ اور کمالات فاضلہ کے ساتھ موصوف ہو، بدخلق اور بدزبان نہ ہو، یہ شرط بھی مرزا صاحب میں مفقود

ہے۔ ناظرین اور طالبین حق کے لئے ہم مرزا صاحب کے اخلاق کا نمونہ پیش کرتے ہیں، جس سے ناظرین اور قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کس درجہ کے اخلاق والے تھے۔

جبکہ مرزا قادیانی بدگو اور بدکلام تھا، وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے مخالفین کو گالیاں دیتا تھا، وہ انھیں جہنمی، کافر، کنجریوں کی اولاد، کتے، سور، شیطان، بدذات، دجال، خبیث اور کذاب وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتا، لعنت بازی تو اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا، حالانکہ خود اس کا کہنا ہے کہ گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔ (ست بچن صفحہ ۲۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۳ از مرزا قادیانی)

سچے نبی اعلی اخلاق کے پیکر ہوتے ہیں

سچے نبی اعلی اخلاق کا نمونہ ہوتے ہیں اور مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجے جاتے ہیں اخلاق کے لیے اعلی علم، اعلی حلم، نرم خوئی، شیریں زبانی، شفقت، زہد وقناعت اور طبیعت میں لینت وغیرہ غیر معمولی ہوتی ہے حدیث میں اچھے اخلاق کی دعا منقول ہے

اللهم اهدني لاحسن الاخلاق لا يهدي لاحسنها الا انت واصرف عني سيئها لا يصرف سيئها الا انت

اے اللہ مجھے اچھے اخلاق کی رہنمائی فرما، تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی توفیق نہیں دے سکتا اور مجھے بری عادتوں سے پھیر دے تیرے سوا بری عادت سے کوئی نہیں پھیر سکتا۔

الغرض تمام انبیاء علیہم السلام کو سیرت اور صورت میں مکارم اخلاق اور محامد صفات اور ہر قسم کے کمالات وفضائل اور محاسن میں تمام بنی نوع انسان میں

فوقیت اور برتری، بڑا رتبہ و درجہ اور بلند مقام حاصل ہوتا ہے اور تمام انبیاء کے اخلاق کریمہ فطری وجبلی اور پیدائشی ہوتے ہیں جو بغیر مجاہدہ وریاضت بلکہ اول خلقت اور اصل فطرت میں بغیر اکتساب عطاء ربانی اور فضل ربانی غیر متناہی کے فیض سے بدرجہ اتم واکمل ہوتے ہیں۔

اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ختم نبوت کی شان کا کلام ارشاد فرمایا ہے:

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

مجھے اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے

وکان خلقه القران

آپ کا اخلاق قرآن تھا۔

جبکہ مرزا برے صفات اور برے اخلاق کا ایک مثالی نمونہ تھا، مرزا جی کی گالیوں کو حروف تہجی کے اعتبار سے کتابوں جمع کیا گیا ہے کہ کن حروف کی کتنی گالیوں سے مرزا نے اپنی زبان کو گندا کیا ہے، وہ حسب ذیل ہیں:

الف	۶۳
ب، پ	۵۷
ت	۱۰
ث	۴
ج، چ	۲۲
ح	۱۳
خ	۲۲

د،ذ	۱۵
س ش	۵۵
ص،ض	۴
ط،ظ	۴
ع،غ	۱۸
ف،ق	۸
ک،گ	۳۱
ل،م	۵۲
ن	۳۳
و،ہ	۲۰
ی،ے	۲۰

یہ ہے جھوٹے نبی کی دلیل، یہ گالیاں ''شرائط نبوت'' میں ۲۳/صفحات میں مع حوالہ جات درج ہیں، یہی گالیاں مرزا کے جھوٹے ہونے اور نہایت ہی کمینہ اور بدخصلت ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

مرزا کے جھوٹے دعوے بیک نظر

(۱) خدا کا بیٹا بنا۔(تذکرہ:۳۲۵)

(۲) خدا کی بیوی بنا۔(اسلامی قربانی ۳۴)

(۳) خدا کا باپ بنا۔(تذکرہ ص ۵۵۴)

(۴) خود خدا بنا۔(تذکرہ:۱۵۲)

(۵) میں نطفہ خدا ہوں۔(تذکرہ:۱۶۴)

(۶) میں مالک کن فیکون ہوں۔(تذکرہ:۴۴۳)

(۷) زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہوں۔(تذکرہ روحانی خزائن ج۱۶ص ۵۶)

(۸) میں عرش خدا ہوں۔(تذکرہ:۴۲۷)

(۹) میں تفرید وتوحید خدا ہوں۔(تذکرہ ص:۵۳)

(۱۰) میں خاتم الانبیاء ہوں۔(روحانی خزآئن:ج۱۸ص ۲۱۲)

(۱۱) میں رحمۃ للعلمین ہوں۔تذکرہ ص ۶۴

(۱۲) میں احمد ہوں۔(روحانی خزائن:۱۶/ ۵۳)

(۱۳) میں محمد ہوں۔روحانی خزائن:۱۸/ ۲۰۷)

(۱۴) میں مسیح زماں،کلیم خدا،محمد،احمد ہوں

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

(روحانی خزائن:۱۵/ ۱۳۴)

(۱۵) میں آدم اور احمد مختار ہوں، آدم نیز احمد مختار۔ میں آدم اور احمد مختار

ہوں۔(روحانی خزائن:۱۸/ ۴۷۷)

(۱۶) میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔(روحانی خزائن:۱۸/ ۲۱۱)

(۱۷) میں ابن مریم سے افضل ہوں۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(روحانی خزائن:۱۸/ ۲۴۰)

(۱۸) میں مریم ہوں۔ میں عیسی ہوں، میں ابن مریم ہوں (روحانی خزائن:۱۹/ ۵۰، ۵۲)

(۱۹) میں مدینۃ العلم ہوں۔(تذکرہ ص ۳۲۵)

(۲۰) میں زندہ علی ہوں۔(ملفوظات جلد اول ص ۴۰۰)

(۲۱) میں حسین سے بڑھ کر ہوں۔(روحانی خزائن ۱۸ ص ۲۳۳)

(۲۲) میں میکائیل ہوں۔(روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

(۲۳) میں قرآن ہوں۔(تذکرہ ص ۵۷۰)

(۲۴) میں بیت اللہ ہوں۔(تذکرہ ص ۲۸)

(۲۵) میں حجر اسود ہوں۔(تذکرہ ص ۲۹)

(۲۶) میں مجدد، مہدی، مسیح ہوں۔(روحانی خزائن ۱۶ ص ۵۱)

(۲۷) میں امام الزاں ہوں۔(روحانی خزائن ۱۳ ص ۴۹۵)

(۲۸) میں خلیفۃ اللہ ہوں۔(روحانی خزائن ۱۸ ص ۲۱۰)

(۲۹) میں ایک معجون مرکب ہوں۔(روحانی خزائن ۱۵ ص ۲۸۷)

(۳۰) میں خاتم الاولیاء ہوں۔(روحانی خزائن ۱۶ ص ۷۰)

(۳۱) میں ذوالقرنین ہوں۔(روحانی خزائن ۲۱ ص ۳۱۴)

(۳۲) میں عبدالقادر ہوں۔(تذکرہ ص ۲۹۶)

(۳۳) میں مُحدَّث ہوں۔(تذکرہ ص ۸۲)

(۳۴) میں کرشن جی ہوں۔(ملفوظات ج ۳ ص ۲۶۶)

(۳۵) میں گورنمنٹ برطانیہ کے لئے پناہ اور تعویذ ہوں۔(روحانی خزائن ۸۲ ص ۴۴-۴۵)

(۳۶) میں غازی ہوں۔(روحانی خزائن ۶ ص ۳۷۵)

(۳۷) میں سلطان القلم ہوں۔(تذکرہ ص ۵۸)

(۳۸) میں آریوں کا باشاہ ہوں۔(روحانی خزائن جلد ۲۲ ص ۵۲۲/۵۲۱)

(۳۹) میں راجہ کرشن کے رنگ میں ہوں۔(روحانی خزائن ۲۰ ص ۲۲۸)

(۴۰) میں امین الملک وجے سنگھ ہوں۔(تذکرہ ۵۶۸)

(۴۱) میں سور مار ہوں۔(ذکر حبیب ص ۱۶۲)

(۴۲) میں کرم خا کی بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں۔

شعر کرم خا کی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ۔حصہ ۵ ص ۹۷،روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

(۴۳) میں تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں۔

خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا،اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔

میں آدم ہوں، میں شعیب ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق

ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی ظہور پر محمد اور احمد ہوں۔ (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۷)

کسی نے مرزا غلام احمد قادیانی کا کیا خوب تعارف کرایا ہے:

جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی آپ کے
بات سچی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

پڑھے لکھے قادیانی حضرات بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ ان دعووں کو پڑھیں، غور کریں اور توبہ کر کے اسلام کے سایہ رحمت میں داخل ہو جائیں۔ اللہ ہمیں اسلام پر استقامت عطا فرمائے اور گمراہی کے ہر فتنہ سے حفاظت وحراست کے ساتھ امن وایمان نصیب فرمائے، آمین۔

سچے اور جھوٹے نبی کا فرق

(فرق:۱) سچے انبیاء کسی استاذ کے شاگرد نہیں ہوتے

سچے انبیاء کسی استاذ کے شاگرد نہیں ہوتے، ان کا علم لدنی ہوتا ہے، وہ روح القدس سے تعلیم پاتے ہیں، بلاواسطہ ان کی تعلیم و تعلم حق سبحانہ وقدوس سے ہوتا ہے۔(جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے)

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام امی ہیں

تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سچے ہیں اور کسی بھی سچے نبی کا کوئی استاذ نہیں۔

حق تعالیٰ کی خاص نگاہ ربوبیت میں ان کی غیبی تعلیم وتربیت ہوتی ہے اور سچے نبی کی نبوت کی یہی دلیل بنتی ہے، جو تمام پڑھے لکھے لوگوں کو حیران و پریشان کردیتی ہے اور ایمان بالغیب کی دعوت وتبلیغ میں معین ومددگار بنتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرًا مِنْ نُورٍ، وَإِنِّي لَعَلَى أَطْوَلِهَا وَأَنْوَرِهَا، فَيَجِيءُ مُنَادٍ، فَيُنَادِي: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ؟ قَالَ: فَيَقُولُ الْأَنْبِيَاءُ: كُلُّنَا نَبِيٌّ أُمِّيٌّ، فَإِلَى أَيِّنَا أُرْسِلَ؟ فَيَرْجِعُ الثَّانِيَةَ، فَيَقُولُ: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ؟ قَالَ: فَيَنْزِلُ مُحَمَّدٌ حَتَّى يَأْتِيَ بَابَ الْجَنَّةِ، فَيَقْرَعُهُ، فَيَقُولُ: مَنْ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ أَوْ أَحْمَدُ، فَيُقَالُ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُ، فَيَدْخُلُ، فَيَتَجَلَّى لَهُ الرَّبُّ، وَلَا يَتَجَلَّى لِنَبِيٍّ قَبْلَهُ، فَيَخِرُّ لِلّٰهِ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ وَلَنْ يَحْمَدَهُ أَحَدٌ بِهَا مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ

تُعْطَهْ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: أَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّانِيَةَ فَيَخِرُّ لِلَّهِ سَاجِدًا وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ بِهَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيُقَالُ لَهُ: أَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ بُرَّةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّالِثَةَ، فَيَخِرُّ لِلَّهِ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بِهَا أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: أَخْرِجْ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ، فَيَخِرُّ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بِهَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ بِهَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ لَسْتَ هُنَاكَ، تِلْكَ لِي، وَأَنَا الْيَوْمَ أَجْزِي بِهَا (صحیح ابن حبان: حدیث نمبر: ۶۴۸۰، ۱۴/۱۰۴۰، واسنادہ حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن تمام انبیاء کے لئے نور کا منبر ہوگا، اور میں (خاتم النبیین) سب سے بلند و بالا اور سب مبروں سے زیادہ منور منبر پر ہوگا۔ ایک آواز دینے والا آئے گا اور پکارے گا نبی امی کہاں ہیں؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا، اس کو جواب دیا جائے گا کہ تمام انبیاء ہی امی ہیں، تم کو کس کی طرف بھیجا گیا ہے؟ وہ دوبارہ واپس آ کر پکارے گا نبی امی کہاں ہیں؟ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائیں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازہ پر پہنچ جائیں گے، اور دروازہ کو کھٹ کھٹائیں گے، دستک دیں گے، اندر سے آواز آئے گی کون؟ خاتم النبیین فرمائیں گے۔ محمد، احمد؟ ان سے کہا جائے گا کیا آپ

کو بلایا گیا ہے؟ خاتم النبیین جواب دیں گے ہاں (بلایا گیا ہے) تو ان کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا، وہ اندر داخل ہوں گے تو حق تعالیٰ ان کے (استقبال کے) لئے اپنی تجلی (یعنی دیدار الٰہی) فرمائے گا اور حق تعالیٰ نے اس سے پہلے کسی نبی کو اپنی تجلی (یعنی دیدار الٰہی) نہیں دکھلایا۔

(حق تعالیٰ کی تجلی و دیدار الٰہی دیکھتے ہی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام) بارگاہ حضور حق میں سجدہ زیر ہو جائیں گے اور رب العزت کی ایسی حمد وثناء بیان کریں گے کہ نہ اس سے پہلے نہ ہی بعد میں کوئی ایسی حمد بیان کرے گا ارشاد باری تعالیٰ ہوگا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سر اٹھایئے۔ اپنی بات پیش کیجئے آپ کی سنی جائے گی، شفارش کیجئے قبول کی جائے گی، مانگئے آپ کو دیا جائے گا حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام فرمائیں گے، میری امت، میری امت، آپ کو حکم ہوگا۔ جس کے دل میں جَو برابر ایمان ہو اس کو (جہنم سے) نکال لایئے۔ پھر آپ دوسری بار حضور حق میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثناء کریں گے جو نہ پہلے کسی نے کی ہوگی نہ ہی بعد میں کوئی کر سکے گا۔ آپ کو ارشاد ہوگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اٹھایئے اور کیا چاہیے وہ پیش کیجئے۔ آپ کی سنی جائے گی، شفارش کیجئے قبول کی جائے گیاور مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ حضور حق سے آپ کو خطاب ہوگا۔

جہنم سے نکال لایئے جس کے دل میں گندم کے دانہ برابر بھی ایمان ہو، پھر آپ تیسری بار لوٹ کر آئیں گے اور بارگاہ قدس میں سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کریں گے جو نہ پہلے کسی نے کی ہوگی نہ ہی بعد میں کوئی کر سکے گا، تو بارگاہِ الٰہی سے اجازت ملے گی کہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لایئے جس کے دل

میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہو۔ پھر آپ حق تعالیٰ کی جناب میں سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کریں گے جو نہ پہلے کسی نے کی ہوگی نہ بعد میں کوئی کر سکیں گا آپ کو حضور عالی سے خطاب ہوگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر اٹھایئے، بات اپنی کہہ دیجئے سنی جائے گی، شفارش کیجئے قبول ہوگی، مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا حضور خاتم النبیین عرض کریں گے یا رب جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا (یعنی کلمہ توحید کے اقرار کرنے والے کی مغفرت ہونی چاہئے) حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جواب دیا جائے گا، یہ آپ کا حصہ نہیں یہ میرا کلمہ میرے لئے ہے اور آج اس کی جزاء میں ہی دوں گا۔ (صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۴۸۰ جلد ۱۴ صفحہ ۴۰۱۔ اس حدیث کی سند حسن ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے کئی اہم امور کا انکشاف کیا ہے، جو بذات خود محاسن ختم نبوت میں سے ہے۔

(۱) تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے لئے بروز قیامت نور کا منبر لگایا جائے گا اور بطور خاص حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کا منبر تمام انبیاء علیہم السلام کے منبروں سے بحسب مراتب خاتمیت نبوت و رسالت اَطْوَلُ وَ اَنْوَر (لمبا اور سب سے زیادہ منور) ہوگا، بظاہر سبب اس کا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت تمام انبیاء سے سابق اور پہلے سے ہے اور اس دنیا کا فنا ہونا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر اللہ کی جانب سے مقدر اور متعین ہے تو زمانۂ نبوت ازل سے ہوا۔ جس کو اس طرح بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ رب العزت نے جب روز مبداء بشر و آدمی اور حضرت آدم کو پہلا انسان بنایا تو اس سے پہلے ہمارے حضرت محمد خاتم النبیین علیہ

الصلوۃ والسلام کی نبوت کا آفتاب طلوع ہو چکا تھا اور قیامت تک کے لئے ختم نبوت کی شان سے نمایا تھا اور یہ بھی خلاق عالم نے فیصلہ کر دیا تھا کہ خاتم النبوۃ، محمد رسول اللہ ہی باب شفاعت کبری پر کھڑے کئے جائیں گے، یعنی جس نبی امی پر ختم نبوت ہوئی وہی شفاعت کا حقدار ہو گا، اس لئے منبر ختم نبوت تمام نبیوں کے منبر سے طویل بھی ہو گا اور منور اس لئے کہ نور نبوت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام عالم روحانیات اور الٰہیات میں مثل آفتاب کے نمایا ہے یعنی تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا نور نبوت مثل ستاروں کے ہے کہ عالم اسباب میں تمام فطری روشنیاں آفتاب سے اپنے کو روشن کرتی ہیں اور ہر چیز کی روشنی آفتاب میں مدغم بھی ہو جاتی ہیں۔ یعنی آفتاب کی روشنی میں جا کر مل جاتی ہیں، تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام سے روشنی بھی ملی اور تمام نبیوں کی نبوت بروز شفاعت حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت کے تحت شفاعت کے دن زیر اثر بھی ہو گی۔ اس لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نبوت تمام انبیاء کے نور کے مقابلہ میں نور اعظم ہو گا اور منبر اطول ہو گا۔

قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اُمّی عربی کے لقب سے پکارا جائے گا

(۲) دوسری بات جو محاسن ختم نبوت کے قبیل سے اس حدیث مبارکہ میں آئی کہ آواز دی جائے گی، کہ نبی اُمّی کہاں ہیں؟ جس کا جواب دیا جائے گا کہ تمام کے تمام انبیاء علیہم السلام اُمّی ہیں۔ کُلُّنَا نَبِیٌّ اُمِّیٌّ ان میں سے آپ کن کو بلانے آئے ہیں۔ یا نبی اُمّی سے مراد آپ کی کون عظیم شخصیت ہے؟ وہ جواب دیں گے

کہ ہماری مراد نبی اُمّی عربی ہیں، یعنی تمام اُمّی انبیاء کے **خاتم الاُمّیین، خاتم النبیین الاُمّیین۔**

اب بات صاف اور واضح ہو جائے گی کہ یہ آواز اور طلب و جستجو نبی اُمّی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے، اس تعیین اور وضاحت کے بعد شافع محشر، سید الاولین والآخرین، خاتم الانبیاء والمرسلین جلوہ افروز ہوں گے اور باب جنت پر پہنچیں گے دستک دیں گے، سوال ہوگا کون؟ جواب ہوگا محمد، یا احمد، سوال ہوگا کیا بلایا گیا ہے؟ ہاں بلایا گیا ہے؟

قابل غور بات یہ ہے کہ مجمع ہوگا، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا اور منادی و پکارنے والا پکارے گا: نبی اُمّی کہاں ہیں؟ اس پکار میں جو خاص صفت بتلائی جا رہی ہے وہ ہے نبی اُمّی کی تلاش و جستجو، آخر کیوں؟

اس سوال کا جواب فَيَتَجَلَّى لَهُ الرَّبُّ وَلَا يَتَجَلَّى لِنَبِيٍّ قَبْلَهُ کے خوبصورت الفاظ میں آ گیا، اس کی وضاحت اللہ نے چاہا تو آئندہ اوراق میں ہوگی، ابھی تو نبی الاُمّی کی بات چل رہی ہے۔ ''اُمّی'' یا تو ام بمعنی والدہ کی طرف منسوب ہے، جس طرح بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر کسی مخلوق کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا، اس پر کمال یہ ہے کہ جن علوم و معارف اور حقائق و اسرار کا آپ نے افاضہ فرمایا، کسی مخلوق کا حوصلہ نہیں کہ اس کا عشر عشیر پیش کر سکے۔ پس نبی اُمّی کا لقب اس حیثیت سے آپ کے لئے مایۂ صد افتخار ہے، اور یا، اُمّی، کی نسبت، ام القری کی طرف ہو جو مکہ معظّمہ، کا لقب ہے، جو آپ کا مولد شریف تھا (تفسیر عثمانی)

اللہ کا ارشاد ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (آل عمران ۱۵۷)

وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی اُمّی ہے۔ (شیخ الہندؒ)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ (آل عمران ۱۵۸)

سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر (شیخ الہند)

سورۃ الجمعہ میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ (الجمعة۔ ۲)

وہی ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں اور ان کو سنوارتا ہے اور سکھلاتا ہے اور ان کو کتاب اور عقلمندی اور اس سے پہلے وہ پڑے ہوئے تھے صریح بھول میں۔ (شیخ الہند)

جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اُمّیّین (ان پڑھ) عرب کو کہا، جن میں علم و ہنر کچھ نہ تھا، نہ کوئی آسمانی کتاب تھی، معمولی لکھنا پڑھنا بھی بہت کم آدمی جانتے تھے، ان کی جہالت و وحشت ضرب المثل تھی، اللہ کو بالکل بھولے ہوئے تھے، بت پرستی، اوہام پرستی، اور فسق و فجور کا نام، ملت ابراہیمی، رکھ چھوڑا تھا۔ اور تقریباً ساری قوم صریح

گمراہی میں پڑی بھٹک رہی تھی، ناگہاں اللہ نے اسی قوم میں سے ایک رسول اٹھایا جس کا امتیازی لقب، نبی اُمّی، ہے، لیکن باوجود اُمّی ہونے کے اپنی قوم کو اللہ کی سب سے زیادہ عظیم الشان کتاب پڑھ کر سناتا۔ اور عجیب وغریب علوم و معارف اور حکمت ودانائی کی باتیں سکھلا کر ایسا حکیم وسائستہ بناتا ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے حکیم ودانا اور عالم و عارف اس کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس طرح خَاتَمُ النَّبِيِّيْن خاص الخاص صفت ولقب ہے، آپ کا خاص لقب خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ الْاُمِّيِّيْن ہے ہمارے حضرت کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ نبی اُمّی، کو اُمِّيِّيْن بے پڑھے لکھے لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا گیا اس بعثت نبی اُمّی میں اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کارفرما ہے کہ نبی اُمّی کو بے پڑھے لکھے لوگوں میں بھیجا جارہا ہے اور نبی اُمّی اُمِّيِّيْن ان پڑھو کو وہ علم الٰہی اور علم وعرفان ربانی سکھلائے گا کہ آج تک اس علم ومعرفت کا اندازہ پڑھنے والوں کو بھی حیران کررکھا ہے، یہ خود بھی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کے نبوت کی قطعی دلیل وشہادت ہے اور نبی اُمّی پوری دنیا کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اللہ کا سچا رسول و نبی آخر ہے، اگر تم کو شک وشبہ ہے تو جو کلام الٰہی اُمّی نبی پیش کررہا ہے سب جہاں والے اس کلام کا سا کلام پیش کرو؛ کیونکہ تم منکرین اس نبی اُمّی کو نبی ورسول ماننے میں شک کرتے ہو۔ آج تک تو کسی سے نہ بن پڑا نہ ہی بن پڑے گا تو پھر مان لو محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ہیں۔

حاصل کلام

معلوم ہوا انبیاء کی تمام جماعت اُمّی ناخواندہ تھی اور حضرت محمد رسول اللہ

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ الْاُمِّيِّينَ ہیں۔یعنی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا کوئی استاذ نہیں کوئی معلم نہیں، کوئی اتالیق نہیں، اور استاذ کا نہ ہونا یہی دلیل نبوت ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کا استاذ مخلوق کو بننے نہیں دیا اور جس کسی کا کوئی استاذ ہو، اتالیق ہو، معلم ہو، وہ نبی نہیں بنایا جاتا ہے۔ اگر ایسا شخص نبوت کا دعوی کرے تو جھوٹا ہوتا ہے؛ کیونکہ وہ نبی خود بنتا ہے، جو خود نبی بنتا ہے وہ کذاب و دجال، مفتری ہے۔ مرزا غلام قادیانی نے خود لکھا ہے:

> ابتدائی تعلیم: اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا، جنہوں نے قرآن شریف پڑھایا۔
>
> دس برس کی عمر کے بعد فضل احمد تھا، جنہوں نے عربی پڑھایا، سترہ اٹھارہ سال کا ہوا تو گل علی شاہ۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳، مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۳۔ص ۱۷۹ تا ۱۸۱۔ از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی جھوٹا و کذاب ایک جگہ لکھتا ہے:

> میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے، کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ (ایام الصلح ص ۱۶۸، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴ ص ۳۹۴ از مرزا قادیانی)

اب دونوں باتوں کا موازنہ کیجئے، دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ کہ خود حلفاً استاذ کا انکار کرتا ہے اور خود اپنے استاذ کا نام بھی لکھ دیتا ہے۔!!!

مرزا قادیانی کا اعتراف حقیقت

خود مرزا غلام قادیانی نے اپنی زندگی کی سب سے پہلی کتاب جو بقول اس کے اس نے اللہ کی طرف سے مُلْھَمْ مَامُوْر ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کی تھی اس کے اندر اس طرح لکھا ہے۔

لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاذ اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔ (خزائن جلد ا صفحہ ۱۶)

اس تحریر کی روشنی میں مرزا قادیانی خود اعتراف کر رہا ہے کہ انبیاء کا کوئی استاد نہیں ہوتا، اور جس کا استاذ ہو وہ نبی نہیں ہوتا، اس کی مثال حدیث کے رو سے وہی ہے کہ صَدَقَ الخَبِیْثُ۔ (خبیث نے سچ کہا) کبھی خبیث بھی سچ بولتا ہے؟ نہیں نہیں، اللہ خبیث سے سچ اگلوا دیتا ہے، بلوا دیتا ہے۔ یہ بھی صداقت کی ایک خوبی ہے کہ سچ چھپتا نہیں اور جھوٹ رسوا و ذلیل کرنے سے چھوڑتا نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب جن کو پکڑ لیا تھا تو اس نے حفاظت کی تدبیر بتلاتے ہوئے آیۃ الکرسی پڑھنے کو کہا تھا، یہ تفصیل حدیث میں موجود ہے، جب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو حضرت ابو ہریرہؓ نے بتلایا تو خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ صَدَقَ الخَبِیْثُ، تھا تو وہ خبیث پر بات کہہ دی سچی و پکی، یہی معاملہ مرزا خبیث کا ہے کہ اللہ نے سچی بات لکھوا دی، جس سے اس کا جھوٹا ہونا واضح ہو گیا۔

(فرق:۲) سچے نبی اپنی عمر کے چالیس سال بعد یکدم نبوت کا اعلان کرتے ہیں بتدریج نہیں۔

ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گذرنے کے بعد یکدم بحکم رب العلمین مخلوق کے روبرو دعوی نبوت کر دیتا ہے، بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت نہیں ملتا کہ پہلے وہ مُحَدَّث، پھر مجدد اور بعد میں نبوت کا دعوی کرے۔

(فرق:۳) سچے نبی کا نام مفرد ہوتا ہے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سرور کائنات خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام کے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے نام مفرد تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہیں تھا (اس کے برعکس جھوٹے نبی کا نام مرکب ہوا یعنی غلام احمد، عجیب بات ہے کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کذاب ہے؛ کیونکہ غلام ہوگا تو احمد نہیں اور جو ''احمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں وہ غلام ہونے سے مبرأ اور پاک ہیں) قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے ناموں کو پڑھ جایئے ان کا نام مفرد ہے مرکب نہیں۔ یہاں پر ذو الکفل اور ذوالنون کے ذریعہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ یہ دونوں الفاظ مرکب ہیں، اس لئے کہ حضرت ذوالکفل کا اصل نام ''بشر'' تھا جبکہ ''ذوالکفل'' لقب تھا، اسی طرح ''ذوالنون'' بھی حضرت یونس کو کہا گیا ہے ان کا بھی اصل نام ''یونس'' مفرد ہے۔

(فرق:۴) سچے نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتے

سچے نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ابن ماجة: ۲۲۳، حسن)

''انبیاء دینار و درہم کا وارث نہیں بناتے وہ صرف علم کا وارث بناتے ہیں اس لیے جس نے علم حاصل کیا بڑا حصہ حاصل کیا''

جبکہ مرزا قادیانی ترکہ چھوڑ کر مرا اور کچھ اولاد کو محروم الارث کیا۔

ختم نبوت کی خاتمیت کا امتیاز ہے کہ وراثت نہیں

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ سچے انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے، اور وراثت نہ چھوڑنا معیار نبوت ہے اور خاتم النبیین علیہم الصلاۃ والسلام نے تو امت کو ہدایت کر دی کہ نبی وراثت نہیں چھوڑتا اور اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

جب مال میں وراثت نہیں چلتی تو نبوت و رسالت میں کہاں کا بروزی وظلی ہوگا۔ اس کے برخلاف جھوٹا و جعلی مدعیٔ نبوت کا وارث بھی ہوگا اور وہ وراثت میں مال بھی چھوڑے گا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی مال چھوڑا۔ جائیداد چھوڑا، جھوٹی نبوت کا دعوی کر کے ابدی لعنت وذلت کا وبال چھوڑا۔

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی تمام زندگی درویشانہ اور فقیرانہ تھی، دو مہینہ تک گھر میں ''توا'' نہیں چڑھتا تھا، پانی اور کھجور پر گذر تھا، کچے حجروں میں زندگی بسر فرماتے تھے، کمبل پوش تھے اور بوریے اور ٹاٹ پر بیٹھتے تھے، آپ کے پاس کیا رکھا تھا کہ جو وفات کے بعد وارثوں کے لئے چھوڑ جاتے۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَاللهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا أَمَةً، إِلَّا بَغْلَتَهُ وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا تَرَكَهَا

صَدَقَۃً. (رواہ البخاری ۱۴۰۰/۳۸۲)

حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی درہم چھوڑا نہ دینار، اور نہ غلام اور نہ باندی اور نہ کوئی شی۔ مگر ایک سفید خچر اور ہتھیار اور کچھ زمین جس کو اپنی زندگی ہی میں مسلمانوں کے لئے صدقہ (وقف) کر گئے تھے۔ (بخاری:۱/۳۸۲)

عن أَبی بَکرٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا نُورَثُ مَاتَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابوبکرؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہم جو انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہوتے ہیں، ہمارا وارث کوئی نہیں ہوتا ہے جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ سب راہ حق میں صدقہ ہوتا ہے۔

معیار ختم نبوت: انبیاء کی وراثت نہیں

حدیث میں جس زمین کا تذکرہ ہے، اس سے مراد نبو نضیر کی زمین ہے جو حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور خاتم الانبیاء علیہ السلام کو بطور ''فی ''' عطا فرمائی تھی دوسرے خیبر کی زمین جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہم میں ملی تھی، تیسرے فدک کی نصف زمین جو فتح خیبر کے بعد صلحاً حاصل ہوئی تھی۔

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام ان زمینوں پر تصرف منجانب اللہ متولیانہ تھا نہ کہ مالکانہ، یہ زمین حق تعالیٰ کی تھیں یعنی وقف تھیں اور حضرت خاتم لنبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم الٰہی اس کے متولی تھے۔ اور اللہ عزوجل کے حکم سے ہی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازوج مطہرات کا سالانہ نفقہ دیتے تھے، حضور علیہ

الصلاۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس بات کی وضاحت فرما دیا کہ میں نے خود حضرت خاتم الانبیا علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا ہے کہ ہم گروہ انبیاء نہ کسی کے مال کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث بنتا ہے۔ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب فی سبیل اللہ صدقہ وخیرات ہے۔

وراثت نہ ہونے کی حکمت

(۱) حکمت اس میں یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کو یہ معلوم ہو جائے کہ حضرات انبیاء نے دعوتِ حق اور تبلیغ دین میں جو کچھ بھی محنت اور مشقت اٹھائی وہ محض حق تعالیٰ کے لئے تھی، اس سے دنیا مطلوب نہ تھی، یہاں تک کہ اولاد کو بھی اس میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔

(۲) نیز انبیاء کرام امت کے حق میں روحانی باپ ہیں،لہذا ان کا مال امت کے تمام افراد کے لئے وقف ہوگا، کسی خاص فرد کے لئے مخصوص نہ ہوگا۔

(۳) نیز حضرات انبیاء کرام ہر وقت بارگاہ رب العزت میں حاضر اور مقیم رہتے ہیں اور مالک حقیقی کی مالکیت ہر وقت ان کی نظروں کے سامنے رہتی ہے۔

اسی لئے حضرات انبیاء کرام اپنے آپ کو کسی چیز کا بھی مالک نہیں سمجھتے۔جیسا کہ بزرگوں کا قول ہے:

اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یَشْهَدُوْنَ مِلْکًا مَعَ اللّٰهِ

''یعنی انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کی ملکیت کو نہیں دیکھتے''

عوام کی نظروں سے مالک حقیقی کی ملکیت چونکہ پوشیدہ ہے اس لئے وہ اپنے آپ کو مالک مجازی سمجھتے ہیں،مگر انبیاء کرام اپنے کو مالک مجازی بھی نہیں سمجھتے،

جو چیز ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس کو اللہ ہی کی تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم رب ذوالجلال کے دستر خوان پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم کو اس سے منتفع اور مستفید ہونے کی اجازت ہے۔

اسی وجہ سے ان اموال میں انبیاء کرام پر زکوۃ واجب نہیں ہوئی اور اور نہ وفات کے بعد ان پر میراث اور وصیت جاری ہوتی ہے۔ (سیرۃ المصطفی: ۱۳۶/۳)

ختم نبوت کی ابدیت اور حرمتِ ازواج مطہرات

عام بشر جب مر جاتے ہیں تو ان کا ترکہ ان کے عزیزوں میں تقسیم ہو جاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام کی شان یہاں بھی مختلف نظر آئی ہے ان کی میراث کسی کو نہیں ملتی وہ سب راہ حق میں صرف کی جاتی ہے، سبحان اللہ اور جو ہستیاں اپنی حیات میں دنیوی طمع کا کوئی داغ اپنے دامن پر لگنا گوارنہیں کرتیں، ان کے لئے یہ بھی مناسب نہیں سمجھا گیا کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان پر اس داغ کے لگانے کی کوئی دشمن جرأت کر سکے۔

اسی لئے ان کی خاص ذریت کے حق میں زکوۃ کا مال حرام قرار دیدیا گیا ہے۔ اب اندازہ کر لینا چاہئے کہ ان کی موت عام بشر تو درکنار شہداء سے بھی کتنی ممتاز ہوتی ہے، شہداء کے حق میں قرآن کریم نے حیات کا لفظ گو استعمال فرمایا ہے اور ان کو رزق بھی ملنے کی بشارت دی ہے مگر ان کا ترکہ پھر عام انسانوں کی طرح ان کے عزیزوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے یہاں اس کی بھی اجازت نہیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کو آئندہ ہمیشہ کے لئے نکاح کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔

غور کرنا چاہئے کہ شہداء ہوں یا بڑے سے بڑا بزرگ کسی کی ازواج کو بھی

شوہروں کی وفات کے بعد نکاح کرنے سے روکا نہیں گیا۔مگر نبی کے حق میں اس کو اتنا اہم سمجھا گیا کہ اس دفعہ کو خود قرآن کریم نے اعلان کروایا ہے،مگر ان کے حق میں یہ سخت دفعہ ان کی مرضی کے بغیر لگائی نہیں گئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں ان کو اختیار دیدیا گیا تھا وہ چاہیں تو دنیا کو اختیار کرلیں اور چاہیں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرلیں۔

گویا اس میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اگر انہوں نے دوسری صورت کو ترجیح دی تو پھر آئندہ نکاح کا ان کو کوئی حق نہیں رہے گا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بڑی اہمیت محسوس کی اور سب بیویوں کو خود جا جا کر یہ پیغام سنا دیا اور جب ان میں سب سے پہلے حضرت عائشہؓ نے یہ جواب دیدیا کہ یہ بات نہ استخارہ کی محتاج ہے نہ کسی سے مشورہ کرنے کی۔ہم ایک طرف ہو کر آخرت اختیار کرتے ہیں تو گویا یہ بات برضاء ورغبت خود اختیار کرلی گئی تھی۔

اس میں رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام بھی ملحوظ تھا، باپ کی منکوحہ جو اپنی والدہ نہ ہو وہ بھی اولاد پر حرام ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں وہ سب سے بڑی اولاد کے نکاح میں آسکتی تھی مگر اسلام نے اس کو والد کے احترام کے خلاف سمجھا اور ہمیشہ کے لئے اس کو اولاد پر حرام کردیا ہے،لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ابوت، چونکہ ساری امت کے ساتھ تھی اس لئے یہاں تمام امت کے حق میں اس احترام اور حرمت کو باقی رکھا گیا ہے،اس کے علاوہ جب ان کی حیات کا مسئلہ سب سے ممتاز رکھا گیا تھا تو وفات کے بعد اس صفت میں بھی ان کو عام بشر سے ممتاز رکھا گیا۔(ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۲۶۷)

(فرق:۵) سچے نبی جہاں وفات پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں اور جہاں دفن ہونا انہیں پسند ہوتا ہے وہیں ان کی وفات ہوتی ہے۔

سچے نبی جہاں فوت پاتے ہیں وہیں دفن ہوتے ہیں، نیز سچے نبی جہاں دفن ہونا پسند کرتے ہیں وہیں حق تعالی ان کی روح قبض کرتا ہے، قبضِ روح اور دفن کے مقام ومکان میں سچے نبی کی محبوبیت اور پسندیدگی کا احترم واکرام ہوتا ہے، یہ خصوصیات انبیاء علیہم السلام ہیں، اور یہ حیات انبیاء کی بھی دلیل ہے کہ انبیاء جس جگہ آرام کرر ہے تھے وہیں سے رفیق اعلی کے حضور تشریف لے گئے، تو وہ زندہ ہیں اور زندہ نبی کو اس کے مقام استراحت سے کسی امتی کے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کی آرام گاہ کو بدل دے، جبکہ وہ جگہ ان کو پسند و محبوب ہے۔ واللہ اعلم

جبکہ جھوٹا مدعی نبوت مرزا قادیانی احمد یہ بلڈنگ برانڈ رتھ روڈ لاہور کی لیٹرین میں عبرت ناک موت مرا اور قادیان (بھارت) میں دفن ہوا۔ (تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت ۱۴۵)

مرزا قادیانی اگر بقول خود نبی تھا تو کیا اس کی تمنا لیٹرین میں مرنے کی تھی؟ لیٹرین میں اس کو دفن ہونا تھا؟ مرا وہ لاہور میں اور دفن ہوا قادیان میں؛ کیونکہ وہ جھوٹا تھا اور دجال تھا، بقول خود دجال کے گدھے پر لاد کر اس کی ارتھی لائی گئی، مرزا غلام احمد قادیانی ریل گاڑی کو دجال کی سواری کہتا تھا، اللہ تعالی نے دکھلا دیا کے وہ جھوٹا تھا، اب نار وسقر میں عذاب پا رہا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ، قَالَ: مَا قَبَضَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ،

ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ (رواه الترمذی۔ ج ۱ کتاب الجنائز : باب فی قتلی احد، رقم الحدیث: ۱۰۱۸، ترجمان السنة: ۲۶/۳)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کر گئی تو صحابہ میں حضورؐ کی تدفین کے مسئلہ کو لے کر اختلاف ہوا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے، جس کو میں بھولا نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح قبض نہیں کرتے مگر اس جگہ جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے۔ پس صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بستر کی جگہ میں دفن کیا۔

حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات جس طرح ممتاز ہوتی ہیں ان کی وفات میں بھی امتیاز ہوتا ہے۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام کے جسم مبارک زندوں کی طرح زمین کے تخریبی اثرات سے محفوظ رہتے ہیں، وہ اپنی قبروں میں نمازیں بھی پڑھتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے دفن میں بھی عام لوگوں سے امتیاز ہوتا ہے وہ ہر جگہ عام دستور کے مطابق دفن نہیں ہوتے بلکہ وہیں دفن ہوتے ہیں جہاں ان کی تمنا ہوتی ہے۔

چونکہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی اس لئے یہ اس کی دلیل تھی کہ اسی جگہ دفن ہونے کی آپ کی تمنا تھی لہذا آپ وہیں دفن کئے گئے۔ گویا جو آپ کی قیام گاہ تھی وہی آپ کا مدفن رہا اور وہی آرام گاہ بنا رہا اور ہے۔

(فرق:٦) سچے نبی اسی لباس میں غسل دئے جاتے ہیں جس میں ان کی روح قبض ہوتی ہے، ان کا کپڑا اتارا نہیں جاتا۔

عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ: لَمَّا أَرَادُوا غَسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَاللّٰهِ مَا نَدْرِي أَنُجَرِّدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا، أَمْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ: أَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ (رواه ابو داؤد: ۳۱۴۱، ترجمان السنة: ۳/۲۶۲)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا، وہ کہنے لگے ہمیں معلوم نہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کپڑے اتار ڈالیں جس طرح ہم اپنے دوسرے مردوں کے ساتھ کرتے ہیں، یا ہم کپڑے کے ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیدیں، جب اس مسئلہ میں ان کے اندر اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کردی حتی کہ ان میں کوئی ایسا باقی نہ رہا جس کو نیند نہ آئی ہو، اور اس کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر نہ جھک گئی ہو، پھر گھر کے ایک کونے سے ایک کہنے والے نے کہا (جس کے متعلق لوگوں کو معلوم نہیں کہ وہ کون تھا) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تم کپڑوں سمیت غسل دو۔

ہاتف غیبی نے شان خاتمیت وعصمت کا اعلان کردیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات پیش آنے والی باتیں ایک ایک کر کے بتائی تھیں۔

عام دستور یہی تھا کہ مردہ کے کپڑے اتار کر پردہ والے حصہ کو ڈھانک کر غسل دیا کرتے تھے۔

مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو حیات ابدی حاصل تھی، وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس طرح غسل دیا جائے۔ صحابہ کرام کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی۔ ایک طرف ادب واحترام دوسری طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی مرتبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتیازی شان، اجتہاد میں ہر ایک اپنی سمجھ پر عمل کا مکلف ہے، اس لئے باہم صحابہ کا اختلاف ناگزیر تھا۔

مگر قدرت نہیں چاہتی تھی کہ یہاں کوئی اختلافی شکل باقی رکھی جائے۔ چنانچہ ہاتف غیبی کے ذریعے فیصلہ کر دیا گیا۔ (ترجمان السنۃ ج ۴ ص ۴۶۱)

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ ولسلام کو اللہ رب العزت نے حیات میں حیاء وغیرت کا مجسم نمونہ بنایا تھا، لہٰذا وصال حق اور رفیق اعلی کی انابت میں جو حضور حق کی حضوری اور شہود کا مقام ہے شان حیاء اور بلند ہوگئی اس لئے ملاء اعلی سے غیبی نظام قدرت کے تحت اس عقیدہ اور عقدہ کو ہاتف غیبی کے ذریعہ حل کر دیا گیا، تاکہ کائنات عالم کے خاتم النبیین کا جسد اطہر کا ستر، امت کی نگاہوں سے استر ہی استر ہو۔

اور خاتم الانبیاء کی حیات بعد از وصال بھی رشک خاتم الانبیاء ہو، غسل کی شان بھی ستر کے ساتھ ہاتف غیبی کی ہدایت سے ہو۔

اللہ اکبر کبیرا۔ کیا مقام مکان وصال ہے کہ جس ذات پر عالم غیب سے وحی کا نزول ہوتا تھا آج اسی حجرہ ومکان میں ہائف غیبی اصحاب خاتم النبیین کو مخاطب کر کے امام الحیاء خاتم الانبیاء کے غسل کے اداب بتلا رہے ہیں۔ و صلی

اللہ علی خاتم النبیین اور یہ بھی واضح کررہے ہیں کہ انبیاء کو حیات زندگی میں اور وصال حق میں بھی حاصل ہوتی ہے۔ لہذا ان کو ان کے لباس ہی میں غسل دیدو اور یہی عرش عظیم کے رب کو پسند ہے۔ اور خاتم النبیین کی خصوصیت وصال حق کو ختم نبوت کی شان انفرادی وامتیازی کو غسل میں بھی نمایاں رکھو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ غسل دے رہے تھے، اور حضرت عباسؓ اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم رضی اللہ عنہما کروٹیں بدلتے تھے اور اسامہ اور سقران پانی ڈال رہے تھے۔ (سیرۃ المصطفی: ۳/۸۰)

(فرق:۷) سچے نبی کی وفات کے بعد ان کے اہل بیت کی فرشتے تعزیت کرتے ہیں

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: "لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ عَزَّتْھُمُ الْمَلَائِكَةُ يَسْمَعُونَ الْحِسَّ وَلَا يَرَوْنَ الشَّخْصَ، فَقَالَتِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَھْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہُ، إِنَّ فِي اللّٰہِ عَزَاءً مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ، وَخَلَفًا مِنْ كُلِّ فَائِتٍ، فَبِاللّٰہِ فَثِقُوا، وَإِيَّاہُ فَارْجُوا، فَإِنَّمَا الْمَحْرُومُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَكَاتُہُ۔ (ترجمان السنة ج ۴ ص ۲۶۲۔ خصائص کبری ج ۲ ص ۵۶۱، حاکم۔ بیھقی۔ ترجمان السنة ۴/۳/۲۶۴)

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوچکی تو فرشتوں نے بھی آپ کے گھر والوں کی تعزیت کی وہ آواز سنتے تھے اور کسی شخص کو دیکھتے نہ تھے، وہ آواز یہ تھی:

السلام علیکم اھل البیت ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

اے رسول اللہ کے اہل بیت تم پر سلامتی ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، ہر مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی ذات باعث صبر ہے اور ہر نکل جانے والی چیز کا اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانشین ہے۔ پس اللہ ہی پر بھروسہ رکھو، اور اسی سے امید رکھو، محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم کیا گیا (تم کو صبر کا ثواب مل کر رہے گا) تم محروموں میں نہیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جن اہل بیت کی شان میں، اور جن کے گھروں میں کبھی وحی ربانی اترا کرتی ہوان کے گھروں میں صرف ایک غیبی آواز پر تعجب کیا ہے؟

عام بشر کی تعزیت عام بشر کر لیتے ہیں، مگر رسول وہ ہیں جن کے گھر والوں کی تعزیت میں اللہ کے مقدس فرشتے بھی شریک رہتے ہیں۔ (ترجمان: ۳؍ ۲۶۴)

عام انسانوں کی تعزیت آدمی کرتے ہیں، یہ ایک فطری جذبہ ہے مگر انبیاء کرام کا گھرانہ، ایسا ہوتا ہے کہ فرشتوں کو اس سے کسی نہ کسی درجہ میں لگاؤ ہوتا ہے، نزول وحی کے موقع سے فرشتے آتے رہتے ہیں، جس نبی سے فرشتوں کا لگاؤ ہوگا یقینا اس کے گھر والوں سے بھی کچھ نہ کچھ تعلق خاطر ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات یقینا ایک حادثۂ عظمیٰ تھا۔ جس سے سبھی متاثر ہوئے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کا زیادہ غمگین ہونا قدرتی تھا اور وہ واقعۃً تعزیت کے مستحق تھے بھی۔ اس لئے فرشتوں نے صبر کی تلقین کی مگر اسطرح یہ تعزیت ہوئی کہ وہ مجسم ہو کر سامنے نہیں آئے۔ (ترجمان السنۃ: ۴؍ ۴۶۲)

(فرق: ۸) الصادق الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جنازہ کی امتیازی خصوصیت

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قُلْنَا مَنْ يُغَسِّلُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ: رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ ، اَلْاَدْنٰى فَالْاَدْنٰى مَعَ

مَلَائِكَةٍ كَثِيرَةٍ يَرَوْنَكُمْ مِنْ حَيْثُ لَاتَرَوْنَهُمْ ، قُلْنَا: مَنْ يُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: إِذَا غَسَّلْتُمُونِي وَحَنَّطْتُمُونِي وَكَفَّنْتُمُونِي فَضَعُونِي عَلَى شَفِيرِ قَبْرِي، ثُمَّ اخْرُجُوا عَنِّي سَاعَةً، فَإِنَّ اَوَّلَ مَنْ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ جِبْرِيلُ وَمِيكَائِيلُ، ثُمَّ إِسْرَافِيلُ، ثُمَّ مَلَكُ الْمَوْتِ مَعَ جُنُودٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ ، ثُمَّ لِيَصَلِّ عَلَيَّ اَهْلُ بَيْتِيْ ثُمَّ ادْخُلُوْا عَلَيَّ اَفْوَاجًا وَفُرَادٰى ، قُلْنَا: فَمَنْ يَدْخُلُ قَبْرَكَ؟ قَالَ اَهْلِيْ مَعَ مَلَائِكَةٍ كَثِيْرِيْنَ يَرَوْنَكُمْ مِنْ حَيْثُ لَاتَرَوْنَهُمْ۔(اخرجه ابن سعد، والحاكم والبيهقي والطبراني وغيرهم، ترجمان السنة: ۲/۲۶۳ ، خصائص كبرى ۲/۲۷۶)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت زیادہ بڑھ گئی تو ہم لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کے وہ آدمی جونسب میں مجھ سے زیادہ سے زیادہ قریب تر ہوں، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اور فرشتے بھی شامل ہوں گے جو تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے ہو، پھر ہم نے عرض کیا اچھا آپ کی نماز کون پڑھائے؟ فرمایا: جب تم مجھے غسل دے کر، خوشبو لگا کر، اور کفن پہنا کر فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو میری اس چار پائی پر رکھنا اور اس کو میری قبر کے کنارہ رکھ دینا۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے تم سب باہر ہو جانا؛ کیونکہ سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھیں گے وہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، اس کے بعد پھر میکائیل، پھر اسرافیل پھر ملک الموت اور اس کے ساتھ اور بہت سے فرشتے ہوں گے۔

اور اس کے بعد میرے اہل بیت مجھ پر نماز پڑھیں۔ اس کے بعد تم لوگ جماعتیں جماعتیں اور علیحدہ علیحدہ داخل ہونا، ہم نے پوچھا اچھا تو آپ کو قبر میں

کون اتارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے گھر کے مرد اور ان کے ساتھ اور بہت سے فرشتے ہوں گے، جو تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔

مذکورہ حدیث میں حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے بعد کے چند امور کی وضاحت فرما کر معیار ختم نبوت کو روشن فرما دیا اور امت کو ختم نبوت کی عظمت ونزاکت کے باعث تمام ہدایات سے باخبر فرما دیا۔

(۱) یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو غسل کون دے؟

میرے اہل بیت میں سے جو نسب میں مجھ سے زیادہ سے زیادہ قریب تر ہوں اور وہ فرشتے جو تم کو دیکھتے ہیں اور تم ان کو نہیں دیکھتے۔

یعنی حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی خاتمیت کی امتیازی شان یہ ہے کہ اہل بیت میں جو سب سے قریب تر ہیں، اور فرشتے کی معیت ومشارکت جو مرتبہ ختم نبوت کی شان کے مناسب ہے۔

(۲) نماز جنازہ کون پڑھائے؟

جب تم مجھے غسل دے کر، خوشبو لگا کر، اور کفن پہنا کر فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو میری اس چار پائی پر رکھنا، اور س کو میری قبر کے کنارہ رکھ دیں (اس سے واضح ہو گیا کہ نبی کا جنازہ اسی چار پائی پر پڑھا جائے گا جس پر نبی کی روح قبض ہوئی ہے ور یہ علامات ختم نبوت ہے اور معیار نبوت ہے نیز یہ بھی علامات ختم نبوت ہے کہ خاتم النبیین کا جنازہ منتقل نہیں ہوا، نیز جنازہ کا قبر کی شفیر پر پڑھا جانا اور رکھنا بھی ختم نبوت کی واضح دلیل ہے)۔

(۳) پھر تھوڑی دیر کے لئے تمام لوگوں کا حجرہ مبارکہ کو خالی کر کے باہر چلے

جانا، نبی خاتم علیہ الصلاۃ والسلام پر سب سے پہلے، جبرئیل علیہ السلام نے نماز پڑھی پھر میکائل پھر اسرافیل پھر ملک الموت فرشتوں کی جماعت کے ساتھ یہ بھی ختم نبوت کی شان امتیازی ہے۔

(۴) پھر اہل بیت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کے بعد عام صحابہ یہ ترتیب بھی شانِ ختم نبوت ہے۔

(۵) قبر میں کون اتارے؟

حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے گھر کے مرد لوگ اور ان کے ساتھ فرشتوں کی جماعت۔

(نوٹ) اوپر جو علامتیں لکھی گئی ہیں وہ سچے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی علامت نبوت ہیں۔

جبکہ جھوٹا نبوت کا دعوی کرنے والا ان اوصاف سے عاری اور محروم ہی نہیں بلکہ لعین ہوتا ہے، مرتا کہیں اور ہے اور گرتا کہیں اور ہے، مثلاً: غلام قادیانی مرا تو لاہور میں غلاظت خانہ میں، اگر وہ سچا نبی ہوتا تو وہیں پائخانہ میں دفن ہوتا، دفن ہوا ہندوستان قادیان میں۔

مردار کے جسم کو ننگا کر کے پانی بہایا گیا، کیونکہ غسل تو خاص ہے مسلمانوں کے لئے، یہ تو مرتد و کافر، بد بخت مردود تھا۔

اس کی اَرتھی بھی اٹھائی مرتدین نے، اور اس پر لعنت بھیجی جبرئیل و میکائل و اسرافیل اور گروہ ملائکہ نے اور پوری دنیا کے عقیدۂ ختم نبوت پر جمنے والے مسلمانوں نے۔

بقول: مر گیا مردود، جس کی فاتحہ نہ درود۔ اس پر لعنت ہی لعنت بھرپور

آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنے خسر میر نواب ناصر سے کہا:

میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے (حیات ناصر: ص ۱۴)

عبرت ناک موت مرا ہے، منہ سے غلاظت نکلنے لگی یہ عذاب تو ایک کافر کو بھی نہیں ہوتا، جو اللہ تعالیٰ نے مرزا کو موت کے وقت دی ہے؛ کیونکہ اس لعین نے پوری زندگی غلاظت و نجاست ہی اسلام پر اور عقیدۂ ختم نبوت پر پھینکنے کی کوشش کرتا رہا۔ جو بات یہود و نصارا نے نہ کہی وہ کہہ کر لعنت و پھٹکار کا شکار ہو گیا۔

(فرق:۹) سچے نبی کی زندگی میں اور بعد از وفات ہر مسلمان کو فرداً فرداً صلاۃ وسلام کا حکم ہے۔

سچے نبی پر بعد وصال صلاۃ وسلام بغیر امام تنہا اور جماعت در جماعت عام مؤمنین و مؤمنات پڑھتے ہیں۔

علامہ سہیلیؒ فرماتے ہیں کہ حق جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (احزاب: ۵۶)

اس آیت میں ہر مسلمان کو صلاۃ وسلام کا ''فرداً، فرداً'' حکم ہے، جس طرح آپ کی حیات میں صلاۃ وسلام بغیر امام اور بغیر جماعت کے فرض تھا، اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی بغیر کسی جماعت اور امام کے صلاۃ وسلام کا فریضہ فرداً فرداً ادا کیا گیا۔

چنانچہ ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ ایک گروہ کے ساتھ حجرہ نبوی میں داخل ہوئے اور جنازۂ نبوی کے سامنے کھڑے ہو کر یہ پڑھا:

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله، اللهم انا نشهد انه قد بلغ ما انزل الیه ونصح لامته وجاهد فی سبیل الله حتی اعز الله دینه وتمت كلمته فاجعلنا یا الهنا ممن یتبع القول الذی انزل معه واجمع بیننا و بینه حتی یعرفنا و نعرفه فانه كان بالمومنین رؤفا رحیما، لانبتغی بالایمان بدلا ولا نشتری به ثمنا

''سلام ہو آپ پر اے اللہ کے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر۔ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سب کچھ پہنچا دیا جو ان پر اتارا گیا اور آپ نے امت کی خیر خواہی کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کیا اور اس کا بول بالا ہوا، اے اللہ! ہم کو ان لوگوں میں سے بنا جنہوں نے آپ کی وحی کا اتباع کیا اور ہم کو آپ کے ساتھ جمع کر، آپ مسلمانوں پر بڑے مہربان تھے، ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ اور قیمت نہیں چاہتے''۔

لوگوں نے آمین کہی، جب مرد فارغ ہو گئے تو عورتوں اور عورتوں کے بعد بچوں نے اسی طرح کیا۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں صاحب زادے فضل رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ نے آپ کو قبر میں اتارا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو کوہان کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت تیار کی اور پانی چھڑکا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفن سے فارغ ہو کر کف افسوس ملتے ہوئے

اور خون کے آنسو بہاتے ہوئے اور اس مصیبت کبریٰ پر **انا اللہ وانا الیہ راجعون** پڑھتے ہوئے گھروں کو واپس ہوئے۔

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طیبهن القاع والکرم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف و فیه الجود والکرم
أنت النبی الذی ترجی شفاعته
عند الصراط اذا ما زلت القدم

''اے ان تمام میں بہترین ہستی جن کی ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں، اور ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے، میری جان اس قبر پر قربان جس میں آپ تشریف فرما ہیں، جس میں پارسائی، سخاوت اور شرافت موجود ہے، آپ ہی وہ نبی ہیں جن کی شفاعت کی اس وقت امید لگائی جائے گی جب کہ پل صراط پر قدم پھسل رہے ہوں گے''

الا یا ضریحا ضم نفسا زکیة
علیک سلام اللہ فی القرب و البعد
علیک سلام اللہ ماهبت الصبا
وما ناح قمری علی البان و الرند
وما سجعت ورق و غنت حمامة
وما اشتاق ذو وجد الی ساکنی نجد

وما لی سوی حسبی لکم آل احمد
امرغ من شوقی علی بابکم خدی

''اے وہ قبر جو ایک پاکیزہ شخصیت کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے! تجھ پر بہر مکان اللہ کی سلامتی اس وقت تک برستی رہے جب تک باد صبا چلتی رہے، اور جب تک خوش آواز پرندے طویل القامت نرم وگداز اور خوشبودار درختوں پر گنگناتے رہیں، اور جب تک پتے پھڑ پھڑاتے رہیں، اور جب تک پرندے ترنم گاتے رہیں، اور جب تک صاحب شوق نجد کے باشندوں سے وصال کا مشتاق رہے ، اے آل بیت اطہار! تمہارے ذکر خیر کے سوا میرے پاس کوئی سرمایہ نہیں، میں تو مارے شوق کے تمہاری چوکھٹ پر اپنے رخسار کو رگڑتا رہتا ہوں''

(فرق:۱۰) سچے نبی پر اللہ کا سلام نازل ہوتا ہے

سچے انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا سلام نازل ہوا، قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ()وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ()وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ()

ترجمہ: آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

اور خوبی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی عظمت بندوں کے دلوں میں ڈالی اور پھر

انبیاء ومرسلین پر سلام نازل کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد کی ہے، خوب، اللہ کی تسبیح وتحمید کے درمیان انبیاء علیہم السلام پر سلام نازل ہوا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى آللّٰهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ(النمل۔ ۵۹)

آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے، کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

سچے انبیاء پر اللہ سلام نازل کرتا ہے اور انبیاء سلام کے مستحق بھی ہیں جب کہ جھوٹے پر لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کا وبال ابدی دنیا وآخرت میں ہے اور رہے گا۔

(فرق:۱۱) سچے نبی امتی کا سلام بنفس نفیس سنتے ہیں

سچے نبی کے روضہ وقیام گاہ پر حاضر ہو کر جو بھی امتی سلام پیش کرتا ہے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

سچے نبی کے روضہ اقدس پر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ متعین کر دیا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا کر رکھی ہے، جو شخص بھی حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قیامت تک صلاۃ وسلام بھیجتا رہیگا، تحفہ پیش کرتا رہے گا وہ فرشتہ حضور اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اس شخص کا باپ کے نام کے ساتھ صلاۃ وسلام پہنچاتا ہے کہ فلاں بن فلاں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔

عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ وکل بقبری ملکا اعطاہ سماع الخلائق فلا یصلی علی احد الی یوم القیامۃ الا ابلغنی باسمہ و اسم ابیہ ھذا فلان ابن فلان قد صلی علیک۔ (رواہ البزار)

حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق جل مجدہ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے پس جو شخص مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہیگا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لیکر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔

(فرق:۱۲) سچے نبی پر روضہ سے دور لوگوں کا درود وسلام فرشتے پہونچاتے ہیں

سچے نبی پر درود سے جو امتی صلاۃ وسلام کا تحفہ بھیجتا ہے تو وہ بذریعہ فرشتہ سچے نبی کے حضور بذریعہ فرشتہ پہنچایا جاتا ہے۔ صلی اللہ وسلم علی محمد خاتم النبیین۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علیَّ عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا ابلغتہ۔ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

> حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔

سچے نبی کی خدمت میں امت کا صلاۃ وسلام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے

فرشتے متعین کئے ہوئے ہیں۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان للّٰہ ملئکۃ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام۔ (نسائی و ابن حبان فی صحیحہ)

ابن مسعودؓ حضور اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں
کہ حق جل مجدہ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو (زمین میں)
پھرتے رہتے ہیں اور پھر امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

سچے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی یہ شان امتیازی ہے کہ امت کا کوئی فرد خواہ کتنی ہی دوری پر ہو جب وہ اپنے نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتا ہے تو وہ صلاۃ والسلام فرشتے حضور اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں پہنچا دیتے ہیں، اس طرح امت کا اور سچے نبی کا ربط و تعلق بحال رہتا ہے اور امت نبی پر صلاۃ وسلام کے ذریعہ فیض نبوت سے مستفیض و مستفید ہوتی رہتی ہے۔

جبکہ جھوٹے پر لعنت و پھٹکار برستی رہتی ہے، جھوٹے متنبی کی مثال ہے مر گیا مردود جس کی فاتحہ نہ درود اور درود وسلام کی مشروعیت ہی سچے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ہوئی ہے اگر کوئی بد بخت کسی جھوٹے متنبی پر درود پڑھنے کی جسارت کرتا ہے تو بھی پڑھنے والے اور جس پر پڑھی جائے بدبختی اور شقاوت کی مہر ثبت ہوگی۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ صلاۃ وسلام اللہ کی رحمت ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے ہمارے کہنے سے نہیں۔

ایک عبرتناک واقعہ

علامہ سخاویؒ، احمد یمانیؒ سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ میں صنعاء میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے پاس بڑا مجمع اور بھیڑ جمع ہے، میں نے معلوم کیا

کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ یہ شخص بہت ہی اچھی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا تھا، قرآن مجید پڑھتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچا یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے بجائے یُصَلُّوْنَ عَلَى عَلِيِّ النَّبِيِّ پڑھ دیا (پڑھنے والا غالباً بدعقیدہ رافضی ہوگا) اس کے پڑھتے ہی گونگا ہوگیا، برص، اور جذام یعنی کوڑھ کی بیماری میں مبتلا ہوگیا، اور اندھا اور اپاہج ہوگیا۔

اگر کوئی قادیانی مرزائی قرآن مجید کی لفظی یا معنوی تحریف کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے عتاب سے بچ نہیں سکتا، اللہ کے حِلم سے معصیت پر جری نہیں ہونا چاہئے۔

(فرق: ۱۳۰) سچے نبی پر ایک بار درود پڑھنے والوں پر دس رحمتوں کا نزول

سچے نبی پر ایک بار درود وسلام جو پڑھتا ہے تو مقبولیت کا یہ اثر ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ دس رحمت نازل کرتے ہیں۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال، من صلى عَلَيَّ صلوة واحدة صلى الله عليه عشرا۔ (رواه مسلم)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے حق تعالیٰ جل مجدہ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ دس رحمت نازل ہوتی ہے، دس خطائیں معاف ہوتی ہے، اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

بروز جمعہ ایک دفعہ درود پر ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(فرق: ۱۴) سچے انبیاء کے اجسام قبروں میں محفوظ ہیں

سچے انبیاء علیہم السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض أن تاکل اجساد الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام (ابن ماجہ باسناد جید۔)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے بدنوں کو کھائے۔

حضرات انبیاء علیہم السام کے اجسام واجساد مبارکہ کو ہر طرح کی تخریب سے زمین میں حفاظت رہتی ہے، کیونکہ زمین میں صلاحیت ہی نہیں کہ وہ انبیائے علیہم السلام کے جسم کو کھائے اور یہ حکم الٰہی ہے۔

(فرق: ۱۵) سچے انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں

سچے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

فنبی اللہ حی یرزق (ابن ماجہ)

پس اللہ کے نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور رزق دیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اعمال صالحہ انجام دیتے ہیں، اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، سلام سنتے ہیں، سلام کا جواب دیتے ہیں، ان کے اجسام محفوظ وسلامت ہوتے ہیں، انہیں رزق (معنوی یا حسی) دی جاتی ہے، زمین پر حرام ہے کہ سچے انبیاء کے جسم کو کھائے، یہی امت کا ایمان ہے۔ علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

قد صحت الاحادیث انه صلی الله علیه وسلم حی فی قبره یصلی باذان و اقامة (منح المنة: ۹۲)

''صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اوراذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں''

علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان و الاقامة عند الدارمی و قراءة القرآن عند الترمذی (فیض الباری: ۱/۱۸۳)

(انبیاء کرام کے لئے) بہت سے اعمال قبر میں (روایات سے) ثابت ہوتے ہیں، جیسے کہ دارمی کی روایت سے اذان واقامت ثابت ہوتا ہے اور ترمذی کی روایت سے قرآن کریم کی تلاوت ثابت ہوتی ہے''

جب کہ جھوٹے مرزا کا ان حقائق وصداقت سے دور کا واسطہ نہیں ہے اور اگر کسی قادیانی کو شک ہے اس کے جھوٹ میں تو مرزا کی قبر کھود کے دیکھ لے اور دنیا کو دکھلا دے کہ وہ قبر میں کس ابتری وعذاب سے دوچار ہے، قادیانیوں کا شک وشبہ بھی مٹ جائے گا اور حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سچے انبیاء علیہم السلام کے اجسام واجساد جنتی مٹی سے بنے ہوتے ہیں۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انا معشر الانبیاء تنبت اجسادنا علی ارواح اهل الجنة (الخصائص الکبری ج ۲ ۱۲۰)

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انبیاء علیہم السلام کے اجسام مبارکہ جنت والی پاکیزہ مٹی

سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ (خصائص کبری)

زمین پر جو حرام ہے کہ انبیاء کے اجسام کو کھائے، اس کی وجہ اس حدیث سے واضح ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام جنت کی پاکیزہ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں تو جنت کی پاکیزہ مٹی کو اس دنیا کی مٹی کیسے کھا سکتی ہے، نیز جنت کی ہر چیز کو دوام و بقاء کی نعمت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے، اس لئے انبیاء کی حیات کا عقیدہ بھی اسی سے وابستہ ہے، تو حیات والے جسم کو جو جنتی ہے کیسے کھا سکتی ہے۔ واللہ اعلم

(فرق:۱۶) سچے انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

سچے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں: الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (بیہقی، فتح الباری)

(فرق:۱۷) سچے نبی حیاء وغیرت کے امام ہوتے ہیں

سچے نبی حیاء وغیرت کے امام ہوتے ہیں، امت میں غیرت پیدا کرتے ہیں؛ کیونکہ مذہب اسلام میں حیاء کا مقام بہت ہی مفید ہے اور انبیاء علیھم السلام تو حق جل مجدہ کی جانب سے ربانی صفات کے نمونہ بنا کر بھیجے جاتے ہیں، ان میں یہ صفات حمیدہ درجۂ کمال کے ساتھ اتنی بلند ہوتی ہیں کہ عام امتی سوچ بھی نہیں سکتا اس وقت چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ فَإِنَّ الحَيَاءَ مِنَ الإِيمَانِ (متفق علیه)

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری شخص کے

پاس سے گزرے وہ اس کو زیادہ شرم کرنے پر سمجھا رہا تھا کہ زیادہ شرم نہ کرنی چاہیے۔ حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا رہنے دے (اور اسے غلط نصیحت نہ کر) کیونکہ شرم کرنا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (ترجمان السنۃ: رقم ۴۶۰، بخاری و مسلم)

(۲) عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةِ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ (متفق عليه۔ ترجمان السنة: رقم ۴۶۱)

عمران ابن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شرم کا نتیجہ بہتر ہی بہتر نکلتا ہے اور ایک روایت میں ہے شرم وحیاء تو سب ہی بہتر ہوتی ہے (بخاری و مسلم)

(۳) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ، إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (رواه البخارى، ترجمان رقم ۴۶۲)

ابو مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلی نبوتوں کی جو صحیح اور غیر منسوخ باتیں لوگوں تک پہنچی ہیں ان میں ایک متفق علیہ بات یہ ہے کہ جب شرم وغیرت باقی نہ رہے تو پھر جو تمہارا جی چاہے کرتے رہو۔ (بے حیاء باش ھر چہ خواھی کن) بخاری

(۴) عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ: الحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاکُ، وَالنِّكَاحُ (ترجمان رقم ۴۶۳)

ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار

باتیں رسولوں کے طریقے میں داخل ہیں شرم وحیاء (اور ایک روایت میں ختنہ کرنا ہے) خوشبو لگانا، مسواک کرنا، اور نکاح کرنا۔ (ترمذی)

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ، وَالإِيمَانُ فِي الجَنَّةِ، وَالبَذَاءُ مِنَ الجَفَاءِ، وَالجَفَاءُ فِي النَّارِ. (ترمذی واحمد۔ ترجمان رقم ۴۶۴)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیاء وشرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی فحش کلامی بدخصلت طبیعت سے ظاہر ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ وجہنم ہے۔ (ترمذی واحمد)

(۶) عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ (مالک، ابن ماجه، بیهقی فی شعب الایمان ترجمان رقم ۴۶۵)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر دین کا ایک نہ ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔ مالک۔ ابن ماجہ۔

(۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا، نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مَقِيتًا مُمَقَّتًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ، لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا، نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ (رواه ابن ماجه: ۴۰۵۴، ترجمان رقم: ۴۶۸)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو ھلاک کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو پہلے اس سے حیاء وشرم چھین لیتا ہے، جب اس میں شرم وغیرت نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور مبغوض بن جاتا ہے، جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے اور جب اس میں امانت داری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے اس کے بعد اس سے صفت رحمت اٹھالی جاتی ہے، پھر تو وہ پھٹکارا ہوا مارا مارا پھرنے لگتا ہے جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتۂ اسلام ہی چھین لیا جائے۔ ابن ماجہ۔

آپ کے سامنے چند احادیث حیاء وغیرت کی پیش کردی گئیں ہیں، ابن عمرؓ کی ایک روایت میں آیا ہے: **اِنَّ الْحَیَاءَ وَ الْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ** خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیاء اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں، جب ان میں ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے: **فَاِذَا سُلِبَتْ اَحَدُھُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ** یعنی جب اس میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے، حق اور سچ فرمایا سچے نبی محمد رسول اللہ خاتم النبین نے یہ نبوت وخاتمیت کی اور قطعی دلیل ہے کہ انسانوں کو عموما اور اھل ایمان کو خصوصا مختلف انداز سے ایمان وایقان کے حفاظتی بنیادی اعمال وخصال سے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو باخبر کردیا صلاۃ وسلام ہو سچے نبی کے ختم نبوت پر۔

جبکہ جھوٹا نبی بے غیرت ہوتا ہے، بے غیرتی پھیلاتا ہے اور یہی بے غیرتی قادیانی نبوت کا شناخت نامہ ہے، مرزا قادیانی زنا کرتا تھا اس سے بڑی بے غیرتی و بے حیائی کیا ہوگی؟!

الٰہی محفوظ رکھنا ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

مرزا قادیانی کا حال بہت ہی عجیب تھا؛ کیونکہ وہ نہایت ہی خبیث تھا، مکہ گیا نہ مدینہ، حج کیا نہ عمرہ روزے رکھے نہ زکوۃ دی، نماز میں قرآن مجید کی جگہ فارسی کی نظم پڑھی اور منہ میں پان رکھ کر دھوکہ دیا، زانی اور شرابی تھا۔

مرزا کی بدکاری و بے حیائی کے شواہد

(۱) اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے، آپ اشیاء خریدنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خریدیں، مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے، باقی خیریت والسلام (مرزا غلام احمد) (خطوط امام بنا غلام ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی، ڈاکٹر صاحب جوبات تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے، اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ (سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ، طبع دوم، مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

مرزا کے زنا کا اعتراف

(۲) حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں اگر انہوں نے زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا؟ پھر لکھا ہے: ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کرتے تھے ہمیں اعتراض خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ (روز نامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۹ء)

باپ بھی زنا کرتا تھا تو بیٹا بھی باپ کے نقش قدم پر چل پڑا، زنا، بے حیائی، فحاشی، ہی جھوٹے جعلی نبوت کے دعوے کا بنیادی ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

کلیجہ تھام لو پہلے سنو پھر داستان میری

مرزا محمد حسین دانشور اور قادیانیت کے اتنے بڑے معتمد کے مرزا جی کے خاندان کی مستورات کے اتالیق واساتذہ میں ہیں، انہوں نے مرزائیت سے توبہ اور اسلام کے دامن نجات میں آنے کی داستان اپنی معرکہ الآراء کتاب: ''فتنہ انکار ختم نبوت'' میں اپنا مشاہدہ لکھا ہے۔

بیٹی کے ساتھ زنا اور مرزا غلام قادیانی زانی تھا مرزا البشر کی شہادت

وہ لرزہ خیز واقعہ جسے میں سنانا نہیں چاہتا تھا، وہ یہ ہے۔

میں بچشم خود بقید ہوش وحواس مرزا بشیر الدین محمود کو اپنی بیٹی امۃ الرشید کے ساتھ زنا کرتے دیکھا، بچاری ابھی بلوغت کی عمر کو بھی نہیں پہنچی تھی، یہ بچی اپنے والد کی ہوسنا کی کا شکار ہوکر بے ہوش ہوگئی، بعد ازاں یہ دیکھ کر مجھ پر سکتہ طاری ہوگیا کہ بچی کے سرینوں کے نیچے قران مجید رکھا ہوا تھا (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) ایسے انسانیت

سوز جنسی جرائم کے ارتکاب کے بعد قادیان کا راسپوٹین مرزا بشیر الدین محمود اپنی راسپوٹین محل میں بصد فخر و مباہات کہا کرتا تھا کہ:

آدم کی اولاد کی افزائش ہی اس طرح سے ہوئی ہے کہ کوئی مقدس سے مقدس رشتہ مجامعت میں حائل نہیں ہوسکتا (العیاذ باللہ)

اور حضرت مسیح موعود، بھی یہی کیا کرتے تھے۔

ہنر آتا ہے اسے اپنے عیبوں کو چھپانے کا
وہ اپنے قد سے بھی لمبی قبائیں رکھتا ہے

(قادیانیت اس بازار میں صفحہ ۱۶)

اس تحریر سے چند امور قادنیت سے پردہ ہٹا دیتے ہیں:

(۱) مذہب کے نام پر حرام کاری وحرام خوری۔

(۲) نابالغ بیٹی سے مرزا بشیر کا حرام کاری بے حیائی و بے غیرتی کا شرم ناک المیہ۔

(۳) قرآن مجید کی بے حرمتی کہ بچی کی سرین کے نیچے قرآن رکھ کر زنا کرنا۔

(۴) مرزا بشیر کی یہ بے غیرتی کہ مقدس رشتہ۔ مثلا: ماں بیٹی کا بھی مجامعت و زنا سے ممانعت نہیں۔ اللہ اکبر۔

(۵) مرزا بشر کی شہادت کہ اس کا باپ مرزا غلام قادیانی بھی اپنی بیٹی کے ساتھ قرآن مجید سرین کے نیچے رکھ کر زنا کرتا تھا، اور پھر زنا کو حلال جانتا تھا، نعوذ باللہ۔ لعنت ہو قادیانیت پر۔

عقیدۂ ختم نبوت سے مقدس رشتوں کو ابدی حرمت ملی

قرآن مجید صاف اور واضح طور پر مقدس رشتوں کو ابدی حرمت و پاکدامنی کا

پیغام مسرت بحرمۃ خاتم النبیین سناتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ (النساء ۲۳)

ترجمہ: تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضائی ماں، رضائی بہن، ساس، وغیرہ کی ابدی حرمت کو بیان کیا ہے۔ جبکہ مرزا بشیر اس الٰہی حرمت کو پامال کر رہا ہے اور دیدہ دلیری کا مظاہرہ کر رہا ہے کہ میرا باپ جعلی فرستادۂ نصرانی بھی یہی کرتا تھا، لعنت ہو ظلی و بروزی جعلی پر اور اس کے بیٹے زانی پر۔

قرآن حکیم، امت اسلام کو حکم ربانی سنا رہی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا (بنی اسرائیل: ۳۲)

''اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بلاشبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور بری راہ ہے''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زنا کے مبادی و مقدمات سے بھی بچنے کی تاکید کی ہے تو پھر زنا اور وہ بھی بیٹی کے ساتھ (نعوذ باللہ منہ) یہ ہے قادیانیت کی حقیقت اور اسلام کو بدنام کرنے کی مہم و سازش۔ سچ فرمایا اللہ رب العزت نے:

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ () إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (البقرہ: ۱۶۸۔ ۱۶۹)

ترجمہ: اور شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ تو تم کو ان ہی باتوں کی تعلیم کرے گا جو کہ (شرعا) بری اور گندی ہیں اور یہ بھی (تعلیم کرے گا) کہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ جس کی تم سند بھی نہیں رکھتے''۔

مرزائیت و قادیانیت مکمل شیطنت و دجالیت کا غلیظ مجموعہ ہونے کی وجہ سے شرم و حیا نام کی کوئی چیز نہیں، اور شیطان ہی ان کو سوء وفحشاء کی آخری گھناؤنی حرکت پر آمادہ کرتا ہے تبھی تو باپ بیٹی کے ساتھ زنا کرتا ہے اور جواب ایک موقع پر یون دیتا ہے۔ امۃ الرشید بے چاری بے ہوش ہوگئی جس پر اس کی ماں نے کہا اتنی جلدی کیا تھی، ایک دو سال ٹھہر جاتے، یہ کہیں بھاگی جا رہی تھی یا تمہارے پاس کوئی اور عورت نہ تھی ...... وہ کیا جواب دیتا سن لیجئے۔

لوگ بڑے احمق ہیں، ایک باغ لگاتے ہیں، اس کی آبیاری کرتے ہیں جب وہ پروان چڑھتا ہے اور اسے پھل لگتے ہیں تو کہتے ہیں اسے دوسرا ہی توڑے اور دوسرا ہی کھائے۔ (حوالہ: قادیانیت اس بازار میں صفحہ ۲۰۶، ۲۹۵، شہر سدوم از شفیق مرزا صفحہ: ۱۰۸)

ام الخبائث شراب اور فرستادۂ نصرانی مرزا قادیانی

اسلام میں شراب کو ام الخبائث کہا گیا ہے اور نجس و ناپاک اور شیطانی عمل۔ مرزا قادیانی چونکہ کذاب و دغاباز تھا جس کا اسلام اور شعائر اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا اور آج بھی قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مرزا جی شراب کیوں پیتے کیونکہ وہ ہمارے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے اوپر نازل شدہ قرآن کو نہیں مانتے تھے اور شیطانی باتیں جوان کو شیطان حکم

دیتا اس کو وہ نجاست نفس کی وجہ سے قابل قبول جانتے اور مانتے تھے، ورنہ قرآن مجید میں صاف حکم موجود ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ:۹۰)

’’اے ایمان والو (بات یہی ہے کہ) شراب اور جوا اور بت اور قرعہ کے تیر (یہ سب) گندے شیطانی کام ہیں سو ان نے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو‘‘

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف اور واضح شراب پینے والے کو حکم سنا دیا کہ وہ گندے اور شیطانی کام ہیں، مرزا جی گندے تھے اور شیطان کے نرغہ میں تھے، اگلی آیت میں اللہ سے فرمایا کہ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے، اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب بھی باز نہیں آ و گے۔

یہ دونوں آیت پڑھ جایئے اور آنجہانی مرزا قادیانی کو پرکھ لیجئے کہ وہ کون ہیں؟ کیا ہیں؟ مسلمان ہیں یا کافر؟ جعلی و کذاب؟ کیا ان کا اسلام سے کوئی تعلق ہے؟ وہ مسلمان بھی ہیں یا اسلام سے خارج ہیں؟ پھر دعوی مقدس جماعت کا فرد، شرابی وزانی، پکا مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔ ولایت تو کجا۔ ولایت ملتی ہے تقوی و طہارت سے نہ کہ شراب نوشی و زنا کاری کی نجاست و غلاظت سے۔ استغفر اللہ قرآن مجید نے بہت ہی خوبصورت بات کہہ دی ہے کہ گمراہ لوگوں کی مثال ہے۔ گویا کہ آسمان پر چڑھتا ہو: كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ (جیسے کوئی آسمان

میں چڑھتا ہو) كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (انعام: ۱۲۶)(اسی طرح اللہ تعالیٰ ایمان نہ لانے والوں پر پھٹکار ڈالتا ہے)

"رِجْسٌ" کا لفظ اللہ تعالیٰ نے شراب، لحم خنزیر، دم مسفوح، بت پرستی وغیرہ کے لئے استعمال کیا ہے۔ کرگس وگدکو مردار سے ہی مناسبت ہوتی ہے، رِجس کو رِجس، گندے کو گندگی اور شیطانی صفات کے انسان کو شیطانی اعمال سے طبعی مناسبت ہوتی ہے۔ اگر آنجہانی قادیانی میں ذرہ بھی ایمان وتقوی کی بو ہوتی تو شراب کیوں منگواتا اور زنا کے قریب بھی نہ جاتا، افیون نہ کھاتا، بھانو بی بی سے مساج نہ کراتا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فحشاء ومنکر سے منع فرمایا ہے اور یہ اعلانیہ فحشاء منکر کا عملی اقدام اٹھاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ: ایمان وایقان ایک نورانی وربانی صفات ہیں، انسان میں ربانیت ونورانیت پیدا کرتے ہیں اور فسق و فجور، زنا وخمور خبائث ہیں، خبیث ونجس سے مناسبت دلیل گمراہی ہے پھر بھی اگر کسی کی عقل پر پردہ ہے تو وہ ماتم خود پر کرے اور نار وسقر کے لئے تیار رہے۔ مگر خبیث وطیب کا فرق انسان کو ضرور کرنا چاہئے۔ اللہ ہم کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے **بجاہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

(مرزا قادیانی کے بے حیائی اور بے شرمی کی داستان کے لئے "قادیانیت اس بازار میں اور قادیانیت کی عریاں تصویریں مصنفہ متین خالد مطالعہ کریں یا پھر شفیق مرزا کی کتاب "شہر سدوم" کا مطالعہ کریں)

(فرق:۱۸) سچے نبی فریضۂ نبوت کی تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے

سچے نبی محض رضاء الٰہی کی خاطر دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیتے ہیں اس فریضہ کی ادائیگی میں وہ قوم سے مال ومتاع نہیں لیتے اور نہ مانگتے ہیں۔

جبکہ اس کے برخلاف جھوٹی نبوت کا دعویدار مال جمع کرتا ہے، سچے نبی کا مال ومتاع نہ لینا نہ مانگنا دلیل صداقت ہوتی ہے اور جھوٹے وکذاب کا مال ومتاع مانگنا جھوٹ اور جھوٹے ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔(زید بن حارثہ کا قصہ اسی کتاب میں ہے دیکھ لیں)

اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ: تمام انبیاء کی صداقت کی دلیل ہے

قرآن حکیم نے اس بات کو بہت ہی خوبی کے ساتھ روشن کر دیا کہ اللہ رب العزت کی جانب سے جتنے بھی انبیاء ورسل تشریف لائے، سب مقدس حضرات انبیاء ورسل نے اللہ کے بندوں کو ربانیت وللّٰہیت سکھلائی اور محض اللہ کی رضا و خوشنودی ہی کے خاطر نبوت ورسالت کا فریضہ ادا کیا۔

کیونکہ جو حق تعالیٰ کا فرستادہ اور بھیجا ہوا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کام کرتا ہے اور جو جس کا کام کرتا ہے اسی سے اجرت ومزدوری کا متمنی رہتا ہے۔

دنیا میں بھی جو مزدور جس کا کام کرتا ہے اسی سے اپنی مزدوری کا طلبگار رہوتا ہے ایسا کبھی نہیں ہوتا ہے کہ کام کسی اور کا اور مزدوری طلب دوسرے سے کی جائے۔انبیاء ورسل حق تعالی کے فرستادہ تھے اس لئے انہوں نے اعلان کر دیا کہ میری اجرت تم پر نہیں بلکہ اللہ رب العلمین پر ہے اور یہی ان کے نبوت و رسالت کے صداقت کی شہادت اور حجت ودلیل ہوتی ہے۔قرآن حکیم نبوت و رسالت کے منصب پر جن حضرات کی نشاندہی کر رہا ہے انہی کے لئے اعلان کرتا

ہے۔

(۱) إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (یونس:۷۲)

میرا معاوضہ تو صرف (حسن وعدہ کرم) اللہ ہی کے ذمہ ہے (یعنی نہ تم سے ڈرتا ہوں نہ کچھ خواہش رکھتا ہوں) اور چونکہ مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں اطاعت کرنے والوں میں رہوں۔

(۲) وَيَاقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ (ھود ۲۹)

اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ مال نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اللہ کے ذمہ ہے۔

(۳) يَاقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي أَفَلَا تَعْقِلُونَ (ھود:۵۱)

اے میری قوم میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ معاوضہ نہیں مانگتا میرا معاوضہ تو صرف اس (اللہ) کے ذمہ ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔

(۴) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ (الشعراء: ۱۲۷، ۱۴۵، ۱۶۴، ۱۸۰)

اور میں تم سے کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العلمین کے ذمہ ہے۔

الغرض تمام مقامات پر نبوت و رسالت کی صحت اور صداقت کی شہادت بے

غرضی اور بے لوث دعوت و رسالت کی تبلیغ ہے کسی بھی نبی نے ایک حبّہٗ خردل بھی قوم سے امید نہ رکھی نہ ہی مطالبہ کیا۔ یہی سچے نبی و رسول کی علامت اور معیار نبوت ہے۔

فرستادۂ نصرانی کی مالی دغابازی

اس کے برخلاف کذاب و مفتری، جعلی اور جھوٹے، فریبی و دغاباز، مکار و عیار، مرزا غلام قادیانی فرستادۂ نصرانی کی مال جمع کرنے کی دغابازی بھی ملاحظہ کرلیں:

آنجہانی مرزا غلام قادیانی نے شروع میں عوام کی توجہ اور اہل ثروت کی دولت بآسانی حاصل کرنے کی غرض سے ایک اعلان کیا کہ ہندومت، عیسائیت اریہ سماج کے عقائد کے خلاف رد میں کتابیں لکھے گا براہین احمدیہ کے نام سے پچاس جلدوں میں جس میں ان تمام مذاہب کا ابطال اوررد ہوگا اور صداقت اسلام پر تین سو ۳۰۰ مضبوط اور محکم عقلی دلائل ہوں گے۔ (مجموعہ اشتہارات ج اول ص ۱۳۸ از مرزا قادیانی)

یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی جس کے تقریباً ۴۸۰۰ صفحات ہوں گے۔ (برکات الدعا ص ۱۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۶ ص ۱۴ از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیر حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لئے پیشگی رقوم ارسال کریں۔

پھر کہا کہ اس کتاب کی فی جلد پر ۲۵/روپے خرچ آیا ہے، لیکن مسلمانوں میں یہ کتاب پھیلانے کے لئے اس کی رعایتی قیمت صرف پانچ روپے رکھی ہے۔ (براہین احمدیہ جلد اول ص ۲ از مرزا قادیانی)

بعد ازاں اس نے قیمت فی جلد ۵/ روپے کے بجائے ۱۰/ رکھ دی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج اول ص ۱۱۴ از مرزا قادیانی)

یاد رہے کہ ان دنوں ایک روپیہ کا سولہ کیلو گوشت ملتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد اول ص ۱۸۲۔ مرزا بشیر ایم اے ابن مرزا قادیانی)

لہذا ایک سو ساٹھ کیلو خصی کے گوشت کی قیمت لگا لیجئے اندازہ ہوگا کہ اس وقت کتنی مالیت ہوتی ہے اور کتنی رقم بنتی ہے جو لاکھ روپیہ تو ہو ہی جائے گی۔

اس طرح آنجہانی مرزا جی نے جو تشہیر و پروپگنڈے کے ذریعہ مخیر حضرات جن میں نواب شاہ جہاں بیگم والی ریاست بھوپال اور خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر اعظم و دستور معظم ریاست پٹیالہ وغیرہ حضرات شامل ہیں۔ اس طرح اسلام کے دفاع کے نام پر اور اشاعت اسلام کے خاطر لوگوں سے مال جمع کر لیا۔ یہ جعلی و کذاب ہی کی علامت ہے۔

حقیقت کیا ہوئی

آنجہانی مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے پچاس جلدوں کی اشاعت کی رقم پیشگی بھیجوا دی مرزا جی نے براہین احمدیہ کے نام سے ۵ جلدیں مکمل کی۔ ۴۸۰۰ صفحات کا وعدہ کیا تھا اور لکھا ۱۱۰۱، پھر اعلان کر دیا کہ چونکہ ۵ اور ۵۰ میں صرف صفر کا فرق ہے اس لئے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہو گیا۔

پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ ۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۹ از مرزا قادیانی)

اب سوال یہ ہے کہ مرزا جی نے براہین احمدیہ میں حقیقت اسلام ثابت کرنے کے لئے ۳۰۰ر دلائل لکھنے کا وعدہ کیا تھا جبکہ اس میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی اور وہ بھی نامکمل۔ (سیرت المہدی جلد اول صفحہ ۱۱۱ر ۱۱۲ر از مرزا بشیر احمد ایم اے)

حرام خور کذاب خود دلیل دے گیا

مرزا جی اگر اپنے دعوی میں کذاب و مفتری نہ ہوتے تو یہ کرتب ہی نہ دکھلاتے۔ فرستادہ نصرانی تھے اس لئے مال جمع کرنے کا یہ ایک ڈھکوسلا تھا، اور جن لوگوں نے پچاس جلدوں کی قیمت پیشگی ادا کی تھی ان کا تقاضا شدید تھا، مگر حرام خوری کی خمیر و ضمیر مسخ ہوکر حرام منہ کو لگ گیا تھا فراڈ اور دھوکہ دیکر مال جمع کرنا یہی مرزا جی کے دعویٰ میں کذاب و مفتری اور دجال ہونے کی کھلی دلیل ہے کہ حقوق العباد کو تلف کیا اور لوگوں کا مال ہڑپ کر کے آنجہانی ہوگئے۔ نار وسقر کے راہی بن گئے۔ سچا مسلمان بھی ایمان کو بچاتا ہے آخرت کو سنوارتا ہے اور یہ جھوٹا ٹانک وائن پینے والا، افیون و مرق کا مریض۔ ایک کتاب نصرۃ الحق لکھ رہا تھا اچانک کروٹ لیتا ہے اور نصرۃ الحق ص ۳۷ تک نام لکھا ہوا ہے اور ص ۴۷ سے براہین احمدیہ حصہ پنجم شمار کرتا ہے، واہ نے احمق و بلید و لطبع ایک ہی کتاب شروع سے نصرۃ الحق ۳۷ صفحہ تک اور صفحہ ۴۷ سے براہین احمدیہ، اور آج بھی روحانی خزائن جلد ۲۱ میں صفحہ ۳۷ تک نصرۃ الحق ہے اور صفحہ ۴۷ سے وہی کتاب براہین احمدیہ ہوگئی ہے، یہ دراصل عذاب الٰہی کی وجہ سے مالیخولیا اور مرق میں گرفتار تھا۔ ہمیں اہل حق کو خود ہی دلیل فراہم کر گیا کہ مرزا نہایت ہی کمینہ، دھوکہ باز حرام خود، اور اپنے دعوی میں پرلے درجہ کا جھوٹا و کذاب، مفتری، ضال مضل، دجال، فراڈی تھا، نہ معلوم کتنے لوگوں کی رقومات حرام خور کھا گیا۔

اگر مرزا میں تھوڑی بھی اسلامی حمیت وغیرت ہوتی تو اس کو اسلامی شریعت کی ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق مل جاتی۔

ہمارے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث ہے:

لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ (ترمذی: ۱۲۳۲)

جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اسے فروخت نہ کرو۔(ترمذی ونسائی)

حاصل کلام قوم سے کسی بھی طرح اجرت و معاوضہ طلب نہ کرنا نبوت و رسالت کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ انبیاء ورسل مامور من اللہ ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے رشد و ہدایت کی دعوت دیتے ہیں، اشاعت حق کرتے ہیں، ابطال کفر والحاد کرتے ہیں اور بے غرض و بے لوث اس کام کو انجام دیتے ہیں، اجرت و مال نہ لینا پیغام نبوت و رسالت کو غیبی قوت و طاقت بخشتا ہے، انسانیت کے قلوب کو نور ایمان عطا کرتا ہے اور یہی معیار نبوت اور برہان وحجت بن کر قلوب میں حق وصداقت کا بول و بالا بن جاتا ہے، مرزا قادیانی کا تعلق طاغوت وشیطان لعین سے تھا اس میں خوبی تلاشنا ایسا ہی ہے جیسے کہ حرام جانور میں حلال عضو کو ڈھونڈنا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ وصلی اللہ وسلم وبارک علی محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ ولا نبوۃ بعدہ ولا امۃ بعدہ۔

(فرق:۱۹) سچے نبی حق گو ہوتے ہیں

سچے نبی ہمیشہ حق گو اور سچ وصداقت کے پابند ہوتے ہیں اور سچ بولتے ہیں، قرآن کریم میں ہے:

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ (احقاف: ۹، انعام: ۵۰، یونس: ۱۵)

''میں تو بس اُس وحی کا پیرو ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے''

انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام حق تعالیٰ کے فرستادہ ہوتے ہیں اور حق پر ہوتے ہیں۔ حق کی دعوت دیتے ہیں اور نبوت و رسالت حق ہی حق ہے۔ تمام انبیاء ورسل کی ذات وصفات حق و سچ، حقانیت وسچائی کی دعوت اور ظاہری و باطنی تمام امور میں صداقت ہی صداقت ہوتی ہے۔ حقیقت ہی حقیقت۔ حقانیت ہی حقانیت، کسی بھی گوشہ میں حق و صداقت کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا کیونکہ وہ حق تعالیٰ جل مجدہ کی جانب سے دین و ایمان کی حقانیت کی حقیقت کی صداقت و امانت کے امین ہوتے ہیں، انبیاء ورسل کی شان نبوت و رسالت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ وہ ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو حق تعالیٰ نے نہ کہی ہو اور کہہ دیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے کہی ہے۔

ایک التباس اور دھوکہ کا ازالہ

قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ۝ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (الحاقة: ۴۴)

ترجمہ: اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات غلط منسوب کر دیتے تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے (گرفت کرتے) اور پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔

ہاں یہ بات عین ممکن نہیں بلکہ واقعہ ہے کہ ایک شخص جعلی وجھوٹا نبوت کا دعوی کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے کہ مجھ پر اللہ کا کلام اترتا ہے اور یہ اترا ہے، حالانکہ وہ کذاب و مفتری ہے دعوی نبوت میں اور شیطانی اغواء والقاء کو وحی

اور اللہ کا کلام جان کر پیش کرتا ہے وہ ایسا کر سکتا ہے۔اس کی مثال یوں جانئے کہ ایک شخص کسی بادشاہ و حاکم کا نمائندہ اور فرستادہ ہے، وہ حکم شاہی اور حاکم کے فرمان میں خیانت یا بادشاہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتا ہے تو فوراً اس کی پکڑ اور گرفت ہوتی ہے اور سزا بلا تاخیر دی جاتی ہے تا کہ حکم شاہی و فرمان حکمرانی کا وقار وجلال باقی رہے اور حاکم کی نسبت یہی دلیل ہے بخلاف ایک دیوانہ و پاگل یا چمار و بھنگی، جو روڈ پر جھاڑو دینے والا ہے لوگوں میں شور مچائے کہ مجھ کو شاہی یہ فرمان ملا ہے، بکواس بکتا پھرے کہ حاکم نے میرے ذریعہ لوگوں کو یہ احکام دیئے ہیں۔تو اس کی باتوں پر کون ہے جو دھیان دے۔سب جانتے ہیں کہ شاہی حکم وفرمان چمار و بھنگی کے ذریعہ نہیں دیا جاتا ہے اس کے لئے مخصوص لوگ ہوتے ہیں، جن کی شناخت صداقت امانت سے جانی پہچانی جاتی ہے، نبی کی شان یہی ہے کہ وہ جو اللہ کہتا ہے اسی کو اللہ کی طرف سے کہتا ہے اور اسی وجہ سے نبی و رسول کو تائید و نصرت الٰہی حاصل رہتی ہے۔بخلاف کذاب و جھوٹے، جعلی و فریبی کے وہ جی میں جو آیا بکواس کر کے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیتا ہے اور اس کی گرفت نہ ہونا ہی اس کے کذب و افتراء کی دلیل ہوتی ہے۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحاقہ آیت ۴۴ / ۴۵ / ۴۶ میں بیان کی ہے کہ رسول و نبی برحق ایسا نہیں کر سکتا۔

حضرت شاہ عبدلعزیزؒ فرماتے ہیں۔ "تَقَوَّلَ" کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے، یعنی اگر رسول بالفرض کوئی حرف اللہ کی طرف منسوب کر دے یا اس کے کلام میں اپنی طرف سے ملا دے جو اللہ تعالیٰ نے نہ کہا ہو تو اسی وقت اس پر عذاب کیا جائے (العیاذ باللہ) کیونکہ اس کی تصدیق اور سچائی آیات بیّنات اور

دلائل و براہین کے ذریعہ سے ظاہر کی جاچکی ہے، اب اگر اس قسم کی بات پر فوراً عذاب اور سزا نہ کی جائے تو وحی الٰہی میں امن اٹھ جائے گا اور ایسا التباس واشتباہ پڑ جائے گا جس کی اصلاح ناممکن ہو جائے گی جو حکمت تشریع کے منافی ہے۔

جھوٹے کو عذاب فوری نہ ہونے کی وجہ

بخلاف اس شخص کے جس کا نبی ورسول ہونا آیات و براہین سے ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ کھلے ہوئے قرائن و دلائل علانیہ اس کی نبوت ورسالت کی نفی کر چکے ہیں تو اس کی بات بھی بے ہودہ اور خرافات ہے کوئی عاقل اس کو درخوا اعتناء نہ سمجھے گا، اور نہ الحمدللہ دین الٰہی میں کوئی التباس واشتباہ واقع ہوگا۔

ہاں ایسے شخص کی معجزات وغیرہ سے سے تصدیق ہونا محال ہے ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جھوٹا ثابت کرنے اور رسوا کرنے کے لئے ایسے امور بروئے کار لائے جو اس کے دعوے نبوت ورسالت کے مخالف ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

جیسا کہ مرزا غلام قادیانی کی پوری زندگی ہی کذاب ودجال ہونے کی دلیل ہے اپنی معشوقہ کا دوپٹہ ساتھ رکھتا اور اس کو سونگھتا تھا۔

سچے انبیاء کے ذریعہ علومِ احکام شرعیہ ''وحی الٰہی'' کی شکل میں نازل ہوتی ہے اور یہ تشریعی وحی خاص ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔

اور جب وحی کا لفظ بولا جاتا ہے تو تشریعی وحی اہل اسلام کے نزدیک اصطلاحی معنی میں مراد ہوتی ہے نہ کہ لغوی وحی، لغوی طور پر وحی کا اطلاق القاء فی القلب اور شیطان کے انسانی قلوب میں وسوسہ پیدا کرنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے، مگر اس پر عرف اور اصطلاح شریعت میں وحی کا اطلاق نہیں ہوتا، نہ ہی اس کے لئے وحی کا لفظ بولا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ

(الانعام ۱۲۱)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کو تعلیم کر رہے ہیں تا کہ یہ تم سے (بیکار) جدال کریں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (الانعام: ۱۱۲)

اوراسی طرح ہم نے نبی کے لئے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعضے دوسرے بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے ہیں۔

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی شیطان کی آماجگاہ بنا، جو تمام انبیاء کا دشمن ٹھہرا اور شیطانی وسوسوں کا گدام۔

نیز اولیاء اللہ پر جو الہام ہوتا ہے وہ وحی نہیں بولا جاتا بلکہ الہام بولا جاتا ہے جو بشارت کی قسم سے ہوتی ہے یا پھر کسی بات کی وضاحت اور تفہیم ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ ولی اللہ کو آگاہ کیا جاتا ہے اور اس کی صداقت کا معیار کتاب وسنت کا اجماعی عقیدہ ہوتا ہے، ورنہ پھر رد کر دیا جاتا ہے۔ الہام و بشارت سے احکامِ شریعت ثابت نہیں ہوتے نہ ہی احکام پر مشتمل ہوتے ہیں اور وحی تو قطعی اور احکام کو ثابت کرتی ہے حضرت مریم کو جو وحی الہام ہوئی ہے وہ از قسم بشارت

تھی نہ کہ از قسم احکام۔ اور بعض دفعہ وحی الہام کسی حکم شرعی کی تفہیم اور افہام کے لئے ہوتی ہے۔

نیز ایک اور باریک بات یاد رکھنی چاہئے تا کہ بات خوب واضح اور روشن رہے۔

رویائے صالحہ یعنی سچے خواب میں بھی ایک درجہ کا ابہام اور خفا ہوتا ہے یعنی خواب کی تعبیر متعین کرنی پڑتی ہے اور یہ بذات خود ایک علم بصیرت اور اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور موہبت ہے۔

اس لئے رویائے صالحہ کے مقابلہ میں الہام زیادہ واضح ہوتا ہے اور الہام کے مقابلہ میں وحی صاف اور واضح ہوتی ہے۔

اب بات صاف ہوگئی کہ وحی خوب واضح اور روشن ہوتی ہے وحی کے مقابلہ میں الہام میں خفا اور ابہام ہوتا ہے اور الہام کے مقابلہ میں رویائے صالحہ میں زیادہ خفا و ابہام ہوتا ہے۔

(فرق:۲۰) سچے نبی کا خواب بھی سچا اور معیار نبوت ہوتا ہے

سچے نبی و رسول کا خواب بھی وحی ہے اور حجت ہے، اس لئے نبی کے خواب سے ایک معصوم بچہ کا ذبح کرنا اور قتل کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے معصوم فرزند حضرت اسماعیل علیہما السلام کو ذبح کا عمل کیا اور یہ حکم ان کو خواب میں ہی ملا تھا، جس کو بیداری میں پورا کیا۔ تفصیل قرآن میں موجود ہے، جبکہ غیر نبی کا خواب محض ایک خواب ہے حجت نہیں، جس طرح اس کا کشف والہام بھی حجت نہیں۔

سچے نبی کا خواب بھی اسی لئے سچا ہوتا ہے، اور جھوٹا شخص جب بحالت بیداری

جھوٹ و دغا بازی کا عادی ہوتا ہے تو سونے کی حالت میں بھی شیطان کے زیر اثر رہتا ہے اور زیر حکومت اس لئے اس کے خواب بھی اکثر شیطانی اتصال وتصرف کا ثمرہ ہوتے ہیں۔(مرزا قادیانی سو فیصد تمام دعووں میں جھوٹا و کذاب تھا، اسی لئے اس پر شیطانی تسلط وتصرف سے الہام فاسدہ ہوتا رہا اور وہ روسیاہ بکواس بکتا رہا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ میں اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہا ہوں، قرآن حکیم نے اس واقعہ کو بہت ہی خوبصورت بلیغ انداز میں پیش کیا ہے:

إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ (الصفت : ۱۰۲)

ترجمہ: اے بیٹے میں دیکھتا ہوں خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔

الغرض اس عمل کو باپ و بیٹے نے عملی جامہ پہنچانے کے لئے وہ سب تدبیر کر گذرے جو ذبح کے لئے ہوتے ہیں۔اس کو قرآن نے اس الفاظ میں پیش کیا ہے:

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ () وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَاإِبْرَاهِيمُ () قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا

پھر جب دونوں نے حکم مانا اور پچھاڑا اس کو ماتھے کے بل، اور ہم نے اس کو پکارا یوں کے اے ابراہیم! تو نے سچ کر دکھایا خواب۔

یعنی تمہارے اختیار میں جو کچھ تھا وہ تم نے پورا کر دیا، کسی کام پر مامور کرنے کا مقصد صرف آزمائش اور اس امر کا امتحان کہ بقدر اختیار بندہ حکم کی تعمیل کرتا ہے یا نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے امر ذبح کی پوری تعمیل کی اور اپنی دانست میں ذبح کر ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ (مظہری)

علامہ انور شاہؒ کی عجیب توجیہہ

حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے خواب میں یہ نہیں دیکھا تھا کہ اِنِّیْ ذَبَحْتُکَ میں نے اسماعیل کو ذبح کر دیا، بلکہ یہ دیکھا تھا کہ اِنِّی اَذْبَحُکَ میں ذبح کر رہا ہوں، یعنی ذبح کا جو فعل ہے گردن پر چھری چلانا وہ کر رہا ہوں، سو اتنا کرنے سے وہ خواب میں سچے ہو گئے جتنا خواب دیکھا تھا اتنا پورا ہو گیا۔ (معارف کاندھلوی، گلدستہ:۶ صفحہ ۶۷۰)

اللہ اکبر حضرت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو عالم غیب جو عالم حقیقت ہے اس سے کتنی عمیق و گہری مناسبت صادقہ ہوتی ہے کہ بیداری نہیں خواب کو بیداری ہی کی طرح حقیقت کر کے دکھلاتے ہیں اور یہی ان کے معیار نبوت کی صداقت و شہادت کی واضح دلیل ہوتی ہے۔

یعنی بیداری ہو یا خواب دونوں حالت میں انبیاء علیہم السلام کا ظاہر و باطن حق تعالیٰ کے حکم و امر کو قبول کر لیتا ہے، خواب میں امتثال امر کی صورت سے بھی آگاہی ہو جاتی ہے۔ یا کرادی جاتی ہے، اللہ اکبر، یہ تو اور بھی اونچی اور بلند شان ہوئی کے حکم و امر کے ساتھ ساتھ وہ فعل و عمل بھی وقوع سے پہلے عمل کی صورت سے باخبر کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہے سچے نبی کی معیار نبوت و صداقت کی منجانب اللہ شہادت۔

جبکہ جھوٹا وجعلی مدعی (مرزا غلام قادیانی وغیرہ کذاب) اس قسم کے اعلیٰ شواہد سے یکسر محروم ہی نہیں خبائث ونجاست اور غلاظت کا دجالی نمونہ ہوتے ہیں انبیاء

علیہم السلام کی صف بندی خالق کائنات نے اس کائنات عالم کو سجانے سے پہلے ہی کر دی تھی اب اس صف میں کوئی داخل کیسے ہوسکتا ہے۔

عرش عظیم کے رب نے اب قیامت تک اس معیار نبوت کا انسان پیدا ہی نہیں کرنا ہے۔

ہاں دجال و کذاب، جھوٹے وجعلی، خبیث و خسیس آئیں گے جو جھوٹے دعوے کریں گے اور یہ اطلاع بھی محاسن ختم نبوت اور صداقت ختم نبوت کی حتمیت وقطعیت کی دلیل وشہادت ہے۔ وصلی اللہ علی خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا خواب معیار نبوت وخاتمیت

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا (الفتح: ۲۷)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا جو مطابق کے ہے کہ تم لوگ مسجد حرام (یعنی مکہ) میں انشاللہ ضرور جاؤ گے امن وامان کے ساتھ کہ تم میں کوئی سر منڈاتا ہوگا اور کوئی بال کتراتا ہوگا تم کو کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ کو وہ باتیں معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں، پھر اس سے پہلے ایک فتح دیدی (یعنی فتح خیبر)

مذکورہ آیت اثبات نبوت ورسالت جو خاتمیت کے وصف سے جان پہچان کرائی گئی تھی اس کا ذکر لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا کے ذریعہ حق تعالیٰ

نے کیا ہے۔اوراس واقعہ کی تفصیل تو تفاسیر کی کتابوں میں دیکھ لی جائے۔

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ ہم مکہ مکرمۃ میں داخل ہوئے اور سر منڈا کراور بال کتروا کر حلال ہو رہے ہیں۔ یہ خواب ۷ھ ہجری میں امن وامان کے ساتھ پورا ہوا، اور ۸ ہجری میں مکہ والوں کی بدعہدی کی وجہ سے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ کو بھی فتح کرلیا اور بیت اللہ قیامت تک کے لئے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحت موحدین اسلام کا ابدی مرکز بن گیا۔

اس خواب میں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو قبل از وقت حق تعالیٰ نے آگاہ کردیا تھا کہ بیت اللہ میں امن وامان اور صاحب ایمان کو ابدی امن و امان، شعائر اسلام عمرہ کی ادائیگی کے ساتھ ایسی حاصل ہوگی کہ قرآن مجید لَا تَخَافُوْنَ کے سنہرے لفظ جس کا ترجمہ بے کھٹکے ہے سے تعبیر کرتا ہے۔

یہ بشارت بھی معیار نبوت اور خواب بھی اثبات نبوت ورسالت، معیار نبوت ہے یہ کتنی عظیم حقیقت ہے کہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ختم نبوت کی ابدیت وخاتمیت کے شواہد میں بشارت شعائر اور اثبات نبوت ورسالت کو خواب کے ذریعہ حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اور پھر عرش عظیم کے رب نے قرآن مجید میں سورۃ الفتح کی آیت میں ابدیت کی تلاوت کا مقام عطا کیا۔ **وصلی اللہ علی خاتم النبیین**

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ ادائیگی عمرہ جو شعائر میں ہے خواب میں بشارت جو بذات خود نبوت ورسالت اور خاتمیت کی دلیل ہے دکھلائی گئی، وہ خاتم النبیین کس اعلیٰ شان وشوکت والا ہوگا اور امت اس کی

بیداری میں ابدیت کے ساتھ اب قیامت تک اس شعائر اسلام کو ہوش مندی اور بیداری میں کرے گی ہمارے حضرت کا خواب ۷ ہجری میں پورا ہوا اور قرآن میں آیت بنا۔ امت کا عمل بنا اور تقرب الی اللہ کا وسیلہ بنا۔ الحمد للہ۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اصدقھم رؤیا اصدقھم حدیثا (مسلم: ۱/۱۲۴۱)

''جو شخص اپنی بات میں سب سے زیادہ سچا ہے وہی خواب میں بھی سب سے زیادہ سچا ہے''

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ خواب کے صادق ہونے میں بیداری کے صدق کو خاص دخل ہے اور جو جتنا زیادہ صادق الکلام ہے اسی قدر اس کا خواب سچا ہے اور جو جس قدر صدق سے دور ہے اتنا ہی اس کا خواب حقیقت سے دور ہے، بخاری و مسلم میں حضرت اماں عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

اول ما بدئ به رسول اللہ ﷺ من الوحی الرؤیا الصالحة فی النوم فکان لا یری الا جاءت مثل فلق الصبح (بخاری: ۲/۱)

''حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا رویائے صالحہ سے ہوئی جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح ظاہر ہو کر رہتا''

رویائے صالحہ فقط ان حضرات کے لئے نبوت و رسالت کا پیش خیمہ ہوتا ہے جن کے لیے منصب نبوت پر فائز ہونا علم الٰہی میں مقدر ہو چکا ہوتا ہے، یہ مطلب

نہیں کہ جس کو رویائے صالحہ اور سچے خواب نظر آئیں وہ نبی بھی ہو جائے گا، سچے نبی کو بذریعہ وحی انباء الغیب یعنی غیب کی خبروں پر جو نہایت مہتم بالشان اور بالکل صحیح اور واقعہ کے مطابق ہوتی ہے اور کبھی غلط نہیں ہوسکتی، نبی کو بذریعہ وحی ایسی خبروں کی اطلاع دی جاتی ہے۔(سیرۃ المصطفیٰ:۱/۱۱۷)

سچے نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ سرتا پا حق اور صدق ہو، اس کے قول، فعل، نیت، عزم اور ارادہ میں کہیں کذب کا شائبہ اور نام ونشان بھی نہ ہو۔

(فرق:۲۱) سچے نبی کی زندگی قبل نبوت بھی اعلیٰ اخلاق حمیدہ سے متصف اور ہر قسم کے منکرات سے پاک ہوتی ہے

سچے انبیاء کے نفوس قدسیہ ابتداہی سے شرک اور ہر قسم کے فحشاء اور منکر سے پاک اور منزہ ہوتے ہیں شروع ہی سے وہ حنیف اور رشید ہوتے ہیں، فطری طور پر ہر بری بات پاک سے ہوتے ہیں چنانچہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فلما نشأت بغضت الی الاوثان و بغض الی الشعر

جب میرا نشو ونما شروع ہوا سی وقت سے بتوں کی شدید عداوت ونفرت اور اشعار سے سخت نفرت میرے دل میں ڈال دی گئی

(کنز العمال:۶/۳۰۵،سیرۃ المصطفیٰ:۱/۱۱۶)

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ جن نفوس قدسیہ، طاہرۃ، زکیہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت و رسالت کے لئے انتخاب ہوتا ہے، ان کی نبوت و رسالت سے پہلے والی زندگی بھی، اللہ تعالیٰ کی نگاہ ربوبیت میں تربیت اور پروان چڑھتی ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے صدق وصفا اور اخلاق حمیدہ اور بلند و بالا معیار انسانیت

کے نمونہ ہوتے ہیں، ان کے قلوب مطہرہ، توحید و تفرید، خشیت و معرفت سے لبریز ہوتے ہیں، وہ کفر و کفریات، شرک اور شبہۂ شرکیات اور ہر فحشاء اور منکرات سے پاک اور صاف ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ ان کو ان خرافات و توہمات، اور تمام معاصی و منکرات سے ان کو اپنی حفاظت و حراست میں رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ حق تعالیٰ کے مجتبیٰ، مصطفیٰ، والضحیٰ برگزیدہ اور پسندیدہ بندہ بننے والے ہوتے ہیں، منصب نبوت و رسالت اور خلعت اجتباء و اصطفاء کی سرفرازی سے پہلے تمام اخلاق وعقیدہ کی نجاست میں ملوث ہونے سے ان کی حفاظت کی جاتی ہے، الغرض فواحش و منکرات کی گندگی سے ان کی طبیعت و طینت میں غیر معمولی نفرت ڈالدی جاتی ہے، انبیاء و رسل علیہم السلام نبوت، بعثت سے پہلے اگرچہ نبی رسول تو نہیں ہوتے مگر اعلی درجہ کے اولیاء اور عرفاء ضرور ہوتے ہیں اور ان کو کسی قسم کا نبوت سے پہلے بھی دھوکہ، مغالطہ، اور شک و اشتباہ حق وصداقت اور صدق وصفا میں قطعاً نہیں ہوتا۔

کیونکہ ان کو شیطانی وشہوانی، نفسانی و ہیجانی، کفر و شرک معاصی و منکرات، فحاشی اور تمام منہیات کو مٹانے اور ختم کرنے کے لئے بھیجا جائے گا، اس لئے نبوت سے پہلے یہی معیار نبوت و رسالت کی صداقت وشہادت بنائے جاتے ہیں، تاکہ ان کی زندگی کے تمام لمحات نبی و رسول کی ذات کا تقدس وطہارت امت کے سامنے بے غبار و بے داغ ہو، ہمارے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کو نبوت سے پہلے مشرکین و کفار بھی صادق وامین کیوں کہتے؟ یہ موضوع کہ معیار نبوت و رسالت کیا ہیں اور شرائط اجتباء و اصطفاء کیا ہیں اس پر مستقل کتاب کی ضرورت ہے، یہاں چند ضروری اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اصل موضوع

ہے کہ نبوت و رسالت وہبی اور اللہ تعالیٰ کی عطاء و انتخاب ہے اس کا کسب سے کوئی تعلق نہیں اور نبی بنتا نہیں بنایا جاتا ہے اور یہ انتخاب براہِ راست حق تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ۔ (البقرہ ۲۱۳)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا جو کہ خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور ڈراتے تھے۔

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ (آل عمران: ۱۶۴)

ترجمہ: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک رسول کو بھیجا۔

(۳) هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ (الجمعہ: ۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی کی قوم میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔

(۴) أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (التوبہ ۳۳، الفتح ۲۸ الصف ۹)

ترجمہ: وہ، اللہ، ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو (بقیہ) دینوں پر غالب

کر دے۔

(۵) لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ۔ (الحدید: ۲۵)

ترجمہ: ہم نے اپنے رسولوں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا۔

(۶) وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا (النساء ۷۹)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہیں۔یعنی آپ تمام جن اور انس کی طرف بھیجے گئے ہے اس میں خاتم النبیین کی بعثت عامہ جو قرآن وحدیث سے منصوص اور قطعی عقیدہ ہے۔

(۷) وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (اسراء ۱۰۵ ، الفرقان ۵۶)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو صرف خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۸) إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَ نَذِيرًا (فاطر: ۲۴)

ترجمہ: ہم ہی نے آپ کو (دین) حق دے کر خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

(۹) وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَّ نَذِيرًا (سبا: ۲۸)

ترجمہ: اور ہم نے آ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (ایمان لانے پر ان کو ہماری رضا وثواب کی) خوشخبری سنانے والے اور ایمان نہ لانے پر ان کو ہمارے عذاب وغضب سے ڈرانے والے۔

(۱۰) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ

نَذِيْراً (احزاب:۴۵)

اے نبی ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے) ڈرانے والے ہیں۔

(۱۱) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو کسی اور بات کے لئے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لئے۔

ان تمام آیات بینات میں اللہ رب العزت نے واضح فرمادیا کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کو حق تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے اور منصب رسالت ونبوت عطا کر کے بھیجتا ہے۔

نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نبوت ورسالت محض فضل حق ہے، اللہ تعالیٰ جس بندہ کو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں۔ اس میں انسانی کسی کمال کا ذرہ بھی شایبہ نہیں اور یہ فضل حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ پر ختم ہوگیا اس بات کا اعلان حق تعالیٰ نے خود فرمادیا ہے۔ سورۃ احزاب میں: رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس کی دلیل ہے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (البقرہ: ۱۰۵)

ترجمہ: اور اللہ اپنی رحمت کے لئے جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

(فرق:۲۲) سچے نبی کی نبوت مستقل عطا ہوتی ہے اس میں ظلیت و بروزیت نہیں ہوتی

جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے سچے نبی تھے اور ان سے پہلے کوئی ظلی و بروزی نبی نہیں، حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام آخری نبی ہیں، ہمارے آخری نبی و رسول کے بعد اب کوئی ظلی و بروزی نبی نہیں۔

تاریخ نبوت میں کوئی بھی ظلی و بروزی نبی نہیں ہوا تو پھر ہمارے خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہاں کا ظلی و بروزی آ گیا۔

(فرق:۲۳) سچے نبی کی نبوت عطاءِ ربانی ہوتی ہے کسبی نہیں

نبی بنتا نہیں، نہ ہی خود سے نبی بننے کی چیز ہے، نبوت کسبی عمل نہیں، نبوت وہبی اور عطاء ربانی ہے، جو خود سے نبی بنے وہ کذاب دجال، لعین، مفتری، مردود، ملعون، منحوس، مردود اور غلاظت ونجاست کا ڈھیر ہے، حضرت خاتم النبیین نے فرمادیا میرے بعد نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ نبوت و رسالت محض اللہ رب العزت کا فضل وعطا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی منصب نبوت و رسالت کے لئے جانتا ہے کہ کون اس کا اہل ہے کہ اس منصب عظمی سے سرفراز کیا جائے اور اس عظیم الشان امانت الہیہ کا حامل بنایا جاسکے، نہ یہ کوئی کسبی چیز ہے کہ مجاہدہ یا ریاضت یا مناجات و دعا یا مال ودولت یا جاہ ورتبہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے، نہ ہی خاندانی شرافت، یا قوم کی سرداری و مالداری سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ہر کس و ناکس کو ایسی جلیل

القدر اور نازک ذمہ داری پر فائز کیا جاتا ہے۔

امام بغویؒ نے حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ قریش کے سب سے بڑے سردار ابوجہل نے ایک مرتبہ کہا کہ بنو عبد مناف (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان) سے ہم نے ہر محاذ پر مقابلہ کیا، جس میں کبھی ہم ان سے پیچھے نہیں رہے، لیکن اب وہ یوں کہتے ہیں کہ تم شرافت و بزرگی میں ہمارا مقابلہ اس لئے نہیں کر سکتے کہ ہمارے خاندان میں ایک نبی آئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، پھر کہا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم کبھی بھی ان کا اتباع نہ کریں گے، جب تک خود ہمارے پاس ایسی ہی وحی نہ آنے لگے، جیسی ان کے پاس آتی ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ انعام آیت ۱۲۵ میں اس کا تذکرہ ہے:

وَاِذَا جَاءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ۔

"اور جب ان کو کوئی آیت پہونچتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ ہم کو ایسی ہی چیز نہ دی جائے جو اللہ کے رسولوں کو دی جاتی ہے"

قرآن مجید نے یہ قول نقل کرنے کے بعد جواب دیا:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

"اس موقع کو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ جہاں وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے"

یعنی اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت ونبوت کس کو عطا فرمائے، مطلب یہ ہے کہ اس بیوقوف نے اپنی جہالت سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نبوت اور رسالت خاندانی شرفت یا قوم کی سرداری اور مالداری کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے۔

حالانکہ نبوت اللہ تعالیٰ کی خلافت کا عہدہ ہے۔ جس کا حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں۔ کتنے ہی کمالات حاصل کر لینے کے بعد بھی کوئی اپنے اختیار نے یا کمال کے زور سے نبوت ورسالت حاصل نہیں کرسکتا، وہ خالص عطائے حق جل شانہ ہے، وہ جس کو چاہتے ہیں عطا فرمادیتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ رسالت ونبوت کوئی کسبی اور اختیاری چیز نہیں، جس کو علمی، عملی کمالات یا مجاہدہ وریاضت وغیرہ کے ذریعہ حاصل کیا جاسکے، کوئی شخص مقامات ولایت میں کتنی ہی اونچی پرواز کر کے بھی نبوت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ وہ محض فضل الٰہی ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کے علم وحکمت کے ماتحت خاص بندوں کو دیا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ کے علم میں یہ مقام اور عہدہ دینا منظور ہوتا ہے، اس کو شروع ہی سے اس کے قابل بنا کر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے اخلاق و اعمال کی خاص تربیت کی جاتی ہے۔ (معارف القرآن: ج ۳ ص ۴۴۳)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر سب سے افضل ہیں

عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لی جبریل: قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد رجلاً افضل من محمد، وقلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد بنی آب افضل من بنی هاشم (رواه الحاکم والبیهقی، ابن کثیر سورة الانعام: ۱۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ اے محمد، دنیا بھر میں مشرق و مغرب سب میں نے چھان ڈالے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر میں نے کسی کو افضل نہیں پایا اور سارے مشرق ومغرب ڈھونڈھ ڈالے تو کوئی خاندان بن ہاشم

کے خاندان سے زیادہ فضیلت رکھنے والا نہ ملا (حاکم بیہقی۔)

خیر قرن میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود وظہور

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ، قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ۔ (رواه البخاری)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم کے اچھے قرن یکے بعد دیگرے آتے رہے حتی کہ وہ اچھا قرن بھی آ گیا جس میں میں ہوں (بخاری۔)

خاتم النبیین علیہ الصلاۃ السلام کا قلب اطہر بے مثال

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: " إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَثَهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهِ، يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا، فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ سَيِّئٌ (رواه احمد)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے سب بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب سے اعلیٰ و برتر اور بہتر پایا۔ تو حضور خاتم النبیین کو اپنے لئے چن لیا اور اپنا رسول بنا کر (صفت خاتمیت کے ساتھ) مبعوث فرمایا، پھر آپ کے بعد اور لوگوں کے دلوں پر نظر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں کو دوسروں کے دلوں سے بہتر پایا تو ان کو اپنے رسول

کے وزیر (یعنی تبلیغ رسالت کے لئے معین و مددگار) بنا دیا، جو اللہ کے دین کے لئے جہاد کرتے ہیں، پس مومن جس بات کو اچھا جانتے ہیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی اچھی ہے، اور جس بات کو مومن برا جانتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے۔ (رواہ احمد)

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہر اعتبار سے اعلیٰ ہی اعلیٰ ہیں

امام احمد نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے سلسلہ میں کچھ باتیں کہیں، تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور لوگوں سے پوچھا: مَنْ اَنَا ؟ ''میں کون ہوں''؟ لوگوں نے جواب دیا: اَنْتَ رَسُوْلُ اللہِ (آپ اللہ کے رسول ہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات پیدا کی اور مجھ کو اپنی مخلوقات میں سب سے بہتر پیدا کیا، اور لوگوں کو دو فریق میں تقسیم کیا اور مجھ کو اچھے فرقہ میں سے قرار دیا، اور جب اس نے قبائل پیدا کئے تو سب سے اچھے قبیلہ میں سے مجھے قرار دیا، اللہ نے خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے گھرانے میں پیدا کیا، میں از روئے خاندان تم میں سب سے اچھا ہوں۔ نیز از روئے ذات میں سب سے اچھا ہوں، سچ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ (رواہ احمد)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی آدم کے اچھے قرن یکے بعد دیگرے آتے رہے حتی کہ وہ اچھا قرن بھی آ گیا جس میں میں ہوں۔

حاصل کلام

درحقیقت دیکھنا یہ ہے کہ معیار نبوت اور شرائط نبوت و رسالت کیا ہے اس پر ان شاء اللہ مشیت الٰہی سے زندگی برکت والی ملی تو آئندہ لکھا جائے گا، اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ابھی خاتم الانبیاء نہیں بنایا گیا تھا اور کفار و مشرکین، محمد علیہ الصلاۃ والسلام کو **الامین، الصادق**، کا خطاب اور نام دے چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت ونجابت اور فضل و کرم کے اور حسب ونسب کے قائل تھے اور ابوسفیان جو کفار کے سردار تھے وہ بھی جب ہرقل روم کے بادشاہ نے پوچھا تھا: كيف نسبه فيكم ؟ ان کا نسب وحسب تمہارے درمیان کیسا ہے؟ قال هو فينا ذو نسب ۔ وہ ہمارے درمیان اعلیٰ نسب وحسب کے ہیں۔

دوسرا سوال ہرقل نے کیا کہ کیا وہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان کے دعوی نبوت اور وحی الٰہی آنے سے پہلے لوگوں نے ان کو جھوٹ اور کذب بیانی سے متہم کیا ہے؟

ابوسفیان بحالت کفر گواہی دے رہے ہیں کہ نہیں وہ کبھی بھی جھوٹ نہیں بولے نہ ہی ان کو کبھی کسی نے ایسا تجربہ کیا۔ وہ تو الصادق، الامین سے اہل مکہ میں متعارف اور جانے پہچانے جاتے ہیں۔

ہرقل بادشاہ نے ابوسفیان کے انہی باتوں سے حضور خاتم الانبیاء کی طہارت ذات وصفات اور نبوت و رسالت کی صداقت پر شہادت قائم کردی اور کہہ دیا کہ وہ جو کہتے ہیں کہ نبی و رسول ہیں بالکل حق وصداقت پر مبنی ہے اور یقیناً ان کے پاس وحی الٰہی آتی ہے و صلى الله على خاتم النبيين محمد رسول الله

لا نبوۃ بعدہ و لا نبی بعدہ۔

معلوم ہوا کہ اعلیٰ حسب ونسب ہونا بھی ختم نبوت کا معیار ہے اور صدق کلام وحی ربانی کا معیار ہے، جھوٹا پر شیطانی تسلط ہوتا ہے وہ کیسے بدنما داغ کے ساتھ یہ دعوی کرسکتا ہے۔

مرزا غلام قادیانی پٹھان تھا، اخلاق وکردار کا ناہنجار تھا، دروغ گوئی اور جھوٹ کا کھٹال تھا، باطل وخرافات کا گٹر تھا، زانی تھا اور شرابی تھا، اس کا بیٹا مرزا بشیر لکھتا ہے کہ اس کا باپ اپنی بیٹی سے زنا کرتا تھا اور مرزا بشیر اپنی بیٹی امۃ الرشید سے زنا پر باپ کے زنا سے دلیل قائم کرتا تھا۔ (استغفر اللہ) (قادیانیت اس بازار میں: ۱۶، ۶۲، ۶۶)

سچے نبی کے اصحاب بھی منتخب من اللہ ہیں

یہ بات پہلے لکھی جا چکی ہے کہ انبیاء ورسل کا اصطفاء واجتباء حق تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے، اس میں مخلوق کا قطعا دخل نہیں ہے۔

ابھی آپ حضرات نے مسند احمد کی روایت میں پڑھا کہ اللہ جل جلالہ نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام بندوں اور لوگوں کے قلوب کو دیکھا۔ جانچا، پرکھا، تو تمام ہی لوگوں کے درمیان جن لوگوں کے قلوب بہتر اور خیر وبھلائی والے تھے ان کا انتخاب ہوا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ومعیت کے لئے۔ اس کا مطلب صاف اور واضح یہ ہے کہ انبیاء ورسل کے بعد جن نفوس میں خیر وبھلائی غالب ہوتی ہے۔ نبی کے بعد انہی لوگوں کو نبی کا مصاحب اور تبلیغ نبوت ورسالت میں معین ومددگار بنایا جاتا ہے۔

لہذا جس طرح نبی کا ہم رتبہ امتی نہیں ہوسکتا اسی طرح صحابہ کا ہم رتبہ غیر صحابی نہیں ہوسکتا اور یہ بات ہم نہیں کہہ رہے ہیں حدیث شریف کا جملہ دوسری بار پھر بنظر محبت وعقیدت پڑھئے **ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوب اصحاب خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیه** پھر حضور خاتم النبین ﷺ کے بعد اور لوگوں کے دلوں پر نظر کی تو حضور ﷺ کے صحابہ کے دلوں کو دوسروں کے دلوں سے بہتر پایا تو ان کو اپنے رسول کے وزیر یعنی تبلیغ رسالت ونبوت کے لئے معین ومددگار بنایا۔

مقام صحابہ، مناقب صحابہ، حیات الصحابہ پر مشتمل کتابیں ہیں یہ اس کتاب کا موضوع نہیں ہے، تاہم حدیث مبارکہ آگئی ہے تو چند گذارشات ہیں، صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین حضور خاتم النبین ﷺ کے صحبت یافتہ، رشد وہدایت کے امام، قرآن مجید کے اولین مخاطب، حضور خاتم النبین کے منظور نظر ہیں اور ناقل شریعت ومعیار ہدایت ہیں، اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنھم ورضوعنہ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے خوش وہ اللہ تعالیٰ سے خوش۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (الحجرات)

لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کردیا اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہ راست پر ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہی فرمادیا کہ اصحاب رسول ﷺ، راشدون

ہیں۔ کیونکہ صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کا حق تعالیٰ نے انتخاب کیا ہے، صحبت معیت خاتم النبین علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے تو اس انتخاب کی وجہ سے ان کے دلوں میں کفر وعصیان اور فسق و فجور سے نفرت منجانب اللہ ڈالی گئی ہے یہ کمال وخصال موھوب الٰہی ہے اور اس کا کوئی دوسرا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا اور یہ شرف وکرامت ناقل شریعت کو اس لئے ملی کہ صحابہ معیار شریعت ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کو جو فضل عطا کیا ہے وہ قیامت تک تلاوت ہوگا۔

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ
أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا
وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (الحدید۔۱۰)

تم سے جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے بعد میں خرچ کیا، اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی یعنی ثواب کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔

اس آیت میں فتح مکہ سے قبل جو ایمان لائے اور قربانی دی ان کا اجر بڑھا ہوا ہے بعد والوں کے مقابلہ میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کتنی خوبی کے ساتھ آنے والی امت کو ہدایت کر دی کہ بعد والوں کو بھی تم پر فوقیت وفضیلت حاصل ہے ان کا مقام ومرتبہ غیر معمولی تصور سے بھی تم پر بڑھ کر ہے۔

اور فرما دیا: كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ، جب اللہ تعالیٰ نے سب کے لئے حسنیٰ کا وعدہ کر لیا تو ہم کون ہوتے ہیں ان کی شان شرافت وکرامت میں زبان

کھولنے والے رضی اللہ عنھم ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ (الحجرات:۳)

جن لوگوں نے رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھیں، آخر وہ اصحاب رسول خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو تقوی کے لئے خاص کر دیا۔کیا یہ فضیلت کسی غیر صحابی کو بھی مل سکتی ہے۔سب کچھ مل سکتا ہے مگر صحبت و محبت رسول کہاں سے لائیں گے۔

اس لئے حدیث میں فرمادیا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر و انور کے بعد **خیر قلوب العباد** جو لوگ تھے انہی لوگوں کو اصحاب النبی ہونے کے لئے منتخب کیا گیا ہے، اس لئے اہل سنت والجماعت کے نزدیک صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین پر طعن کرنا ضلالت و گمراہی کے سوا کچھ نہیں اور یہ بھی یاد رکھیں شاتم صحابہ اور شاتم ائمہ دونوں ہی راہ حق وصواب سے ہٹی ہوئی جماعت ہے اور خطرہ ہے ایسے شخص کے سوء خاتمہ کا

شاتم صحابہ ہوں یا شاتم ائمہ، ابتداء اس کی بدگمانی سے ہوتی ہے اور پھر یہ بدکلامی اور دشنامی پر انتہا ہوتی ہے اور نتیجہ اس کا سوء خاتمہ ہے۔ بہت واضح دلیل ہے۔من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب۔(بخاری) بے شمار واقعات کتابوں میں موجود ہیں، دونوں گروہ کا انجام عبرت ناک ہوا ہے، لہذا اپنی زبان کو قابو میں رکھیں کہیں علمی غرور زبان دانی کا خمار، عاقبت کو تباہ نہ کردے۔

(فرق: ۲۴) سچے نبی پر کتاب نازل ہوتی ہے وہ کتاب نہیں لکھتے

نبی کتاب نہیں لکھتے، نبی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کتاب دی جاتی ہے، تمام انبیاء کو کتاب، اللہ تعالیٰ نے دی، یا سابقہ کتاب کے اصول کے تحت نبوت کا پیغام پہنچانے کی ہدایات نازل ہوئیں۔

جھوٹا نبی کتاب لکھتا ہے اور جھوٹے نبی کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ پہلے کیا لکھ چکا ہے مشہور ہے: دروغ گورا حافظہ نہ بناشد، یہی حال مرزا قادیانی کا ہے اس کی کتابوں میں ٹکراؤ اور تضاد بہت ہے، ایک بات ایک جگہ کچھ لکھ دیتا ہے دوسری بار اسی بات کو اپنی ہی تحریر میں رد کر دیتا ہے اور دوسری بات اس کے مخالف لکھ دیتا ہے، ایسا مرزا کے کلام میں آپس میں تضاد اور ٹکراؤ بہت ملے گا، علماء نے اس کو کتابوں میں تضادات مرزا کے نام سے جمع بھی کر دیا ہے، ایسا لکھتے وقت مرزا کو خود نہیں معلوم ہوتا کہ کیا لکھ رہا ہے اور کیا لکھ چکا ہے۔

انبیاء و رسل کو حق تعالیٰ بھیجتے ہیں اور ہدایت و شریعت کی وضاحت کے لئے کتاب بھی نازل کرتے ہیں تاکہ کتاب اللہ کی تعلیمات کی روشنی میں امت رشد و ہدایت کو حاصل کر لے، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام تک کسی نبی نے کتاب خود نہیں لکھی اور کتاب لکھنے والا نبی نہیں ہوتا جھوٹا و کذاب ہوتا ہے، کتاب لکھنا خود دلیل ہے کہ یہ دعویٰ نبوت میں کاذب ہے۔

(۱) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (البقرہ ۴)

ترجمہ: اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے

اتاری جاچکی ہیں۔(تھانویؒ)

اسی آیت میں صاف بتلا دیا گیا کہ حضرت محمد رسول خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر قرآن مجید نازل ہوا ہے اور دنیا جانتی ہے کہ ۲۳ سال کی مدت میں قرآن نازل ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جب چاہا، جتنا چاہا نازل فرمایا۔

اس آیت میں دوسری بات قطعیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے کتابیں نازل ہوئی ہیں اور آخری کتاب قرآن مجید رسول اللہ پر، اب کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی نہ کتاب نازل کی جائے گی نہ ہی جبرئیل وحیٔ نبوت اب کسی شخص پر لے کر اتریں گے، دونوں بات اب ختم ہوچکی۔

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے آخری کتاب اللہ قرآن مجید، **وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ** میں تمام پہلی کتابوں پر ایمان کا مطالبہ کیا گیا ہے، پورے قرآن مجید یا کتب احادیث میں ایک آیت یا روایت نہیں ہے جس میں حضور خاتم علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد کسی کی آمد کا کوئی اشارہ و کنایہ ہو۔ (پھر مرزا قادیانی فرستادۂ نصرانی کی بکواس وہذیان پر تعجب وحیرت ہے۔)

(۲) **فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ** (البقرہ ۲۱۳)

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا جو کہ خوشی کے وعدے سناتے تھے اور ڈراتے تھے اور ان کے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی ٹھیک طور پر نازل فرمائیں۔(تھانویؒ)

اس آیت میں حق تعالیٰ نے انبیاء پر حق وصداقت کے ساتھ کتاب نازل

فرمائی اس کا واضح اور کھلا ہوا ثبوت موجود ہے۔ حق تعالیٰ نے انبیاء کو بھی بھیجا اور کتاب بھی نازل کیا۔ دونوں ہی حق اور سچ ہیں اور انبیاء نے کتاب کی ہدایات کے مطابق حق تعالیٰ کی احدیت و ربوبیت کو کھول کر بیان کیا اور حق تعالیٰ کی عبادت کی دعوت محبت کے ساتھ قائم فرما کر دین حق کو حق اور باطل کو مٹا دیا۔ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ۔

(۳) وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ (البقرہ ۲۳۱)

ترجمہ: اور حق تعالیٰ کی جو نعمتیں تم پر ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصاً) اس کتاب اور (مضامین) حکمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر (اس حیثیت سے) نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں۔ (تھانویؒ)

سبحان اللہ۔ انبیاء علیہم السلام کی ذات بذات خود نعمت اور نزول کتاب بھی نعمت اور، اللہ اکبر۔ حکمت بھی کتاب کے ساتھ عطا ہوئی یہ ہے ختم نبوت کی حکمت و نعمت، اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا: يَعِظُكُمْ بِهِ، اس سے نصیحت حاصل کر کے ایمان و ایقان کی حقیقت تک پہنچو جو عقیدۂ ختم نبوت کا تم کو تحفہ ملا ہے۔

(۴) هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ (آل عمران: ۷)

ترجمہ: وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں۔ (تھانویؒ)

اللہ اکبر، اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام

کو کتاب جو محکمات کی صفت سے مالا مال ہے عطا کر دی یعنی ایسی ظاہر اور واضح رشد و ہدایت میں ہے کہ انسان خواہ کیسی گہرائی اور ظلمت و اندھیرے میں ہو حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہونے والی کتاب اس کو نور ہدایت سے دنیا و آخرت کی سعادت و عافیت بخشتی ہے۔

(۵) وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا (انعام: ۱۱۴)

ترجمہ: وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اس نے ایک کتاب کامل تمہارے پاس بھیج دی ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اس کے مضامین خوب صاف صاف بیان کئے گئے ہیں۔ تھانویؒ

(۶) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا (الکھف: ۱)

ترجمہ: تمام خوبیاں اس اللہ کے لئے (ثابت) ہیں جس نے اپنے (خاص) بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں ذرا بھی کجی نہیں رکھی۔ (تھانویؒ)

(۷) يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (المائدہ: ۶۷)

ترجمہ: اے رسول جو کچھ آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے آپ سب پہنچا دیجئے۔

(۸) لَكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا (النساء: ۱۶۶)

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اس کتاب کے جس کو آپ کے پاس بھیجا ہے اور بھیجا بھی اپنے علمی کمال کے ساتھ شہادت دے رہے ہیں اور فرشتے تصدیق کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی شہادت کافی ہے۔ (تھانویؒ)

ان آیتوں میں حق جل مجدہ جو حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر آخری کتاب قرآن مجید نازل فرما رہا ہے: حق ہونے کی، صاف صاف ہونے کی، واضح مراد ہونے کی، مفصل اور کھول کھول بیان کرنے کی، اور لوگوں تک اس کلام کو پہنچانے کی اور حق تعالیٰ خود ہی شہادت دے رہے ہیں کہ ہم نے اس آخری کتاب کو آخری نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اور فرشتے کی تصدیق اور حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہونے والی کتاب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی شہادت کافی ہے۔

(۹) اَللّٰهُ الَّذِیْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ (الشوری: ۱۷)

ترجمہ: اللہ ہی ہے جس نے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور انصاف کو نازل فرمایا۔ تھانویؒ

(۱۰) اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَاباً (الزمر: ۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے۔ (تھانویؒ)

لفظ اللہ کو مقدم کرنے کا فائدہ

لفظ اللہ پہلے کہنے کے تین فائدے ہیں:

(۱) اللہ کی طرف قرآن نازل کرنے کی نسبت پختہ ہوگئی۔

(۲) نازل شدہ قرآن کی عظمت شان کا اظہار ہوگیا (یعنی یہ اللہ ہی کا بھیجا ہوا کلام ہے۔)

(۳) قرآن کے حسن کی شہادت دے دی گئی (کہ اللہ ہی نے اس کلام کو اتارا اور اس کے احسن الحدیث ہونے کی شہادت دی ہے)

الغرض قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے، کلام اللہ ہے

اور کلام اللہ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی نے کل ۸۳ کتابیں لکھیں جو خزائن کے نام سے قادیانیوں کی طرف سے چھپی ہوئی ہیں، کتاب لکھنا دلیل کذب، یعنی جھوٹا اور جعلی، نبوت کا دعوی ہونے کی واضح شہادت ہے۔ جھوٹے مدعی پر کتاب نازل نہیں ہوتی اور پکڑ بھی نہیں ہوتی بروقت دلیل کذب ہے۔

(فرق:۲۵) سچے نبی صفات الٰہیہ سے لاعلم نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی وقت انہیں صفات ربانیہ میں مغالطہ ہوتا ہے

سچا نبی ہمیشہ سچ بولتا ہے یعنی نبی ہمیشہ سچ ہی بولتا ہے جو جھوٹ بولتا ہے وہ نبی نہیں ہوسکتا اور جھوٹا نبی نہیں ہوسکتا۔ لوگوں نے مرزا قادیانی کے جھوٹ کو جمع کیا ہے۔ مرزا ملعون کا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ وہ نبوت کا دعوی کرتا ہے۔ لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ اللہ کی لعنت ہو جھوٹے پر۔ جس پر اللہ کی لعنت و پھٹکار ہو وہ نبی کیسے ہوسکتا ہے، نبی تو سراپا رحمت ہی رحمت ہوتا ہے۔ (کذب مرزا کے نام سے متعدد کتابیں چھپی ہیں دیکھ لیں)

حق تعالیٰ پر بہتان باندھنا بڑا کفر ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرَى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوۡ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمۡ يُوحَ إِلَيۡهِ شَيۡءٌ وَمَنۡ قَالَ سَأُنۡزِلُ مِثۡلَ مَا أَنۡزَلَ اللّٰهُ (الانعام: ۱۴)

ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے، یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آتی، اور جو شخص (یوں کہے) کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی

طرح کا میں بھی لاتا ہوں۔ (تھانویؒ)

اس آیت کو پڑھ جائے اور آنجہانی مرزا قادیانی کی دیدہ دھنی دیکھئے کہ وہ کس طرح دعوی کرتا ہے کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے، جبکہ حق تعالیٰ واضح اور صاف طور پر اسلامی عقیدۂ نجات سے آگاہ کر رہا ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ جھوٹ تہمت لگائے۔ جھوٹ تراشے، جھوٹ کہے اور بہتان باندھے اور حق تعالیٰ کی طرف ان باتوں کی نسبت کرے جو اس کی شان رفیع کے لائق نہیں۔ جیسا کہ آنجہانی مرزا قادیانی نے حق تعالیٰ کی شان میں بکواس کیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا (اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے) کا نمونہ کے طور پر چند ناقابل برداشت حق تعالیٰ کی شان بے نیاز میں مرزا قادیانی کیا لکھتا ہے پڑھیں اور لعنت بھیجیں۔

(۱) قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ (توضیح مرام، ص، ۴۲، مندرجہ روحانی خزائن، ج، ۳، ص، ۱۹۰ از: مرزا قادیانی)

(۲) ''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں، پھر بعد اس کے یہ سوال ہوا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا (اس کی) زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے'' (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص ۱۴۴، مندرجہ روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۳۱۲ از: مرزا قادیانی)

(۳) ''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا''۔(تجلیات الٰہیہ،ص ۴،مندرجہ روحانی خزائن،ج ۲۰،ص ۳۹۶از: مرزا قادیانی)

(۴) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ''انت منی بمنزلة اولادی''۔''(اے مرزا) تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے''۔(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، طبع چہارم،ص ۳۴۵از: مرزا قادیانی)

(۵) مرزا قادیانی کو الہام ہوا ''و رأیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو''۔(''میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں'')(آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴،مندرجہ روحانی خزائن، ج ،۵،ص ۵۶۴،از: مرزا قادیانی)

(۶) ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔(کتاب البریہ،ص ۸۵،مندرجہ روحانی خزائن، ج ۱۳،ص ۱۰۳،از: مرزا قادیانی)

(۷) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا''۔سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴،از: قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

(۸) مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے: ''و لا یتم

اسمی یا احمد ویتم اسمک ''اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا''۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، طبع چہارم، ص ۴۰، از: مرزا قادیانی)

غور کیجئے جب مرزا نے اللہ کو نہیں چھوڑا، تو پھر کس کو چھوڑے گا۔ تمام انبیاء ورسل کی اہانت کی، صحابہ اور اہل بیت کو نہیں بخشا۔ حضرت فاطمہؓ خاتون جنت کے لئے تو ایسے کلمات کہے ہیں کہ ہم نقل بھی کرنے میں خطرۂ ایمان جانتے ہیں۔ آپ اس کی کتاب ہی میں دیکھ لیں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۹، خزائن ج ۱۸، ص ۲۱۳ حاشیہ)

مرزا قادیانی اگر نبوت کا دعویٰ نہ بھی کرتا تو ان تمام تحریروں کی روشنی میں اسلام سے خارج کافر و مرتد تھا، حق تعالیٰ کی صفت ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اور اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے تیندوے، چور، زبان پر مرض وغیرہ نازیبا الفاظ کا استعمال کیا، سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ قرآن مجید نے عقیدہ دیا کہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، نہ وہ کسی کا والد نہ اس کا کوئی والد۔ اور مرزا لکھتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی اولاد کی طرح ہوں، بے ایمان پھر لکھتا ہے میں خود خدا ہوں، ارے کذّاب اگر تم خود خدا ہو پھر اولاد کیسے ہو گئے اور اگر اولاد ہو تو خدا کیسے ہو گئے؟!! احمق خود دلیلِ کذب فراہم کر گیا، پھر اسی پر بس نہیں اس کا بے لگام قلم لکھتا ہے کہ میں عورت اور اللہ نے رجولیت یعنی مجامعت وصحبت کا معاملہ کیا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ۔ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ اِنَّهٗ حَلِيْمٌ، مرزا کیا انسان بھی تھا؟ مسلمان تو دور کی بات ہے؟ مرزا کی تحریر سے شیطان بھی نادم وشرمندہ ہے، نہ معلوم قادیانی حضرات مرزا کی اس قسم کی تحریر سے ناواقف ہیں یا کسی فریب و دھوکہ میں مبتلا ہیں، اللہ راہ ہدایت عطا فرمائے آمین۔ مرزا کی تحریر پڑھ کر متلی

آنے لگتی ہے کہ کیسے گندے ذہن اور خبیث خصلت کا انسان بالکل ہی جاہل اور بلید الطبع تھا مشرکین و کفار بھی اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ گستاخی نہیں کرتے کہ اللہ نے رجولیت کا اظہار فرمایا، جبکہ اللہ کی صفت ہے: لَمۡ یَتَّخِذۡ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا یعنی اس کی نہ اولاد ہے اور نہ بیوی، یہ چند نمونے تھے مرزا جی کے، قرآن مجید کی آیت: وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا کی روشنی میں۔

قادیانی کذاب پر عذاب الھون کا عقاب

اور دوسری بات قرآن مجید نے یہ کہا۔ أَوۡ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمۡ يُوحَ إِلَيۡهِ شَيۡءٌ یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آئی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آتی۔

اس آیت میں قیامت تک جتنے جھوٹے و جعلی نبوت کا دعوی کرنے والے آئیں گے ان سب کا خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی خاتم الکتب رد کر رہی ہے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے عہد مبارک و میمون میں ہی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے دماغی خلل کی وجہ سے جعلی نبوت کا دعوی کیا تھا۔

مسیلمہ کذاب کاہن تھا، اور کاہنوں کی طرح کچھ مسجع فقرے بولتا تھا، اور اسی کو وحی کہہ دیتا تھا۔ اسی طرح مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی نے ہزاروں جھوٹ تراشے اور مالیخولیا اور مرق کی بیماری کی وجہ سے حق جل مجدہ کی جانب اس کو منسوب کر دیا کہ یہ مجھ پر وحی آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ ایسا شخص بڑا ظالم و کافر ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تراشے، وحی نہیں آئی اور اسے کہہ دے کہ وحی آئی ہے، جیسے مسیلمہ کذاب، مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ نے کہا۔

مرزا غلام قادیانی نبوت کے دعوی میں ہر اعتبار سے اخلاق، عادات، کردار، ارتکاب فواحش، افعال منکرات، گفتار، انکار قرآن، انکار حدیث، اہانت باری تعالیٰ، اہانت انبیاء ورسل، انکار ختم نبوت دعویٰ ظلی و بروزی، کافر و مرتد تھا اور خاص کر نبوت کے دعوی میں اول نمبر کا کذاب وجھوٹا تھا اور جھوٹے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ، اور لعنتی انسان کیسا ہوگا مرزا ویسا ہی تھا، بلکہ اس سے بھی بدتر تھا۔ ایک بات ذہن نشین رہے کہ حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمادیا کہ میرے بعد جو نبوت کا دعوی کرے وہ دجال ہے۔ یعنی دھوکہ وفریب دینے والا ہے۔ تو مرزا جی انہیں دجالوں میں سے ایک ہیں۔ اور بس۔ اور دجال میں جس قدر فریب ودھوکہ کوٹ کوٹ کر ایک ایک رگ وریشہ میں ہوگا وہ اسی قدر اپنے دجالیت میں گمراہی ولعنتی کاموں میں ماہر وکامیاب ہوگا اور جس قدر وہ منہیات ومنکرات پر عمل پیرا ہوگا، اس کو شیطانی ودجالی قوت سے مدد ملے گی اور وہ اپنے دجل وفریب میں لوگوں کو پھنسائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جن خبیث طبیعتوں کو روحانیت وللّٰہیت سے دوری ہوگی وہ اپنی مناسبت کی وجہ سے خبیث ونجس، شیطانی ودجالی قوت سے قریب ہوجائیں گے سبب اس کا طبیعت کا طیب وخیر سے مناسبت کا نہ ہونا ہے اور جن لوگوں کی طبیعت میں خیر اور طیب سے خوب، بھرپور مناسبت ہے تو استعاذہ کے ساتھ شر اور خبیث سے پناہ و امان چاہتے ہیں اور روحانی وربانی قوت کی ایمانی روشنی سے مناسبت کی وجہ سے حق پر جم کر حق کی راہ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ایک مرزا قادیانی نہیں ہزار مرزا آجائیں اہل حق سبھی کو مردود، جہنمی، دجال، کذاب، مفتری، ضال، مضل، دشمن قرآن وحدیث، دشمن اسلام وایمان، دشمن انبیاء ورسل، دشمن توحید ورسالت،

دشمن ختم نبوت آ جائیں، آتے رہیں گے، سبھی دجال ہوں گے۔

ہم کو ہمارے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے یہی حتمی وقطعی نجات وفلاح کی راہ بتائی کہ ہم ان تمام کو دجال، دجال، دجال ہی کہیں اور وہ سب دجال ہی ہیں۔ خواہ کوئی خوش رہے نا خوش ہم کوتو اللہ و رسول خاتم النبیین کی ہی خوشی چاہیے، دنیا میں بھی آخرت میں بھی، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَلَا نُبُوَّةَ بَعْدَهُ وَبِهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔

حق تعالیٰ کو معلوم ہے کہ ختم نبوت اور خاتم النبیین محمد رسول کی تعیین کے بعد کون کون اللہ تعالیٰ کی بات نہ مان کر ختم نبوت اور خاتم النبیین کے عقیدہ کی مخالفت کر کے دجال کی فہرست میں داخل ہوگا اور خاتم النبیین کی شفاعت سے محروم ہوکر دجال پر ایمان لاکر جہنم رسید ہوگا، دجال بھی لعین جہنمی اور اس کے پیروکار بھی لعین وجہنمی۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم فانک تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

(فرق:۲۶) سچے نبی شاعر نہیں ہوتے

سچے نبی شاعر نہیں ہوتے، نہ ہی شعر کہتے ہیں، شعر نبوت کے تقدس وطہارت کی شان کے خلاف ہے، شاعر اپنی شاعری میں خیالات وتفکرات اور اوہام غیر حقیقی کو الفاظ کا خوبصورت جامہ پہنا کر پیش کرتا ہے، جبکہ انبیاء علیہم السلام بارگاہ قدس کے سچے ترجمان ہوتے ہیں، جو بھی زبان نبوت سے بیان کرتے ہیں حقیقت ہی حقیقت ہوتی بلکہ حقیقت سے بلند و برتر معرفت الٰہیہ کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر رہوتا ہے، عالم غیب کی عقدہ کشائی ہوتی ہے، رضوان الٰہی کے حصول کا

پیغام ہوتا ہے، معاد کی خوبی وخوبصورتی کے حصول کا منجانب اللہ نبی ترجمان ہوتا ہے، جو صدق وصداقت اور حق اور حقیقت کا معیار ہوتا ہے نہ کہ اوہام، شعر نبی کے لائق نہیں بلکہ نبی کے لئے تہمت ہے اور جو شعروشاعری کرتا ہے وہ نبی نہیں ہوتا نہ ہی اس کو نبوت دی جاتی ہے وہ جھوٹا وکذاب ہوتا ہے۔ کفار ناہنجار نے خاتم النبیین علیہ الصلوۃ السلام پر تہمت لگائی۔

وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ (الصفت: ۳۶)

''اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں''

حق تعالیٰ نے خاتم النبیین کی طرف سے دفاع کیا اور ان ناہنجاروں کو جواب دیا۔

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ (یٰس: ۶۹)

اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کے لئے شایانِ شان بھی نہیں، وہ تو محض نصیحت کا مضمون اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنے والی ہے۔ (تھانویؒ)

بعض کلام جو خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موزوں اتفاقاً ہوگیا یا منقول ہے وہ شعر نہیں اور نہ ہی وہ شعر کی تعریف میں آتا ہے:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ... وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ

(بخاری: ۲۸۰۲)

اللَّهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَهْ... فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ

وَالْمُهَاجِرَةُ (بخاری : ۶۴۱۴)

مرزا قادیانی نے اپنے کذاب ہونے کی خود ہی دلیل فراہم کردی کہ اس نے قصیدۂ اعجازیہ اور درثمین، اردو، عربی اور فارسی میں علیحدہ علیحدہ جمع کردیا اور ثابت کردیا کہ وہ جھوٹا، دجال ہے نبی نہیں۔

مرزا شاید اس خام خیالی میں ہو کہ شعر کہنا اس کے کمالات میں شمار ہو، اس احمق کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ یہ خود اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہوگی سچ ہے کہ جھوٹا، کذاب اپنے کذب وافترا ہی سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

اللہ رب العزت نے ہر موقع پر ہمارے سرتاج خاتم النبیین کا دفاع بھی کیا اور ناہنجاروں کو منہ توڑ جواب بھی دیا، نبی کا دفاع حق تعالیٰ کرتا ہے، یہی صداقت کی شہادت ہوتی ہے، سچا نبی حق تعالی کی وحی ربانی کو قبول کرکے امت کو سناتا ہے نہ کہ شعر وشاعری، سچا نبی حق تعالی کا فرستادہ ہوتا۔ اس کا دفاع خود رب العرش العظیم کرتا ہے۔

جبکہ جھوٹا نبی شیطانی تسلط کے زیر اثر ہوتا ہے وادیوں میں میگنیاں بٹورتا ہے، جھوٹا نبی کو شیطان دنیا وآخرت میں رسوا کراتا ہے، جھوٹا اپنا دفاع بھی نہیں کرپاتا، الجھتا ہی چلا جاتا ہے، لعنت ہو جھوٹے نبی پر۔

سچا نبی کو حق تعالیٰ کی کلی مدد ونصرت ہوتی ہے روح القدس جبرئیل علیہ السلام کی تائید وآمد ورفت اور معیت۔

جبکہ جھوٹا نبی پر اللہ اور اس کے فرشتے اور عام مومنین کی لعنت برستی ہے وہ شیطان کے نرغے میں رہتا ہے اور شیطانی القاء کی ہوئی باتوں کو اپنی خبیث ونجس طبعیت کی وجہ سے اور صحیح فہم فراست نہ ہونے کی وجہ سے، شیطانی کلمات کو کچھ

اور رخ دیدیتا ہے، یہ بھی غلاظت ونجاست ہے کہ ناپاک کو پاک اوراور نجاست و غلاظت اس کی خبیث طبیعت کو ہی بھاتی ہے اور طہارت و پاکی سے اس کی طبیعت کو مناسبت نہیں ہو پاتی، پاک اور مقدس کلام کا بھی وہ پاک وتقدس مفہوم کو بحال نہیں رکھ پاتا؛ کیونکہ طبیعت پر نجاست کا غلبہ ہوتا ہے،مزاج میں خباثت اور دجالیت کا مسموم وملعون گہرا وعمیق اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ خوشبو کو بدبو اور بدبو کو خوشبو، ناپاک کو پاک اور پاک سے طبیعت میں نفرت وتکدر ہونے لگتا ہے،مرزا قادیانی کا یہی حال ہے اوراس کی جماعت کا اس سے بھی بدتر۔

ورنہ جس نبی مکرم و مطہر، مذکی و مجلّیٰ، منور و مُصَفّیٰ کی نبوت وخاصیت کا فیصلہ روز ازل میں ہی کردیا گیا ہو اور تمام انبیاء ورسل سے اس کا عہد لے لیا گیا ہو اور گروہ اور جماعت انبیاء ورسل کے ہر مقدس، نبی و رسول نے اس دنیا سے کوچ کرنے سے پہلے اپنے عہد وزمانہ کے لوگوں سے نبی امی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی تصدیق وتوثیق کرنے کی تاکید اور وصیت کردی ہو، اور ہر آنے والے نے اس عہد ومیثاق کی مضبوطی سے پابندی کی اور اس عہد الٰہی کو حضرت عیسیٰ بن مریم کے زبان نبوت سے اعلان کیا گیا اور قرآن مجید نے وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ کی صورت میں قیامت تک کے لئے ثبت کردیا۔

اوراس عہد ختم نبوت کی رحمت عام قیامت کے دن کائنات عالم کے ہر مومن کو ملے گی اور تمام انبیاء ورسل بھی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی خاتمیت نبوت کی زیر رحمت ہوں گے۔

قادیانیت میرے نزدیک ملت اسلامیہ کے لئے یہودیت ونصرانیت سے بھی

زیادہ مہلک وخطرناک ہے، ورنہ عقلمند آدمی ایک لمحہ کے لئے غور کرے سوچے کہ جب تمام انبیاء رسل حضرت محمد رسول اللہ کی خاتمیت نبوت کی رحمت کے دامن میں امن وامان پائیں گے تو ہم اس کی مخالفت کر کے کہاں جائیں گے۔

میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ ابلیس لعین نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانا ہے، اگرچہ وہ لعین ازلی ہے اور مرزا غلام قادیانی گمراہی میں شیطان سے بھی آگے نکل گیا، مرزا قادیانی پر ابلیس لعین بھی لعنت بھیجتا ہوگا، مرزا ہی وہ سنگین مدعی نبوت ہے جس پر ابلیس لعین بھی انگشت بدنداں ہے کہ ابلیس تو آدم کے سجدہ سے حکم ربانی سے انکار کیا اور لعنت کا سبب بن گیا، مگر مرزا قادیانی ازل سے جو ختم نبوت کائنات عالم کی مخلوقات تسلیم وتفویض کے ساتھ قبول کر رہی تھی اسی کا انکار ہی نہیں بلکہ خود کے لئے دعوی کر دیا، اس روسیاہ کو ذرہ برابر بھی شرم وحیا نہ آئی کہ ردائے ختم نبوت پر نگاہ ڈالدی، سعادت وہدایت کی راہ چھوڑ کر شقاوت وقساوت کی راہ اختیار کر لی، اب جہنم میں خنزیر کی شکل میں عذاب جھیل رہا ہے۔
بھونکا بھی تو رحمت کائنات، شافع محشر، سرتاج انبیاء، مقام محمود کے عالی مقام پر۔

بہرحال بات ہو رہی تھی کہ ہمارے حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام پر مشرکین نے تہمت لگائی کہ یہ شاعر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عرش اعظم سے نبی خاتم نبی اعظم پر لگے الزام کا جواب دیا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۔

”اور ہم نے ان کو (یعنی محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو) شاعری نہیں سکھلائی اور نہ شاعری ان کے شایانِ شان ہے“

کیونکہ شاعری تخلیات کاذبہ وتخلیات فاسدہ، تخلیات واہمہ، وغیرہ ہے۔ قرآن

مجید تو اللہ کا کلام اور عالم آخرت کی حقیقت کا بیان ہے۔ حضور خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک پر جو مثلاً:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبَ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔

یہ کلمات بلا تکلف زبان نبوت سے جاری ہوگے۔ مگر آپ نے ''ب'' کو سکون کے ساتھ نہیں پڑھا، متحرک پڑھا جس سے شعر کا وزن نہ رہا اور شعر نہ ہوا نبوت کی دلیل بن گئی، کَذِبَ اور مُطَّلِبِ پڑھا، تاکہ شعر کا شبہ نہ رہے۔ (بخاری فی الجہاد، باب ۵۲ مسلم فی الجہاد حدیث ۸۰)

حسن کی روایت سے امام بغوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر بطور مثل کے پڑھا۔

کَفَی بِالْاِسْلَامِ وَالشَّیْبِ لِلْمَرْءِ نَاهِیًا

اسلام اور بالوں کی سفیدی آدمی کو گناہوں سے روکنے کے لئے کافی ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی، شاعر نے اس کو اس طرح کہا ہے۔

کَفَی الشَّیْبُ وَالْاِسْلَامُ بِالْمَرْءِ نَاهِیاً۔

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام نے دوبارہ پڑھا، پھر بھی پہلے ہی کی طرح پڑھا۔

اس پر صدیق اکبرؓ نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے: وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ۔

(بندہ عرض کرتا ہے یہ بھی نبوت ہی کی دلیل خاتمیت ہے کہ ''شیب'' بڑھاپے پر اسلام کو مقدم کر دیا کیونکہ سفید بال تنہا گناہ سے روکنے کے لئے کافی نہیں

اسلام کا اثر نورِ اسلام ہے تو سفید بال بھی محترم ہے، حضرت خاتم النبیین نے شعر کو نور علی نور بنا دیا کہ اسلام کو مقدم کر کے با مقصد کلام بنا دیا۔ **و صلی اللہ علی خاتم النبیین محمد ﷺ لا نبوۃ و لا رسالۃ بعدہ)**

مقدم بن شریح کے والد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور مثل کبھی کوئی شعر پڑھتے تھے، ام المومنین ؓ نے جواب دیا۔ ہاں ''عبداللہ بن رواحہ کا شعر اسی طرح بطور مثل پڑھتے تھے۔

وَ یَاتِیْکَ بِالْاَ خْبَارِ مَنْ لَمْ تزَوَّدِ

معمر کا بیان ہے، مجھ سے قتادہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شعر بطور مثل کبھی پڑھتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شعر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کلام سے زیادہ نفرت تھی۔ آپ ﷺ کوئی شعر بطور مثل نہیں پڑھتے تھے۔ مگر (قبیلہ) قیس بن طرف کا یہ شعر بطور مثل پڑھتے تھے۔

سَتُبْدِیْ لَکَ الْاُیَّام مَاکُنْتَ جَاھِلًا
وَیَا تِیْکَ بِالْاَ خْبَارِ مَنْ لم تَزَوَّدِ

لیکن اس شعر کو آپ ﷺ نے اس طرح پڑھا تھا:

وَیَا تِیْکَ مَنْ لم تَزَوَّدِ بِالْاَ خْبَارِ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ شعر اس طرح نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں شاعر نہیں ہوں اور نہ شاعری میرے لئے سزاوار ہے۔ (ترمذی فی الادب۔ باب ۷۰۔ احمد فی المسند ۶/۳۱۔ تفسیر مظہری ۶/۱۱۲)

الغرض رسالت و نبوت اور شعر و شاعری میں تضاد ہے نبوت و رسالت

کا منصب حق تعالیٰ کی عطا اور حق تعالیٰ کا پیغام ہے۔ جبکہ شعر و شاعری قافیہ و تخلیات اور تفکرات کا مجموعہ، نبوت و رسالت عالم غیب کی عقدہ کشائی اور حقیقت کا الٰہی انکشاف زبان نبوت سے ہوتا ہے، چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔

(فرق:۲۷) سچے نبی عقیدہ کی سلامتی کا نور عطا کرتے ہیں

سچے نبی عقیدہ کی سلامتی اور حق تعالیٰ کی عظمت و وحدت اور انفرادیت وصمدیت و بے نیازی کا نور مخلوق کے قلوب اور سینہ میں داخل کرتے ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا۟ عِبَادًا لِّى مِن دُونِ ٱللَّهِ وَلَٰكِن كُونُوا۟ رَبَّٰنِيِّۦنَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ ٱلْكِتَٰبَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ (آل عمران: ۷۹)

یہ کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کرے، اور وہ اس کے باوجود لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ اس کے بجائے (وہ تو یہی کہے گا کہ) اللہ والے بن جاؤ، کیونکہ تم جو کتاب پڑھاتے رہے ہو اور جو کچھ پڑھتے رہے ہو، اس کا یہی نتیجہ ہونا چاہیے۔

جبکہ جھوٹا نبی لکھتا ہے: خدا تیرے اندر اتر آیا۔ (خزائن: ۱۳/۱۰۱)

اور عقیدہ کی ظلمت و غلاظت میں دھکیل دیتا ہے۔

سچے نبی تمام جہان کو یہ عقیدہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی کا والد ہے اور نہ ہی کوئی اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ۔

جبکہ جھوٹا نبی کہتا ہے کہ اللہ نے اس سے کہا: اسمع ولدی (اے میرے بیٹے سنو) اور اس طرح خود کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتا ہے؛ کیونکہ وہ کذاب و دجال تھا۔ (البشری: ۲/۶۹)

سچے نبی چانداور سورج کو مخلوق اور قدرت ربانیہ کی نشانی بتلاتا ہیں۔

جبکہ جھوٹا و کذاب کہتا ہے کہ مجھ کو چانداور سورج نے پیدا کیا اور چاند و سورج کو میں نے پیدا کیا، اے سورج اے چاند تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔ (خزائن: ۲۲/۷۷)

حالانکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: **وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ**، اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا۔

سچے نبی تمام عالم کا خالق بغیر کسی مادہ کے اللہ رب العزت کو جانتے ہیں اور بتلاتے ہیں اور پہلے انسان آدم کو مٹی سے بنا کر اس میں اپنی کمال قدرت سے روح ڈالدی اور انسانیت کا ایک نظام بنادیا۔

جبکہ جھوٹا متنبی کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پانی سے پیدا ہوا ہوں اور تمام لوگ ''فشل'' (بزدلی) سے (خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

سچے نبی اللہ رب العزت کو ہر عیب اور نقص اور ہر طرح کی کمی و محتاجگی سے پاک اور بے نیاز ہونے کا عقیدہ عالم کو سکھلاتے ہیں۔

جبکہ جھوٹا متنبی اللہ رب العزت کو عیب دار، ناقص اور محتاج باور کراتا ہے اور اس کی طرف انسانی عیوب کی نسبت کرتا ہے، لکھتا ہے۔

قال لی اللہ انی اصلی و اصوم و اسھر و انام

مجھے اللہ نے کہا: میں نماز پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں، اور راتوں کو

جاگتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔(البشریٰ حصہ دوم ص ۷۹)

اس کے اس دعوی کے برخلاف اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

اَللّٰهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ

(سورۃ البقرۃ: ۲۵۵)

''اللہ تعالی (ایسا ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، زندہ ہے، سنبھالنے والا ہے تمام عالم، نہ اس کو اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند''

مرزا کتنا گندہ عقیدہ رکھتا تھا کہ وہ سونا اور جاگنا اللہ کے لئے لکھ رہا ہے، جبکہ اللہ تعالی ان صفات سے پاک ہیں، کیا اس طرح کی بدترین گستاخی کے بعد بھی قادیانی مسلمان تھا؟

(فرق:۲۸) سچے نبی اللہ کی حمد کرتے ہیں اور اس کی تعلیم دیتے ہیں

سچے نبی اللہ رب العرش العظیم کی تعریف وحمد کرتے ہیں اور اعتراف واقرار کرتے ہیں کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ یعنی ہم نے حق جل مجدہ کی کبریائی وجلال کے مناسب اور جو اللہ کا انعام واحسان ہے اس کا ہم سے حمد ادانہ ہوا نہ ہو سکے گا۔

اور اہل ایمان کو بھی حمد کی تعلیم دیتے ہیں کیونکہ خود قرآن میں اللہ نے اس بات کی تعلیم دی ہے کہ حمد کا مستحق صرف اور صرف اللہ رب العالمین ہے، اللہ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ (اسراء: ۴۴)

''اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی (قالاً یا

حالاً) بیان نہ کرتی ہو‘‘

ہر شی اور مخلوق اللہ کی تسبیح وتحمید کرتی ہے اور جھوٹا کہتا ہے کہ اللہ میری تعریف کرتا ہے اور اسلام کہتا ہے:

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

تمام تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہے ہر ہر عالم کا‘‘

جبکہ جھوٹا نبی کہتا ہے کہ اللہ عرش پر تیری تعریف کرتا ہے، چناں چہ مرزا لکھتا ہے کہ اللہ عرش پر تیری تعریف کرتا ہے،تو کیا مرزا ہی کائنات کا خالق ہے کہ عرش والا اس کی تعریف کرتا ہے؟؟؟اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

(فرق:۲۹) سچے نبی کلمہ طیبہ سے اللہ کی الوہیت سکھاتے ہیں

سچے نبی اور اس پر ایمان لانے والے کا یہ عقیدہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں لفظ ’’اللہ‘‘ سے حق تعالیٰ جل مجدہ کی ذات مراد ہے۔

جبکہ جھوٹا کہتا ہے کہ یا احمد انت مرادی، اے احمد تو میری مراد ہے۔(تذکرہ:۲۲۴) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

کیا اللہ حی و قیوم کی ذات بے نیاز ایک غلیظ وخبیث مرنے والے اور جیفہ ومردار کو اپنی مراد بنائے گا؟اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

(فرق:۳۰) سچے نبی اللہ کے شکر گزار ہوتے ہیں

سچے نبی اور اس کے ماننے والے اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کا مطالبہ اللہ تعالیٰ نے ہی کیا، اللہ کا ارشاد ہے:

اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ (لقمن)

’’اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو‘‘

وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ (بقرہ)

''اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو''

جبکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: خدا نے شکر ادا کیا (خزائن ج ۳ ص ۱۶۳)

خدا اس کی کوشش کا شکرگذار ہے۔ (حوالہ سابق)

مرزا کی گمراہی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کا شکرگزار بننے کے بجائے توہین کرتے ہوئے اللہ کو اپنا شکرگزار کہتا ہے۔

(فرق: ۳۱) سچے نبی اللہ کو اسماء حسنیٰ سے پکارتے ہیں

سچے نبی اور اس پر ایمان لانے والے، اللہ تعالیٰ کو اسماء حسنیٰ پیارے پیارے ناموں سے جانتے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا۔ اللہ تعالیٰ کو خوبصورت ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: اپنی وحی میں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو میرا سب سے بڑا نام ہے، اے ابراہیم تو مجھ سے ہے، تو خدا کے نفس پر قائم ہے۔ (تذکرہ ص: ۳۰۵)

اللہ کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں، اللہ نفس اور نفسیات سے پاک ہے، مرزا کا اللہ کے لئے ''نفس'' کا لفظ لکھنا خالق تعالی کی توہین ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

(فرق: ۳۲) سچے نبی اللہ کا تعارف صفات جلالیہ و جمالیہ سے کرتے ہیں

سچے نبی تمام اہل ایمان کو یہ عقیدہ فراہم کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت کی شان ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

''اس کے جیسا کوئی نہیں''

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ

اس کی کرسی نے تمام آسمان وزمین کو اپنے احاطے میں لے رکھا ہے''

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

''اسی کے لئے آسمان وزمین کی بادشاہت ہے''

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

''اللہ آسمانوں اورزمین کا نور ہے''

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔

''وہ ہر چیز کا خالق ہے''

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجاثیة: ۳۷)

''اوراسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اورزمین میں اوروہ زبردست ہے، حکمت والا ہے''

جبکہ جھوٹا مرزا قادیانی لکھتا ہے خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا(تذکرہ:۳۱۶) (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) مرزا قادیانی بڑا احمق وجاہل وملحد تھا، اس نے کبھی قرآن نہیں پڑھا تھا، یہ تو شیطان لعین کی صفت ہے کہ لڑکیوں کے جسم پر مسلط ہوکر خباثت کا ثبوت دیتا ہے۔يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ، اسی مس شیطانی میں اس نے ایسی گندی وغلیظ بات رب ذوالجلال کی شان میں لکھدی اور کہدی۔ اللہ ہم سب کو ایسی شیطانی باتوں سے محفوظ رکھے۔

خالق کو مخلوق میں داخل ہونے کی ضرورت کیا ہے، وہ تو **فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ** ہے، مرنے والی مخلوق میں حی و قیوم کیسے داخل ہوگا ترابی ومٹی سے بنا ہوا انسان خالق کی ابدی تجلی ونور کب برداشت کرسکتا ہے؟!! صفات الٰہیہ سے مرزا بالکل ہی نابلد اور جاہل تھا جو ایسی گندی بات عرش عظیم کے رب کی شان میں لکھ گیا۔ استغفر اللہ۔

(فرق:۳۳) سچے نبی اللہ تعالیٰ کی صفت خلق محض ارادۂ باری بتلاتے ہیں

سچے نبی اللہ رب العزت کے ارادہ کا تعارف کراتے ہیں اور امت کو باخبر کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ کائنات عالم میں جب کسی چیز کو وجود دینا چاہتے ہیں تو، خارج میں کسی مادہ کے محتاج نہیں محض اپنے حکم وامر سے اس چیز کو موجود کردیتے ہیں اوران کی شان ہے:

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئاً اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ (یٰسٓ: ۸۲)

’’جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا معمول یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے‘‘

جبکہ جھوٹا مرزا قادیانی اللہ رب العزت کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور لکھتا ہے: تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہوجاتی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

افسوس نبی بھی خود سے بنا، پھر ربانی صفات بھی خود کذاب نے اپنے لئے ثابت کیا، معلوم ہوا کہ خود ہی خدا بن کر نبوت کا عالی مقام حاصل کرلیا، روحانی

طور پر تو اتنی ترقی کر لی اور لاکھ آرزو منت، لجاجت وسماجت فریاد و استغاثہ اور ہر تدبیر کے باوجود معشوقہ محمدی بیگم نہ مل سکی تو اس کا دوپٹہ نوکرانی سے منگوا کر ساتھ رکھتا تھا اور اس کی یاد جب ستاتی تو اس کو سونگھتا تھا۔

(فرق: ۳۴) سچے نبی اللہ تعالی کو اصدق القائلین کہتے ہیں

سچے نبی اور اس پر ایمان لانے والے حضرت آدم سے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ورسل کو اللہ رب العزت نے مبعوث کیا اور اسی کی شان ہے۔

وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيۡثاً (بقرۃ: ۸۷)

''اور اللہ تعالی سے زیادہ کس کی بات سچی ہوگی!''

وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا (بقرۃ: ۱۲۲)

''اور اللہ تعالی سے زیادہ کس کا کہنا صحیح ہوگا!''

اور اسی اَصۡدَقُ الۡقَائِلِين نے سچی خبر دیدی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، وہ اللہ یقینا سچا ہے، اس کے سب نبی ورسول سچے ہیں۔

جبکہ مرزا کذاب تمام انبیاء ورسل کو بھیجنے والے اور مبعوث کرنے والے اللہ کو اللہ نہیں مانتا اور مانتا ہے تو جھوٹا مانتا ہے۔ اور جس نصرانی حکومت نے اس قادیانی خبیث کو دجالیت کا ایک فرد بنایا نبوت کا دعوی کرایا اس کو یہ سچا خدا مانتا ہے لکھتا ہے:

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

(فرق:۳۵) سچے نبی اللہ کی طرف کوئی غلط اور جھوٹی بات منسوب نہیں کرتے

سچے نبی اللہ رب العزت کی شان میں ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے جو حق جل مجدہ کی شان کے مناسب نہ ہو، نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ اپنی بات کا انتساب کرتے ہیں کہ اللہ نے یہ کہا ہے۔

جبکہ جھوٹا مزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی گستاخانہ صفات کا انتساب کرتا ہے کہ صاحب ایمان کی روح کانپ اٹھتی ہے اگر اس کو جسم دیدیا جائے تو زمین پر زلزلہ، آجائے، رنگ دیدیا جائے تو سمند کالا سیاہ ہو جائے۔ پہاڑ پر ڈالدیا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جائے۔ اگر انسان ذرہ برابر بھی ان باتوں کی وجہ سے ذات حق میں، صفات باری میں تذبذب کا شکار ہو جائے تو ایمان وایقان کی حد سے نکل کر قعرِ جہنم میں رسید ہو جائے، لکھتا ہے:

قادیان میں خدا نازل ہوگا (تذکرہ:۴۵۲)

قادیان میں نصرانی حکمراں خدا بنکر متنبی کی زیارت کرنے ضرور آیا ہوگا

اوہو، نصرانی حکومت کا کوئی عہدہ دار جس نے نبوت کا دعوی کرایا تھا وہ آیا ہوگا۔ مرزا جی آپ کو نصرانی خدا مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بڑی سچی وپکی بات سے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیدی جو ہم اہل ایمان کے ایقان میں فیض نور ختم نبوت کا سراج وچراغ روشن کر رہا ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ

وَكِيلًا (الفرقان: ۴۳)

اے رسول آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی ہے جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے، سو کیا آپ اس کی نگرانی کر سکتے ہیں؟!

مرزا کی باتوں اور دعووں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ اس آیت کا مصداق ہے، جو نفسانی خواہشات کو اب معبود بنا کر گمراہ ہو گیا، مرزا اپنے نصرانی پیشوا کو خدا کہہ رہا ہے جس کے حکم سے اس نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا، اتنی کفریہ بات بولنے کے بعد بھی مرزا مسلمان؟! یہ مسلمانی بھی قابل تعجب ہے۔

(فرق:۳۶) سچے نبی اللہ کو حی وقیوم اور معبود حقیقی مانتے ہیں

سچے نبی جیسے ہی جاتے ہیں، حق تعالیٰ کی احدیت و ربوبیت، الوہیت، وصمدیت تمام صفات میں بے مثل و بے مثال، ذات میں صفات میں اور اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا خالق ہے اس لئے وہی معبود حقیقی، مقصود حقیقی ہے۔ اور مخلوق کبھی بھی خالق کا مقام نہیں پا سکتی۔ کیونکہ خالق "حَیّ" اور قَیُّوم ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔ (تذکرہ ص ۱۹۵ تا ۲۰۰)

واہ مرزا جی اگر تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو فوراً استغفار پڑھتے توبہ کرتے ایمان باللہ کو سلامت رکھتے، نہ کہ اپنی خدائی پر یقین رکھتے۔ کیا مرزا جی نے اس کشف کے بعد کھانا بھی کھایا؟ پائخانہ و پیشاب بھی کیا؟ بیوی کے پاس خلوت بھی کی؟ کیا یہ خدائی کا کام ہے؟ اور کیا یہ باتیں رب العزت حق اللہ جل مجدہ کو

زیب دیتی ہیں؟ واہ رے اُلّو! جب مرزا خدا بھی بنا یقین کے ساتھ تو پھر اس کو نبی و رسول مثیل مسیح اور مہدی بننے کی کیا ضرورت ہوئی؟ پھر بیت الخلاء میں منہ سے غلاظت نکلتے ہوئے ذلت کی موت مر گیا، کیا یہ اس کی خدائی تھی یا خدائی کا دعوی کرنے کی سزا تھی؟۔ اَسْتَغْفِرُ اللهَ آمَنْتُ بِاللهِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔

(فرق:۳۷) سچے نبی اللہ کو بے مثل و بے مثال بتاتے ہیں

سچے نبی ایک اللہ کی بے مثل و بے مثال ذات ذوالجلال کو ذرہ ذرہ کا خالق تسلیم کرتے ہیں اور یہ سوال بنیادی طور پر باطل اور شیطانی قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی خالق ہو، اَسْتَغْفِرُ اللهَ ثُمَّ اَسْتَغْفِرُ اللهَ، خلق و پیدائش عیب اور مخلوق کی صفت ہے۔ اللہ رب العزت اَلْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ ہے، یعنی ہر شی اور مخلوق سے قبل اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے:

> تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے میرے ساتھ ہیں۔ (کتاب البریہ ص ۷۵، روحان خزائن ج ۱۳، ص ۱۰۱/۱۰۰) (استغفر اللہ)

اَللّٰهُ الصَّمَدُ: اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کہ وہ کسی سے ہو یا اس سے کوئی ہو۔ مرزا بدبخت کتنا گندی ذہنیت و عقیدہ کا تھا، کیا اس عقیدہ کے بعد بھی مسلمان تھا؟

(فرق:۳۸) سچے نبی اللہ کے حکم کے مطابق قبلہ اختیار کرتے ہیں خود قبلہ نہیں بنتے

سچے نبی اللہ کے حکم کے مطابق قبلہ اختیار کرتے ہیں خود قبلہ نہیں بنتے، جیسا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تھوڑے عرصہ تک بیت

المقدس یعنی مسجد اقصیٰ کو قبلہ بنایا پھر حکم ربانی پا کر ابدالاباد ہمیشہ قیامت تک کے لئے کعبۃ اللہ کو قبلہ بنا کر عبادت کیا اور اسی کو مسلمانوں کا قبلہ قیامت تک کے لئے قرار دیا۔

جبکہ مرزا قادیانی مال و دولت رہتے ہوئے نہ مسجد اقصیٰ گیا، نہ مکہ گیا، نہ ''کعبۃ اللہ'' کو دیکھا، خود خدا بنا یقین کے ساتھ، پھر بیت اللہ بھی بن گیا، مرزا کتنا بڑا جھوٹا ہے، لکھتا ہے: خدا نے مجھے بیت اللہ سے تشبیہ دی۔ (تذکرہ:۴۰۵)

ارے بیوقوف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور بیت اللہ جہتِ قبلہ اور عبادت کا رخ ہے۔ تو تمہارے لکھنے اور عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ خود اپنی عبادت کے لئے بیت اللہ و کعبۃ اللہ کا رخ اختیار کرتے ہوں گے؟

اہل اسلام کو قرآن عقیدہ دیتا ہے: **فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ**۔

تو ان کو چاہئے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ مالک و معبود کی عبادت اس لئے کی جاتی ہے کہ ہم ہر نعمت کے دوام اور بقا اور عافیت و راحت اور پھر مرنے کے بعد مغفرت و جنت کے محتاج ہیں۔ تو تمہارے لکھنے کے مطابق اللہ تعالیٰ محتاج ٹھہرا۔ ہائے رے احمق۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔ اللہ کی جو عظمت تھی ویسی اس کی قدر نہ کی۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ۔

اور اگر اللہ تعالیٰ کو عبادت ہی تمہارے خیال میں کرنی تھی تو بیت اللہ کو قبلہ بنانے کی اللہ کو ضرورت ہی نہیں۔

اَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔

جہت قبلہ ہم انسانوں کی ضرورت ہے کہ ہم محتاج ہیں اللہ احتیاج سے پاک ہے سبحانہ و تعالیٰ۔

(فرق:۳۹) سچے نبی خود کو اللہ کا بندہ بتاتے ہیں نہ کہ اللہ کا جزء

سچا نبی اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور خوشنودی کو اللہ تعالیٰ ہی کے فرمودات و ارشادات کی روشنی اور ہدایات سے امت کو باخبر کر دیتا ہے۔

اور یہ بھی واضح کر دیتا ہے کہ بندہ جب حق تعالیٰ کے اوامر و نواہی کے پابندی والتزام اور نوافل کی کثرت و استقامت سے اللہ رب العزت کا خاص قرب اور فکر و نظر کو ربانی بنا لیتا ہے۔

تو وہی سنتا اور دیکھتا ہے جو اللہ چاہتے ہیں، مگر کبھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اللہ کی آنکھ ہوں یا کان ہوں یا ہاتھ ہوں یا پاؤں ہوں۔ اس پر عبدیت وفنائیت اور پستی و خستگی بڑھتی رہتی ہے اور اعلان کر دیتا ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

یعنی اللہ ہم سے آپ کی شان کی مناسب حمد و ثناء نہ ہو سکی جیسی آپ نے خود اپنی ذات کے لئے کی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور پھر عبدیت میں ڈوب کر کہتا ہے:

سُبْحَانَکَ مَاعَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ وَ مَاعَبَدْنَا حَقَّ عِبَادَتِکَ

اللہ آپ ہماری ہر تعریف و ثنا سے بے نیاز و بلند ہیں، ہم آپ کو پہچان نہ سکے جو پہچاننے کا حق تھا اور ہم سے عبادت ایسی نہ ہو سکی جو آپ کا حق تھا۔

جبکہ جھوٹا مدعی مرزا قادیانی لکھتا ہے:

انت منی بمنزلة سمعی و بصری۔ (تذکرہ ص ۷۴۷)

تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے کانوں اور میری آنکھوں کے ہے۔ جھوٹے شخص کی یہ انفرادیت ہے اور جھوٹے کذاب کی یہ دروغ گوئی ہے کہ وہ حق تعالیٰ کی کان اور آنکھ بنتا ہے اور اب وہاں پہنچ گیا جو اس کا انجام ہونا تھا۔

(فرق: ۴۰) سچے نبی اللہ کو ہی خالق مطلق بتاتے ہیں

سچے نبی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و تعریف کرتے ہیں اور اسی کی تعلیم دیتے ہیں۔

جبکہ جھوٹا و کذاب قادیانی لکھتا ہے:

وہ خدا قابل تعریف ہے، جس نے تجھے دامادی اور آبائی عزت بخشی۔ (خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

قادیانی سے پوچھئے ایسا بھی کوئی خدا ہے جو نا قابل تعریف ہے یا خدا ہر حال میں قابل تعریف ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صرف بیٹیاں دیں پھر تو وہ قادیانی کے نزدیک قابل تعریف نہیں اللہ تو رب العزت ہیں ہر حال میں الحمد للہ علی کل حال۔ قرآن سنئے، اللہ کا ارشاد ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ (الشوری: ۴۹۔۵۰)

”سارے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو

چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا اور لڑکیاں بھی اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ یقینا وہ علم کا بھی مالک ہے قدرت کا بھی مالک''

(فرق:۴۱) سچے نبی صرف اللہ کو ہی موت وحیات کا مالک بتاتے ہیں

سچے نبی صفات الٰہیہ جیسے زندہ کرنا، مارنا حق تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں اور ان صفات میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں، کیونکہ جسم و قالب میں روح، ڈالنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور روح نکالنا یعنی مارنا یہ بھی اللہ کی قدرت ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے مشاہدہ کرایا۔

جبکہ جھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

اللہ نے اسے الہام کیا، اعطیت صفة الافناء والاحیاء اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔ (روحانی خزائن ج۱۶ ص۵۶)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا: **هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ**، وہ زندہ، قائم ہے، مسلمان کا بچہ مکتب میں چوتھا کلمہ یاد کرتا ہے اور عقیدہ سیکھتا کہ **يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ** مارنا جلانا اللہ کی صفت ہے، جبکہ جھوٹا مدعی کہتا ہے کہ مجھ کو یہ الہام ہوا ہے کہ مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے (استغفر اللہ)

(فرق:۴۲) سچے نبی اللہ کو سبوح وقدوس اور تمام نقائص وعیوب سے پاک مانتے ہیں

سچے نبی حق تعالیٰ کی قدوسیت وسبوحیت بیان کرتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ

قُدُّوس اور سُبّوح ہے، اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پاک ہی پاک ہے۔

جبکہ جھوٹا مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اس کو الہام ہوا أنت من مائنا وهم من فشل (تو ہمارے پانی ہے اور وہ بزدلی سے ہے) (تذکرہ وحی والہام ص ۱۶۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن سورہ فرقان میں فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا (الفرقان)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے انسان کو پانی (نطفہ) سے پیدا کیا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ، یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ (الطارق:٦)

وہ اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو کہ باپ کی پیٹھ اور ماں کی چھاتیوں سے نکلتا ہے۔

ان آیات میں ''ماء'' سے مراد نطفہ لیا گیا ہے، تو گویا من مائنا سے مراد ہوا انت من نطفتنا۔ تو ہمارے نطفہ میں سے ہے۔ (استغفر اللہ آمنت باللہ) جھوٹا قادیانی، حق تعالیٰ کی طرف ناپاک ماء مہین کی نسبت کر رہا ہے اور کیا اللہ تعالیٰ کو پیدا کرنے کے لئے انسان کی طرح نطفہ کی محتاجگی ہے، نہ معلوم مرزا قادیانی کتنی گندی و خبیث طبیعت کا متنبی ہے، جو تمام اپنے پیشوا کے لئے بھی باعث ندامت و شرمندگی ہے۔

(فرق: ۴۳) سچے نبی اللہ کو حسب و نسب سے پاک مانتے ہیں

سچے نبی پوری دنیا کو حق تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت اور احدیت و صمدیت کا عقیدہ راسخ کرتے ہیں، یعنی اللہ ہی یکتا معبود ہیں، رب ہیں، بے نیاز ہیں، نہ

کسی کے باپ ہیں نہ کوئی ان کا بیٹا ہے، نہ ہی اللہ سے کسی کا نسبی رشتہ ہے اللہ خالق ہیں سب اس کی مخلوق ہے اور مخلوق کبھی بھی خالق کے برابر نہیں ہوسکتی۔ بے عیب ذات، صفات، پاک رب سے، عیب دار مخلوق کا کیا رشتہ، الحمد للہ کہ اللہ ہمارا رب عفو وغفور ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی جھوٹا متنبی لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے الہام کیا: خدا کا باپ ہوں۔

انا نبشرک بغلام مظهر الحق والعلا، كان الله نزل من السماء (تذکرہ مجموعہ وحی والهام ص ۵۵۵۴)

ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا، گویا آسمان سے اللہ اترے گا۔

جھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی اس الہام میں اپنے بیٹے کو اللہ قرار دیا تو اس کا معنی ہوا کہ مرزا قادیانی خود خدا کا باپ ہوگیا۔

آسمان نہ پھٹ گیا، زمین نہ دھنس گئی، اللہ اکبر کبیرا انہ حلیم۔ اس کے حلم نے مجرم کو بڑی چھوٹ دی ہے۔ قارئین مرزا قادیانی کیا نہ بنا۔ وہ تو سب کچھ بنا اور بن بن کر پائخانہ منہ سے نکلتے ہوئے پائخانہ میں مرا، یہ گندا راستہ بھی نہ چھوڑا۔

(فرق: ۴۴) سچے نبی پیکر صدق وصفا ہوتے ہیں

سچے نبی اپنے قول وفعل میں صادق ہوتے ہیں، ان کے اقوال وافعال اور سیرت کے قریب بھی کذب پھٹک نہیں سکتا اور نہ کذب کے شائبہ کا ان کی زندگی میں تصور ہوسکتا ہے، یہی وہ بنیاد ہے جس کی وجہ سے نبی اپنی تصدیق کے لئے

صدق کو معیار اور کسوٹی بناتے ہیں۔

جبکہ مرزا قادیانی اپنے قول وفعل اور سیرت کے اعتبار سے نہایت جھوٹا اور کذاب تھا۔ خود اس کا اپنی زبان سے اپنا تعارف، پیش گوئیاں اور اپنے دعوؤں میں صدق کی دھجیاں اڑتی نظر آتی ہیں۔ یہ ایسے امور ہیں جنھیں سمجھنے کے لئے بیش بہا علم کی ضرورت نہیں ہے۔

(فرق:۴۵) سچے نبی پر آسمانی کتاب کا نزول ہوتا ہے یا وہ سابقہ کتاب کے متبع ہوتے ہیں

سچے نبی صاحب کتاب ہوتے ہیں یا اگر ان پر کتاب نازل نہ ہوئی تو وہ سابقہ کتاب کے احکام وقوانین کے پابند ہوتے ہیں اور اس کے تبلیغ کرتے ہیں،

جبکہ مرزا قادیانی پر کوئی کتاب نازل نہ ہوئی اور یہ قرآن کریم کی اتباع سے بھی محروم رہا۔

(فرق:۴۶) سچے نبی کسی ظالم کی ملازمت نہیں کرتے

سچے نبی کسی ظالم کی ملازمت اور اس کی نوکری نہیں کرتے، حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کے مابین ہونے والے واقعہ سے اعتراض نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ ایک نبی ہیں اور ایک ہونے والے نبی ہیں نیز ملازمت اور مہر میں بڑا فرق ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پر نصاری کی ظالم وغاصب حکومت کی سیالکوٹ کچہری میں ملازم تھا۔

(فرق:۴۷) سچے نبی کی باتوں میں تضاد نہیں ہوتا

سچے نبی چونکہ اللہ عزوجل کی ہدایت کے مطابق امت کی رہبری کرتے ہیں

اور ہدایات دیتے ہیں اور نیز کذب بیانی سے پاک ہوتے ہیں اس لئے ان کی باتوں میں تضاد نہیں ہوتا۔

جبکہ مرزا قادیانی کی تمام کتب، خطبات اور ملفوظات تضادات سے بھرے پڑے ہیں، چناں چہ علماء نے مرزا کے تضاد پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں۔

(فرق:۴۸) سچے نبی نازل ہونے والی وحی میں اللہ کی مراد کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں

سچے نبی کو اللہ تعالیٰ جو وحی کرتا ہے، اس میں اللہ کی مراد و منشاان پر مخفی نہیں بلکہ مکمل واضح ہوتی ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی اپنی وحی کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ہندو لڑکوں اور اپنے مریدوں کا محتاج تھا۔

(فرق:۴۹) سچے نبی کی ہر پیش گوئی حق اور سچ ہوتی ہے

سچے نبی کی کوئی پیش گوئی بھی غلط نہیں ہوتی، ان کی ہر پیش گوئی حق اور سچ ہوتی ہے اور ان کی سچائی کی دلیل بن کر ان کی نبوت کو ثابت کرتی ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی کی لاتعداد پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔

(فرق:۵۰) سچے نبی شرک اور ظلم کے خلاف جہاد کرتے ہیں

سچے نبی مشرکین اور جابر حکومت کے خلاف نبرد آزما رہتے ہیں اور ظلم کو مٹاتے ہیں۔

جبکہ مرزا قادیانی تثلیث پرست انگریزوں کی حکومت کے استحکام کی خاطر جہاد فی سبیل اللہ کو منسوخ کرنے اور ان کی اطاعت کرنے کے لئے تاحیات

کوشاں رہا۔

(فرق:۵۱) سچے نبی اللہ کے حکم سے ہجرت کرتے ہیں

حضرات انبیاء کرام حق کے علمبردار ہوتے ہیں، حتی کہ اشاعت حق کی خاطر انہیں ہجرت کرنی پڑتی ہے، اس لئے سارے انبیاء کی یہ سنت رہی ہے کہ انہوں نے ہجرت کی ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی نے زندگی بھر ہجرت نہیں کی۔ خود مرزا قادیانی کا اعتراف ہے:

> ''انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنے ملک سے ہجرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ یہ ذکر ''صحیح بخاری'' میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی مصر سے کنعان کی طرف ہجرت کی تھی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۳۵۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۵۰ از مرزا قادیانی)

(فرق:۵۲) سچے نبی کی نبوت کی تائید آسمانی کتاب سے ہوتی ہے

سچے نبی کی ذات اور اس پر نازل شدہ کتاب اس کے دعوے کی صداقت کے لئے کافی ہوتی ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ کی صداقت میں کئی کتابیں تصنیف کیں مگر لوگ پھر بھی اسے کذاب ہی کہتے رہے؛ کیونکہ کتاب لکھنا ہی اس کے نبی نہ ہونے کی دلیل ہے۔

(فرق: ۵۳) سچے نبی کو جنون لاحق نہیں ہوتا

سچے نبی کو جنون و مراق سمیت کوئی غیر معزز بیماری لاحق نہیں ہوتی۔

جبکہ مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے کہ اسے مراق، ہسٹیریا، مالیخولیا اور کثرت بول کے امراض لاحق تھے۔

(فرق: ۵۴) سچے نبی معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں

سچے نبی معصوم عن الخطاء ہوتے ہے، اس لئے برائی کو حکم ہے کہ وہ نبی کے پاس نہ جائے۔

سچے نبی کی وحی نبوت قطعی ہوتی ہے اور معصوم عن الخطاء ہوتی ہے اور امت پر اس کا اتباع لازم ہوتا ہے، اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں، اس لئے ان پر وحی الٰہی بھی معصوم عن الخطاء قطعی ہوتی ہے۔ اور یہ شان صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔

جبکہ اولیاء امت پر جو الہام ہوتا ہے وہ ظنّی ہوتا ہے اور معصوم عن الخطاء نہیں ہوتا اور نہ ہی اولیاء معصوم ہیں، اسی وجہ سے ولی کا الہام دوسروں پر حجت نہیں اور نہ ہی ولی کے الہام سے کوئی حکم شرعی ثابت ہوسکتا ہے، حتی کہ استحباب بھی الہام سے ثابت نہیں ہوسکتا۔

جبکہ مرزا قادیانی خود برائی کے پاس چل کر جاتا تھا، مرزا قادیانی شراب پیتا، زنا کرتا تھا اور سود کھاتا تھا۔ یہ تمام حوالے مستند قادیانی کتب میں موجود ہیں۔

(فرق:۵۵) سچے نبی حسین ووجیہ ہوتے ہیں

سچے نبی انتہائی خوبصورت اور وجیہہ ہوتے ہیں اور ان کو ایسا حسن و جمال عطا ہوتا ہے جو کسی غیر نبی کو نہ ملا ہو۔

جبکہ مرزا قادیانی انتہائی بدصورت، مکروہ شکل اور کریہہ خدوخال کا مالک تھا۔ اکثر مائیں اپنے شریر بچوں کو مرزا قادیانی کی تصویر دکھا کر ڈراتی ہیں!

(فرق:۵۶) سچے نبی دعویٰ نبوت میں تذبذب کا شکار نہیں ہوتے

سچے نبی اللہ سے خبر اور اجازت پا کر جب اعلان نبوت کر دیتے ہیں تو پھر وہ کبھی کسی شک وشبہ یا تذبذب کا شکار نہیں ہوتے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (الاعراف: ۲)

یہ ایک کتاب ہے جو آپ کے پاس اس لیے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ ڈرائیں سو آپ کے دل میں اس سے بالکل تنگی نہ ہونا چاہیے اور یہ نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے۔

جبکہ مرزا قادیانی مدت العمر اپنی نبوت کے حوالے سے مخمصے کا ہی شکار رہا۔ صادق انبیا میں سے ایک مثال بھی نہیں پیش کی جاسکتی کہ اسے اللہ نبی کہتا ہو اور وہ تاویل کرے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ سوچنے کا مقام ہے، آخر مرزا قادیانی کی کیا پرابلم تھی جو ۱۸۸۲ء سے ۱۹۰۲ء تک وہ اپنے ادعائے نبوت کے تناظر میں خود واضح ہوا نہ اپنے مریدین پر اپنی حقیقی پوزیشن واضح کرسکا؟

سچے نبیوں کا اقرار ضروری ہے
جھوٹے نبیوں کا انکار ضروری ہے

ختم نبوت کی نگری میں چور گھسے
نگری والے ہوں بیدار ضروری ہے

(فرق:۵۷) سچے نبی پر ان کی قومی زبان میں وحی نازل ہوتی ہے

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام تک سبھی سچے اور حق میں اور ہر نبی پر اللہ رب العزت کی جانب سے ان کی زبان میں وحی الٰہی نازل ہوئی تا کہ اللہ رب العزت کے پیغام کو اپنی قوم کی زبان میں آسانی اور سہولت سے آگاہ اور باخبر کر سکیں اور حق کو خوب اچھی طرح واضح کر سکیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراھیم ۴)

اور ہم نے تمام پہلے رسولوں کو بھی انہی کی قوم کی زبان میں رسول بنا کر بھیجا ہے تا کہ ان سے احکام الٰہیہ کو بیان کریں۔

اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ جس قوم کی طرف نبی و رسول بھیجا تو اسی قوم کی زبان میں بھیجا تا کہ قوم کو ان کی اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام اور ہدایت کی باتیں بتلا سکیں اور قوم بھی ہدایت پا سکے۔

قومی زبان میں انبیاء کا آنا اور احکام کا قومی زبان میں نازل ہونا یہ سچے نبی کی دلیل ہے، جھوٹا نبی بکواس کرتا ہے اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے تو جھوٹا جھوٹ ہی بولے گا کہ مجھ پر کئی زبان میں خطاب ہوا، مرزا قادیانی پنجاب کا تھا۔

اس پنجابی نبی پر پنجابی زبان میں خطاب نہ ہوا اور وہ بدبخت اپنی ذات پر نازل ہونے والے بکواس کو خود بھی نہیں سمجھ پاتا تھا، تو اس کا ترجمہ اور مفہوم اور

معانی دوسروں سے معلوم کرتا، یہی اس کے کذاب ہونے کی دلیل ہے۔

حاصل یہ کہ نبی تو ہو پنجابی اور خطاب نازل ہو دوسری زبان میں یہی دلیل بن گئی اس کے جھوٹے ہونے کی کیونکہ یہ نقص ہے اور ابنیاء کمالات الھیہ کے مظہر اتم ہوتے ہیں اگر مختلف زبانوں میں خطاب نازل ہونا کمال ہوتا تو اس وقت دنیا میں ساڑھے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ پھر تو مرزا پر اتنی تعداد میں خطاب نازل ہونا چاہئے اور مرزا پر جو خطاب (بزعم اس کے) نازل ہوا وہ بعض تو لفظ اور لغت کے اعتبار سے بالکل ہی درست اور ٹھیک نہیں یہ سب باتیں اس کذاب کی ضلالت ہیں اور خود اس کے کذب کی دلیل بن گئیں۔

(فرق:۵۸) سچے نبی پر ہمیشہ جبرئیل امین وحی لے کر آئے ہیں

تمام انبیاء پر وحی لانے والے جبرئیل علیہ السلام ہیں جبکہ جھوٹے مرزا کے پاس خبریں پہونچانے والا شیطان: درشنی اور ٹیچی تھا۔

قرآن مجید میں حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام کا نام آیا ہے، حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی الٰہی لانے کے لئے معروف ومشہور ہیں، اور وحی الٰہی انبیاء ورسل تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ ہی آیا ہے۔ جبرئیل کا معنی ہے: مردحق، اور شریعت کی اصطلاح میں اس فرشتہ کا نام ہے جو حق تعالیٰ اور حق تعالیٰ کے منتخب انبیاء و رسل کے درمیان پیامبری کی خدمت انجام دیتے ہیں۔

حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہلی وحی غار حرا میں لائے: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۔ پانچ آیت مَا لَمْ يَعْلَمْ تک۔ نازل ہوئی ابن شہاب زہری کی مرسل روایت میں ہے کہ جبرئیل آمین آے اور میرا سینہ چاک کیا اور ایک نہایت عمدہ مسند پر بٹھلایا جو یواقیت و جواہرات سے

مرصع تھا۔

ثُمَّ اسْتَعْلَنَ لَهُ جَبْرَئِيلُ فَبَشَّرَهُ بِرِسَالَةِ اللّٰهِ حَتّٰى اِطْمَأَنَّ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ قَالَ لَهُ: اِقْرَأْ فَقَالَ كَيْفَ اَقْرَأُ؟ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ الى قوله مَا لَمْ يَعْلَمْ فَقَبِلَ الرَّسُوْلُ رِسَالَةَ رَبِّهِ وَانْصَرَفَ فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ عَلٰى شَجَرٍ وَلَا حَجَرٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَجَعَ مَسْرُوْراً اِلٰى اَهْلِهِ مُوْقِنًا قَدْ رَأٰى اَمْرًا عَظِيْمًا (الحديث}

''اور جبرئیل ظاہر ہوئے منجانب اللہ آپ کو منصب نبوت و رسالت کی بشارت دی یہاں تک کہ آپ مطمئن ہو گئے پھر کہا کہ پڑھو، آپ نے فرمایا کس طرح پڑھوں؟ جبرئیل نے کہا: اقرأ باسم ربك الذى خلق سے مالم يعلم تک۔ آپ نے اللہ کے پیغام کو قبول کیا اور واپس ہوئے۔ راستہ میں جس شجر اور حجر پر آپ کا گذر ہوتا وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ پس اس طرح آپ شاداں وفرحاں اپنے گھر واپس آئے اور یہ یقین کئے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شئ عظیم (نبوت ورسالت) عطا فرمائی۔''

یہ روایت دلائل بیہقی اور دلائل ابی نعیم میں بطریق موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے، اور یہ روایت عیون الاثر میں حافظ ابو بشر دولابی کی سند سے مذکور ہے۔ حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ عبید بن عمر سے مرسل روایت میں ہے کہ جبرئیل آئے اور مجھ کو ایک مسند پر بٹھایا جو جواہرات سے مرصع تھی اور زہری کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ مجھ کو ایسی عمدہ مسند پر بٹھایا جس کو دیکھ کر تعجب ہوتا تھا، غرض یہ کہ آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے تمام واقعہ بیان کر کے فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا خطرہ ہے تو حضرت خدیجہ نے یہ فرمایا آپ کو بشارت ہو آپ ہرگز نہ ڈریئے۔ اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا،

آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ کی صلہ رحمی بالکل محقق ہے، ہمیشہ آپ سچ بولتے ہیں، لوگوں کے بوجھ کو اٹھاتے ہیں یعنی دوسروں کے قرضے اپنے سر رکھتے ہیں اور ناداروں کی خبر گیری فرماتے ہیں، امین ہیں، لوگوں کی امانتیں ادا کرتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کا حق ادا کرتے ہیں، حق بجانب امور میں آپ ہمیشہ امین اور مددگار رہتے ہیں۔ یہ روایت بخاری اور مسلم کی ہے۔

ابن جریر کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے یہ بھی فرمایا: مَا اَتَيْتَ فَاحِشَةً قَطُّ آپ کبھی کسی فاحشہ کے پاس بھی نہیں پھٹکے۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص ایسے محاسن اور کمالات اور ایسے محامد اور پاکیزہ صفات اور ایسے اخلاق وشمائل اور ایسے معانی اور فضائل کا مخزن اور معدن ہو اس کی رسوائی ناممکن ہے، وہ نہ دنیا میں رسوا ہوسکتا ہے نہ آخرت میں۔ حق تعالیٰ شانہ، جس کو اپنی رحمت سے یہ محاسن اور کمالات عطا فرماتے ہیں، اس کو ہر بلا اور ہر آفت سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی دی اور یہ کہا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے، میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔ اور روایت میں ہے:

واخبرها بما جاء به فقالت ابشر فو الله لا يفعل الله بك الا خيرا فاقبل الذى جاءك من الله فانه حق و ابشر فانك رسول الله حقا (رواه البيهقى فى الدلائل من طريق ابى ميسرة مرسلا}

"آپ نے تمام واقعہ حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا، حضرت خدیجہ نے کہا مبارک ہو اور آپ کو بشارت ہو، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہ کرے گا، جو منصب اللہ کی جانب سے آپ کے پاس آیا ہے اس کو قبول کیجئے وہ بلا شبہ حق ہے اور پھر کہتی ہوں کہ آپ کو بشارت ہو آپ یقیناً

اللہ کے رسول برحق ہیں۔''

حافظ عسقلانی اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ یہ روایت صراحۃً اس پر دلالت کرتی ہے کہ علی الاطلاق سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں، بعد ازاں خدیجہ تنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں، جو توریت اور انجیل کے بڑے عالم تھے اور سریانی زبان سے عربی زبان میں انجیل کا ترجمہ کرتے تھے اور زمانہ جاہلیت میں بت پرستی سے بیزار ہو کر نصرانی بن گئے تھے اور اس وقت بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے، ان سے یہ تمام واقعہ بیان کیا، ورقہ نے سن کر یہ کہا:

لئن کنت صدقتنی انه لیاتیه ناموس عیسیٰ

''اگر تو سچ کہتی ہے تو تحقیق ان کے پاس وہی فرشتہ آتا ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا''۔

یہ روایت دلائل ابی نعیم میں باسناد حسن مذکور ہے، اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ کو اپنے ہمراہ لے کر ورقہ کے پاس گئیں اور کہا اے میرے چچازاد بھائی اپنے بھتیجے کا حال (یعنی خود ان کی زبان سے) سنئے، ورقہ نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے بھتیجے بتلاؤ کیا دیکھا، آپ نے تمام واقعہ بیان فرمایا۔

فلما سمع کلامه ایقن بالحق و اعتراف به

ورقہ نے جب آپ کا کلام سنا تو سنتے ہی حق کا یقین آ گیا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ بالکل حق ہے اور ورقہ نے اس حق کا اعتراف کیا اور اس کو تسلیم کیا۔ (ابن حجر فتح الباری ج ۸ ص ۵۴۴)

ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر آتا تھا اور تفصیل

بخاری میں ہے۔ پھر ورقہ نے رسول اللہ خاتم النبیین سے کہا۔

ابشر فانا اشھد انک الذی بشر بہ ابن مریم و انک علی مثل ناموس موسی و انک مرسل انک تومر بالجھاد۔

آپ کو بشارت ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی حضرت مسیح بن مریم نے بشارت دی ہے اور آپ مثل موسی علیہ السلام کے نبی مرسل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنقریب اللہ کی طرف سے جہاد کا حکم کیا جائے گا۔(ابن حجر فتح الباری ج ۸ ص ۴۵۴)

چند روز مصلحت ربانی سے وحی رک گئی تو خاتم النبیین علیہ الصلاۃ السلام کو حزن وملال ہوا، اور پہاڑ پر جاتے کہ اپنے آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں، مگر جب آپ ایسا ارادہ فرماتے تو فوراً جبرئیل امین ظاہر ہوتے اور یہ فرماتے:

یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللہِ حَقّاً۔ (ابن حجر فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۱۷)

الغرض ماحصل یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی تمام انبیاء کے پاس حق تعالیٰ کا پیغام لاتے رہے اور ہمارے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں بھی سفارت کا فرض انجام دیتے تھے اور اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے۔

قرآن مجید نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ پیامبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وحی لاتا تھا وہ یہی جبرئیل علیہ السلام تھا۔

(۱) قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا (البقرہ ۹۷)

ترجمہ: آپ (ان سے) یہ کہئے کہ جو شخص جبرئیل سے عداوت رکھے سو انہوں نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا ہے۔ (تھانویؒ)

(۲)مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ (البقرہ:۹۸)

ترجمہ: جو کوئی شخص حق تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا (ہو) اور پیغمبروں کا (ہو) اور جبرئیل کا (ہو) اور میکائیل کا (ہو) تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہی نشاندہی کر دی کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت خاتم الانبیا محمد علیہ الصلاۃ والسلام پر وحی الٰہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے لاتے ہیں اور یہ ذمہ داری حضرت جبرئیل کے سپرد ہے کہ اللہ کا پیغام اور حکم حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء پر نازل فرماتے ہیں۔

اور جبرئیل علیہ السلام کو کہیں ''الرُّوحُ الْاَمِیْنُ'' (امانت دار روح) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ () عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ (سورۂ شعراء:۱۹۴،۱۹۳)

امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے، آپ کے قلب پر تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں۔ (تھانویؒ)

سورۃ نحل میں اس کو رُوحُ الْقُدُسِ (پاکی کی روح) کہا گیا ہے:

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ (سورہ نحل:۱۰۳)

آپ فرما دیجئے کہ اس کو روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) آپ کے رب کی طرف سے سچائی کے ساتھ اتارا ہے۔

الغرض قرآن مجید جبرئیل امین کو اور بھی ناموں سے ذکر کیا ہے مثلاً: إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ (الحاقہ) إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ () ذِي قُوَّةٍ

عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ () مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ (تکویر:۱۹۔۲۱) سورۃ حج میں کچھ اور صفات سے ذکر کیا اور سورہ نجم میں ہے: عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى () ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى (نجم: ۵۔۶)

ان تمام آیات کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر وحی لانے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں، جبکہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس دوسرے فرشتے بھی آتے تھے۔ مگر وحی الٰہی جبرئیل علیہ السلام ہی لاتے تھے، اور پورا قرآن مجید حضرت جبرئیل علہ السلام کے توسط سے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور نزول وحی بتوسط جبرئیل علیہ السلام معیار نبوت و خاتمیت کی دلیل ہے۔

حضرت میکائیل بخدمت خاتم النبیین علیہما الصلاۃ والسلام

حضرت میکائیل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کئی بار حاضر ہوئے ہیں، معراج کے موقع پر جو دو فرشتے آئے تھے وہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام تھے، اسی طرح غزوۂ احد میں جو دو فرشتے دشمنوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کرتے تھے وہ بھی جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے جبرئیل اور میکائیل تھے، بعض روایتوں میں ہے کہ نبوت کے ابتدائی تین سالوں میں میکائیل ہی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (سیرت النبی ۳/ ۱۹۴)

شعبی کی ایک مرسل روایت میں ہے جس کو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ بعثت کے بعد کچھ عرصہ تک اسرافیل علیہ السلام آپ کی معیت اور رفاقت کے لئے مامور ہوئے وقتاً فوقتاً آپ کو محاسن وآداب وغیرہ کی تلقین وتعلیم فرماتے، مگر ان کے توسط سے کبھی قرآن کی کوئی آیت نازل نہیں

ہوئی۔ (سیرۃ المصطفیٰ ۱/۲ ۱۳۲، زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۲۳۲ سنداس روایت کی صحیح ہے)

جھوٹے مدعی نبوت پر مسلط ہونے والا شیطان

یہ بھی اللہ رب العزت کی کمال قدرت اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ختم نبوت کی شان امتیازی ہے کہ کسی جھوٹے اور جعلی متنبی نے یہ دعوی آج تک کبھی نہیں کیا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں ورنہ وہ اس جھوٹے کی گردن ہی مروڑ دیں۔

جتنے بھی جھوٹے اور جعلی نبوت کے دعوی کرنے والے دجال ہوئے ہیں سب نے الگ الگ شیطان جوان پر مسلط ہوتا ہے اس کے نام بتلائے ہیں مثلاً:

(۱) اسود عنسی کے پاس دو شیطان آتا تھا ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام شقیق تھا۔

(۲) طلیحہ جھوٹے نے کہا کہ اس کے پاس جو شیطان آتا تھا اس کا نام تھا ذالنون۔

(۳) مسیلمہ کذاب کے پاس جو شیطان آتا تھا اس کا نام بتلایا: رحمان۔

(۴) مرزا غلام قادیانی فرستادۂ نصرانی کے پاس آنے والا شیطان دو مرد ایک عورت۔

(۵) مرزا غلام قادیانی پر مسلط ہونے والا شیطان ٹیچی ٹیچی (حقیقۃ الوحی ص ۳۳۲۔ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۵/۳۴۶)

ایک خوبصورت عورت: رانی نام کی شیطانہ تھی اور ایک کا نام درشنی تھا۔

گویا کہ آنجہانی مرزا قادیانی پر شیطانی الہامات کے تین خبیث تھے ایک کا نام ٹیچی، ٹیچی تھا، دوسری عورت رانی نام کی تھی اور تیسرا شیطان درشنی تھا۔ (خواب

مرزا قادیانی مندرجہ حیات النبی جلد اول ص ۸۶ مصنفہ یعقوب علی صاحب قادیانی)

شیطان ابیض سے خاتم النبیین کی حفاظت

امام بغویؒ نے سورۂ حشر کی آیت: كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (الحشر ۱۶)

ترجمہ: جیسے قصہ شیطان کا جب کہے انسان کو: تو منکر ہو، پھر جب وہ منکر ہو گیا کہے: میں الگ ہوں تجھ سے، میں ڈرتا ہوں اللہ سے، جو رب ہے سارے جہاں کا (شیخ الہندؒ)

شیطان جبرئیل علیہ السلام کی شکل میں انبیاء کو دھوکا نہیں دے سکتا

سبحان اللہ والحمد للہ، حضرت جبرئیل حق تعالیٰ کی طرف سے تمام سچے انبیاء علیہم السلام کے اوپر وحی لانے والے ہیں، کبھی کوئی شیطان جبرئیل کی شکل اختیار کر کے انبیاء علیہم السلام کو فریب نہ دے سکا اور حق تعالیٰ نے انبیاء کی مکمل حراست وعصمت اپنی نگاہ ربوبیت میں کی ہے۔

دوسری عجیب حکمت الٰہی یہ بھی رہی ہے کہ دنیا میں جس قدر خبیث وغلیظ نفوس نے جھوٹے نبوت کے دعوے کئے ہیں کسی نے یہ جرأت نہ کی کہ یہ کہہ دے کہ میرے پاس جبرئیل آتا ہے، اللہ رب العزت نے انبیاء ورسل اور حضرت جبرئیل دونوں کو اپنی حراست وعصمت میں رکھا، تاکہ حق تعالیٰ کے پیغام نبوت ورسالت اور پیغام رساں سرخیل ملائکہ جبرئیل کا تقدس کائنات عالم میں بے داغ، شاداب باغ باغ رہے۔ اللہ اکبر، انہ سبوح قدوس، رب الملائکۃ والروح، لہ العظمۃ والکبریاء والجبروت، الحی، القیوم۔

برصیصا راہب کا واقعہ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایام فترت (انقطاع نبوت کا زمانہ جو حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تھا) میں ایک راہب (تارک الدنیا درویش) تھا جس کو برصیصا کہا جاتا ہے، ستر برس تک یہ راہب اپنے عبادت خانہ میں اللہ کی عبادت کرتا رہا، کبھی ایک لمحہ کے لئے اللہ کی نافرمانی نہیں کی، اس کے سلسلہ میں ابلیس اپنی ساری تدبیریں کر کے عاجز آ گیا مگر اس کو نہیں بہکا سکا، آخر ایک دن اس نے تمام خبیث شیطانوں کو جمع کیا اور کہنے لگا، مجھے کوئی بھی اب تک ایسا نہ ملا جو برصیصا کے معاملہ میں میرا کام پورا کر دیتا، موجود شیطانوں میں ایک شیطان ابیض (گورا شیطان) بھی تھا، یہ شیطان وہی تھا جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ لگا رہتا تھا اور جبرئیل علیہ السلام کی شکل میں رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی آیا، تا کہ بر طریق وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں وسولہ پیدا کر سکے۔

جبرئیل علیہ السلام نے اس کو دھکے دیکر ہندوستان کے آخری حصہ تک بھگا دیا تھا۔ (تفسیر بغوی ج ٦ ص ۲۵٦ گلدستہ تفاسیر ج ۷ ص ۱۱۴۔تفسیر مظہری)

حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات واضح فرمادی کہ شیطان لعین حضرت جبرئیل کی شکل جب اختیار کرے گا تو حضرت جبرئیل خود ہی اس کو کیفر و کردار تک پہنچا دیں گے۔

بندہ عرض کرتا ہے کہ غالباً یہ شیطان قادیان میں مقیم رہا اور مرزا غلام قادیانی پر مسلط ہو گیا، مرزا جی نے اس کا نام بدل کر ٹیچی ٹیچی رکھ دیا اور درشنی بھی رکھ دیا۔

(فرق:۵۹) سچے نبی شرک اور نقص سے پاک اللہ کا تعارف کراتے ہیں

حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام تک تمام انبیاء سچے تھے اور سچے ہیں، تمام انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت نے اللہ رب العزت کی جناب میں عبدیت کی شان امتیازی حاصل کر کے ہی عبدیت کی دعوت دی اور اللہ کے بندے بن کر بندگی کی راہ اختیار کی، کسی نبی نے اپنے کو اِلٰہ، معبود، خدا نہیں کہا اور نہ یہ کلمہ پسند کیا کہ ایک مخلوق کسی مخلوق کو الہ یا معبود یا خدا کہے اور اگر کسی نے مخلوق کو یہ مقام دیا تو انبیاء علیہم السلام نے پوری قوت اور طاقت اس کے خلاف صرف کر دی کہ اِلٰہ و معبود اور خدا بننے کی مخلوق میں کوئی صفت نہیں، یہ تو محض عرش عظیم کے مالک رب العالمین کی شان کبریائی ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی توحید اِلٰہ ہے

اللہ یکتا ہیں ذات میں، صفات میں، اللہ کسی مخلوق میں اترتے نہیں ہیں، اللہ کسی رنگ و روپ میں نہیں ہیں، اللہ کسی جہت و سمت میں نہیں ہیں، جسم و جسمانیات سے پاک و منزہ ہیں، اللہ سب کے خالق ہیں اور سب جہاں مخلوق ہے، خالق کی صفات اتنی بلند و بالا اور تصور اور سوچ سے اعلیٰ ہیں کہ مخلوق کی رسائی وہاں تک ممکن ہی نہیں اور مخلوق میں اللہ کی صفات جلال اور دیگر صفات کے تحمل اور برداشت کی قطعاً بالکل صلاحیت نہیں، اللہ اپنی مخلوق میں حلول اور سماتا نہیں، الغرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمام عیوب اور نقائص سے پاک ہے، جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہمارے اندر اتر آیا، سما گیا، حلول کر گیا، وہ اللہ رب العزت کے اندر نقص

وکمی کو مانتا ہے، حلول کرنا، کسی میں اتر جانا، سما جانا، خالق تبارک وتعالیٰ کی صفات میں نقص وعیب ہے، یہ مخلوق کی صفات میں ہے کہ مخلوق مخلوق میں اتر سکتی ہے، سما سکتی ہے، حلول کر سکتی ہے، جیسے جنات انسان کے جسم میں داخل ہو کر یعنی انسانی قوت وطاقت پر اپنا تصرف ڈال کر باتیں کرتا ہے اور لڑکیوں پر مسلط ہو کر بے جا تصرف کر کے فساد پیدا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان صفات سے پاک ہیں، جسم میں داخل ہو کر ہم کلام ہونا شیطانی صفت ہے، رحمانی ربانی صفت نہیں، سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ۔

جو اس عقیدۂ اسلام کے اجماعی مسئلہ سے خروج کر کے اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ مشرک اور جہنمی ہے، بد بخت وکمبخت، ابلیس سے بڑا لعین ہے، قرآن مجید میں: آیۃ الکرسی اور اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ہی کو پڑھ جائیں اور دیکھ لیں کہ اللہ کی کیا صفات ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثل وبے مثال ہے

اسلام کے بنیادی عقائد میں ہے کہ حق تعالیٰ جل مجدہ کی ذات اور صفات اور تمام شئون میں ہر طرح کا کمال ہی کمال ہے، جمال ہی جمال، جلال ہی جلال، عظمت ہی عظمت اور ہیبت ہی ہیبت ہے۔ حق تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی بھی طرح کا عیب نکالنا، خامی اور نقص بتلانا غلیظ کفر اور الحاد ہے اور ایسا لکھنے والا بدترین کافر ہے، حق تعالیٰ نے خود ہی قرآن مجید میں سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ، سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوۡنَ فرمایا ہے یعنی حق تعالیٰ کی ذات و صفات تمام تر شرکت سے اور مخلوقات کی صفات سے پاک اور بے نیاز ہے اور اللہ پاک بے عیب ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی نے رب العزت کی شان میں ایسی نازیبا باتیں لکھی ہیں جو پڑھ کر دل کانپ اٹھتا ہے اور ایسا تو ایک مشرک بھی نہیں لکھتا جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے لئے لکھا ہے اور دعویٰ متنبی ہونے کا پہلے بھی جھوٹے متنبی ہوئے ہیں مگر ایسا گمراہ وروسیاہ تو کوئی بھی نہ ہوا، اللہ رب العزت کی شان کبریائی کو ملحوظ نہ رکھا ہو، قرآن مجید اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے امت اسلام کو حق تعالیٰ کی ذات وصفات کے لئے یہ عقیدہ عطا کیا ہے:

(۱) لَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ۔ (النحل:۷۴)

سوتم اللہ کے لئے مثال مت گھڑو۔تھانویؒ

(۲) وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (النحل:۶۰)

اور اللہ تعالیٰ کے لئے بڑی اعلی درجہ کی صفات ثابت ہیں۔

(۳) لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ (شُوْرٰى:۱۱)

اس جیسی کوئی شئی نہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ خالق ہیں اور سب پر مخلوق کا داغ ہے داغ والی چیز خالق تبارک وتعالیٰ جیسی کیسے ہوسکتی ہے۔ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔

(۴) وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (روم ۲۷)

اور آسمان وزمین میں اسی کی شان اعلی ہے۔تھانویؒ

(۵) قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ () اَللّٰهُ الصَّمَدُ () لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ () وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ()

آپ (ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ وہ اللہ (اپنے کمال ذات و

صفات میں) ایک ہے (کمال ذات یہ کہ واجب الوجود ہے اور کمال صفات یہ کہ علم و قدرت وغیرہ اس کے قدیم و محیط ہیں) اللہ (ایسا) بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں۔ اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

یہ چند آیتیں پیش کی گئی ہیں جنہیں اللہ رب العزت کی ذات و صفات کی بلندی اور رفعت کو بیان کیا گیا ہے، اور احادیث مبارکہ میں قرآنی آیات کی وضاحت کی گئی ہیں۔ جن کا ماحصل یہ ہے کہ حق تعالی کی تمام صفات قدیم اور مخلوقات کی سوچ و گمان سے بہت ہی بلند و بالا ہیں اور اعلیٰ ہی اعلی ہیں مگر افسوس کہ آنجہانی مرزا قادیانی متنبی نے تو حق تعالیٰ کی شان کا کوئی ادنی خیال بھی نہ کیا اور بے لگام قلم سے ایسے نازیبا کلمات گستاخانہ لکھے کہ شیاطین و ابلیس بھی انگشت بدندان ہے مرزا جی کی کفریات و الحاد پڑھیں اور جھوٹے متنبی پر لعنت بھیجیں۔

بارگاہ قدس میں مرزا کی گستاخیاں

(گستاخی ۱:) یحمدک اللہ بین عرشہ لنحمدک و نصلی

ہم تیری تعریف اپنے عرش کے درمیان کرتے ہیں اور ہم تیری حمد کرتے ہیں اور تجھ پر درود پڑھتے ہیں۔ (استغفر اللہ) (تذکرہ ۲۴۵)

حمد کی تعریف

اپنے اختیارات سے حاصل کئے ہوئے کمالات پر جو تعریف کی جاتی ہے وہ ''حمد'' کہلاتی ہے اور اختیار سب اللہ کا ہے، جس کسی کو بھی کوئی کمال حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالی کے دینے سے ملتا ہے، اس طرح ''حمد'' کی مستحق صرف اللہ تعالی

ہی کی ذات ہے، جو کمالات ذاتیہ اور کمالات صفاتیہ کا مالک ہے اس لئے ''حمد'' خاص ہے حق تعالیٰ جل مجدہ کے لئے اور آج تک تمام سچے انبیاء نے حق تعالیٰ کی حمد اپنی امت کو سکھلایا اور تمام کائنات عالم کی ہر مخلوق نے اپنے خالق و مالک کی حمد کی ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی حمد کی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، مرزا جی شیطان لعین سے بھی زیادہ صفات الھیہ سے جاہل ہیں، مرزا جی واحد جھوٹے و کذاب متنبی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے۔

جبکہ حمد خاص ہے رب العرش العظیم کے لئے، در پردہ مرزا خدائی کا دعوی کر رہا ہے۔

(گستاخی:۲) خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے تشبیہ دی (تذکرہ ص ۴۰۵)

استغفر اللہ، بیت اللہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ و اسلام اور امت مسلمہ کا قیامت تک کے لئے قبلہ ہے، مرزا جی یہ پیغام دے رہے ہیں کہ العیاذ باللہ میں ہی جہت قبلہ ہوں اور تمام عبادت کا رخ اور سمت۔ استغفر الله امنت بالله۔ یعنی تمام لوگوں کا رخ عبادت میں میری طرف ہے۔

(گستاخی:۳) انی مع الرحمان ادور۔ (تذکرہ ۸۳۰)

میں خدائے رحمان کے ساتھ چکر کھاتا ہوں۔

استغفر اللہ ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا: وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ مرزا جی اللہ تعالیٰ کو چکر کھانے والا جیسے چاند و سورج چکر کھاتا ہے فرما رہے ہیں۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ۔

(گستاخی:۴) انت منی مبدء الامر (تذکرہ ص ۴۰۵)

''تو مجھ سے امر مقصود کا مبدا ہے''

استغفر اللہ۔ مرزا جی اپنے کو خدائی کے مقام پر باور کرانا چاہتے ہیں، حالانکہ هُوَ الْاَوَّلُ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ۔ اللہ ہر چیز سے پہلے ہے اور امر مقصود تو معبود حقیقی کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى (اللیل: ۲۰)

’’البتہ وہ صرف اپنے اس پروردگار کی خوشنودی چاہتا ہے جس کی شان سب سے اونچی ہے‘‘

(گستاخی: ۵) تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے میرے ساتھ ہیں۔ (کتاب البریہ ص ۷۵، روحانی خزائل ج ۱۳ ص ۱۰۰/۱۰۱)

کیا رب العزت کی واجب الوجود ذات مرزا سے ہے؟ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ... اَللّٰهُ الصَّمَدُ (اللہ بے نیاز ہے) کا عقیدہ قطعیات اسلام میں ہے۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اسلامی عقیدہ ہے۔

(گستاخی: ٦) جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ (چشمہ معرفت ص ۱۰۴۔ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۳)

استغفر اللہ۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ یہ اللہ رب العزت کی صفت ہے، پھر مرزا جی یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ پاک کا پاک چہرہ مرزا جی کے روسیاہ چہرہ کے تابع ہے۔

مرزا جی ابلیس کے زیر اثر اور تصرف کے تحت راہ حق کو چھوڑ کر باطل اور کفر و الحاد کا رخ کئے ہوئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کو اپنے تابع بنا کر ذات حق کی ایسی توہین کر رہے ہیں جو ایک ادنی درجہ کا انسان بھی نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ ایک

مسلمان یہ تمام باتیں مرزا قادیانی کے کفریات کی واضح اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔ پہلے بھی جھوٹے دجال ہوئے مگر آج تک کسی نے اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں کی۔ حتی کہ دجال اکبر جو مرزا قادیانی کا امام ہوگا وہ ضرور خدائی کا دعوی کرے گا مگر حق تعالیٰ کی ذات وصفات کی توہین نہیں کرے گا۔ استغفر اللہ۔

(گستاخی: ۷) قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہے۔ (توضیح المرام، ص، ۴۲، مندرجہ روحانی خزائن، ج ۳، ص ۹۰ از مرزا قادیانی)

استغفر اللہ۔ پہلے ہی قرآن مجید کی آیت لکھدی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت گھڑو۔ اللہ رب العزت کے لئے بے شمار ہاتھ، پیر، اور مخلوق کی طرح عضو لاتعداد، اور پھر تیندوے کی مثال سے تشبیہ دینا۔ یہ کتنی بڑی جسارت اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے کہ مخلوق کے عیوب کو خالق تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا یہ ہے مرزا جی کی کفریات اور غلیظ قسم کا عقیدہ۔

الاعلام بقواطع الاسلام میں حکم موجود ہے کہ وہ تمام صفات جو حق تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر قطعی ہے۔

ان ممایکون کفراً جحد صفة له تعالیٰ اتفق علی اثباتها (۲۹۹ رقم کلمات الکفر ۱۱۶، ابن حجر مکی)

یعنی حق تعالیٰ کی جو صفات اجماعی طور پر ثابت ہیں ان کا انکار کفر ہے، پھر اللہ تعالیٰ تو تمام مخلوق کے خالق ہیں، مخلوق کو خالق کے صفات سے اور خالق کو

مخلوق کے صفات سے جوڑنا، دونوں ہی صریح کفر ہے، جس کا مرزا جی نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں ارتکاب کیا ہے۔

(گستاخی: ۸) ''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا اسنتا تو ہے مگر بولتا نہیں، پھر بعد اس کے یہ سوال ہوا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا (اس کی) زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے''؟ (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص ۱۴۴، مندرجہ روحانی خزائن، ج ۲۱، ص ۳۱۲ از: مرزا قادیانی)

استغفر اللہ مرزا قادیانی کی گستاخی اور رب العزت کی جناب میں بے لگامی دیکھئے کہ کیسی بکواس کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مرض و بیماری کو ثابت کر رہا ہے کہ جبکہ حق تعالیٰ تمام صفات نقص وعیوب سے پاک ہیں۔ وہ تو سبوح وقدوس ہیں۔ مسلمان کا بچہ بچہ بچپن میں ہی پڑھتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ ایک ہے پاک بے عیب ہے۔ دراصل مرزا جی، اسلامی عقیدہ کے تحت جو اللہ، اللہ ہے، اس رب العزت کو اللہ نہیں مانتے بلکہ اس خبیث شیطان کو خدا مانتے ہیں جس نے ان کو قادیان میں دجال لعین کا فرستادہ بنا کر گمراہی کا نمائندہ بنایا اور اعلان کرایا کہ وہ متنبی وکذاب ہیں اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ مکی و مدنی علیہ الصلاۃ والسلام نے قیامت سے پہلے جن جھوٹے اور جعلی نبوت کے دعویدار کی امت کو اطلاع حتمی دی ہے ان میں سے ایک ہیں۔

اب آپ فیصلہ کرلیں مرزا اپنا خدا کس کو مانتا ہیں؟!! حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام تک جس ذات حق کو اللہ اور رَبُّ الْعٰلَمِیْن بتلایا اس کو اپنا خدا نہیں مانتا، اور نہ لکھتا ہے، مرزا اپنے خدا کا تعارف کرا رہا ہے نہ کہ اسلامی عقیدہ کے تحت حق تعالیٰ رب العلمین کا۔ مرزا خدا

کس کو کہتا ہے اسی سے سنئے۔

(گستاخی:۹) سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

استغفر اللّٰہ و اتوب الیہ۔ مرزا جی اس ابلیس لعین کو سچا خدا مان رہے ہیں جس نے ان کو جھوٹا رسول ہونے کا دعویٰ کرایا اور اپنی پوری زندگی اس دعوی پر جمے رہے، اور غیر اللہ کو اپنا خدا مان کر زندگی بسر کرتے رہے۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

(گستاخی:۱۰) ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق (تذکرہ مجموعہ الہامات از مرزا قادیانی طبع چہارم ص ۳۵۸)

استغفر اللّٰہ۔ یہ ہیں مرزا جی کی ہفوات وبکواس و دل خراش جو اللہ تعالیٰ کی شان بے نیاز میں کی گئی ہیں۔ جو سراسر کفر ہی کفر ہے۔ پھر مرزا جی کو مسلمان بھی تصور کرنا بہت ہی سنگین گمراہی ہے۔

مگر عوام ان باتوں سے بے خبر ہے۔ عوام کو عوامی مجمع میں باخبر کیجئے۔ تا کہ مرزائیت وقادیانیت کے لعنت سے امت کی حفاظت ہوسکے۔ کبھی مرزائیوں سے معلوم کیجئے کہ اللہ رب العزت کا تعارف قران واحادیث میں جو آیا ہے اس ''اللہ'' کو تم مانتے ہو یا مرزا قادیانی جس خدا کا تعارف کرا رہا ہے اس کو خدا مانتے ہو؟؟ ہم مسلمانوں کا اللہ وہ ہے جو قرآن وحدیث سے متعارف ہوا ہے۔

(گستاخی:۱۱) وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا''۔ (تجلیات الہیہ، ص ۴، مندرجہ روحانی خزائن، ج ۲۰، ص ۳۹۶ از: مرزا قادیانی)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ آمَنْتُ بِاللّٰہِ، افسوس اور صد افسوس پہلے بھی جھوٹے متنبی ہوئے

ہیں۔مگر مرزا جی جیسا احمق اور جاہل متنبی نہ ہوا، سب نے حق تعالیٰ اور اس کی صفات کا پاس ولحاظ کیا۔مرزا جی کتنا بڑا جاہل اور بلید الطبع تھا۔جو صفات باری تعالیٰ سے جاہل واجہل تھا۔دراصل مرزا جی پر جو الہام ہوتا تھا یہ سب اسی الہام کا نتیجہ ہے۔مرزا جی کے الہامی کتاب کا نام ''تذکرہ'' ہے۔شاید اسی کتاب میں خدا کا تعارف مرزا جی کو اس طرح کرایا گیا ہوگا۔ورنہ قرآن مجید میں اللہ کا تعارف بہت ہی خوبیوں کے ساتھ خوبصورت اور بلیغ انداز میں کرایا گیا ہے جو پوری امت کا اجماعی عقیدہ ہے، کیا کوئی اللہ تعالیٰ جو عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ہے اس سے بھاگ سکتا ہے؟ پھر یہ کہنا کہ چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَٰمَعۡشَرَ ٱلۡجِنِّ وَٱلۡإِنسِ إِنِ ٱسۡتَطَعۡتُمۡ أَن تَنفُذُواْ مِنۡ أَقۡطَارِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ فَٱنفُذُواْۚ لَا تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلۡطَٰنٖ (الرحمن ۳۳)

اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کے حدود سے کہیں باہر نکل جاؤں تو (ہم بھی دیکھیں) نکلو مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے (اور زور ہے نہیں)

انسان وجن میں یہ قدرت ہی نہیں کہ زمین وآسمان کے حدود سے باہر نکل جائیں اور حق تعالیٰ کی قدرت وگرفت سے بچ جائیں یا چھپ جائیں اور جہاں چھپیں وہ حق تعالیٰ کے علم میں نہ ہو، پھر مرزا جی جس خدا کی بات کررہے ہیں وہ مرزا جی کی طرح کا ان کا خدا ہوگا۔اسلام کا اللہ: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ہے، اللہ تعالیٰ کی شان ہے:

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

اور آپ کے رب کے علم سے کوئی چیز ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ زمین نہ آسمان میں سب اس کے علم میں حاضر ہیں۔تھانوی سورۃ یونس ۶۱

وَلَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ (سبا:۳)

''اور اس کے علم سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں نہ زمین میں''

بندہ اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتا، غائب نہیں ہوسکتا تو مرزا جی نے خدا کو چوروں کی طرح آنے کی بات جو کی ہے وہ درحقیقت اپنے اس خدا کی بات کہہ رہے ہیں جس نے ان کو قادیان میں جھوٹی وجعلی نبوت کا دعوی کرادیا۔ ہمارے رب العرش العظیم کی شان کیا ہے وہ قرآن مجید کی آیت سے واضح ہے، اور ہمارا اللہ تمام عیوب و نقائص سے پاک و بے عیب ہے۔ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ (ال عمران ۵)

''بیشک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے زمین میں نہ آسمان میں''

یہ حتمی عقیدہ ہر مسلمان کا ہے، اور اللہ تعالی کو آنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، اس کی شان تو یہ ہے:

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

''وہ ہر چیز سے باخبر ہے''

هُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

''وہ دلوں کی باتوں کو جانتا ہے''

(گستاخی: ۱۲) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: انت منی بمنزلۃ اولادی"

''(اے مرزا) تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے''۔(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، طبع چہارم، ص ۳۴۵ از: مرزا قادیانی)

استغفر اللہ واتوب الیہ۔ یہ کتنا سنگین جھوٹ اور افتراء ہے اللہ رب العزت کی جانب اور کتنی حق جل مجدہ کے ذات کی طرف گندی اور گھناؤنی بات کو مرزا جی منسوب کر رہے ہیں۔

پہلا جھوٹ تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا۔

یہ منہ اور مصور کی دال۔ یہ روسیاہی اور بلند بات۔

مرزا جی اگر قرآن پڑھ لیتے یا تھوڑی سی کسی اہل حق سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی تعلیم بطور خیرات وزکوۃ بھی مانگ لیتے تو یہ بات کبھی نہ لکھتے نہ ہی یہ غلط بکواس وہفوات بکتے۔ انبیاء ورسل تو حق تعالیٰ کی توحید اور صفات الٰہیہ کا تعارف کراتے ہیں اور حق تعالیٰ کی ذات وصفات میں جو بدعقیدگی آجاتی ہے اس کی اصلاح اور صحیح عقیدہ کی اشاعت اور اسی عقیدہ کے تحت امت کو عبادت واطاعت کا سلیقہ وطریقہ سکھلاتے ہیں اور یہی انبیاء ورسل علیہم الصلاۃ والسلام کا فرض منصبی ہوتا ہے اور یہی معیار نبوت ہے، بہت ہی افسوس کا مقام ہے مرزائی جماعت پر اور

ان لوگوں پر جو پڑھے لکھے کہلاتے ہیں اور مرزا جی کے اس عقیدہ سے باخبر ہیں یا بے خبر ہیں، اللہ ہادی تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور قادیانیت و مرزائیت کے لعنت سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین۔

حق تعالیٰ خالق ہیں ہر چیز مخلوق ہے، اللہ کی اولاد کہنے والا جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمایا:

وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (کھف ۴)

اور ان لوگوں کو ڈرائے جو (یوں) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔

اس آیت میں یہود عزیز علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا یا نصاری مسیح کو اللہ کا بیٹا یا کفار جو ملائکۃ اللہ کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے ان سب کی تردید اللہ تعالیٰ کی طرف سے بزبان نبوت کرا دی گئی۔

تو اس آیت میں دو باتیں واضح کر دی گئیں، اللہ کا کوئی بیٹا یا اولاد نہیں اور یہ عقیدہ انسان کو مشرک و کافر بنا دیتا ہے۔ تو مرزا جی کیا ہوئے؟ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ سچا نبی مذکورہ عقیدہ کی تردید کرتا ہے۔ اور جھوٹا مدعی نبوت عقیدہ غلط رکھ کر کافر بنتا ہے اور خود خدا کا اولاد بنتا ہے۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں قیامت تک کے لئے جو یہ عقیدہ رکھے اس کو کیا کہا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں دیکھئے۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (کھف ۵)

’’نہ تو اس کی کوئی دلیل ان کے پاس ہے اور نہ ان باپ دادوں کے

پاس تھی، بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے اور وہ لوگ بالکل ہی جھوٹ بکتے ہیں''

بے نیاز حق تعالیٰ کی ذات کے لئے اولاد کی بات مرزا جی کا کفر ثبت کرتا ہے اور پھر خود کو خدا کا اولاد بتلانا۔ کتنا سنگین جرم ہے، مرزائی عقیدہ میں خدا کا بیٹا ہوگا نہ کہ اسلامی عقیدہ میں، یہ کافرانہ عقیدہ مرزائیوں کو مبارک ہو جو نار وسقر کی جانب لے جا رہا ہے۔ اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكَاذِبِيۡنَ۔

سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

''اور کہہ دیجئے کہ تمام خوبیاں اس اللہ پاک کے لئے خاص ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ کوئی سلطنت میں اس کا شریک ہے، اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی بڑائیاں خوب بیان کیجئے''

اس آیت میں اللہ کی حمد کی گئی ہے خوبیوں پر لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا میں رد کر دیا گیا کہ جس طرح باپ بیٹے سے مدد لیتا ہے حق تعالیٰ اس سے پاک اور بے نیاز ہے۔ لَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ میں برابر اور مساوی سے مدد لیتا ہے اس کی نفی کر دی گئی کہ اللہ کا برابر و مساوی کوئی نہیں کہ اس سے مدد لی جائے۔ اور وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ میں کمزوری، ذلت اور مصیبت میں مدد چاہنے کی نفی کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ اس بھی بے نیاز ہے کہ کسی سے مدد لے۔

سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ نے کتنی قوت سے اس کی تردید کی ہے کہ کوئی کافر و بے ایمان اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کی بات کہے، یہ تو ایسی بھاری بات اور ایسا گستاخانہ کلمہ منہ سے نکالا گیا ہے کہ آسمان وزمین اور پہاڑ مارے ہول کے پھٹ پڑیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ کیونکہ زمین و آسمان اور پہاڑ اور ہر بلندی و پستی کی چیزیں حق سبحانہ وتعالیٰ کی توحید کی شہادت دیتی ہیں، اور مرزا گستاخ و کافر کی یہ جسارت کہ اللہ عزوجل کے لئے اولاد ثابت کرے۔ آخر اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کے احتیاج کی ضرورت کیا ہے؟

کلام ربانی پڑھئے اور مرزا جی کا کفر دیکھئے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَداً (مریم ۸۸)

اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی اختیار کر رکھی ہے۔

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا (مریم: ۸۹)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم نے جو یہ بات کہی تو ایسی سخت حرکت کی ہے کہ

تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (مریم: ۹۰)

اس کے سبب کچھ بعید نہیں کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا (مریم: ۹۱)

اس بات سے یہ لوگ اللہ رحمن کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔

وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا (مریم: ۹۲)

حالانکہ اللہ رحمن کی شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے

قارئین حضرات قرآن مجید کی آیات بینات پڑھ لیں اور مرزا جی کے کفر پر ماتم کریں کہ یہ جھوٹا متنبی بنتا ہے اور اس جاہل کو یہ بھی نہیں معلوم کہ نبی تو اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور عبدیت کا پیغام عالم کو دیتا ہے۔ نہ کہ خود ہی اللہ کا بیٹا بنتا ہے۔(استغفر اللہ)

مکتب کا ایک طالب علم سورۃ اخلاص کے ذریعہ اسلامی عقیدہ اور اللہ کی صفات کو جانتا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ

آپ (ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ وہ یعنی اللہ (اپنے کمال ذات و صفات میں) ایک ہے، اللہ ایسا بے نیاز ہے (کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں) اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

اس پوری سورت میں حق تعالیٰ کی کمالات ذاتیہ وصفاتیہ کے اثبات کے ساتھ اس کے واجب الوجود علم وقدرت، قدیم اور محیط ہونے کو بیان کیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ کے لئے نہ اولاد نہ بیٹا، نہ بیٹی، سب کی نفی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کے ذریعہ کردی گئی ہے۔

خدا ہونے کا دعویٰ اور پھر یقین

(گستاخی : ۱۳) مرزا قادیانی کو الہام ہوا: و رایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو۔ ترجمہ: ”میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں“۔(آئینہ کمالات اسلام، ص

۵۶۴، مندرجہ روحانی خزائن، ج ۵، ص ۵۶۴، از: مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۴) ''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔ (کتاب البریہ، ص ۸۵، مندرجہ روحانی خزائن، ج ۱۳، ص ۱۰۳، از: مرزا قادیانی)

اَسْتَغْفِرُ اللہ آمَنْتُ بِاللہِ، اَللہُ اَکْبَرُ کَبِیْراً۔ مرزا جی یقیناً ایک مخلوق اور ان تمام اعضائے جسم سے بنے ہوئے پتلہ تھے اور ہر وقت پیشاب و پاکخانہ کی تھیلی اپنے پیٹ میں خالق تبارک وتعالیٰ کے نظام کے تحت لئے ہوئے پھرتے تھے اور ہیضہ کی بیماری میں دارالعقاب و عذاب میں پہونچ بھی گئے، اب مرزائی حضرات اس گتھی کو حل کریں کہ مرزا قادیانی آخر کیا تھے؟ پیشاب و پائخانہ کے پتلہ اور ڈھیر تھے یا مسیح موعود تھے۔ یا مہدی معہود تھے یا خود خدا بھی تھے اور مرزائی خدا مر کر زمین میں گر بھی گئے؟۔

کیا مرزائی جماعت کا خدا ایسا ہی غلاظت کا ڈھیر ہے چلو ایک منٹ کے لئے یہ کہہ دو کہ یہ خواب تھا تو خواب میں مرزا جی پر شیطانی و دجالی تسلط اور حملہ سے یہ شیطانی خواب دکھلایا گیا۔ اگر ان میں ذرہ برابر انسانیت ہوتی تو اس شیطانی خواب پر استعاذہ اور استغفار کرتے اللہ تعالیٰ کے حضور شیطان لعین سے پناہ چاہتے نہ یہ کہ فخر کے ساتھ لکھتے کہ یقین کیا کہ وہی ہوں، میں خود خدا ہوں۔ اب فیصلہ کیجئے کہ مرزا جی کی دجالیت ولعنت میں کیا کوئی اب بھی شک کرسکتا ہے؟ دجال بھی خدائی کا دعوی کرے گا۔

اللہ رب العزت کی صفت ہے: اَللہُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (بقرہ ۲۵۵)

اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، زندہ

ہے، سنبھالنے والا ہے تمام عالم کا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ (الفرقان ۵۸)

''اور اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اور نہ مرنے والے پر توکل رکھئے''

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۔ (غافر ۶۵)

''وہی ازلی ابدی زندہ رہنے والا ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں''

ان صرف تین آیتوں کو صفات باری کے لئے پڑھئے اور قادیانی مرزا کو پرکھئے۔

مرزائی جماعت سے بہت ہی ادب و احترام کے ساتھ عرض ہے کہ اللہ رب العزت کی صفات پر ایمان لا کر اپنے آخرت کو سنوار لیں اور ان خرافات و بکواس سے توبہ کرلیں، کیا مرنے والا بھی حیؒ اور قیُّومؒ ہوسکتا ہے اللہ اکبر مرزا جی نے تو حدود مخلوق کو چھلانگ لگا کر خالق کی حد میں دست درازی کردی، اور انجام دبدکو نہ سوچا۔ پوری اسلامی شریعت کا دارو مدار توحید اور حق تعالیٰ کی صفات ذاتیہ پر ہے خالق نہ مخلوق ہوسکتا ہے اور نہ ہی مخلوق خالق کا مقام لے سکتا ہے۔ یہ اسلام کی اساس اور بنیاد ہے، اور اسی عقیدہ پر دنیا و آخرت کی تمام سعادت و عافیت کا انحصار ہے، اگر مرزائی حضرات غلام قادیانی کو اللہ تعالیٰ کی اولاد۔ استغفر اللہ۔ اور پھر خدا بھی مانتے ہیں تو قطعی کافر اور مشرک ہیں۔ یہ ایسی سنگین اور گھناؤنی بات ہے کہ زمین و آسمان پھٹ پڑے۔

آمنت باللہ وحدہ و محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ و لا نبوۃ بعدہ۔

گویا مرزا جی عورت ہیں

(گستاخی : ۱۵) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا''۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۳۴، از: قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی) اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ سُبۡحَانَہٗ وَ تَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوۡنَ۔

مذکورہ عبارت کتنی گندی اور غلیظ ذہنیت کی اطلاع دیتی ہے، نہ معلوم مرزا قادیانی، کس خبیث و بدکرداری کا شکار تھا، اور اس کی عادت سِرّی سدومیت کی عادی تھی، اسی بے چینی و بدحواسی میں کیا لکھ گیا، اس ذات رَبُّ ذُوالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ، رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ، خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ، فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ، ذُوالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدِ، کے متعلق، مرزائی جماعت کو اپنے پیر سے پوچھنا چاہیے تھا کہ حضرت آپ عورت ہیں یا مرد، اگر عورت تھے تو آپ کے والدین کو نام خاتون یا بیگم یا مؤنث کا نام رکھنا تھا اور اگر آپ مذکر تھے تو عورت کیسے بن گئے یا مخنث تھے، پھر مرزا کبھی خدا کی اولاد بنتے ہیں، کبھی خود خدا بنتے ہیں اور کبھی عورت بنکر رجولیت کا مشاہدہ کرتے ہیں، جس ابلیس لعین نے مرزا جی کو الہامات کے ذریعہ اس مقام تک پہنچایا مرزا جی اسی شیطان لعین کو خدا مانتے ہیں اسی نے مرزا جی سے رجولیت کا اظہار کیا؛ کیونکہ پوری ملت الٰہی میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء ورسل نے حق تعالیٰ جل مجدہ کا تنزیہہ وتقدیس، تحمید وتمجید، تہلیل وتکبیر اور تسبیح سے تعارف کرایا اور آج تک اس کے ہر طبقہ نے، اللہ عزوجل کو اسی عقیدہ کے

ساتھ جانا اور پہچانا جو خود شریعت نے بتلایا۔ اللہ اکبر، سچ فرمایا حق تعالیٰ نے:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

اور افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی۔

گمراہی بھی کتنی عمیق و تاریک ہوتی ہے اور غلط عقیدت بھی کتنی اندھی اور گنگی ہوتی ہے کہ مرزائی جماعت ایسے خبیث النفس کو کیا کیا مقام دیتی ہے، جس نے اللہ عزوجل کی ذات بے نیاز کو متہم کردیا، مرزا جی نے جو بات حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا ہے اللہ تعالیٰ تو اس سے پاک ہیں اور یقینا پاک ہی ہیں۔

اب مرزا جی کے ساتھ یہ رجولیت کا اظہار کس نے کیا وہ تو وہی جانیں گے، اور وہی بتلائیں گے، اور اب تو وہاں پہنچ کر آنجہانی ہوگئے، اپنے اس بول کا وبال عذاب جھیل رہے ہوں گے، لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن، ہمارا ایمان ہے اب اللہ رب العزت اپنی قوت و طاقت عذاب کا اظہار فرما رہا ہوگا اور مرزا جی عذاب وعقاب میں جہنمی زندگی جھیل رہے ہوں گے، سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے؟

تیرا نام پورا ہوگا، میرا نہیں

(گستاخی: ۱۶) مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے: و لا یتم اسمی یا احمد، ویتم اسمک ’’’’اے احمد تیرا نام پورا ہوجائے گا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا‘‘۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، طبع چہارم، ص ۴۰۰، از: مرزا قادیانی)

اللہ ہی باقی ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ۔

(۱) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفت ہے: هُوَ الْاَوَّلُ وہ ہر چیز سے پہلے ہے

وَالْاٰخِرُ ہر چیز کو فنا کر دے گا وہ باقی رہے گا، وَالظَّاهِرُ ہر بلندی سے بلند و عیاں ہے۔ اَلْبَاطِنُ، ہر مخفی وچھپی ہوئی چیزوں کے چھپنے سے پہلے اس کو جانتا ہے، اور اس سے چھپ نہیں سکتا۔

(۲) ہر مسلمان سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، دل کی عمیق گہرائیوں سے رب اعلیٰ کی عظمت و بلندی کے اعتراف و اقرار کے ساتھ تسبیح کرتا ہے، جو ہر شی اور وہم وگمان اور تصور وسوچ سے اعلیٰ ہی اعلیٰ ہے۔

(۳) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ () وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (الرحمن ۲۶/ ۲۷)

جتنے (ذی روح) روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت والی اور احسان والی ہے باقی رہ جائے گی۔

جب ہر ذی روح فنا ہو جائے گی اور کر دی جائے گی تو سب مٹ جائیں گے ان کا وجود ہی نہ رہے گا۔ نام ونشان مٹ جائے گا پھر اللہ تعالیٰ ہی کا نام پورا ہوگا اور باقی رہے گا اس لئے اسماء حسنیٰ میں ان کا ایک نام ''الباقی'' بھی ہے۔ کائنات عالم کے ذرہ ذرہ پر مالکیت اور ملکیت دونوں ہی ''الباقی'' جل جلالہ کی ہے ظاہر پر بھی باطن پر بھی، زندہ پر بھی مردہ پر بھی وہ **مالک الملک** ہے، **الملک** جل جلالہ وہ ذات ہے جو اپنی ذات وصفات میں ہر موجود سے بے نیاز و مستغنی ہے۔

ہر موجود اپنے وجود میں اللہ کی عطا کا محتاج ہے، ذات میں ...... صفات میں ...... وجود میں ...... بقا میں، افعال میں، اعمال میں، حرکات میں ...... سکنات ......

تصورات میں...... تخیلات میں...... دن میں، رات میں، صبح میں، شام میں، خلوت میں، جلوت میں، الغرض تمام کائنات اسی ایک اللہ عظمت و کبریائی والے کی مخلوق ہے۔ اس لئے **العظمة لله، الكبرياء لله، القدرة لله، الهيبة لله، الجلال لله، الكمال لله، الجمال لله، البقاء لله، الملك لله، لله ملك السموات والارض**، جس کا ملک ہے، جو ایک حقیقی ہے، جس کی ملکیت زندہ اور مردہ دونوں پر ہے جو اول ہے آخر ہے، ظاہر ہے، باطن ہے اور ہر قوت و قدرت کا مالک حقیقی ہے۔ مرزا جی کہتے ہیں کہ اس کا نام پورا نہیں ہوگا اور مرزا جی کا پورا ہوگا۔

استغفر اللہ، دار العقاب میں پورا عقاب وعذاب ہو رہا ہوگا، اور اللہ کا نام القہار، الجبار، المنتقم پورا ہو رہا ہوگا، انشاء اللہ۔ مرزا جی مرکر اب جہنم میں اپنا نام پورا کر رہے ہوں گے، اللہ باقی تھا، ہے، رہے گا۔

(۴) وتبارك اسم ربك ذی الجلل والاکرام (الرحمن ۷۸)

بڑا با برکت نام ہے آپ کے رب کا جو عظمت والا اور احسان والا ہے۔

استغفر اللہ، مرزا جی انبیاء و رسل کی عصمت و رفعت سے ترقی کرتے ہوئے، اللہ رب العزت سے بھی آگے چلے گئے،

یقین کیجئے دجال و کذاب متنبی آئے بھی گئے، اور مخبر صادق خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی اطلاع صادقہ سے آئیں گے بھی گئے اور ان سب کا گرو دجال اعور بھی آئے گا۔

مگر افسوس مرزا قادیانی جیسا بے لگام و دشنام اور غلام سفید فام، مخالف خالق انام، اور شاتم انبیاء و پیغمبر اسلام آج تک کوئی کذاب متنبی بھی نہیں ہوا۔ دعوی

ضرور کیا مگر اللہ رب العزت کا احترام ملحوظ رکھا یہ تو ایسا بدلگام ہے کہ اس کی تحریر پڑھ کر روح کانپتی ہے وہ اللہ جس کی صفت ہے۔جس کی شان ہے،جس کا امرو حکم کا نفاذ ہے۔

(۵) بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ () وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ(البقرہ:۱۱۷)

حق تعالیٰ موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے اور جب کسی کام کو پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت (اتنا) فرما دیتے ہیں کہ ہو جا پس وہ اسی طرح ہو جاتا ہے۔تھانویؒ

اس آیت میں حق تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ ارادہ الٰہی کے تحت سرعت کے ساتھ وہ چیز موجود ہو جاتی ہے، مرزا جی بکواس کر رہے ہیں کہ اللہ کا نام پورا نہیں ہوگا اور اور مرزا کا نام پورا ہوگا۔استغفر اللہ۔

(۶) وَلٰکِنۡ لِّیَقۡضِیَ اللّٰہُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلاً ۔ (انفال:۴۲)

لیکن تا کہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا اس کی تکمیل کر دے۔

(۷) لِیَقۡضِیَ اللّٰہُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلاً (انفال:۴۴)

لیکن تا کہ اللہ کو جو بات منظور کرنا تھا اس کی تکمیل کر دے۔

(۸) لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ کُلُّ شَیۡءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجۡہَہٗ لَہُ الۡحُکۡمُ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ۔ (القصص ۸۸)

اس کے سوا کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں اس لئے کہ سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں بجز اس کی ذات کے اسی کی حکومت ہے اور اسی کے پاس تم سب کو جانا ہے۔

(۹) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الانفال:۱۱۶)

اور آپ کے رب کا کلام واقعیت اور اعتدال کے اعتبار سے کامل ہے، اس کے کلام کا کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سن رہے ہیں اور خوب جان رہے ہیں۔ (تھانویؒ)

حضرات ان آیات بینات کو پڑھئے اور مرزا جی کو پرکھئے۔ مرزا جی سچی بات تو یہ ہے کہ انسانیت پر بدنما داغ اور دھبہ ہیں، چہ جائیکہ ایک مسلمان بھی ان کو یا ان کی جماعت کو کہنا ایسا ہی ہے، جیسے حرام جانور کو حلال تصور کرنا۔ یا غلاظت و نجاست کے ڈھیر کو پاک و طاہر تراب و مٹی تصور کرنا۔ یا پیشاب کو پانی کا رتبہ و مقام دینا۔ یا گندے نالے کو صاف نہر جاننا۔

یقین ہی نہیں آتا کہ عوام کو چھوڑئے عصری تعلیم یافتہ حضرات بھی قادیانیت کی لعنت میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں یا تو ان کو ان حقائق کا علم نہیں یا پھر کرگس و گدھ کی ضمیر و خمیر کے لوگ ہیں جن کو مردار ہی سے مناسبت ہے، وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ یعنی اللہ پاک ہی ہادی ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، ہدایت کے نور سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں نواز دیتے ہیں۔

(گستاخی:۱۷) انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی (حقیقت الوحی ص ۸۶، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

ترجمہ: اے مرزا، تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے، استغفر اللہ و آمنت باللہِ الاحد، الفردِ الصمد و لم یکن لہ کفواً احدٌ۔

تمام اہل اسلام کا بنیادی و اساسی عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت کا ذات اور صفات میں کوئی مثیل وشریک اور واجب الوجود نہیں اور نہ ہی کوئی مخلوق میں خواہ فرشتہ ہو یا انبیاء ورسل یہ خوبی اور صلاحیت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات جلالیہ وکمالیہ میں شریک بن سکے۔ سب پر مخلوق کا داغ لگا ہوا ہے فنا کا دھبہ لگا ہوا ہے، نیستی وپستی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ عدم ونیستی میں تھی اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے وجود اور ہستی عطا کر دی، اور پھر موت کو مسلط کر کے حیات لے لی اور فنا اور دار الجزاء میں پہنچا دیا اور كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھا دیا۔ اور ذی روح نے موت کے وقت مزہ چکھ لیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ، ہمارا معبود حی اور قیوم ہے پچھلے اوراق میں مرزا جی کی بکواس نمبر ۱۲ میں قرآنی آیات لکھی جا چکی ہیں اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اس سے کہ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنی احدیت ووحدت اور الوہیت، ربوبیت، صمدیت، یا کسی بھی صفات میں اپنا شریک بنائے، اس کا نام قدوس ہے۔

جو ہر طرح مطلق علی الاطلاق تمام عیوب ونقائص سے بے نیاز اور پاک ہے۔ کوئی اس کا توحید وتفرید میں شریک ہو یہ عیب ہے، جبکہ اللہ رب العزت ہر عیب سے پاک ہے۔

اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ اخلاص یعنی اللہ ایسا بے نیاز ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور اس کے سب محتاج ہیں اس کے اولاد نہیں، اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

وَاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (جن:۳)

یعنی ہمارے پروردگار کی بڑی شان ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔تھانویؒ

اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں۔(الفرقان ۲)

پہلے ہی لکھا جاچکا ہے کہ اللہ رب العزت کی احدیث خاص صفت ہے مرزا جی اللہ تعالیٰ کی احدیت وفردیت میں شریک بننے کی کوشش کررہے ہیں جو صریح کفر ہے۔پھر دعوی مسلمان ہونے کا بھی نہیں کرسکتے۔کیا کوئی کافر بھی ایسا دعوی کرسکتا ہے جو مرزا جی نے کیا ہے؟

(گستاخی ۱۸)انت منی بمنزلة لا یعلمها خلق(تذکرہ ص ۳۳۶)

تو اس مقام پر ہے کہ مخلوق اس رتبہ کو نہیں جان سکتی۔

استغفر اللہ۔حق جل مجدہ کی ذات وصفات انسانی احاطہ اور تصور وتخیل اور وہم وگمان سے وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے ہمارے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے امت کو یہ ادب سکھلایا کہ حق جل مجدہ کی بھرپور بقدر استطاعت عبادت و اطاعت کی جائے اور معبود حقیقی کی جناب میں یوں عرض کی جائے **اللھم لا احصی ثناء أعلیک انت کما اثنیت علی نفسک** اے اللہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ جیسی تعریف آپ نے اپنی خود کی ہے مجھ سے نہ ہوسکی۔الحمد للہ رب العلمین۔

قرآن مجید نے بھی ان تمام لوگوں کو جو اللہ عزوجل کو معبود حقیقی اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو آخری وختمی نبی ورسول مانتے ہیں ان کو یہ عقیدہ دیا کہ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ یعنی وہ رفیع الدرجات ہے عرش کا

مالک ہے، اونچے درجوں والا مالک عرش کا قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا۔ **كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِىۡ شَاۡنٍ** یعنی ہر آن حق تعالیٰ کی ایک نئی شان اعلیٰ ہے ہر لمحہ نئی تجلی کا ظہور ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب بروز قیامت حق تعالیٰ کا اہل ایمان کو دیدار ہوگا تو زبان پر حق تعالیٰ کی عظمت ورفعت کو دیکھ کر یوں عرض کریں گے:

سُبۡحَانَکَ مَاعَرَفۡنَاکَ حَقَّ مَعۡرِفَتِکَ وَ مَاعَبَدۡنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ۔

اللہ رب العزت آپ کی شان عظمت و کبریائی بہت ہی بلند و بالا ہے اور اعلیٰ ہے اس سے کہ مخلوق اس کو جان سکے ہم نے پہچانا نہیں جو پہچاننے کا حق تھا، اور ہم سے وہ عبادت و اطاعت نہ ہوسکی جو آپ کی شایان شان تھی اور فرشتے بھی یہ کلمات پڑھیں گے، الغرض یہ محض اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی ہے۔ نہ کہ کسی مخلوق کی جو مرزا جی دعوی کرر ہے ہیں، مرزا جی چونکہ دجال اعور کے گروہ وطبقہ میں ہیں اور تیس دجال و کذاب کی فہرست میں ہیں، اس لئے خدائی کا دعوی، اور خدائی صفات کا دعوی، یہ سب مرزا جی کے کفر اور کافر ہونے کی واضح دلیل ہے، مرزا جی کو مسلمان ماننے اور کہنے والا بھی کافر ہے۔ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین و الدجالین**

(گستاخی:۱۹) انت منی و انا منک (تذکرہ:۵۱۷۔۶۹۶)

(گستاخی ۲۰) انت منی بمنزلۃ بروزی (تذکرۃ: ۵۲۶)

(گستاخی:۲۱) تیرا ظہور میرا ظہور ہوگیا (تذکرہ:۵۹۶)

استغفر اللہ آمنت باللہِ

مرزا جی نے یہ طے کرر کھا ہے کہ میں قادیانی جماعت کو باور کرادوں کہ نبوت

ورسالت اور مہدی ہونا تو بعد کی بات ہے میں ہوں ہی طاغوت جو حدود الوہیت وربوبیت اور بروزی طور پر خدا بن گیا ہوں، لہذا خدا جب ہو گیا ہوں تو تمام خدائی نظام میرے ہاتھ ہے، تو خود ہی ملہم بنا۔ پھر مُجَدِّدْ بنا، پھر مَحْدَثْ بنا پھر مہدی موعود بنا، پھر مثیل مسیح بنا اور بنتا، بنتا، ترقی کرتا کرتا خود خدا بن گیا، واہ رے مرزائی طاغوت اور یہ بھی لکھ دیا کہ مرزا جی کا ظہور یعنی حق تعالیٰ کا ظہور، یعنی اللہ تعالیٰ سبحانہ قدوس بشکل مرزا جی پیدا ہو گئے۔ **استغفر اللہ، استغفر اللہ، آمنت باللہ وحدہ ھو الاول والآخر، والظاھر والباطن، سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون، وعما یصفون۔**

اللہ سبحانہ کی شان یہ ہے کہ وہ توالد و تناسل سے پاک ہے جس کا بیان قران میں سورۂ اخلاص میں وضاحت سے موجود ہے۔

یہ تمام باتیں مرزا جی اور مرزائیوں کے کفریہ عقائد ہیں، تو کیا اب بھی مرزا جی کو مسلمان مانو گے اور ان کے مسلمان باقی رہنے کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے؟!

(گستاخی : ۲۲) جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ۔ (کتاب البریہ ص ۷٦، روحانی خزائن ۱۳، ص ۱۰۱، چشمہ معرفت)

استغفر اللہ و آمنت باللہ رب العرش العظیم۔

اللہ تعالیٰ کا حلم بھی اس کے بے نیاز شان کے مناسب ہے جو حلیم مطلق ہے اللہ اکبر، اس کا حِلم بھی مجرموں کو جرم پر جری بنا دیتا ہے کیونکہ اس کی سنت ہے :

إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ (ابراہیم: ۴۲)

ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی نگاہیں پھٹی رہ جاویں گی۔ (تھانویؒ)

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے یوں خبر دی ہے۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ. سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ (ابراہیم:۴۹۔۵۰)

ترجمہ: اور تو مجرموں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا اور اُن کے کرتے قطران کے ہوں گے اور آگ ان کے چہروں پر لپٹی ہوگی۔ (تھانویؒ)

قطران: ''چیڑ'' کے درخت کا روغن، مجرموں کے تمام بدن پر لپٹا ہوا ہوگا تا کہ آگ جلد اور تیزی کے ساتھ لگ جائے۔

اس سے بڑا کیا مرزا جی کا کفر ہوگا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو اپنے روسیاہ منہ کے تابع بنا رہے ہیں، مرزا نے رب العزت کا ذرہ خیال نہ کیا۔ اتنا بڑا جاہل اور ایسا بے لگام، غلام سفید فام، لعین تمام انام، قرآن فرقان تمام اہل اسلام کو ہدایت تمام دیتا ہے: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ:۱۱۵)

اور اللہ ہی کی مخلوق ہیں سب جہتیں: مشرق بھی اور مغرب بھی پس تم لوگ جس طرف منہ کرو (ادھر) ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمام جہات کو) محیط ہیں کامل العلم ہیں۔ تھانویؒ

قرآن حکیم نے عقیدہ دیا:

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ (قریش:۳)

یعنی ہمارا رخ نماز میں جہت کعبہ کی طرف ہو اور قلب کا رخ حق تعالیٰ جل مجدہ کی جانب ہو۔ نماز کا قبلہ وکعبہ ہے اور قلب ودل کا قبلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

یہ ایمان باللہ کی نعمت ورحمت اور برکت ہے۔ یقینا تمام جھوٹے مدعی نبوت پر لعنت ہی لعنت ہے۔

مرزا جی کی احمقانہ وجاہلانہ باتوں سے ایک ادنی ایمان والے کی طبیعت بھی مکدر ہو جاتی ہے۔ دعوی اور ڈینگیں تو بہت ہے میں آدم ہوں نوح ہو۔ ابراہیم ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے توحید کا خاص مزاج اور شرک سے بیزاری اور نفرت ایسی عطا کی تھی جس کو قرآن کی خاص اصطلاح میں **حنیف وحنیفاً** اور **حنفاء** کہا گیا ہے، اور حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ مکی ومدنی علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے فرمایا:

وَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا

حضرت ابراہیم کا معقول اور مشہور جملہ قرآن مجید میں منقول ہے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (الانعام ۸۰)

ترجمہ: میں یکسو ہو کر اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

تمام کائنات عالم نے اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے میں سعادت و عافیت جانا اور مرزا جی نے اللہ تعالیٰ کا رخ اپنی طرف کر رہے ہیں۔ یہ ہے مرزا جی کا کفر اور کافرانہ عقیدہ۔ کیا مرزا جی مسلمان بھی ہیں؟

(گستاخی: ۲۳) خدا تعالیٰ تیرا متولی اور پروانده ہے اس لئے خاص طور

پر پدری مشابہت درمیان میں ہے۔

انت منی و انا منک انت الذی طار الی روحه

تو مجھ سے ظاہر ہوا میں تجھ سے ظاہر ہونے والا ہوں، تیری روح نے میری طرف پرواز کی۔ (تذکرہ ص ۹۹۶)

استغفر اللہ و آمنت باللہِ۔

پہلے ہی لکھا جا چکا ہے کہ اللہ رب العزت نہ تو کسی کا والد ہے نہ ہی اس کا کوئی ولد واولاد ہے۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔

مرزا جی بکواس کر رہے ہیں کہ درمیان میں پدری مشابہت ہے اور حق تعالیٰ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ہیں تمام جہان اس کی مخلوق ہے، مرزا جی کہہ رہے ہیں کہ استغفر اللہ، اللہ کا ظہور و وجود مرزا جی سے ہوا ہے؟؟

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اللہ رب العزت واجب الوجود ہیں، یہ کتنی سنگین بات کہہ دی مرزا جی کہ اللہ تعالیٰ کا ظہور مرزا سے ہوا ہے یعنی جو **واجد و ماجد** ہے، **خالق و مالك** ہے وہ اپنے وجود وظہور میں مرزا کا محتاج ہو گیا۔

اشهد ان لا اله الا اللہ وحده لا شریک له، خالق کل شیء، الذی رفع السماء بلا عمد، سبوح قدوس، اللہ اکبر کبیراً۔

مرزا جی فرماتے ہیں پدری مشابہت درمیان میں ہے۔

اس تحریر کے بعد بھی مرزا جی کیا مسلمان ہیں؟ جبکہ اللہ کی ذات لیس کمثله شیء ہے، اللہ رب العزت ہی قادیانیت کی لعنت سے ہدایت کی راہ گامزن فرمادے آمین۔

(گستاخی: ۲۴) وہ خدا قابل تعریف ہے، جس نے تجھے دامادی اور آبائی

عزت بخشی۔(خزائن:۲۲/۱۱۰)

کیا ایسا بھی قادیانی کے نزدیک خدا ہے جو نا قابل تعریف ہے؟ اس کی وضاحت کرو۔

(گستاخی:۲۵)انت منی بمنزلة سمعی و بصری (تذکرة ۷۴۷)

تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے کانوں اور میری آنکھوں کے ہے۔ استغفراللہ۔ دیکھئے مرزا قادیانی کی جسارت کہ کبھی خدا بنتا ہے کبھی خدا کی اولاد بنتا ہے اور کبھی کان اور آنکھ بنتا ہے۔ تَعَالَى اللهُ عَنْ ذَٰلِكَ

عجیب احمق ہیں مرزا جی جب خود ہی خدا بن گئے تو آنکھ کان بننے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔

جب سے اللہ رب العزت نے دنیا بسایا کسی نبی ورسول نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی آنکھ کان ہوں مرزا جی نرالے شقی ہیں جو آنکھ کان بن کر لعنت کا طوق پہن رہے ہیں۔

(گستاخی:۲۶)خدا تعالیٰ نے مجھے بیت اللہ سے تشبیہ دی۔(تذکرہ:۴۰۵)

استغفراللہ، جس بدنصیب وگمراہ کو مکہ مکرمۃ جانا نصیب نہ ہوا وہ آخر کیا کرے خود ہی بیت اللہ بن گیا تا کہ بدنصیبی وحرماں نصیبی بھی مرزا پر ماتم کرے۔

مرزا قادیانی پر تو ابوجہل وابولعب بھی جہنم میں تھوکتا ہوگا کہ اے بدبخت میں مکہ مکرمۃ میں رہ کر بھی بیت اللہ بننے کا خواب نہ دیکھا اور تو قادیان جیسی جگہ میں بکواس کرتا ہے۔

(گستاخی:۲۷) تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین وآسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے میرے ساتھ ہیں۔(کتاب البریہ ص ۷۵ روحانی خزائن

ج ۱۳ ص ۱۰۰۔۱۰۱)

استغفر اللہ۔ اللہ الصمد۔ اللہ کی ذات تمام تر عیوب ونقائص سے بے نیاز ہے مرزا جی اللہ تعالیٰ کی ذات کو کہہ رہے ہیں کہ میری ذات سے ہے یہ چند نمونے مرزا جی کے کفریات کے تھے، پھر بھی اگر کوئی قادیانی مرزا جی کو مسلمان اور بھلا مانس انسان مانتا ہے تو پھر اللہ ہی خیر فرمائے جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان میں مرزا نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔

(گستاخی: ۲۸) میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی خیال اور کوئی ارادہ نہ رہا، اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا اور اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہوکر اپنے وجود میں پہناں کرلیا، یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضا اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان ہوگئی، میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہوگیا۔ (تذکرہ ص ۱۹۵۔۲۰۰)

استغفر اللہ۔ آمنت باللہ۔ مرزا جی نے حد کردی۔ حق جل مجدہ بے نیاز ذات کے لئے کیا خرافات بک رہے ہیں۔ روح کانپتی ہے جسم لرزتا ہے، کائنات عالم کا ذرہ ذرہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی خوف سے تسبیح کرتا ہے۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰاتِ وَمَافِي الْاَرْضِ۔

زمین وآسمان میں جو بھی شی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتی ہے وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ، اللہ ہی کی کبریائی ہے زمین وآسمان

میں، لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، زمین وآسمان کی ہر چیز مخلوق اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے، حکم کے تابع ہے مرزا جی کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ مرزا جی میں حلول کر گئے، استغفر اللہ، دراصل مرزا جی شیطان لعین کی آماجگاہ ہیں، وہ ان کے جسم میں داخل ہو کر پورا تسلط اختیار کر لیتا ہے اور مسلط ہو کر جو چاہتا ہے بکواتا ہے، خواہ اس بکواس و ہذیان سے دین اسلام، انبیاء کرام، رسول عظام اور خالق جہان کی شان میں گستاخیاں ہو، اسلامی عقائد کی پامالی ہو اور شیطان اور ابلیس نے اسی لئے مرزا جی کا انتخاب ہی کیا تھا آج بھی کتنے بدعقیدہ لوگوں پر اس عاجز نے دیکھا کہ بدروحیں و شیاطین مسلط ہو جاتی ہیں اور اول فول بکواس کرتی ہیں اور ان کو غلط ہدایات دے کر گمراہی اور جہنمی کاموں میں ملوث کر دیتی ہیں اور اس کا مشاہدہ مشرکوں میں خوب ہوتا ہے۔ مرزا جی کیا کسی کافر و مشرک، بدعقیدہ و بدبخت لعین سے کم ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے کہہ رہے ہیں کہ مرزا جی میں داخل ہو گیا (استغفر اللہ) جبکہ اللہ تعالیٰ کی شان وصفت تو یہ ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ (الحشر: ۲۳)

ترجمہ: وہ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں وہ ایسا بادشاہ ہے (سب عیبوں سے) پاک ہے، سالم ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، زبردست ہے، خرابی کا درست کرنے والا ہے، بڑی عظمت والا ہے، اللہ تعالیٰ (جس کی شان یہ ہے) لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔

خالق تبارک وتعالیٰ کیا مخلوق میں حلول کر کے مستولی، ہوسکتا ہے کیا یہ کافرانہ عقیدہ نہیں۔کیا ایسا لکھنے والا کافر نہیں؟ یقینا کافر اور قطعی کافر ہے، اسلام سے اس کا کوئی تعلق وواسطہ نہیں۔

(گستاخی:۲۹) قادیان میں خدا نازل ہوگا (تذکرۃ ص:۴۵۲)

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى، قادیان پر قادیانی، پرلعنت نازل ہوتی ہے نہ کہ رب العرش العظیم۔

(گستاخی:۳۰) آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا)(تذکرۃ ص۳۱۶، کتاب البریہ ص۷۶ خزائن:۱۸/۱۰۲)

اللہ رب العزت اس سے پاک ہے پہلے دلیل لکھی جا چکی ہے:

سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون و عما یصفون۔ اللہ الصمد۔

سبوح قدوس

(گستاخی:۳۱) سچا خداوہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔(دافع البلاء ص۱۱، روحانی خزائن ۱۸/۲۳۱)

اللہ رب العزت نے محمد رسول اللہ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا، نہ معلوم مرزا قادیانی اپنا خدا کس کو بنائے ہوا ہے۔اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

(گستاخی:۳۲) توجس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔(حقیقت الوحی ص۱۰۵ خزائن ج۲۲ ص۱۰۸)

یہ كُنْ فَيَكُوْنُ کی صفت تو رب العزت کی ہے نہ کہ کسی مخلوق کی، کیا مرزا جی مر کر جہنم میں نہیں چلے گئے۔

(گستاخی:۳۳) خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا۔(تذکرہ ص۳۱۶)

استغفر اللہ، لعنت ہو اس عقیدہ کے لکھنے اور ماننے والوں پر۔

(گستاخی: ۳۴) تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ اے ابراہیم تو مجھ سے ہے تو خدا کے نفس پر قائم ہے۔ (تذکرہ ص ۳۰۵)

حق جل مجدہ نفس سے پاک ہے کیونکہ ہر صاحب نفس پر موت آئے گی۔ هوالحی القیوم۔

(گستاخی: ۳۵) انت منی یا ابراهیم۔ اے ابراہیم تو مجھ سے ہے۔ (تذکرہ ص ۴۰۳)

(گستاخی: ۳۶) خدا نے شکر ادا کیا۔ کتاب البریہ حاشیہ ۱۳۴ خزائن ج ۳ ص) ۱۶۳

شکر تو ادا کیا جاتا ہے منعم حقیقی کی عطا و انعام پر۔ کیا اللہ جل مجدہ پر بھی کوئی انعام کرتا ہے؟؟ لعنت ہو بد عقیدگی و گمراہی پر۔

(گستاخی: ۳۷) خدا اس کی کوشش کا شکر گذار ہے۔ کتاب البریہ ص ۱۳۴ خزائن ج ۱۳، ص ۱۶۳

واہ مرزا جی یہ شکر کیا آپ کے کفر و الحاد پر ہے؟ یا جعلی نبوت اور دجالی وشیطانی کوششوں پر؟ لعنت ہو حق تعالی کی شان میں گستاخی کرنے والے پر۔

(گستاخی: ۳۸) جہاں تو کھڑا ہوتا ہے وہاں اللہ کھڑا ہوتا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ۱۷ روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۱)

اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى .لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى۔ (طه:۵۔۶)

(ترجمہ) رحمن عرش پر مستوی ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے نیچے ہے سب اسی کا ہے۔

(گستاخی:۳۹) یا احمد انت مرادی: اے احمد تو میری مراد ہے تذکرۃ ص ۲۲۴

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۖ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ (انعام ۱۰۲)

یہ ہے اللہ تمہارا رب، کوئی اس کے سوا معبود نہیں ہے، ہر چیز کا خالق ہے، لہٰذا تم اسی کی بندگی کرو۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ (عافر ٦٢)

وہی اللہ تمہارا رب ہے ہر چیز کا خالق اس کے سوا کوئی معبود نہیں

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (الرعد ١٦)

کہہ دیجئے، ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے، سب پر غالب۔

پوری دنیا اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

(گستاخی:۴۰) الہ عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ (تذکرۃ ص ۲۵۳،۲۷۹)

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الجاثية:٣٧)

زمین اور آسمانوں میں بڑائی اُسی کے لیے ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (فاتحہ)

تمام تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں

وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ ۔ (اسراء:۴۴)

پوری کائنات حق تعالیٰ کی حمد و کبریائی بیان کرتی ہے۔

واہ مرزا جی آپ اللہ رب العزت سے بڑھ گئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تعریف کرتا ہے۔ شیطان لعین بھی اپنا تخت لگاتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے، مرزا جی اسی کے فرستادہ ہیں اور اس کی ہدایات پر جعلی نبوت کا دعوی کیا، نہ معلوم کتنی خباثت و غلاظت پھیلا یا وہ ابلیس مرزا جی کی تعریف یقینا کرے گا کہ مرزا جی ایک بڑی تعداد جہنم میں لے جا رہے ہیں اور شیطانی کام کر کے چلے گئے۔ وہ ابلیس مرزا جی کی تعریف نہ کرے گا تو کیا کرے گا۔ آمنت باللہ العظیم و کفرت بالجبت و الطاغوت۔

آنجہانی مرزا جی کی ہذیانی و شیطانی سامنے آ جانے کے بعد نہ معلوم لوگ کیوں نفرت نہیں کرتے اور اپنی آخرت کی عافیت و راحت کی فکر کیوں نہیں کرتے اللہ ہم سب کو راہ ہدایت پر استقامت عطا فرمائے آمین، اب قرآن مجید سے صرف ایک دو آیت پیش کر کے اس بحث کو ختم نبوت کی حتمی خاتمیت پر ختم کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنۡ وَّلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَہٗ مِنۡ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَہَبَ کُلُّ اِلٰہٍۭ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعۡضُہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ۔ (المومنون ۹۱)

ترجمہ: اللہ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور

الہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الہ اپنی مخلوق کو (تقسیم کرکے) جدا کر لیتا اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا اللہ ان (مکروہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ اس کی (نسبت) بیان کرتے ہیں۔ (تھانویؒ)

سورۃ انبیاء میں اللہ رب العزت نے صاف واضح طور پر ارشاد فرمادیا:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ (الانبیاء:۲۲)

زمین میں یا آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود (واجب الوجود) ہوتا تو دونوں درہم برہم ہوجاتے۔ سو اللہ تعالیٰ مالک عرش ان امور سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کررہے ہیں۔ تھانویؒ

وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (القصص:۷۰)

اور اللہ وہی (ذات کامل الصفات) ہے اس کے سوا کوئی معبود، ہونے کے قابل نہیں حمد (اور ثنا) کے لائق دنیا اور آخرت میں وہی ہے (کیونکہ اس کے تصرفات دونوں عالم میں ایسے ہیں جو دال ہیں صفات کمال پر کہ مدار ہیں اہلیت حمد کے) اور حکومت بھی (قیامت میں) اسی کی ہوگی تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ (تھانویؒ)

فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (الجاثیہ:۳۶)

سو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور

پروردگار ہے زمین کا اور پروردگار تمام عالم کا۔ تھانویؒ

حق تعالیٰ کی کبریائی اسلام کا قطعی عقیدہ ہے

اسلامی عقیدے میں حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات میں ہر طرح کامل ہے۔ ہم مسلمان اسی کو اللہ رب العزت کہتے ہیں اور مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے، وہ کسی بھی جہت واعتبار سے ناقص نہیں نہ ہی بیکار اور عاجز ہے۔ نہ کسی سے مغلوب نہ ہی وہ کسی کے ماتحت ہے نہ اس کو کوئی دبا کر زیر اثر کرسکتا ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں کوئی دخل دے سکتا ہے۔ نہ اس کے کاموں میں کوئی خلل ڈال سکتا ہے نہ ہی اس کے کاموں میں کوئی روک ٹوک سکتا ہے۔ وہ فعال لما یرید ہے۔

اپنی تمام صفات میں کامل اور اکمل ہے علام الغیوب ہے وہ تمام عالم کا خالق و مالک ہے، وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ (ص: ۸۱)

وہ بڑا پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے۔

مرزا جی کی غلیظ اور حق تعالیٰ کی شان کبریائی میں گستاخی و بے ادبی اور دل کو چھلنی کرنے والی، ایمان کو حدود کفر و الحاد میں داخل کرنے والی بکواس پڑھ جائیے۔ کبھی اللہ کو ناقص۔ کبھی ناتمام، کبھی رجولیت ومجامعت کرنے والا۔ کبھی صاحب اولاد۔ الغرض مرزائی بکواس اور باتوں میں تضاد ہی تضاد ہے۔

مرزا قادیانی کا ایک بدترین افسانہ

اس سے بڑا افسانہ کیا ہوگا کہ مرزا جی کے بقول انہی سے خدا تعالیٰ نے رجولیت ومجامعت کیا، اور مرزا جی حاملہ بھی ہوئے اور وہی پیدا بھی ہوئے اور اس سے بڑھ کر مرزا جی خود خدا ہیں اور خدا نے خدا سے مجامعت کی اور خدا پھر حمل

میں رہا دس ماہ اور پھر خدا نے بچہ جنا اور خود ہی اس حمل کے نتیجہ میں پیدا بھی ہو گئے۔

خود مرزا جی کہتا ہے: مریم کی طرح عیسی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے مجھے مریم سے عیسیٰ بنادیا گیا، پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح ۵۷، خزائن ۱۹/ ۵۰)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

(گستاخی:۴۱) **قال لی اللہ انی اصلی و اصوم اشھر و انام**

مجھے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں، جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی (البشری حصہ دوم ص ۷۹)

استغفر اللہ، کلام حق جسے الہ الحق نے نبی برحق پر قرآن نازل کیا، **اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ**، اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ جو حی اور قیوم ہے جو نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے۔

خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ لا ینام و لا ینبغی لہ ان ینام (مسلم، ابن ماجہ، دارمی)

اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے نہ ہی سونا اس ذات عالی کے مناسب ہے۔

مرزا قادیانی ایک مقام پر لکھتا ہے، اسی کے الفاظ ہیں:

قال اللہ انی مع الرسول اجیب اخطی و اصیب انی مع الرسول محیط۔

اللہ نے کہا ہے کہ میں رسول کی بات قبول کرتا ہوں، غلطی کرتا ہوں اور

صواب کو پہنچتا ہوں، میں رسول کا احاطہ کئے ہوئے ہوں (البشریٰ حصہ دوم ص ۷۹)

استغفراللہ، یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ غلطی جو جہل ونسیان اور عدم علم وعرفان کی بنیاد پر ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ ان عیوب سے پاک ہے جو مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ عزوجل کی جانب منسوب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا (الطلاق: ۱۲)

میں ہر چیز کا علم رکھتا ہوں اور مجھ سے کوئی شی مخفی وچھپی ہوئی نہیں

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ آیۃ الکرسی ۲۵۵)

وہ جانتا ہے تمام حاضر اور غائب حالات کو

عَالِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ۔

جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں قسم کی اشیاء کا علم رکھتا ہے۔

دراصل یہ کذاب خود خدائی کا دعوی کرتا ہے تو اپنی جعلی خدائی کی حقیقت بیان کر کے حضرت حق جل مجدہ کی جانب سے لعنت و پھٹکار کا مستحق بنتا ہے۔

(گستاخی: ۴۲) ایک جگہ متنبی قادیان لکھتا ہے کہ خدا نے مجھے کہا: انت من ماءنا وھم من فشل (تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے) (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵)

(گستاخی: ۴۳) قادیانی لوگ عقیدہ رکھتے ہیں کہ غلام قادیانی خدا کے بیٹے ہیں۔ بلکہ عین خدا ہیں، استغفراللہ، اشھدان لا الہ الا اللہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے:

اسمع ولدی: سن اے میرے بیٹے (البشریٰ: ۹۴)

(گستاخی: ۴۴) مرزا کہتا ہے یاشمس یا قمر انت منی وانا منک

(حقیقت الوحی ص ۷۴۔ خزائن ۲۲ ص ۷۷) اے سورج اے چاند، تو مجھ سے میں تجھ سے۔

(گستاخی: ۴۵) اور خدا نے فرمایا کہ، میں تیری حفاظت کروں گا۔ خدا تیرے اندر اتر آیا تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ (کتاب البریہ ص ۸۳ / ۸۴۔ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۱ / ۱۰۲)

استغفر اللہ، آمنت باللہ،

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ (الاخلاص)

کہہ دیجئے، اللہ یکتا ہے، اللہ سب سے بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ۔ (المائدة:۷۲)

تحقیق وہ لوگ کافر ہوئے جنہوں نے مسیح ابن مریم کو "اللہ" کہا۔

کسی انسان کو مخلوق والہ اور اللہ کا مقام نہیں دیا سکتا، دوسرا شخص اگر یہ کہے تو اس کو معبود والہ اور اللہ لا الہ الا ھو کا تعارف کرایا جائیگا، چہ جائیکہ کوئی شخص بدبختی کے اس مقام پر پہنچ جائے کہ خود خدا بنے، یہ کام تو فرعون نے کیا تھا، تو قادیانی حضرات اس کو بھی فرعون مان لیں اور اپنی قادیانیت کو فرعونیت تسلیم کرلیں اور اعلان کردیں کہ ہماری قادیانی جماعت کافر، مردود اور ہمارا مرزا غلام قادیانی فرعون تھا جس کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ولد ہے نہ والد اور یہ دونوں باتیں عیب ونقص کی ہیں،

اللہ خالق ہیں قرآن مجید نے اللہ کا تعارف یوں کرایا: إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ (النساء:۱۷۱)

یعنی اللہ صرف ایک ہی ہے اس کو لائق نہیں کہ اس کی اولاد ہو۔

سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۳۰ پڑھ جایئے:

یہود نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا اور نصاری نے حضرت عیسی کو اللہ کا بیٹا کہا۔

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ (التوبہ۳۰)

یہ ان کے اپنے منہ کی باتیں ہیں (حقیقت سے جن کا کوئی تعلق نہیں) جیسے پہلے کافروں کی ریس میں کہہ رہے ہیں۔ اللہ کی مار ہو ان پر۔ یہ کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں۔

افسوس مرزا جی اور ان کے چیلوں کو قرآن کی آیت پر غور کرنا چاہئے کہ جو اللہ کے لئے ولد۔ بیٹا کی بات منہ سے نکالے اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو کافر و بددین بتلا دیا۔ یہ حکم احکم الحاکمین۔ رب العٰلمین لگا رہے ہیں۔ ہم نہیں۔ پھر بھی قادیانی حضرات مسلمان کہلانے کے لائق ہیں؟

اور ہم تمام مسلمانان عالم رئیس قادیان اور ان کی پوری جماعت کو وہی کہیں گے جو رب العرش العظیم نے کہا ہے:

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ۔

اللہ کی مار ہو ان پر کہاں بھٹکے پھر رہے ہیں۔

اخلاص کے ساتھ نصیحت

قارئین حضرات مسلمانوں کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام تک تمام انبیاء ورسل ۔ تمام مبلغین، ناصحین، مرشدین، مصلحین، کی رشد و ہدایت اور تبلیغ وارشاد کا بنیادی اصول اور پہلی اساس حق جل مجدہ کی ذات وصفات میں کمالات غیر متناہی کی شان کے ساتھ وحدت وانفرادیت کا عقیدہ ضروری ہے، اللہ عزوجل ازل سے ہیں ابد تک، **حی وقیوم** کی شان امتیازی **واجب الوجود** کے لئے ہے۔ وہ ہر عیب ونقص سے پاک ہے، عجز سے اس کی شان بلند واعلیٰ ہے۔ اولاد کے عیب سے پاک ہے۔ وہ کسی کا باپ ووالد بھی نہیں وہ تو خالق کائنات ہے، زمین وآسمان کی ہر چیز اس کی مخلوق ہے، ہر شی پر اس کی حکومت ہے، اس کے قبضۂ قدرت سے کوئی باہر نہیں۔ وہ تمام مخلوقات کا اکیلا وتنہا ومعبود اور رب ہے ہر چیز کو وجود اور پھر وجود کے لئے جن اشیاء کی ضرورت واحتیاج ہے سب تنہا اسی اللہ کی عطا وبخشش ہے، خود وجود اشیاء کی بقا بھی اللہ کی عطا وموہبت ہے، وہ جب چاہتا ہے اپنی عطا جس سے چاہے جب چاہے چھین لیتا ہے۔ کوئی اس کے امر وحکم اور ارادہ میں قطعا نہ دخل دے سکتا ہے نہ ہی خلل ڈال سکتا ہے، وہ خلق اور امر دونوں کا مالک ہے، وہ اپنی کمال قدرت سے عجائب کائنات کا خالق ہے۔ ایک بوند اور قطرہ سے خوبصورت انسان کو پیدا کیا، اور اس قطرہ کو جسم کے خون سے بنایا اور جسم میں خون غذا سے اور غذا کو زمین کے غلہ وپھل سے فراہم کیا اور جسم کو بنا کر اپنے امر روح کو اس میں ڈال دیا پھر انسان دیکھنے۔ سننے، بولنے، چلنے، پھرنے، پکڑنے، سوچنے، سمجھنے والا اللہ کی قدرت سے بنا پھر مرزا خدا کیسے بن سکتا ہے؟ جو چیز

اپنے وجود اور پیدائش میں محتاج ہے اور احتیاج کی لکیر اس پر لگی ہوئی ہے وہ خالق کی حدود میں کیسے داخل ہو سکتا ہے؟

آنجہانی مرزا قادیانی نے حق جل مجدہ کی بے نیاز ذات وصفات میں کیا کیا لکھا اور اپنے ماننے والوں کو کیا باور کرایا؟! اللہ تعالیٰ کو ناقص اور خود کو باکمال بتایا، اللہ تعالیٰ میں خامی اور اپنے لئے خوبی ثابت کیا، اور خود خدا بھی بن گئے، ظاہر ہے جب خود خدا بنے تو ساری قوت، وطاقت ان میں آگئی پھر ان کی خدائی بھی بنی اور مثیل مسیح بھی بنی اور وہ سب کچھ اپنی خدائی میں بنتے رہے اور بالآخر آنجہانی بن گئے، وہ موم کی گریا کی طرح سب کچھ بنتے رہے۔

قادیانی حضرات سے صرف اتنی درخواست ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات جو سورۃ اخلاص اور آیۃ الکرسی میں مختصر بیان ہوا ہے اسی کا مطالعہ کر لیں اور قادیانی مرزا کی حقیقت کو پرکھ لیں تاکہ موت سے پہلے اسلامی عقیدہ کے تحت اللہ و رسول خاتم پر صحیح ایمان نصیب ہو جائے اور نجات و مغفرت کا وسیلہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہے۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے۔ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ۔

چلئے یہ باتیں مرزا نے بے ہوشی میں تو کہی نہیں، ہوش وحواس میں لکھی اور کہی تو کافر ومشرک ہوا۔ تو بات ہی ختم ہوگی مشرک و کافر کچھ بھی ہو اس کا انجام جہنم ہے۔

کیا کافر ومشرک مُجَدِّد یا مُحَدَّث یا مسیح موعود یا نبی و رسول ہوا ہے جو ہوگا، اور اگر مغلوب الحال شیطانی اغواء وتسلط سے ہو گیا تھا یا مراق و مالیخولیا کی وجہ

سے مجنون و دیوانہ، پاگل پن میں تھا تو معذور تھا، اور معذور نہ مجدد نہ محدّث نہ نبی اور نہ رسول ہوسکتا ہے، نہ تاریخ میں آج تک کوئی ہوا ہے، الغرض کافر تھا تو مسئلہ ہی ختم، معذور تھا تو بھی یہ شریعت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی ہے، جس دین و شریعت میں اولی النہیٰ ، اولوالا لباب، اولوالا ذکیاء، اور دانا و بینا لہلہا رہے ہیں اور عقیدۂ ختم نبوت پر شاداں وفرحاں ہیں، معذور کو پاگل خانہ کے بیت الخلاء میں موت کے گھاٹ منہ سے غلاظت نکلتے ہوئے موت آ گئی بکواس کی سزا یہاں مل گئی۔ یہ شریعت خاتم النبیین کی ہے جو دانا نے سبل مولائے کل ختم الرسل ہیں، **الحمد للہ وصلی اللہ وسلم علی خاتم النبیین محمد رسول اللہ لا نبی بعدہ**

حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام صادق و مصدوق ہیں، سچ فرمایا میرے بعد نبی نہیں دجال ہی آئے گا، دجال اکبر بھی خدائی کا دعوی کرے گا، مرزا قادیانی نے سوچا ہوگا کہ میں اپنے رہنما دجال اعور سے پیچھے کیوں رہوں، خود خدا بن گیا، گمراہی بھی کتنی عمیق و تاریک اور ظلمت کی گہری تہہ ہوتی ہے کہ مشت خاک، بول و براز کا ڈھیر خدائی کا دعوی کر بیٹھتا ہے، دجال اعور تو محض خدائی کا دعوی کرے گا، مرزا روسیاہ تو بے شرمی و بے غیرتی کی حد سے نکل گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے کہ رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔

اس مرزا سے پہلے بھی بے شمار کذاب نبوت کا دعوی کرنے والے گذرے ہیں لیکن ان لوگوں نے اللہ کی عظمت و کبریائی کو ملحوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان قدس کی توہین نہ کی مگر یہ کذاب پنجاب تو ان کذابین اور شیاطین کو انگشت بدندان کر گیا، قادیانیت و مرزائیت لعنت سے بھی زیادہ عقاب وعذاب کی مستحق ہے۔

محترم دوستو اللہ رب العزت ہمارا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں وہ تمام صفات میں بے مثال و بے مثل ہے، جس طرح ذات میں اس کا کوئی شریک نہیں صفات میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں وہ ازل سے ہے وہ اول ہے اس سے پہلے کوئی نہیں، وہ آخر ہے سب کو فنا کردے گا۔ ہر وہ چیز جو بلندی پر نظر آتی ہے اس سے بلند و بالا ہے، کوئی کہیں چھپے اس سے نہیں چھپ سکتا ہے، پوری کائنات اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، اللہ کی ذات وہ ہے جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہے گا، سب کو فنا کرنے والا وہی ہے، سب جہاں ہر چیز میں اللہ کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں قرآن مجید میں بے شمار آیات اور احادیث مبارکہ میں حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تعارف کرایا ہے، وہ تمام عیوب و نقائص اور کمی و کوتاہی سے مکمل پاک ہے، وہ خالق ہے سب جہاں اس کی مخلوق ہے، مخلوق ہونا ہی بڑا عیب واحتیاج ہے، خالق تعالیٰ اس سے پاک ہے، اللہ رب العزت نے ازراہِ رحم و کرم اپنی معرفت اور شناخت و پہچان کے لئے اپنے پیارے پیارے نام متعین کئے تا کہ ان صفات الہیہ اور اسماء حسنی کے ذریعہ حق تعالیٰ کو پہچانیں اور ان کا قرب حاصل کریں۔ ان کو انہی پیارے ناموں سے یاد کریں اور پکاریں۔ قرآن مجید میں سورہ اخلاص میں اللہ رب العزت کا بہت ہی خوبصورتی اور خوبی کے ساتھ تعارف کرایا گیا ہے اور اللہ کی صفات حمیدہ کے ساتھ، وہ تمام تر مخلوقات کی صفات سے پاک ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ سبوح و قدوس ہے، جس طرح اللہ بن کر کوئی الہ و معبود نہیں ہوسکتا ہے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین، خاتم المرسلین ہیں اب کوئی نبی نہیں ہوسکتا ہے نہ بن سکتا ہے۔ اللہ بن کر عرش پر کوئی نہیں جا سکتا نبی

بن کر کوئی زمین پر نہیں آ سکتا۔ یہ عقیدہ اسلام کا اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اسی ختم نبوت کے عقیدہ پر قرآن کی تعلیمات کی بقا ہے اگر اس عقیدہ میں کوئی کمی آ گئی تو نہ اسلام باقی رہے گا نہ ایمان۔ نہ قرآن، نہ توحید نہ رسالت نہ اذان، نہ نماز، نہ روزہ نہ حج نہ ایمان باللہ، نہ ایمان بالملائکتہ نہ اعمال صالحہ کا وجود، نہ تطہیر کا عمل استغفار، نہ برزخ نہ قبر، نہ حشر، نہ میزان، نہ پل صراط، نہ شفاعت نہ نجات، آخرت آج بڑی مشکل ہمارے سامنے یہی ہے کہ ایک شخص شکل وصورت میں بظاہر بہت ہی دیندار اور پابند نظر آتا ہے، بات بھی میٹھی میٹھی، معاشرہ میں خدمت بھی بڑھ چڑھ کر کر رہا ہے اور لوگوں کی ہمدردی جیت رہا ہے اور شیر کی شکل میں شیر ہے، بھیڑ کی شکل میں بھیڑیا ہے وہ اندر ہی اندر مرزائی وقادیانی ہے اور کلمہ بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی پڑھتا ہے، مگر مراد حضرت محمد خاتم النبیین نہیں، مدنی مکی رسول اللہ نہیں، بلکہ غلام قادیانی مراد لیتا ہے، اذان بھی مسلمانوں کی طرح دیتا ہے، نماز بھی مسلمانوں کی طرح پڑھتا ہے اور دادودہش کے ذریعہ بہت ہی آسانی کے ساتھ اپنے دام مرزائیت میں شکار کر کے قعرِ جہنم میں لے جاتا ہے اور ان کاوش وکوشش کو بہت ہی خاموشی کے ساتھ انجام دے دیتا ہے، ہمارے لوگ اس وقت حرکت میں آتے ہیں یا نظرانداز کر دیتے ہیں جب کہ پوری بستی یا اکثر ان کے جعلی نبی کے شکار ہو چکے ہوتے ہیں، ہم لوگ صرف دفاعی کام کر رہے ہیں اور وہ اقدامی مہم میں مصروف ہیں، آخر ہم اقدامی کام کیوں نہیں کرتے۔ ہمارے ائمہ وخطباء، دعاۃ، مصلحین، مبلغین، واعظ ومقرر، ناصحین، جس میں یہ عاجز بھی آپ کا شریک ہے، ہم نے بس اپنے اردگرد کے احباب، محبین، مریدین، اہلِ تعلق، اہل مجالس اور اہل ذکر کو دیکھ کر خوش ہیں اور خوش فہمی میں مبتلا

ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دارین میں شاداں وفرحاں رکھے، مگر تھوڑا ختم نبوت کا غم دل پر مسلط کیجئے اور فیض ختم نبوت سے قلوب کو منور ہوتا ہوا محسوس کیجئے جو فیوض و برکات اور انوارات وتجلیات بدرجۂ اتم واکمل فیص ختم نبوت کا ہے وہ کسی اور چیز کا نہیں، یہ وہ آفتاب بے مثل ہے جہاں سے تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا منصب عطا ہوا ہے، ان کو باتوں میں نہ سمجھا جا سکتا ہے نہ حضرات علماء آپ کو سمجھا یا جا سکتا ہے، کچھ چیزیں محسوسات اور ادراکات کی ہیں۔ ذوقیات اور دیدۂ باطن پر نمایا ہوتی ہیں اور ابھرتی ہیں جس کو یافت آپ کہہ سکتے ہیں، بحر ختم نبوت میں اتریئے اور دنیا وآخرت کی برکتوں اور رحمتوں کی موجوں سے لطف اندوز ہوئیے، ہم کہاں چلے گئے وصلی اللہ علی خاتم النبیین وسلم۔ بات یہ کرنی تھی کہ ہمارے علماء خاص کر جن کو اللہ رب العزت نے کسی بھی جہت وحیثیت سے دین مصطفوی خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت کے لئے منتخب کیا ہے، موقع دیا ہے، وہ تمام حضرات اپنے اپنے منصب وعہدہ کے اعتبار سے ختم نبوت کا اقدامی اور دفاعی دونوں کام ضرور کریں اپنی ہر مجلس میں قادیانیت کا رد کریں، ختم نبوت کے محاسن کو اجاگر کریں، ختم نبوت کے عقیدہ میں تمام انبیاء سابقین کا تقدس اور ان کی عصمت وعظمت کی حفاظت ہے۔

کیونکہ ہمارے خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت میں تمام انبیاء کی تصدیق وتائید اور عصمت وعظمت، تمام نامناسب باتوں سے پاکی وطہارت کا عقیدہ رکھنا جزء ایمان اور شرط ایمان ہے، اب ہم تھوڑا سا نمونہ کے طور پر مرزا کے دل آزار اور تحقیر کے کلمات جو حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے لئے لکھے ہیں کہ انسانیت شرماتی ہوئی نظر آتی ہے، حضرت عیسی علیہ السلام کا

نام قرآن میں ۲۵ رمرتبہ آیا ہے اور قرآن مجید میں القاب کے ساتھ آیا۔ ابن مریم، روح اللہ، کلمۃ اللہ، عبداللہ، رسول اللہ، ختم نبوت کے محاسن میں انبیاء سابقین کی قدر و منزلت شرط ایمان ہے۔ پھر ان کی والدہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ، طاہرہ، پرمرزا قادیانی نے اپنے گستاخانہ قلم سے بے لگام ہوکر مختلف بہتان والزام تراشیاں کی ہیں کہ یہودیت بھی مرزائیت پرلعنت کرتی ہوگی۔

کیا ایسا کمینہ وخبیث شخص کو انسانیت سے کوئی واسطہ ہوسکتا ہے؟ دجالیت کی صفات والا مردود کو کوئی انسان کہہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ مقدس جماعت کا فرد، استغفراللہ۔

(فرق:٦٠) سچے انبیاء اپنے سے پہلے والے انبیاء کی تصدیق اوران کا احترام کرتے ہیں

تمام سچے انبیاء علیہم السلام نے اپنے سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق و تائید کی اور ان کا احترام بھی کیا، کیونکہ سب ہی مقدس جماعت ایک تسبیح کی موتیوں کے دانہ کی طرح ہیں، قرآن مجید نے اس حقیقت کو بار بار آیات ربانیہ میں دہرایا ہے۔

(۱) وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ (البقرہ ۸۹)

اور جب ان کو ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے (اور) اس کی بھی تصدیق کرنے والی ہے جو پہلے سے ان کے پاس ہے (یعنی توریت)

(۲) وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا

مَعَهُمْ (البقرہ ۱۰۱)
اور جب ان کے پاس ایک رسول آئے اللہ کی طرف سے جو تصدیق بھی کررہے ہیں اس کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے (یعنی تورات کی)

(۳) ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ (آل عمران۔ ۸۱)
پھر تمہارے پاس کوئی رسول آوے جو تصدیق کرنے والا ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر ایمان لانا۔

(۴) وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (الانعام ۹۲)
اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔

(۵) وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا (الاحقاف ۱۲)
یہ ایک کتاب ہے جو اس کو سچا کرتی ہے عربی زبان میں

(۶) وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ (البقرہ ۴۱)
اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے (یعنی قرآن پر) ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے۔

(۷) وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ (البقرہ ۹۱)
وہ (یعنی قرآن) حق ہیں اور تصدیق کرنے والی ہیں اس کی جو ان کے پاس ہیں (یعنی تورات کی)

(۸) فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ(البقرہ ۹۷)

سو انہوں (جبرئیل) نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچا دیا اللہ کے حکم سے اس کی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کررہا ہے اپنے سے قبل والی (سماوی) کتابوں کی۔

(۹)نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ (آل عمران ۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں۔

(۱۰) وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ(المائدۃ: ۴۸)

اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو (خود بھی) صدق کے ساتھ موصوف ہے۔ اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں اس کی بھی تصدیق کرتی ہے۔

(۱۱) إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ (الصف ۶)

میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (آچکی ہے) میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔

ان تمام آیتوں سے واضح طور پر اللہ کا پیغام سامنے آتا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ رسول و نبی بناتا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ ہی نبی ورسول قوم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے۔

(۳) نبی ورسول اپنے سے پہلے والے تمام ابنیاء ورسل کی تصدیق وتائید کے ساتھ احترام واعزاز اور تقدس کو ملحوظ رکھ کر ان کا تذکرہ کرتے ہیں، جبکہ جھوٹا نبوت کا دعوی کرنے والا اپنے سے پہلے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا مذاق اڑاتا ہے، توہین کرتا ہے، اہانت وگستاخی کے الفاظ استعمال کرتا ہے، انبیاء سابقین کی شان میں ایسے کلمات استعمال کرتا ہے کہ انسان تو کیا شیطان بھی اس جھوٹے پر لعنت بھیجتا ہے۔

شان نبوت میں مرزا کی گستاخی کے نمونے

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری فرماتے تھے:

قادیانی جماعت کا بانی آنجہانی مرزا قادیانی بلا شبہ مردود ازلی ہے اس کو شیطان سے زیادہ لعین سمجھنا جزء ایمان ہے، شیطان نے ایک ہی نبی کا مقابلہ کیا تھا، اس خبیث اور بدباطن نے جمیع انبیاء علیہم السلام پر افتراء پردازی کی، مثلاً:

(گستاخی:۱) آیت قرانی مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ ۚ وَالَّذِینَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ میں ''محمد رسول اللہ'' سے مراد حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، لیکن بدبخت مرزا غلام قادیانی کہتا ہے کہ اس میں میرا تذکرہ محمد کے نام سے ہوا ہے۔ چناں چہ وہ لکھتا ہے:

یہ وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ مرزا قادیانی ص ۴۔ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸ صفحہ ۲۰۴)

(گستاخی:۲) میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین

منھم لما یلحقوا بھم۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ از مرزا قادیانی ص ۱۰ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

(گستاخی: ۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۴۰) اور قادیانی نے اپنے معجزات کی تعداد براہین احمدیہ حصہ پنجم میں صفحہ ۵۶ پر دس لاکھ بتلائی ہے۔

خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی کس جرأت اور ڈھٹائی سے یہ گستاخ توہین کرتا ہے، یہ اہانت خود اس کے بدبخت وروسیاہ ہونے کی دلیل ہے اور مرزا بدبخت وکمبخت حدیث رسول اللہ خاتم النبیین کی توہین اس طرح کرتا ہے۔

حدیث مبارکہ کی توہین

مرزا لکھتا ہے:

(گستاخی: ۴) میرے اس دعوی کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی (یہ کذاب حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام پر جو قرآن نازل ہوا اس کو قرآن نہیں مانتا، بلکہ قرآن اس کو مانتا ہے جو بقول مرزا کے اوپر نازل ہوا وہ وحی وقرآن ہے۔ اس طرح قرآن کا منکر بھی ہے)

ہاں، تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ (اعجاز احمدیہ ص ۲۹/۳۰/۳۱۔ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۰)

اس مرزا کو یہ بھی خیال نہیں کہ خود کو ہمارے حضرت خاتم النبیین کا بروز وظل بھی کہتا ہے اور حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی اہانت بھی کرتا ہے،

قرآن کا انکار، حضور کی نبوت کا انکار احادیث کا انکار یہ سب باتیں مرزا کے کفر پر دلیل بنتی ہیں اور کذب وافتراء کی شہادت۔

مرزا قادیانی اور توہین عیسی مریم علیہما السلام

(گستاخی:۱) مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا، اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے، اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے ساہنسیوں اور گنڈیلوں (حرام خور) کو خوشی ہو سکتی ہے، جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔

یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔ (سیرت المہدی جلد ۳ صفحہ ۲۹۲۔۲۹۱)

وضاحت حدیث اور مرزا کی بدفہمی و جہالت

حدیث مبارکہ کے الفاظ و یقتل الخنزیر سے قرون اولی سے آج تک کے علماء، محدثین، شارحین حدیث اور ہر عہد کے مسلمانوں نے صرف اور صرف ایک ہی مطلب لیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام (نعوذ باللہ) خود خنزیر کو قتل نہیں کریں گے بلکہ ان کی تشریف آوری کے بعد جب دنیا میں خنزیر کھانے والی اور اس کا ریوڑ پالنے والی قوم نہ رہے گی، بلکہ وہ مسلمان ہو جائیں گے، تو ان کے مسلمان ہو جانے پر جو لوگ خنزیر پالنے والے تھے وہی اس کو قتل کرنے والے ہوں گے کیونکہ قتل خنزیر کا سبب عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

آپ علیہ السلام کے حکم سے خنزیر قتل کئے جائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد یہ سب کچھ ہوگا، اس لئے قتل کی نسبت عیسی علیہ السلام کی طرف کردی گئی۔ مثلاً

ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو قتل کیا، حالانکہ قتل کرنے والی فوج تھی نہ کہ ہٹلر نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا۔

پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا حالانکہ یہ تاریخی فیصلہ کرنے والی قومی اسمبلی تھی، مگر نسبت بھٹو کی طرف ہوتی ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں، یہ مرزا کی کم عقلی اور بدفہمی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی شان میں ایسی گستاخانہ اور بے تکی بات کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد حرام اور خبیث کی خوراک اختتام پذیر ہو جائے گی، طیبات وحلال کا رواج ہوجائے گا اور یہ طمغہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے گا کہ اس جانور کا وجود ہی دنیا سے نزول عیسی علیہ السلام کے بعد مٹ جائے گا۔ دنیا سے خبیث اور حرام کا مٹنا یہ برکت و رحمت ہوگی۔ روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی وربانی برکت ورحمت سے خیر کا وجود اور شر کو معدوم کردے گا۔ اس گندے جانور کے ختم ہونے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت کا عملی وجود اور ظہور دنیا پر واضح ہوجائے گا، سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں:

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ (مریم ۳۱)

اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہو۔

الغرض عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی برکت ورحمت اور عام ہدایت ونفع خلائق سے دنیا سے خبائث مٹ جائے گا۔

مرزا قادیانی کس دیدہ دلیری سے حضرت مسیح علیہ السلام کے ظہور برکت اور ہدایت ورحمت کا مذاق وتمسخر کر رہا ہے۔

(گستاخی: ۲) ایک موقع پر یوں بکواس کر رہا ہے:

قادیانی جماعت کے مفتی صادق نے اپنی کتاب، ذکر حبیب میں لکھا ہے مرزا قادیانی کے ایک مرید نے شکایت کی کہ لوگ مجھے کتا مار پیر کہتے ہیں، اس پر مرزا قادیانی نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے حدیث شریف میں میرا نام ''سور مار'' لکھا ہے۔ (ذکر حبیب صفحہ ۱۶۲ از مفتی صادق قادیانی)

اس طرح مرزا قادیانی نے خود کو سور مارنے والا لکھا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲ رخزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۱۸۔۳۱۷)

(گستاخی: ۳) ''وہ ایک عورت کے پیٹ میں نومہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا'' (ست بچن ص ۱۴۱ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۲۶۵ از مرزا قادیانی)

''عیسیٰ بن مریم، مریم کے خون سے اور مریم کی منی سے پیدا ہوا''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۴۰ مندرجہ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۵۰ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۴) ''ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاکر (بقول عیسائیوں) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بدقسمت اور بےنصیب کہلاتے ہیں۔ اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے، پیدا ہوکر ہر یک قسم کی الودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کرلیا اور بشری آلودگیوں اور

نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی، جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہو"۔(براہین احمدیہ ص ۳۶۸ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱ ص ۴۴۰ (حاشیہ) از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۵)"آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی" (انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۵ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۸۹ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۶)"نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے"۔(انجم آتھم حاشیہ صفحہ ۶ مندرجہ روحانی ززائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۰ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۷)"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا"۔(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۶ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۰ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۸)"جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ

کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے‘‘۔(چشمہ مسیحی ص ۲۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۹) ’’ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقیدہ کو حل کر سکے‘‘۔(اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح ص ۱۷ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۰) ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے، اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے‘‘۔(کشتی نوح حاشیہ صفحہ ۷۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۱ از مرزا قادیانی)

بقول مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، اس جگہ ’’پیا کرتے تھے‘‘ صیغہ ماضی استمراری کے ہیں اور ہمیشگی پر دال ہیں، یعنی (نعوذ باللہ) ہمیشہ پیا کرتے تھے، مرزا قادیانی چونکہ خود ٹانک وائن شراب پیتا تھا اس لئے اس نے اپنے لئے جواز پیدا کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

’’ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا

کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی‘‘۔(نسیم دعوت صفحہ ۶۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۱) ’’یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بدنتیجہ ہے‘‘۔(ست بچن حاشیہ صفحہ ۱۷۲ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۵ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۲) ’’مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا‘‘۔(نور القرآن ص ۱۲ مندرجہ روحانی خزائن ج ۹ ص ۳۸۷ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۳) ’’آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے‘‘۔(انجام آتھم صفحہ ۷ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۱ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۴) ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے

کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام ''حصور'' رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا؛ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے''۔(مقدمہ دافع البلاء صفحہ ۴ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۰ از مرزا قادیانی)

(گستاخی:۱۵)''مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر اسغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی...... مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جاملی۔ اس لئے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی......ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں......ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں...... پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔''(ملفوظات ج ۴ ص ۸۸، ملفوظات ج دوم ص ۴۲۲ (طبع جدید) از مرزا قادیانی)

(گستاخی:۱۶)''اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ

صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا، خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں، وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں، اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا''۔ (ست بچن صفحہ ۱۷۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۷، ۲۹۸ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۷) ''یوروپ جو زناکاری سے بھر گیا، اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا۔ پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی، یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یوروپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں، اور کوئی منع نہیں کرتا، شیرینیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں، تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو۔ نہ منہ کو، یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا''۔ (نور القرآن ص ۲۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۹ ص ۴۱۷ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۱۸) ''سچ ہے ''عیسائی باش ہر چہ خواہی بکن'' سور کو حرام ٹھہرانے

میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا''۔(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ص ۷۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۲ ص ۳۷۳ از مرزا قادیانی)

(گستاخی:۱۹)''آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو،شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے''۔(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ مندرجہ روحانی خزائن ۱۱ ص ۲۹۰ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۲۰)''یسوع در حقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا''۔(ست بچن ص ۱۷۱ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۵ از مرزا قادیانی)

(گستاخی:۲۱)''مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے''۔(نور القرآن ص ۱۷،۱۸ مندرجہ روحانی خزائن ج ۹ ص ۳۹۲، ۳۹۳ از مرزا قادیانی)

(گستاخی:۲۲)''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا''۔(دافع البلاء صفحہ ۱۳ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۳۳ از مرزا قادیانی)

(گستاخی: ۲۳) ''یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس (مرزا قادیانی کے) لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں''۔ (تریاق القلوب صفحہ ۸۹ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۷ از مرزا قادیانی)

''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے''

(دافع البلاء صفحہ ۲۰ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۰ از مرزا قادیانی)

اپنے منہ میاں مٹھو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قدر بھیانک اور دلخراش توہین کرنے کے بعد مرزا قادیانی کا یہ بھی کہنا ہے:

(۱) ''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے، اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں''۔ (براہین احمدیہ ج ۱ ص ۴۹۹ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ از مرزا قادیانی)

(۲) ''میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے''۔ (تحفہ قیصریہ ص ۲۱ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۳ از مرزا قادیانی)

(۳) ''خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا، یعنی ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہمرنگ ہے''۔ (کشف الغطاء ص ۱۶ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۲ مرزا قادیانی)

(۴) ''میں نے اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) بارہا دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا ہے''۔ (تذکرہ مجموعہ

الہامات وحی مقدس طبع دوم ص ۱۴۱ ۴۴ از مرزا قادیانی)

(۵) ''اسی مسیح کو ابن مریم سے ہر پہلو سے تشبیہہ دی گئی ہے''۔ (کشتی نوح ص ۴۹ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۵۳ از مرزا قادیانی)

(۶) ''مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے''۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۱۴ از مرزا قادیانی)

(۷) ''حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی روحانی شکل اور خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں''۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۴ مندرجہ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۲۶ از مرزا قادیانی)

مرزا کے دعووں سے مستفاد نتائج

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ:

۱۔ مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔

۲۔ مرزا قادیانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت باہم متشابہ ہے، گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔

۳۔ مرزا قادیانی کے جسم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح سکونت کرتی ہے۔

۴۔ مرزا قادیانی اخلاق کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمرنگ ہے۔

۵۔ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حالت بیداری میں کئی دفعہ دیکھا اور ملاقات کی۔ دونوں نے ایک ہی پیالہ میں کھایا۔

۶۔ مرزا قادیانی کو ہر پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

۷۔ مرزا قادیانی کو حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا۔

۸۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اوتار ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی شکل، خو اور طبیعت پر بھیجا گیا۔

لہذا ان حوالہ جات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ خود:

۱۔ مرزا قادیانی اپنی ماں کے پیٹ میں ۹ ماہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور گندی راہ سے پیدا ہوا۔

۲۔ مرزا قادیانی نے تمام عمر ذلت، رسوائی، ناتوانی اور خواری دیکھی۔

۳۔ مرزا قادیانی نے ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اس ناپاک راہ سے جو پیشاب کی بدرو ہے، پیدا ہو کر ہر قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کرلیا۔

۴۔ مرزا قادیانی کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات پر غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتا تھا۔

۵۔ مرزا قادیانی کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

۶۔ مرزا قادیانی شراب پیتا تھا، بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔

۷۔ مرزا قادیانی شرابی اور کبابی تھا، چال چلن بھی خراب تھا۔

۸۔ مرزا قادیانی کی ۳ دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے ناپاک خون سے اس کا جنم ہوا۔

۹۔ مرزا قادیانی فاحشہ اور کنجریوں سے میل جول رکھتا تھا۔ ان سے اپنے جسم

پر تیل ملوا تا تھا۔ آپ خود سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے؟

۱۰۔ کاش مرزا قادیانی دنیا میں نہ آیا ہوتا کیونکہ اس کی تعلیمات کی وجہ سے بدکاری اور زناکاری میں اضافہ ہوا۔

۱۱۔ مرزا قادیانی سور کا گوشت کھاتا تھا۔

۱۲۔ مرزا قادیانی مرگی کی وجہ سے دیوانہ ہو گیا تھا۔

۱۳۔ مرزا قادیانی مردانہ صفات سے محروم تھا۔ یعنی ہجڑا تھا۔

یہ چند نمونے مرزا قادیانی کی بکواس اور شان انبیاء کی توہین کے ہیں، جس شخص کو تھوڑی بھی ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی حفاظت اور نجات آخرت کی فکر ہو گی قادیانیت اور اس جماعت پر لعنت ہی بھیجے گا، اللہ رب العزت پوری امت رحمت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنگین فتنہ سے حفاظت فرمائے اور ہدایت پر استقامت بجاہ جدا لحسن والحسین محمد رسول اللہ خاتم النبیین قائم رکھے۔ اللھم صلی وسلم و بارک علی سیدنا خاتم النبیین الذی لا نبی بعدہ

حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہما السلام کی عظمت و پاکیزگی

سابقہ تحریروں میں آپ نے حضرت مریم اور حضرت عیسی علیہما السلام کی شان میں مردود مرزا کی نازیبا اور گستاخانہ تحریروں کو پڑھا مرزا کی ضلالت و گمراہی اور بدبختی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس نے ان برگزیدہ شخصیات کی شان میں اپنی زبانِ بد کا استعمال کیا ہے جن کی عظمت و بزرگی اللہ عزوجل قرآن کریم میں بیان کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو کہ قیامت تک مسلمانوں کے لئے راہِ ہدایت

اور تمام امور میں حق وصداقت کی رہنمائی کرتی ہے حضرت مریم بنت عمران اور حضرت عیسی ابن مریم علیہا السلام کے تقدس اور فضائل و کمالات اور طہارتِ نشان کو خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے، تاکہ آنے والی انسانیت، مریم بتول اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلسلہ میں کسی بدگمانی اور بدزبانی کے ذریعہ اپنی آخرت کو برباد نہ کرے اور ان دونوں کو اللہ رب العزت کی قدرت وآیات اور عظیم لنشانی ہی شمار کرے اور ان دونوں کے فضائل وکمالات میں کسی شک وشبہ کو داخل نہ ہونے دے۔

اور مرزا قادیانی کی ہفوات و بکواس، اور بے لگام قلم و زبان کا اندازہ بھی لگائیں کے یہ کذاب قرآن مجید کی شہادت جوان کی صداقت پر موجود ہے، اس کے خلاف کتنی جسارت کے ساتھ ان دونوں پر تہمت والزام طراشی کرتا ہے کہ قرآن مجید پر ایمان رکھنے والا کانپ اٹھتا ہے۔ اس لئے چند آیات جو ان دونوں حضرات کی شان میں وحی الہی ہے پیش ہے، پھر مرزا کی ہفوات پڑھیے، اور مرزا کو کفر والحاد اور یہودیت کی راہ گامزن دیکھیے، مرزا جی نے قرآن مجید کی آیات محکمات اور شہادت وصداقت اور کمالات جوان دونوں کی بیان کی گئی ہیں اس کے خلاف مریم بتول پر بے بنیاد تہمت والزام جو یہود بے بہبود نے لگایا و تراشا، مرزا جی کی تحریر یہود سے بھی آگے نکل گئی۔ قرآن مریم کی عفت و عصمت، طہارت ونجابت،، شرافت وکرامت اور عبادت واطاعت کو قانتین کے لفظ سے بیان کرتا ہے۔ مگر افسوس کے اس مرزائی یہودی نے تو اللہ کی کتاب کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ اور بنتا ہے متنبی، لعنت ہو اس جھوٹے متنبی پر۔

حضرت مریم بنت عمران کی ولادت اور شیطان سے حفاظت

سورۃ آل عمران آیت ۳۳ سے آیت ۳۷ تک اللہ تعالی نے حضرت مریم بنت عمران کی ولادت کا واقعہ نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے منت مانی کے یا اللہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں، مشیت الٰہی سے بچی پیدا ہوئی تو ان کا نام مریم رکھا گیا۔

(۱) وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔

(۲) وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

ماں کی دعا قبول ہوئی اور مریم کی نگاہ ربوبیت میں نشوونما ہوئی

(۳) فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا

(عمران: ۳۷)

پس ان کو (یعنی مریم کو) ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمایا اور عمدہ طور پر ان کو نشوونما دیا۔

(۴) حضرت زکریا علیہ السلام کو ان کا سرپرست بنایا۔ یعنی حضرت زکریا کے زیر تربیت اللہ تعالی نے رکھا۔ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ اور حضرت زکریا کو ان کا کفیل بنایا۔

(۵) نبی زکریا کی سرپرستی و تربیت میں ان کی عمدہ نشوونما ہوئی اور وَاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا کی عملی شکل منجانب اللہ ہوئی۔

(۶) بے موسم کا پھل، یعنی سردی کا پھل گرمی میں اور گرمی کا پھل سردی میں اللہ پاک نے مریم بنت عمران کو کھلایا۔

بے موسم پھل دیکھ کر حضرت زکریا نے فرمایا۔ **يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا؟**
اے مریم یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟

مریم بتول نے اس کا جواب ایمان ویقین سے بھرا ہوا یہ دیا: **ھومن عند اللہ** وہ کہتی کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا۔

(۷) حضرت مریم سے فرشتوں نے کہا:

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ (آل عمران: ۴۲)

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ فرشتوں نے کہا اے مریم بلاشک تم کو اللہ تعالیٰ نے منتخب یعنی مقبول فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہاں کی بی بیوں کے مقابلہ میں تم کو منتخب فرمایا ہے۔

اس آیت سے چند فضائل وخصائل اور کمالات مریم بنت عمران کا نمایا ہوتا ہے۔

(الف) فرشتوں کا خطاب۔

(ب) مریم کا عنداللہ منتخب اور مقبول عنداللہ ہونا۔

(ج) حق تعالیٰ نے مریم بتول کو تمام نامناسب و ناپسند عادات، حرکات، سکنات، اعمال، افعال، اخلاق سے پاک فرما کر مقبول ومنتخب فرمالیا۔

(د) نہ ایک دوعورت سے بلکہ تمام جہاں کی عورتوں کے مقابلہ اس زمانہ کی مریم بتول کو منتخب ومقبول بنایا گیا۔

قرآن مجید نے حضرت مریم کی کتنی خوبصورتی اور خوبی کے ساتھ طہارت و نزاہت اور نفاست ونجابت کا اعلان کیا ہے۔مگر مرزا قادیانی نے مریم بتول پر وہ

الزامات تراشے ہیں کہ یہود بھی انگشت بدنداں ہیں۔ جبکہ یہودی ان کے درپہ آزاد تھے اور ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی نے یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ سب کیا۔ یا خود یہودی ہی تھے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر یہودیوں کا کام کرتے رہے۔

قرآن مجید کی سورۃ التحریم کی آیت پڑھیے اور مریم بتول کا عنداللہ مقام ومرتبہ عالیہ پر ایمان لائے اور قادیانیت پر لعنت بھیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۹) وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ (التحریم ۱۲)

ترجمہ: (اور مسلمانوں کی تسلی کے لئے عمران کی بیٹی (حضرت) مریم وعلیہا السلام) کا حال بیان کرتا ہوں، جنہوں نے اپنے ناموس کو حرام اور حلال دونوں سے محفوظ رکھا سو ہم نے ان کے پاک گریبان میں اپنی روح پھونک دی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی جو ان کو ملائکہ کے ذریعہ پہنچے تھے اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں (حضرت تھانویؒ)

اس آیت میں حضرت مریم علیہ السلام کی چند خصوصیات جوان کو کسب ومجاہدہ سے حاصل تھیں اور وہ کمالات وخصائل موہوبہ اور عطائے ربانی تھیں ان کا تذکرہ آیات ربانی میں ہوا ہے۔

(۱) الَّتِیٓ أَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا: مریم نے اپنے عزت و ناموس کو محفوظ رکھا۔ قرآن مجید نے بہت ہی خوبصورت تعبیر اختیار کی ہے۔یعنی اَحۡصَنَتۡ فَرۡجَهَا کی وضاحت وَلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ ۔ اوران کو کسی بشر وانسان نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔اور وَلَمۡ اَكُ بَغِیًّا اور نہ میں بدکار رہوں۔یعنی عفت و عصمت اور حیا و پاکدامنی کا یہ حال ہے کہ کسی بھی انسان نے انکو چھووا تک نہیں۔اور نہ ہی وہ ایسی تھیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی عفیف و پاک باز و پاک طینت وطبیعت اور پاک اخلاق کی تھیں کہ کسی انسان کا ہاتھ بھی اپنے گریبان تک پہنچنے نہیں دیا،سورۃ مریم میں پوری تفصیل ان کے پاک دامنی کو اللہ تعالیٰ نے بیان کردی ہے،قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں جب ان کی پاک خصلت و پاک عفت اور پاک عصمت وطینت کا اللہ تعالیٰ نے اعلان کردیا، پھر کوئی بدبخت اور اول درجہ کا لعنتی ہی ہوگا جو ان پر تہمت کی زبان کھولے گا،ان پر زبان کھولنے سے مریم کی شان میں کوئی ادنا کمی نہ آئے گی بلکہ زبان کھولنے والے کی بدبختی ولعنت اور کفر و گمراہی میں شدت وحدت اور شقاوت وقساوت کی مہر لگتی چلی جائے گی۔

مرزا قادیانی انہی بدبختوں اور لعینوں میں سے ایک غلیظ لعنتی ہے۔

(۲) اس آیت میں مریم بنت عمران کی دوسری موہوب ربانی خصلت جو محض اللہ رب العزت کی عطا و فضل سے نعمت کا تذکرہ ہے وہ ہے: فَنَفَخۡنَا فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِنَا سو ہم نے ان کے چاک گریبان میں (بواسطہ جبرئیل علیہ السلام) اپنی روح پھونک دی،اور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے روح پھونک دی۔

گویا کہ حق تعالیٰ نے مریم علیہا السلام کا انتخاب اپنی جانب سے نفخ روح کے لئے کیا یہ بھی محض فضل و کرم تھا یہ نعمت کسب و کوشش سے نہیں ملتی بلکہ عطا ہی عطا

ہے۔ ممکن ہے کہ مریم کی اعلیٰ درجہ کی عفت وعصمت کی طہارت اورطینت کی نفاست ونزاہت ہی نفخِ روح کے انتخاب کا ذریعہ وسبب بنا ہو، **الغیب عنداللہ**۔ اور حقیقت یہی ہے کہ اللہ رب العزت جب کوئی برکت والی نعمت دینا چاہتے ہیں تو ابتداء سے ہی اس کی نشوونما نگاہ ربوبیت میں کرتے ہیں اور علم الٰہی سے مستقبل میں ملنے والی نعمت کے لئے ماضی اور حال کو بھی اس کے ہر داغ ودھبہ سے بچا بچا کر منزل تک پہنچاتے ہیں اِنَّهٗ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ یعنی وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، وہ ہمارا اللہ ہے۔

ایک علمی نکتہ

یہ نکتہ بھی خوب ذہن نشین رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (الحجر آیت ۲۹ اور سورۃ ص آیت ۷۲)

سو میں جب اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔ تھانویؒ

یعنی آدم علیہ السلام کا پتلا ٹھیک کر کے اس قابل کر دوں کہ روح انسانی فائض کی جا سکے پھر اس میں جان ڈال دوں۔ اس وقت تم سب سجدہ میں گر پڑو۔

تشریف وتکریم کی نسبت

رُوْحِیْ: روح یعنی جان کی نسبت واضافت حق تعالیٰ نے جو اپنی طرف کی ہے یہ محض تشریف وتکریم اور روح انسانی کا امتیاز ظاہر کرنے کے لئے ہے، اس کو آسان لفظوں میں یوں ذہن نشین کیجئے کہ حق تعالیٰ نے روح یا جان میں وہ

خوبی اور کمال ڈالا جو علمِ الٰہی اور معرفت حق کی روشنی سے مستفید ہو سکے، جیسے آفتاب کی روشنی سے پوری زمین اپنے استعداد کے بقدر نفع حاصل کرتی رہتی ہے، نہ یہ کہ سورج زمین میں حلول کرتا ہے۔

الغرض حق تعالیٰ سبحانہ وقدوس کی ذات عالی کا خاص قدرت کا شاہکار انسان ہے۔اس مضمون کی تفصیل حضرت مخدوم شرف یحییٰ منیری رحمۃ اللہ کی مکتوبات میں اہل ذوق دیکھ سکتے ہیں، یہ اس کا مقام نہیں، آیت میں حضرت مریم کا دفاع کیا گیا ہے کہ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور روح ہیں تا کہ کسی طرح کا غلط اور غیر مناسب گمان و خیال ذہن میں داخل نہ ہو۔ پھر آگے اللہ تعالیٰ وَ صَدَّقَتۡ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا میں حضرت مریم کی ایمان وایقان اور اعتماد وتوکل علی اللہ اور تمام ارشادات ربانی کی رسوخ ویقین کے ساتھ تصدیق جو کمال ایمان اور خصال احسان کے قبیل سے ہے ذکر کیا ہے جو حضرت مریم علیہا السلام کو بدرجۂ اتم اور اکمل حاصل تھا۔

نیز ''وَ كُتُبِهٖ'' قرآن مجید نے ''كَلِمٰت'' کے بعد ذکر کیا کہ حضرت مریم کو اجمالا وتفصیلا، شرح وبسط کے ساتھ وہ تمام قوت ربانی جو ایک مومنہ، صالحہ، عفیفہ، طاہرہ، زکیہ کو ذاتِ حق جل مجدہ کی ذات وصفات اور ارشادات وکتب پر ہونی چاہئے وہ تمام مرتبۂ احسان کے درجہ میں مریم بتول کو منجانب اللہ حاصل تھا اس لئے قرآن نے وَكَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِيۡنَ وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی۔

یعنی مریم کا شمار عند اللہ ان باسعادت زمرہ میں ہے جو ہمہ تن انابت کے ساتھ عبادت واطاعت میں منہمک اور مشغول اور سرگرم رہتے ہیں۔لہذا کسی کو قطعا اجازت نہیں کہ مریم بتول طاہرہ وطیبہ کے لئے کسی قسم کی بدگمانی میں بدکلامی

اور بدگوئی کرے، قرآن کی ایسی ثابت شدہ طہارت ونظافت کے بیان کے بعد مرزا قادیانی نے مریم بتول طاہرہ پر جو گندے الزام لگائے ہیں وہ یہود بے بہبود سے بھی آگے نکل گیا ہے۔

مرزاجی اگر صرف متنبی بنتے تو دجال کی فہرست میں داخل ہو کر ایک دجال کا اضافہ ہوجاتا، مگراس نے تو کسی بھی نبی کو نہ چھوڑا، اور مریم بتول طاہرہ عفیفہ کو پہلے متنبی نے بھی تہمت نہ لگائی مگر یہ روسیاہ پچھلے تمام گمراہ متنبیوں سے بھی آگے نکل گیا اور قرآن کی شہادت وصداقت پر بھی انگلی اٹھایا۔

مریم وعیسی علیہما السلام تمام جہان کے لئے قدرت کی نشانی ہیں

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۹۱)

اوران (بی بی مریم کا بھی تذکرہ کیجئے) جنہوں نے اپنے ناموس کو (مردوں سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر ہم نے ان میں بواسطہ جبرئیل) اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند (عیسی علیہ السلام) کو دنیا جہان والوں کے لئے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنادی۔ (تھانویؒ)

قرآن مجید کے مختلف مقامات پر حضرت مریم اور عیسی علیہما السلام کا بہت ہی خوبصورتی کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے اور دونوں ہی کی ذات وصفات میں قدرتِ کاملہ کی نشانیاں ہیں۔

(ا) مریم کی تربیت کا انتظام اس طرح ہوا کہ جس قلم سے تورات لکھتے تھے

سب اپنا اپنا قلم بہتے اور چلتے رواں پانی میں چھوڑ دیں کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے بلکہ الٹا پھر جائے اسی کو حقدار سمجھیں، وہ قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ، روح اللہ، رسول اللہ، کا نام دیا گیا، اللہ تعالیٰ کے کلمات تو بے شمار و لا تعداد ہیں، مگر عیسی علیہ السلام کو ''کلمة الله'' ''اللہ کا حکم'' کہنا اس حیثیت سے ہے کہ ان کی پیدائش باپ کے توسط کے بدون عام سلسلہ اسباب کے خلاف محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی اور جو فعل عام اسباب عادیہ کے سلسلہ سے خارج ہو عموماً اس کی نسبت براہ راست حق تعالیٰ کی طرف کردی جاتی ہے۔جیسے، وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (انفال ۱۷) اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔

اس آیت میں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے ایک موقع پر دشمنان اسلام کی طرف ایک مٹھی خاک سے جو تمام لوگوں کے آنکھ میں پہنچ گئی اور وہ آنکھ ملنے لگے اور حق تعالیٰ نے حق پرستوں کو فتح و نصرت دی اور قدرت کا کرشمہ ظاہر ہوا کہ دست تو تھا خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا اور اس دست سے پھینکے ہوئے خاک سے دشمن خاک میں مل گئے کہ دست نبی خاتم سے وہ مافوق العادۃ قوت حق تعالیٰ نے پیدا کردی جو کسی کے کسب و اختیار سے حاصل نہیں ہوسکتی تھی، اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے: وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ، لیکن اللہ نے پھینکی یعنی اس میں قدرت الٰہی سے قوت پیدا ہوئی جو عادت کے خلاف ہر شخص کو وہ خاک خاک میں ملا گئی اور نبی رحمت سے اس پھینکے پر حق

تعالیٰ کی قوتِ قاہرہ اور قدرت مطلقہ ظاہر ہوئی اور یہ واقعہ معیار نبوت اور صداقت نبوت کی شہادت بنکر قیامت تک قرآن مجید میں تلاوت ہوگی۔

(۳) کلمۃ اللہ حضرت مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام کہنے کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ، مسیح کا دوسرا نام یا لقب عیسیٰ ہے۔

قرآن کریم کا مریم کو حضرت ابن مریم، مسیح یا عیسیٰ کی بشارت سناتے وقت یہ کہنا کہ تجھے کلمۃ اللہ کی خوشخبری دی جاتی ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا،

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ (النساء:۱۷۱)

ترجمہ: مسیح عیسیٰ ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا ایک کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں۔ تھانویؒ

اہم نکتہ اور خاص طور پر قابل غور قرآن کا اعلان

فرشتہ کا حضرت مریم کو بشارت دیتے وقت یہ کہنا کہ وہ کلمۃ اللہ ہوگا جس کا نام مسیح یا عیسیٰ ہوگا، حضرت عیسیٰ کا پتہ بتلانے کے لئے نہ تھا، بلکہ اس پر متنبہ کرنا تھا کہ باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نسبت صرف ماں ہی کی طرف ہوا کرے گی اور یہ بات بھی خوب ذہن نشین رہے کہ عیسیٰ ابن مریم بطور جزء علم کے ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اور احادیث مبارکہ میں جہاں بھی یہ نام آیا ہے عیسیٰ ابن مریم ہی آیا ہے۔ یہ اسی بشارت کلمۃ اللہ کی حکمت ہے۔

(۴) نیز کلمۃ اللہ کی گونج اور قدرت الٰہی کا ظہور قیامت تک آنے والے انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی یہ آیت عجیبہ اور انوکھی و نرالی قدرت کی نشانی، ہمیشہ یاد

دلانے اور مریم کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے گویا نام کا جزء بنادی گئی، عیسی ابن مریم

(۵) کلمۃ اللہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت مریم بہرحال ایک بی بی بتول تھیں اور قدرت ربانی سے ان کو کلمۃ اللہ۔ مسیح، عیسی ابن مریم کے ظہور کا منجانب اللہ ذریعہ بنایا گیا مگر تھیں تو انسان بشریت کے تحت بشارت سنکر مختلف سوالات دل و دماغ میں آئے جن کا جواب فرشتہ نے دیا اور کہا یہ ''کلمۃ اللہ'' ہوگا، قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ''تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ پر آسان ہے''۔

وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ۔ اور (اس طور پر) اس لئے پیدا کریں گے تا کہ ہم اس (فرزند) کو لوگوں کے لئے ایک نشانی (قدرت کی) بنادیں۔

وَرَحْمَةً مِنَّا ''اور (باعث) رحمت بنائیں''

وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا (مریم ۱۲۱) ور یہ ایک طے شدہ بات ہے جو ضرور ہوگی۔

کائنات عالم میں قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں ان میں اے مریم! ابن مریم بھی آيَةً لِلنَّاس ہوں گے، لہذا آپ بشارت کے سلسلہ میں بشریت کے سوالات وتشویشات سے ہٹ کٹ کر قدرت کی آیات کے مشاہدات کی جمالیات کی دید سے آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

قدرت کے محاسن کو کلمۃ اللہ، اور روح منہ سے پلکوں میں سجائیں نگاہوں میں بسائیں اور عجائبات قدرت کا نظاہرہ دیکھیں ''کلمۃ اللہ'' ہوتا ہی ہے، مافوق العادات اور مافوق الاسباب مریم بتول قدرت سے کلمۃ اللہ کا ظہور، پھر بشریت

کا وہاں دخل فضول۔

(۶) مریم بتول! مسیح ابن مریم۔عیسی ابن مریم کی بشارت ''کلمۃ اللہ'' سے ہے اور'' کلمۃ اللہ'' سے مسیح ابن مریم،عیسی ابن مریم مراد ہیں۔ جب وہ کلمۃ اللہ ٹھہرے تو اللہ اپنے کلمۃ کی ہر شان کو بلند کرے گا، آپ اس خیال میں غمگین نہ ہوں کہ دنیا کو کس طرح باور کراؤں گی کہ تنہا عورت سے لڑکا پیدا ہو جائے اور ہو بھی گیا، اس کا جواب بہت ہی سہل و آسان ہے کہ تنہا عورت سے لڑکا پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ تنہا اللہ کی قدرت سے عورت سے لڑکا پیدا ہو گیا۔ وہی تو کلمۃ اللہ ٹھہرا وکہلایا اور اللہ کی روح اور جان۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ کلمۃ اللہ نہ ہوتا۔کلمۃ اللہ کہتے ہی اسی کو ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہو۔

(۷)'' کلمۃ اللہ'' مسیح ابن مریم،عیسی ابن مریم ہیں۔کلمۃ اللہ قدرت کا نمونہ ہوتا ہے۔ وہ خود ہی قدرت کی تائید ونصرت سے مؤید ومنصور ہوتا ہے۔خود کا قدرت کی قوت سے اور ماں کا جب ضرورت پڑے دفاع کامل کرتا ہے۔ کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہے۔

لہذا مریم بتول، قدرت کی مافوق العادۃ نعمت پر جو آپ کو عطا ہوئی ہے نہ تو آپ پر تہمت نہ ہی کلمۃ اللہ پر کسی طرح کی تہمت، قدرت کی نعمت تو باعث عزت ومسرت اور سبب شخامت وحشمت ہوتی ہے نہ کہ کلفت ومصیبت۔قدرت باری تعالیٰ پر کسی بھی طرح کی تشویش نہ کریں، کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں

(۸) مریم بتول! کلمۃ اللہ سے آپ کسی بھی طرح کے خیال میں دل کو پریشان نہ کریں بلکہ مزے دار اور پُر بہار فخر ومباہات کے ساتھ باوقار آپ تھیں اور ہیں اور رہیں گی؛ کیونکہ قدرت نے آپ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ عطا کیا ہے:

اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ کلمۃ اللہ، جس کا نام مسیح ہے عیسی مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں۔ (شیخ الہند)

دنیا کو آپ باور نہ کرائیں اللہ تعالیٰ خود اعلان کر رہا ہے کہ مریم طاہرہ عفیفہ کو قدرت نے کلمۃ اللہ کی نعمت سے سرفراز کیا اور بچہ اعلی لقب کلمۃ اللہ سے موسوم ہوکر لایا گیا ہے اور اس کی شہادت وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ہے۔ کلمۃ اللہ وجاہت ونجابت، شرافت وکرامت، عزت ونزاہت کا نمونہ ہوتا ہے جبھی تو کلمۃ اللہ کا خطاب حق تعالیٰ نے عطا کیا۔

مریم بتول! دنیا کو اللہ کا یہ کلام سنادو کہ مسیح وعیسی ابن مریم۔ مرتبہ والا وجاہت والا منجانب اللہ بنایا گیا ہے اور وجیہہ جو ہوتا ہے اس کی شان حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوتی ہے کہ اس پر جو بھی جھوٹے بے بنیاد، حقیقت سے ہٹ کر جتنے الزامات لگائے جاتے ہیں، یا طعن وتشنیع اور خرافات ان پر ڈھرے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر تمام سے بری ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ کلمۃ اللہ ہے اور کلمۃ اللہ کو وجاہت دونوں جہان کی عطا ہوتی ہے بہت ہی مشہور ہے۔ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔

وجاہت منجانب اللہ رفعت ظاہری و باطنی، اور ہر طرح کے خرافات والزامات سے پاک دامنی کا نام ہے، خواہ کوئی خبیث و بد باطن کچھ بھی بکواس کرے۔ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ سے وہ تمام الزامات جو مسیح وعیسی ابن مریم کے سلسلہ میں قادیانی لگاتے ہیں وہ سب یہود بے بہبود کے ہیں، جن کو از اول تا آخر اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا اور ہمارا ایمان اور تمام دنیا کے مسلمانوں کا

ایمان قرآن کریم کے بیان کردہ حقائق پر ہیں، نہ کہ کذاب قادیانی کی بکواس وہفوات پر۔ مرزا غلام قادیانی کی تحریر آپ پڑھیں گے وہ عیسی ابن مریم کا والد یوسف نجار کو بتلاتا ہے، اور مریم طاہرہ عفیفہ کی عفت وعصمت کو تار تار کرتا ہے۔ اس کی تحریر پڑھ کر ایمان کی روح کانپ جاتی ہے وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ یاد رکھیں اور تمام الزامات کا رد اس جملہ سے کر دیں؛ کیونکہ ''کلمۃ اللہ'' کو اللہ تعالیٰ نے وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ بنایا ہے۔

الزامات وخرافات کارد

اگر کوئی مریم بتول سوال ہی کر دے کہ بچہ بغیر باپ کے یہ کیا کرشمہ ہے تو تم جواب نہ دینا کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے نہ بولنے کی (جو اس وقت درست تھا) ایک خاموشی سے ہزار بلائیں ٹلتی اور کلمۃ اللہ کی طرف اشارہ کر دینا، اور تم تو بس کلمۃ اللہ کو دیکھتی رہو، آنکھ ٹھنڈی کرو کہ اللہ کی قدرت کا انمول تحفہ تمہاری آغوش اور گود میں ہے، تم مبارک کلمۃ اللہ کی مبارک ماں ہو، مسیح وعیسی ابن مریم کی ماں ہونے کا شرف رکھتی ہو، سنو جواب نہ دینا بڑا جواب ہے، پھر قدرت جواب دیتی ہے اور کلمۃ اللہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی آیت ونشانی ہیں، تم ان کی طرف اشارہ کر دینا کہ اس سے پوچھو یہ کون ہے؟ واہ خوب! بولنے والی بولتی نہیں، بچہ کیسے بولے گا؟ احمقو! بچہ نہیں بولتا، قدرت بولتی ہے اور جس سے چاہتی ہے بلواتی ہے۔

(۱۰) کلمۃ اللہ، وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا ہیں وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ بھی ہیں یعنی وہ باتیں کرے گا لوگوں سے جبکہ ماں کی گود میں ہوگا۔

(یہ علامت قبول عند اللہ ہونے کی وجاہت ہے اور ظہور اعجاز الہی ہوگا اور مریم آپ کی اس میں نزاہت وعصمت کی صداقت کی شہادت ہو جائے گی)

مریم بتول نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا

وہ لوگ کہنے لگے بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے۔

(کلمۃ اللہ ہے جس کو لوگوں نے بچہ جانا وہ تو عقلمندوں کے کان کاٹ لے گا، تم بڑے ہو کر بھی وہ نہ بولتے ہو جو یہ بچہ بول رہا ہے۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (مریم :۳۰)

وہ بچہ خود ہی بول اٹھا کہ میں اللہ کا خاص بندہ ہوں اس نے مجھ کو کتاب یعنی انجیل دی اور اس نے مجھ کو نبی بنایا۔

وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ

اور مجھ کو برکت والا بنایا میں جہاں کہیں بھی ہوں۔

(۱۰) کلمۃ اللہ اگر مبارک نہ ہوگا نہ پھر اور کون ہوگا تمام ہی انبیاء علیہم السلام مبارک ہیں کلمۃ اللہ پر مختلف قسم کی بے بنیاد باتیں جو خبیث باطن طعن و تشنیع کریں گے اللہ تعالیٰ نے وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا اور وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وغیرہ جیسی آیتوں سے تمام الزامات کا جواب دیا ہے۔

(الف) مثلاً عیسی ابن مریم کا کوئی باپ اور والد نہیں ہے۔ خواہ مخواہ کے لئے ان کا باپ ٹھہرائیں۔ اللہ تعالیٰ کو یا کسی انسان کو جیسے نصاری، اللہ کا بیٹا کہتے ہیں جبکہ قرآن کہتا ہے۔ مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ (مریم) یا مرزا غلام قادیانی عیسی ابن مریم کا والد یوسف نجار کو بتلاتا ہے۔ اور مریم بتول پر بے بنیاد

تہمت لگاتا ہے۔ اللہ نے سورہ مریم میں تمام باتوں کا عرش سے جواب دیا ہے۔

(ب) کلمۃ اللہ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا ہیں تو ان پر خلاف واقعہ اور آیت ربانی کے بیان کے بعد کہ وہ ''وجیہ'' ہیں تو ان کو مصلوب کہنا کہ انہیں پھانسی دی گئی یا انہیں قتل کیا گیا کا عقیدہ قرآن کی آیت سے رد ہوتا ہے۔ پھر بھی مصلوب یا مقتول کہنا کفر والحاد اور انکار آیت قرآن ہے۔

(ج) کلمۃ اللہ، وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا ہیں، وہ بامر الٰہی زندہ ہیں اور ان کی حیات وزندگی پر تمام اہل اسلام کا اجماع واتفاق ہے ان کو مردہ کہنا اور ان کے آسمان میں زندہ ہونے کا عقیدہ نہ ماننا کفر والحاد ہے، سوچنے کی بات ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا بنایا تو وجیہہ کو کیا کوئی پھانسی دے سکتا ہے؟ یا قتل کرسکتا ہے؟ ہاں نزول من السماء کے بعد امر الٰہی کے فطری قانون، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کے تحت ان کی موت ہوگی اور پھر حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی بتلائی ہوئی جگہ ان کی آخری آرام گاہ ہوگی۔

(د) کلمۃ اللہ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا ہیں، یعنی جو لوگ ان کو الوہیت سے متصف کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا مقام دیتے ہیں یا مشکل کشا کہتے ہیں یا انہیں ابنیت سے متصف کرتے ہیں یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے ہیں ان کی یہ باتیں اور عقائد باطل اور بے بنیاد ہیں وہ تو عبدیت اختیار کر کے عبد کامل تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان مبارک سے دنیا کو سنا دیا۔ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ''میں تو اللہ کا بندہ ہوں'' اور بندہ ہونے کے تمام صفات میرے اندر موجود ہیں نہ ہی اللہ ہوں، نہ ہی اللہ کا بیٹا ہوں، ہاں کلمۃ اللہ ہوں۔

اور اللہ کا کلمہ، اللہ نہیں ہوسکتا، اللہ کا بندہ ہی ہوسکتا ہے اور بندہ کو جو محتاجگی

وحاجت ہوتی ہے ان سب کا میں بھی اللہ تعالیٰ کی جناب سے محتاج ہوں، میں ابن اللہ نہیں ہوں، میں تو ابن مریم ہوں، میری وجاہت اسی میں ہے کہ مجھے الوہیت وابنیت سے نہ جوڑو، عبدیت وعبودیت میں ''عبد کامل'' مانو، جو ابن یعنی بیٹا ہوتا ہے وہ نہ اللہ ہوتا ہے نہ ہی اس میں الوہیت ہوتی ہے وہ عبد ہی ہوتا ہے اور عبد و بندہ ہوتا ہے اس لئے رب العرش العظیم اس کو وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا کا مقام دیتا ہے اور بناتا ہے، اللہ تعالیٰ تو سبوح وقدوس ہے وہ سب کو عطا کرتا ہے، خود بے نیاز ہے۔ اس راز کو ملحوظ رکھو۔

اگر عیسی ابن مریم کو الوہیت وابنیت کے مقام پر رکھو گے تو ماننا پڑے گا کہ اللہ وابن اللہ میں کمزوریاں اور خامیاں اور عیوب ونقائص ہیں جبکہ اللہ رب العزت تمام کمزوریوں، خامیوں، عیوب ونقائص سے پاک ہی پاک ہے اور وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے سبحانہ و تعالیٰ الملک القدوس ہے۔

(ر) کلمۃ اللہ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا ہیں اللہ تعالیٰ نے جو وجاہت ان کو ولادت و بعثت کے بعد دنیا میں عطا کی اور ان کو حاصل ہوئی اور ابھی بھی ان کی وجاہت ہی کی وجہ سے آسمان میں زندہ ہیں۔ رفع الی السماء، و قیام فی السماء، کیا کم بڑی وجاہت ہے؟ اور وجاحت کی تکمیل کے لئے منجانب اللہ ان کا نزول ہوگا، اور نزول کے بعد عیسی ابن مریم کی وجاہت خوب نمایاں ہوگی، دجال کا قتل، حرام کا وجود ختم، عقیدۂ توحید کا رسوخ، انصاف وعدل کا ظہور، یہود بے بہبود کا قتل، مذہب اور دین اسلام کا فقط وجود، تمام ادیان کا وجود کالعدم اور بے شمار وجاہت کا ظہور اور تکمیل نزول کے بعد ہوگا۔

تفصیل کے لئے علامات قیامت میں نزول عیسیٰ ابن مریم کے بعد کے واقعات کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۰) کلمۃ اللہ ''وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا والآخِرَةِ'' بھی ہیں، حضرت عیسیٰ ابن مریم کلمۃ اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو خصوصیت کے ساتھ دنیا و آخرت کی وجاہت دی ہے۔

آخرت میں خصوصیت کے ساتھ ان سے أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ (مائدۃ :۱۱۶) کا سوال کر کے اور انعامات خصوصی یاد دلا کر تمام اولین و آخرین کے روبرو وجاہت و کرامت کا اظہار ہوگا اور حق تعالیٰ کی جناب میں کلمۃ اللہ کی وجاہت کا مقربین بارگاہ رب العزت میں شمار ہوگا وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا والآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ کا ظہور ہوگا۔ یعنی مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ کے مقربوں میں۔

عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرما دیا:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (آل عمران ۵۹)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ (علیہ السلام) کی مثال آدم علیہ السلام کی سی مثال ہے اس کو مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا، پس وہ ہو گیا۔

اللہ رب العزت نے کیا خوب سے خوب تر کلام کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال دیدی کہ جس طرح آدم بغیر باپ اور ماں کے محض اللہ عزوجل کی

قدرت سے پیدا ہوئے ہیں تو عیسی کے بغیر باپ کے پیدا ہونے پر کیوں تعجب کرتے ہو۔ ان کی ماں تو ہے۔ یہاں تردید ہوگئی کہ جس طرح آدم کا باپ ماں دونو نہیں عیسی کا باپ کوئی نہیں اور عیسی اللہ کا بیٹا بھی نہیں وہ تو ابن مریم ہے۔

اس واضح اور صاف وضاحت و بیان کے بعد مرزا قادیانی کا یہ الزام لگانا کہ عیسی علیہ السلام کا باپ یوسف نجار تھا اور پھر حضرت مریم بتول پر تہمت قارئین آپ قادیانی ہی کی تحریر میں بڑھیں گے۔ افسوس اور صد افسوس کہ قرآن مجید طہارت و نزاہت اور عفت و عصمت کی شہادت دیتا ہے اور آنجہانی قادیانی تہمت لگا رہا ہے اور قادیانی کی فریب کاری اور یہودیت سے ہم امت کو باخبر نہیں کر پا رہے ہیں۔

حضرت مریم کی عفت پر مرزا قادیانی کا بہتان

(۱) حضرت مریم پر بہتان تراشی کرتے ہوئے مرزا لکھتا ہے:

اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی، یعنی باوجود یوسف بخار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۰ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

حضرت مریم پر اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق کا الزام

(۲) پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔

حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے، مگر خواتین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتی کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں، کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں، جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔ (ایام الصلح ص ۷۴، روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰)

نکاح سے دو ماہ بعد مریم کو بیٹا ہوا (نعوذ باللہ)

(۳) مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا، تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔ (چشمہ مسیحی ص ۲۴، روحانی خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵، ۳۵۶)

مریم کی اولاد

(۴) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں، یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ (کشتی نوح ص ۲۰، روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

قارئین حضرات قرآن مجید میں پوری سورہ مریم حضرت مریم بتول صدیقہ، عفیفہ طاہرہ کی پاکدامنی و پاکبازی پر شہادت موجود ہے اور مرزا قادیانی کی جسارت اور مریم اور عیسی علیہما السلام پر جو لکھا ہے وہ بیان کر دیا ہے آپ ہی فیصلہ کرلیں کہ قرآن کی شہادت کو مانیں یا قادیانی کے بے بنیاد الزامات کو، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی بیان کردہ حق وصداقت پر ایمان و استقامت نصیب فرمائے، آمین۔

علمی نکتہ

حضرت عیسی علیہ السلام چونکہ روح الامین یعنی جبرئیل امین کے "نفخہ" سے پیدا ہوئے اور روح الامین کی طرح ان کا لقب بھی روح اللہ ہوا تو معلوم ہوا کہ عیسی علیہ السلام اگرچہ صورۃً انسان اور بشر تھے مگر حقیقۃً جنس ملائکہ سے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا تاکہ اپنے ہم جنس فرشتوں میں زندگی بسر کریں اور حضرت عیسیٰ کو جو معجزات دیئے گئے ان کو رفع الی السماء سے خاص مناسبت تھی وہ یہ کہ مٹی کا پتلا پھونک مارنے سے باذان اللہ پرند بن کر اُڑنے لگتا تھا، اشارہ اس طرف تھا کہ ایک دن عیسی علیہ السلام بھی اسی طرح اُڑ کر آسمان پر چلے جائیں گے اور چونکہ عیسی علیہ السلام اپنے باپ آدم علیہ السلام کے مشابہ ہیں، اس لئے حضرت عیسی قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے جیسے آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر اترے تھے، ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول حضرت آدم کے ہبوط کے مشابہ ہوگا اور جس طرح آدم علیہ السلام کا ھبوط من السماء جسمانی تھا اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول من السماء بھی جسمانی ہوگا۔ (معارف کاندھلوی: ۱/ ۶۲۵)

حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام کی رسالت اور فضائل

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

(۱) إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ (النساء: ۱۷۱)

ترجمہ: مسیح عیسی ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا ایک کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم تک پہنچایا اور اس کی طرف سے ایک جان ہیں۔ (حضرت تھانویؒ)

اس آیت میں حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم کو اللہ تعالیٰ کا رسول جاننے کا عقیدہ رکھنا بتلایا گیا ہے اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ، لہذا ان کو اللہ کا بیٹا یا ان کی توہین کر کے ان کا باپ کسی کو کہنا غلط اور سخت ترین جرم ہے۔

(۲) إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (آل عمران ۴۵۔)

جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسی ابن مریم ہے، بشارت دیتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں بلند مرتبہ والا اور اللہ تعالیٰ کے مقربین میں ہے۔

اس کی وضاحت ماضی میں ہو چکی ہے۔

(۳) وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (مریم ۲۱)

اور تا کہ ہم اس (مسیح وعیسی ابن مریم) کو لوگوں کے لئے ایک نشانی

بنا دیں اور باعث رحمت بنا دیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسی ابن مریم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک آیت ونشانی ہیں اور باعث رحمت بھی، ان کو رحمت کے خلاف جاننا سخت غلطی اور دھوکہ ہے۔

(۴)وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء: ۹۱)

اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند عیسی علیہ السلام کو دنیا جہان والوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنادی۔

اس کی وضاحت ماضی میں ہوگئی۔

(۵) إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ (زخرف ۵۹)

عیسی تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے فضل کیا تھا اور ان کو بنی اسرائیل کے لئے ہم اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنایا تھا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کردیا کہ مسیح عیسی ابن مریم اللہ تعالیٰ کے بندہ ہیں اور ایسے بندہ جن پر حق تعالیٰ نے اپنا فضل وانعام فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بنی اسرائیل کی رشد وہدایت کے لئے رہنما بنا کر کھڑا کردیا اور خود اس کو اپنے بندہ ہونے کا اقرار تھا اور اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا اور بلاتا تھا۔

وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (مریم ۳۶)

اور یہ بات بہت ہی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ اسلامی مزاج کا ٹکراؤ اس بات

سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر اللہ کو الوہیت و ربوبیت کا مقام دے دیا جائے خواہ وہ بے جان پتھر ہو جو خود بھی شرک سے روکنے پر قدرت نہیں رکھتیں یا وہ شیاطین جو اپنی پرشش وعبادت سے خوش ہوتے ہیں ان دونوں کا حشر حَصَبُ جَهَنَّمَ اور لَيْسَ فِيهَا خَيْرٌ ہے، عیسیٰ ابن مریم تو مقبول عنداللہ ہیں ان کو تم نے کہاں اس کے ساتھ ملا دیا، احمقوں اور بیوقوفوں کے محض اپنے خیال سے کسی مقرب کو اللہ بنا لینے سے دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

(٦) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ (آل عمران ۴۸)

اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرمائیں گے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور (بالخصوص) توریت اور انجیل۔

حق تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں واضح فرما دیا کہ حضرت عیسی ابن مریم کو براہ راست اللہ تعالیٰ لکھنا سکھائیگا کیونکہ وہ کلمۃ اللہ، روح اللہ، آیت اللہ ہیں اور گہری حکمت کی باتیں منجانب اللہ تلقین ہوں گی، دانائی وہوشمندی میں وہ اپنی نظیر آپ ہوں گے اور تورات وانجیل کا علم دیا جائے گا جو ذریعہ ہدایت ہے۔

نیز حضرت عیسی کا نزول بطور خلیفہ کے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشگوئی اور اجماعی عقیدہ کے تحت ہونے والا ہے۔ انشاء اللہ علی رغف انف منکرین لہذا مفسرین کی رائے ہے کہ اُن کو منجانب اللہ قرآن مجید اور سنت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم بھی عطا کیا جائے گا، جبھی تو وہ شریعت ختم نبوت کے تحت فیصلہ صادر فرمائیں گے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے بعد ان کو قرآن وسنت کے

مطابق فیصلہ کے لئے خاتم النبیین علیہ السلام والصلاۃ کی شریعت کا تفصیلی علم پہلے ہی ان کو عطا ہو چکا ہوگا۔ یہی مراد ہے **وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ** سے بعض مفسرین کے نزدیک واللہ اعلم و علمہ اتم۔

(۱) وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (البقرہ ص ۲۵۳)

اور ہم نے عیسی ابن مریم کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے ان کی تائید روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) سے فرمائی۔ (تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو کلمۃ اللہ بنایا تھا، یہود بے بہود ان کی طرف بہت ہی بے بنیاد باتوں کا انتساب کرتے اور نبوت و رسالت کا انکار کرتے اور نصاری ان کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے، اللہ تعالیٰ نے عیسی ابن مریم کی نبوت و رسالت کی صریح اور واضح نشانیاں عطا کیں اور کھلے صاف معجزات عطا کئے، مثلاً ماں کی گود میں باتیں کیں، مادرزاد نابینا کو بینا اور کوڑھی کو صحت مند و تندرست کر دینا، مردہ کو زندہ کرنا اور آسمان سے آپ پر خوان اتارا گیا، یہ سب بینات تھے۔

وَاَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ اور قوت دی اس کو روح القدس سے یعنی جبرائیل امین سے انکو قوت دی جو ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے اور دشمنوں سے ان کی حفاظت کرتے تھے، ولادت سے لے کر رفع الی السماء کے وقت تک جبرئیل امین آپ کے محافظ رہے اور اس کے آثار و ثمرات و انوارات و تجلیات اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔

ایک نکتۂ رفع ونزول

اللہ کی حکمت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہود پر ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے اور اتباع کرتے مگر یہود کلمۃ اللہ اور روح اللہ پر نہ ایمان لائے بلکہ اذیت وتکلیف اور مختلف قسم کے الزامات لگائے اور حق تعالیٰ نے ان کے کید ومکر سے ان کو آسمان پر اٹھالیا اور پھر قرب قیامت سے پہلے ان کا نزول ہوگا، اور یقینا ہوگا جیسا کہ آیت میں ہے:

(۱) وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ (زخرف۶۱)

اور یقین رکھو کہ وہ (یعنی عیسی) قیامت کی ایک نشانی ہیں، اس لئے تم اس میں شک نہ کرو، اور میری بات مانو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

(۲) وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (النساء ۱۵۹)

’’اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جوان پر مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے‘‘

(۳) وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ (آل عمران ۴۶)

ترجمہ: اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے۔

اس آیت میں حضرت عیسی علیہ السلام کے ماں کی گود میں باتیں کرنے کا ذکر

ہے اور پوری عمر کے بعد بھی اور وہ نیک و صالح لوگوں میں سے ہیں۔ وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ کا لفظ بطور خاص یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسی علیہ السلام کو صالحین میں شمار کررہے ہیں اور قادیانی ان پر گندے الزام لگارہا ہے، کیا پھر بھی قادیانی کو آپ مسلمان جانتے ہیں (نعوذ باللہ واستغفر اللہ)

قرآن مجید نے ایک اور موقع پر فرمایا:

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ ۖ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ

(الانعام: ۸۵)

اور زکریا اور یحیی اور عیسی اور الیاس سب نیک بختوں میں ہیں۔

تمام انبیاء و رسل حق تعالیٰ کے برگزیدہ اور صالحین میں ہیں، ان کے رتبہ و مرتبہ کو کوئی امتی نہیں جاسکتا پھر ان کے مقام و مرتبہ کو پا کب سکتا ہے؟ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے بلندیٔ شان کو ملحوظ رکھ کر اپنے ایمان و ایقان کو منور کرنا ہمارا بنیادی فریضہ ہے۔

قادیانی مرزا، پنجابی متنبی کذاب، حضرت عیسیٰ ابن مریم پر مختلف قسم کے اور ان کی والدہ طاہرہ عفیفہ پر بہت ہی سنگین اور گھناؤنے تہمت ڈالے ہیں اور وہ پھر لکھتا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں، اصل کو داغ لگا کر اپنی حقیقت سے آگاہ کررہا ہے۔ کہ یہ کس ضمیر و خمیر کا ہے۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے علمی و عملی معجزات

(۳) وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

وَأُحۡيِ الۡمَوۡتَىٰ بِإِذۡنِ اللّٰهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأۡكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمۡ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمۡ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ (آل عمران ۴۹)

ترجمہ: اور رسول بنی اسرائیل کی طرف، میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لے کر آیا ہوں تمہارے پروردگار کی جانب سے وہ یہ ہے یہ میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے، پھر اس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بن جاتا ہے اللہ کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور برص (جزام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں اللہ کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں سے کھا کر آتے ہو اور جو کچھ رکھ آتے ہو بلا شبہ ان میں میری نبوت کی کافی دلیل ہے تم لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو۔ (حضرت تھانوی)

آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت عیسی علیہ السلام کے معجزات علمی و عملی کا ذکر فرمایا ہے، جو بذات خود نبوت و رسالت کی روشن اور واضح دلیل ہے اور حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام کلمۃ اللہ۔ روح اللہ، آیت اللہ ہونے کی شہادت ثبت کرتی ہے اور فضائل و کمالات کی اعلیٰ و نمایاں برہان و دلیل ہے۔

آیت میں چار معجزات فعلی و عملی ہیں اور ایک علمی و قولی ہے۔

(۱) خَلۡق كَهَيۡئَةِ الطَّيۡرِ۔ یعنی گارے، مٹی سے پرندہ جیسی ایک صورت اور شکل بناؤنگا اور پھر اس مصنوعی صورت اور شکل میں پھونک ماروں گا پس وہ

ظاہری صورت وشکل اللہ تعالیٰ کے حکم سے حقیقۃً زندہ پرندہ بن جائے گا۔

(۲) اِبْرَاءُ الْاَکْمَہُ : مادر زاد اندھے کا بینا اور دیکھنے والا ہوجانا یہ حضرت عیسی علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ حضرت عیسی علیہ اسلام اپنا دست برکت اس کے آنکھ پر پھیر دیتے وہ بینا اور دیکھنے لگتا اور یہ حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کی کھلی دلیل تھی، تاکہ ایمان باللہ وبالرسول میں کسی قسم کا شک وشبہہ باقی نہ رہے۔

(۳) ابراء ابرص ۔یعنی جذامی وکوڑھی کا صحت مند وتندرست ہوجانا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ کے طور پر تھا۔ کہ حضرت اپنا دست نبوت جذامی کے جسم پر پھیر دیئے وہ تندرست ہوجاتا، گویا کہ اس کو کوڑھ وجذام کا مرض ہی لاحق نہ تھا اور یہ حضرت عیسی علیہ السلام کے نبوت ورسالت پر دلیل وبرہان تھا۔

(۴) احیاء موتی ۔مردہ کو زندہ کرنا یہ سابقہ تینوں معجزہ سے زیادہ قوی اور نبوت ورسالت کی دلیل تھی اور یہ سب باذن اللہ تھا۔یعنی یہ تمام معجزات حضرت عیسی علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے اذن اور امر وحکم سے لوگوں کو دکھلائے تاکہ نبوت ورسالت کی دلیل ہو اور ساتھ ہی الوہیت وربوبیت جو حق تعالی کا حق ہے اور عقیدۂ توحید کی اساس اس میں کسی بھی طرح کا خلل نہ داخل کیا جائے۔

(۵) کیا کھا کر آئے ہو اور کیا گھر میں رکھ کر آئے ہو اس سے باخبر کرنا یہ سب دلیل نبوت ہے۔

یہ آگاہی بھی منجانب اللہ۔کلمۃ اللہ، روح اللہ کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا، الغرض ہر طرح عیسی ابن مریم علیہ السلام نے دلائل اور حجت سے نبوت ورسالت کو منجانب اللہ ثابت کیا تاکہ ایمان باللہ میں رسوخ واستقامت ہو۔

حضرات یہ چند وہ فضائل وخصائل تھے جو حضرت مریم بنت عمران کی

صدیقیت وطہارت پر شہادت کے طور پر پیش کی گئیں ہیں آپ نے مرزا جی کی ہفوات وبکواس اور گستاخانہ بے لگام قلم سے جوان کی عفت وعصمت اور نجابت و نزاہت پر الزامات لگائے ہیں وہ بھی پڑھ لیا۔ اب آپ انصاف کیجئے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی صداقت پر ایمان لائے یا مرزا جی کی ہفوات پر اسی طرح حضرت عیسی ابن مریم علیہما السلام کا قرآن مجید نے کس خوبصورت انداز میں تقریباً پچیس (۲۵) مقام پر ذکر کیا ہے:

کبھی کہا: أَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ (روح القدس سے اس کی مدد کی)

کبھی کہا: وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (اور اللہ اُسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا)

کبھی کہا: وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا (لوگوں سے گھوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی)

کبھی کہا: وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا)

کبھی کہا: وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا (تا کہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے نشانی اور (ذریعہٗ) رحمت بناؤں)

کبھی کہا: رَسُولُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهُ (وہ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ (فرمان) ہیں)

کبھی کہا: وَمِنَ الصّٰلِحِينَ (اور وہ نیکو کاروں میں سے ہوگا)

اور کبھی کہا: وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ (وہ اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا)

مگر آنجہانی مرزا قادیانی، فرستادۂ سفید فام نصرانی بر نقش قدم یہودی قرآن کی آیات بینات کا ذرہ خیال نہیں کرتا اور دونوں ماں اور بیٹوں کو کیا کیا لکھ گیا اور

اپنے انجام کو نار وسقر میں پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی کی ذات اقدس پر لگائے گئے الزامات کا جواب دینا ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا اولین اولین فریضہ ہے، عوام کو باخبر کیجئے، علماء، خطباء، واعظین دعاۃ، مصلحین، مبلغین، مرشدین اس کو عوام کے سامنے پیش کریں تا کہ قادیانیت کی لعنت سے امت باخبر ہو سکے اور نار وجہنم سے حفاظت ہو سکے۔

(فرق:٦١) سچے نبی کا کوئی امام نہیں ہوتا ہے

(۳) سچے نبی کا کوئی امام نہیں ہوتا اور سچے نبی امتی کے اور خود کے ہر حال میں امام ومقتدیٰ ہوتے ہیں۔

هو امامكم حيا وميتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

جبکہ جھوٹا متنبی زندہ اور مردار دونوں حالت میں مردود ولعنتی ہوتا ہے نا قابل اتباع اور قابل نفرت ولعنت ہوتا ہے، جیسے مرزا وغیرہ۔

(فرق:٦٢) سچے نبی مبنی بر حقیقت کلام کرتے ہیں

سچے نبی کی زبان مبارک سے ہمیشہ وہی حق وصداقت کا حکم نکلتا ہے جو واقع اور حقیقت پر مبنی ہو اور بالکل سچ کے مطابق ہو جیسے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان عيسى ياتى عليه الفناء

کہ حضرت عیسی علیہ السلام ابھی آسمان میں زندہ ہیں نزول کے بعد ان پر طبعی موت آئیگی۔ جو گمراہ ان کو زندہ نہیں مانتا وہ سن لے کہ وہ مرے نہیں ہیں آسمان سے اترنے کے بعد ان پر موت آئیگی۔

(فرق: ٦٣) سچے نبی شاہد اور بشیر اور نذیر ہوتے ہیں

سچے نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شاہد اور بشیر و نذیر ہوتا ہیں۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (سورہ احزاب: ۴۵)

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! یقینا ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر''

جبکہ جھوٹا، کاذب اور ذلیل وخبیث ہوتا ہے۔

(فرق: ٦٤) سچے نبی ہر حکم میں مامور من اللہ ہوتے ہیں

سچے نبی اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو دعوتِ توحید اور اطاعت وعبادت کا حکم دیتے ہیں؛ کیونکہ وہ اسی کے مامور من اللہ ہوتے ہیں۔

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (احزاب: ۴٦)

''اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ''

جبکہ جھوٹا دغا وفریب دیکر گمراہی اور شر وفساد کی طرف لے جاتا ہے۔

(فرق: ٦٥) سچے نبی اہل ایمان کو من جانب اللہ بشارت دیتے ہیں

سچے نبی اللہ تعالیٰ کے مومن بندوں کو ایمان پر فضل کبیر کی بشارت دیتے ہیں۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (احزاب: ۴۷)

''اور مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے''

جبکہ جھوٹا خود ہی گمراہی میں غرق ہے تو دوسروں کو کیا دیگا، وہ اپنی چھوٹی

باتوں کے ذریعہ لوگوں کو فریب دیتا ہے اور ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم تجھے بھی لے ڈوبیں گے'' کا مصداق ہوتا ہے۔

(فرق:٦٦) سچے نبی صرف طیبات استعمال کرتے ہیں۔

تمام سچے انبیاء علیہم السلام صرف طیبات استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (المومنون۔ ۵۱)

ترجمہ: اے رسولو کھاؤ ستھری چیزیں اور کام کرو بھلا جو تم کرتے ہو میں جانتا ہوں۔ (شیخ الہندؒ)

طیبات کے لغوی معنی ہیں پاکیزہ نفیس چیزیں۔

شریعت اسلامیہ میں جو چیزیں حرام کردی گئی ہیں نہ وہ پاکیزہ ہیں نہ اہل عقل کے لئے نفیس و مرغوب۔ اس لئے طیبات سے مراد صرف حلال چیزیں ہیں جو ظاہری و باطنی ہر اعتبار سے پاکیزہ و نفیس ہیں۔

طیبات کے فوائد

قرآن مجید نے طیبات کا جو حکم انبیاء و رسل کو دیا ہے اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ طیبات کے استعمال سے انابت تام کی دوامی و دائمی کیفیت اور معیت باری کی نعمت، اور تحدیث بالملائکہ کی صفت، دیدۂ باطن اور قلب کی بیداری، عالم ملکوت سے اتصال کا احساس، بارگاہ قدس کا ولوج، حضور حق کی حضوری کا استحضار، مناجات اور آہ و فغاں کی لذت، سجدہ کے اندر قرب کا شعور، تلاوتِ کلام اللہ کی حلاوت الغرض حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو تو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے طیبات کا حکم ملا تھا جو نبوت و رسالت کے لوازم میں تھا۔ اور اوپر جو فوائد لکھے گئے ہیں وہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدرجہ اتم واکمل حاصل تھے اور تحدیث بالملائکہ خاص ہے انبیاء علیہم السلام کیلئے۔ امت کو طیبات کے استعمال سے بقدر طہارت قلب، فیض نبوت سے ولایت طے ہوتی ہے نہ کہ نبوت، انبیاء و رسل کو تحدیث بالملائکۃ کے ساتھ تخاطب باری تعالیٰ ہوتا ہے جو نبوت و رسالت کی صداقت کی شہادت ہوتی ہے۔ اور جھوٹا مدعی نبوت سے تو شریف انسان بھی مخاطب نہیں ہوتا اور عام انسان بھی نفرت و لعنت بھیجتا ہے۔

خصوصیاتِ انبیاء علیہم السلام

اس آیت میں حق جل مجدہ نے یہ واضح فرمادیا کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے جتنے انبیاء و رسل تشریف لائے تمام کے تمام کو اللہ تعالیٰ کا دو حکم اپنے اپنے عہد و زمانہ میں ملا تھا اور ان کو اپنے اپنے وقت میں دو ہدایات دی گئی ہیں اور یہی حکم حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئی:

ایک یہ کہ کھانا حلال اور پاکیزہ کھاؤ۔ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ۔

دوسرے یہ کہ عمل نیک وصالح کرو۔ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے فرستادہ اور اعلیٰ صفات قدسیہ کے نمونہ ہونے کے ساتھ بارگاہِ قدس کے مخاطب ہوتے ہیں لہٰذا قدسی صفات کی بقاء اور حق تعالیٰ کے تخاطب کے لوازم میں طیبات کا استعمال بہت ہی ضروری ہے۔ اسی پر اعمال صالحہ کا دارومدار ہے۔

حضرت انبیاء علیہم السلام سراپا معصوم ہوتے ہیں جن کو حق تعالیٰ نے طیبات کے استعمال کا حکم فرمایا تو ان پر ایمان لانے والوں کو اس حکم کا کس قدر اہتمام

والتزام کرنا ضروری ہوگا دراصل یہ حکم امتی کو ہی سنانا ہے۔

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ (البقرہ:۱۷۲)

اے ایمان والو، جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں ان میں (جو چاہو) کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا۔

(البقرہ:۱۶۸)

''اے لوگو زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ''

الغرض اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کے ساتھ تمام اہل ایمان کو بطور خاص حلال وطیب یعنی پاکیزہ نفیس کھانے کی ہدایت صراحت کے ساتھ کردی ہے، تاکہ پاکیزہ ونفیس کی خوراک سے طبیعت میں نفاست اور ذوقِ عبادت واطاعت، خلوص وللّٰہیت اور انابت کے ساتھ اعمال صالحہ کا داعیہ عملی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کا علم نبوت

بخاری ومسلم میں وضاحت موجود ہے کہ

ان الحلال بین وان الحرام بین وبینهما امور مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فى الشبهات وقع فى الحرام۔ (رواه البخاری والمسلم)

بیشک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور دونوں کے درمیان بہت سی اشیاء مشتبہ غیر واضح ہے اکثر لوگ اس کو نہیں جانتے۔ لہٰذا جو مشتبہ چیزوں سے دور

رہتا ہے بچتا ہے۔اس نے اپنے دین وآبرو کو بچالیا اور جو مشتبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں جا پھنسا۔

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ دین وایمان کی حفاظت اسی کی ہوسکتی ہے جو شکوک وشبہات والی چیزوں سے پرہیز واجتناب کرے۔ یہ تو اہل ایمان کا طرز عمل بتلایا گیا ہے۔اور حلال وطیب تو فرض ہے۔جبکہ مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔زانی تھا۔دھوکہ وفریب دیکر مال جمع کیا تھا۔اور یہ سب کچھ دیدہ ودانستہ طور پر کیا۔تو وہ کیسا اور کس خبیث طبیعت کا تھا۔یہ تو کوئی قادیانی ہی بتلائیگا۔

(فرق:٦٧) سچے انبیاء صدقہ وخیرات نہیں کھاتے

عن انس بن مالک رضی اللہ عنه ان رسول اللہ ﷺ مر بتمرة بالطریق فقال: لو لا ان تکون من الصدقة لا کلتها (رواہ مسلم:١٠٧١)

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ راستہ میں ایک کھجور گری ہوئی تھی اس کے پاس سے گزرے۔تو ارشاد فرمایا اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو میں اس کو کھا جاتا۔یعنی ممکن ہے یہ صدقہ کی ہو اس وجہ سے نہیں کھا رہا ہوں۔(مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء ورسل صدقہ وخیرات بھی استعمال نہیں فرماتے ہیں۔

(فرق:٦٨) سچے انبیاء علیہم السلام صدقہ وخیرات کے شبہات سے بھی بچتے ہیں

واللہ انی لا نقلب الی اھلی فاجد التمرة ساقطة علی فراشی فارفعھا لأکلھا ثم أخشی أن تکون صدقة فالقیھا۔(راہ مسلم رقم ١٠٧٠)

اللہ کی قسم میں اہل خانہ کے پاس جاتا ہوں تو بستر پر کھجور دیکھتا ہوں گری ہوئی، تو اٹھالیتا ہوں تا کہ کھالوں، پھر ڈر جاتا ہوں کہ کہیں یہ صدقہ کی نہ ہو تو رکھ دیتا ہوں۔ (مسلم)

اس حدیث کو پڑھ جائے اور ختم نبوت کی نورانیت کو دل میں محسوس کیجئے کہ نبی آخرالزماں کا بیت اور گھر اور اھل خانہ کا بستر وہاں صدقہ کے کھجور کا کیا واسطہ۔ مگر ایک درجہ کا شک وشبہ ممکن ہوسکتا ہے کہ صدقہ کا ہو۔ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے رکھ دیا اور تناول نہیں فرمایا (یہ ہے سچے نبی کی ختم نبوت کی دلیل) محض اس خطرہ سے کہ یہ صدقہ کا ہو اور انبیاء ورسل صدقہ کا مال ہو اس شبہات سے بھی بچتے ہیں۔

اللھم صل وسلم وبارک علی محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(فرق:٦٩) سچے نبی کی ذات خود ہی حق وصداقت کی برہان ہوتی ہے

انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے فرستادہ اور منتخب ہوتے ہیں، ان کی تمام تر زندگی کے اعمال وافعال رشد وہدایت کی اشاعت کے لئے ہوتے ہیں، اور ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بطور خاص قیامت تک کے لئے اللہ کی حجت ہیں، اسی لئے اللہ عزوجل نے خود آپ کی ذات کو برہان بتایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۔ (النساء ۱۷۴)

اے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلی دلیل آ چکی ہے

اور ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی روشنی بھیج دی ہے جو راستے کی پوری وضاحت کرنے والی ہے۔

برہان کے لفظی معنی دلیل کے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس خاتم النبیین علیہ الصلاوۃ والسلام کی ذاتِ اقدس کو لفظ برھان اس لئے فرمایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک ہر جہت وصفاتِ قدسیہ سے برھان ودلیل ہے کہ اللہ ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ پر قرآن مجید کتاب اللہ کا نزول۔ اور دیگر معجزات آپ کی نبوت ورسالت کے کھلے کھلے دلائل ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور صفات اطہر، اطیب واحلی، ازکی واجلی کو دیکھنے اور آمد کے بعد اللہ نے ان کو بذات خود مجسم برہان بنادیا اور قرآن مجید واضح نور ہدایت عطا فرمادی۔ اب پھر اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل وبرھان ہوسکتی ہے۔ الحمد للہ

مزید اللہ تعالیٰ نے آیات النبی ورسالت کی نشانی اور بینات واضح دلائل عطا فرمائے۔ آیت اور بینات سے مراد کھلے ہوئے معجزات ہیں جس پر محدثین نے مستقل کتابیں لکھی ہیں اور حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزات کو شمار کیا ہے۔ اور اب تو ان کتابوں کے تراجم بھی ہوگئے ہیں۔ مثلاً دلائل النبوۃ۔ بیہقیؒ کی اور ابونعیمؒ کی۔ مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، شواہد النبوۃ۔ عبدالرحمن جامیؒ کی۔ معجزات کے ذریعہ انبیاء علیہم السلام کی دعوتِ توحید اور حق تعالیٰ کی ربوبیت واحدیت کے پیغام پر جو شکوک وشبہات قوم کو پیش آتے ہیں ان کا تشفی بخش جواب دیا جاتا ہے۔

(فرق: ۷۰) سچے انبیاء کو معجزات ملتے ہیں اور جھوٹے کو استدراج

حق جل مجدہ انبیاء ورسل کو رشد وہدایت کا امام وپیشوا بنا کر بھیجتا ہے جبکہ جھوٹا گمراہی وتباہی کا نمونہ ہوتا ہے۔ اور ہمارے حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذات وصفات کے اعتبار سے گزرے ہوئے اور قیامت تک آنے والے انسانوں میں اور ہر زمانے کے عقلاء اور حکماء اور ساداتِ عظام اور قائدین کرام سے ارفع، اطہر واطیب تھے اور فہم وفراست، حسن صورت اور حسن سیرت، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال۔ حلم، وبردباری اور جود وکرم اور ہر عزت ورفعت اور سیادت ووجاہت کے ملجا وماوی اور اعلیٰ وبالا تھے۔ اور یکتائے زمانہ تھے۔

معجزہ سے نبی برحق کی تائید ہوتی ہے

(ارہاص) خارق عادت کا ظاہر ہونا معجزہ کہلاتا ہے تفصیل اس کی اس طرح ہے اگر نبی کی ذات سے دعوائے نبوت سے پہلے خارق عادت (برکت ونصرت) مثلاً ابرہہ کے لشکر کا پچاس یا پچپن روز ولادتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تباہ وبرباد ہونا اور قریش کی غیبی نصرت اور بیت اللہ کی فوق العادت حفاظت بہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باکرامت کی برکت وبشارت) کا ظہور ارہاص کہلاتا ہے یعنی نبوت کی نشانی وعلامت۔

(معجزہ) اور اگر دعوائے نبوت کے بعد نبی کے ہاتھ پر جوامر خارق عادت ظاہر ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے۔ جو قیامت تک باطل کو تحدی اور چیلنج کرتا رہے گا۔

(کرامت) اگر غیر نبی سے کوئی چیز عادت کے خلاف ظاہر ہو تو دیکھیں گے

کہ اجماعی عقیدۂ اسلام، صاحب ایمان اور متبع شریعت وسنت ہے۔تو کرامت کہیں گے۔(مرزا قادیانی یا شکیل بن حنیف اجماعی عقیدۂ اسلام کا منکر اور منحرف ہے)

(استدراج) اور اگر مسلمان تو ہے مگر پابند شریعت نہیں غیر صالح ہے تو خارقِ عادت چیزوں کا ظاہر ہونا استدراج کہلاتا ہے۔اور غیر مسلم سے بہر صورت استدراج ہی ہوگا۔

یعنی خارق عادت نبی سے ہے یا غیر نبی سے۔اگر نبی سے ہے تو قبل از دعوائے نبوت۔ارہاص۔بعد از دعوائے نبوت معجزہ اور اگر غیر نبی سے ہے تو مومن صالح یا غیر مومن صالح۔

اگر مومن صالح متقی و پرہیز گار پابند شریعت سے ظاہر ہو تو کرامت ہے، مومن غیر صالح ہے تو استدراج یعنی ڈھیل ہے۔غیر مسلم سے بہر صورت استدراج ہے۔موجودہ دور میں شکیل بن حنیف بھی ایک فتنہ ہے جو گمراہی کی طرف دعوت دیتا ہے۔

استدراج کیا ہے؟

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ (الاعراف:۱۸۲۔۱۸۳)

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، انہیں ہم اس طرح دھیرے دھیرے پکڑ میں لیں گے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور میں ان کو ڈھیل دیتا ہوں، یقین جانو کہ میری خفیہ تدبیر بڑی مضبوط ہے۔

استدراج کے معنی درجہ بدرجہ، آہستہ آہستہ پکڑنے کے ہیں، یعنی آہستہ آہستہ ہلاکت وتباہی کی طرف لے جایا جائے۔

اصطلاح شریعت میں استدراج اس کو کہا جاتا ہے کہ بندہ کے گناہ ومعصیت پر کوئی تکلیف ومصیبت نہ آئے بلکہ جس قدر بداعمالی اور گناہ ومعصیت میں آگے بڑھتا جائے ان کے واسطے دنیاوی نعمت، مال واسباب، منصب وعہدہ ظاہری عزت وکرامت اور بڑھتے جائیں، جس کا نتیجہ وانجام یہ ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے اور یہ نعمتیں کبھی ہم سے زائل نہ ہونگی یعنی اپنی بدکرداری پر کسی وقت تنبیہ نہیں ہوتی اور غفلت سے آنکھ نہیں کھلتی اور اپنے برے اعمال اس کو برے نظر نہیں آتے۔ پھر جب وہ خوب نعمتوں میں مست ومگن ہوجاتے ہیں تو غفلت کی حالت میں گرفت ہوجاتی ہے، کبھی دنیا میں ورنہ پھر آخرت میں یہ اللہ تعالیٰ کی ترتیب ہے۔

امام قشیری نے استدراج کی تعریف کی ہے:

نعمت عطا کرنا، اور شکر کا بھلا دینا استدراج ہے۔

مرزا غلام قادیانی کی پوری زندگی استدراج تھی۔

حاصل یہ کہ گناہ وشرکشی، ظلم وستم، بداعمالی وبدکرداری، اللہ تعالیٰ کی مخالفت، دین واسلام سے انکار وانحراف، حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی نبوت ورسالت کی تحقیر، انبیاء ورسل کا استخفاف واستہزاء، قرآن واحادیث کی تکذیب، الغرض گناہ ومعاصی کا عروج اور پھر وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل اور بظاہر انعام واکرام کے ذریعہ ڈھیل یعنی پوشیدہ ہلاکت کی تدبیر کے ذریعہ تذلیل وتحقیر اور ناکامی ورسوائی تک لے جانا استدراج کہلاتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی میں وہ تمام بداعمالی و بدکرداری موجود تھی جو ایک طاغوت و بد دین میں ہوتی ہے، پھر بھی عذاب وعقاب اور پکڑ و گرفت نہ ہونا مکمل استدراج تھا، جس کی وجہ سے پوری زندگی دھوکہ وفریب میں خود بھی تھا اور لوگوں کو بھی دغا فریب دیتا رہا۔ ورنہ بیٹی کے ساتھ زنا کرنے والا شراب پینے والا۔ جھوٹ اور فریب دیکر لوگوں سے مال جمع کرنے والا حرام خور۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخانہ کلام کرنے والا۔ اہل بیت رسول اور جگر گوشۂ رسول۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنانے والا مردود، مریم بتول۔ عفیفہ طاہرہ پر بہتان تراشی کرنے والا خبیث، تمام انبیاء کی شان میں بکواس کرنے والا بدبخت اور حق تعالیٰ کی شان وعظمت کو پامال کرنے والا اللہ کی پکڑ سے کیسے بچ سکتا تھا؟!

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور استدراج کے اس کو ڈھیل ملتی رہی اور وہ اس مہلت اور ڈھیل سے ڈھیت بنتا رہا مرزا نے اپنے زمانہ کے مسلمانوں سے گالیوں اور بدزبانیوں کی شروعات وابتداء کی اور عہد بعہد اس کا بے لگام قلم چلتا چلتا صحابہ، اہل بیت رسول، انبیاء ورسل تمام کی شان میں گستاخانہ بکواس کرتا ہوا عرش عظیم کے مَالِكُ كُلِّ شَيْءٍ اور خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی وہ لکھدیا جو آج تک کسی بدبخت نے بھی نہ لکھا۔

قارئین ان تمام باتوں پر شہادت آپ کو اسی مرزا کی تحریر میں ملے گی، نمونہ کے طور پر چند اقتباسات دل پر پتھر رکھ کر ہم نے نقل کر دیئے ہیں، مرزا قادیانی کی دیدہ دھنی اور حق تعالیٰ پر بہتان، یہ باب آپ اسی کتاب میں کھول کر دیکھ لیں۔

آپ کو یقین آجائے گا کہ مرزا کون ہے، کیا ہے، کس راہ جارہا ہے، اللہ کی قسم

آج تک روئے زمین پر کسی بدترین پاگل نے بھی اللہ ورسول کی شان میں گستاخیاں نہ کی جو مرزا قادیانی نے کی ہے، جبھی تو ہم کو دکھ ہوتا ہے کہ، کس گندی قماش کے حیوان کو، لوگوں نے انسانوں کے صف میں کھڑا کر دیا ہے۔

لوگو حرام جانور کو حلال کی صف میں کھڑا کر دینا کہاں کی دانائی ہے؟

ایک احمق بلید الطبع کو انسان کی صف میں تصور کرنا قابل افسوس ہے، کہاں یہ دھقانِ قادیان اور کہاں اسلام وایمان۔ کہاں زمین اور کہاں آسمان، دانائی وبصیرت تو دور شیطان بھی حیران و پشیمان ہے اس کذابِ قادیان پر۔ شیطانِ لعین نے رب العزت کی کبریائی کو ملحوظ رکھ کر عرض کیا: بِعِزَّتِکَ، تیرے جاہ وجلال کی قسم، یہ قادیان کا گستاخ اپنی شیطنیت میں اس سے بھی آگے نکل گیا۔

(فرق:۱۷) سچے نبی کی امت کا اللہ ولی ونگہبان ہے

سچے نبی پر ایمان لانے والوں کا اللہ ولی ونگہبان ہوتا ہے اور ہر طرح کی گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت اور رحمت ومغفرت کی طرف لاتا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

اللہ تعالیٰ مددگار ونگہبان ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو کفر ومعصیت کے اندھیروں سے روشنی کی طرف۔

جبکہ مرزا جھوٹا مدعی نبوت طاغوتی ونصرانی کا فرستادہ تھا، اس کا ساتھی شیطان ٹیچی ٹیچی یا درشنی تھا۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

خَالِدُونَ۔ (البقرہ: ۲۵۷)
اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق وساتھی شیاطین ہیں وہ ان کو نورِ اسلام سے نکال کر کفر کی تاریکیوں واندھیروں میں لئے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں اور یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

الغرض جھوٹا مرزا کافر تھا، خود ضال وگمراہ تھا مضل تھا لوگوں کو نورا اسلام سے مرتد بنا کر گمراہی وجہنم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے لے گیا۔

(فرق: ۲۷) سچے نبی کی ذات منجانب اللہ نور ہدایت ہوتی ہے

سچا نبی جس طرح مجسم حق وصداقت کا برہان ہوتا ہے۔ اس طرح سچا نبی من جانب اللہ نور ہدایت ہوتا ہے۔ اور اس بات کا اعلان قرآن مجید میں عرش رحمن سے ہوا ہے اس کو ذرا تفصیل سے سن لیں۔

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے وقت آمنہ کے پاس موجود تھی، تو اسوقت یہ دیکھا کہ تمام گھر نور سے بھر گیا اور دیکھا کہ آسمان کے ستارے جھکے آتے ہیں، یہاں تک کہ مجھ کو یہ گمان ہوا کہ یہ ستارے مجھ پر آگریں گے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۴۲، اصابہ ج ۴ ص ۳۸۳، سیرت مصطفی ج ۱ ص ٦۰)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے ولادت باسعادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے (مسند احمد، مستدرک حاکم۔ صحیح ابن حبان۔ سیرت مصطفی ج ۱۔ ص۔ ٦۰)

ستاروں کے زمین کی طرف جھک آنے میں اس طرف اشارہ تھا کہ اب

عنقریب زمین سے کفر اور شرک کی ظلمت اور تاریکی دور ہوگی اور انوار ہدایت سے تمام زمین روشن اور منور ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ۔ (المائدہ ۱۵۔۱۶)

یقینا تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور ہدایت اور ایک روشن کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے جو رضائے حق کے طلب گار ہوں اور اپنی توفیق سے ان کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے۔

سورۃ النساء کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو برھان فرمایا اور برھان کو کتاب ایسی دی جو واضح نورِ ہدایت ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا

اور سورۃ مائدہ میں حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے سلسلہ میں قوم کو مخاطب کیا گیا قد جاءکم من اللہ نور و کتب مبین۔

حضرت قتادہ اور زجاج نے فرمایا کہ نور سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات مراد ہے اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے جو

خواہشاتِ نفس اور ضد وعناد اور شقاق ونفاق کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اور ختم نبوت کی روشنی سے ہدایت کی راہ نہیں آرہے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی روشنی حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات بابرکات تشریف لا چکی اور نورِ ہدایت کی تام ومکمل روشنی آچکی۔ اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی روشنی میں حق تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کے پیچھے چل پڑو، سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے اور اندھیرے سے نکل کر اجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے۔ اور جس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو۔ یعنی حق تعالیٰ جل مجدہ، اس کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلیف طے کرلو گے۔

حاصل یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات بابرکات مکمل نور ہدایت ہے، بس تم تو اللہ پاک کی رضا وخوشنودی کی منزل پر پہنچنا چاہتے تو تو خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت ورسالت کی روشنی میں ایمان وایقان، تسلیم ورضا کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو لو اور جب تم ان کے پیچھے پیچھے چلو گے تو اللہ تعالیٰ ختم نبوت کی روشنی کی معیت میں تم کو صراط مستقیم تک پہنچا دیگا۔

اس بات کو اللہ تعالیٰ نے: يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ میں خوب واضح فرمادیا ہے۔

قابل غور حقیقت اور مرزائیت کی ضلالت وگمراہی

مذکورہ آیت میں حق تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ ختم نبوت ورسالت کی روشنی

سے ہدایت اور صراط مستقیم کی استقامت اور گمراہی اور اندھیرے سے روشنی کی طرف کون بانصیب گامزن ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ختم نبوت ورسالت کی روشنی سے مستفید ومستفیض ہوکر اتباع رسول کریں گے۔ عقیدہ وایمان کو محفوظ ومضبوط رکھیں گے، عقیدۂ ختمِ نبوت سے کسی بھی طرح انحراف وکجروی اختیار نہ کریں گے۔

جبکہ مرزائیت وقادیانیت کو ماننے سے عقیدۂ ختم نبوت ورسالت کا کھلا انکار ہے، حق تعالیٰ نے جن کو برہان اور نور بنایا ان سے انحراف ہے، مرزائیت کو بروزی وظلی ماننا سُبُلَ السَّلَامِ نہیں سُبُلَ الضَّلَالِ وَ الظَّلَامِ ہے اور نور وروشنی سے نکل کر ظلمت واندھیرے میں داخل ہونا ہے اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر گمراہیوں کی وادیوں میں بھٹک کرنا روسقر کا راستہ احتیار کرنا ہے۔

اور یہ بات تو حق تعالیٰ نے فرمادیا ہے، اس میں کسی شک وشبہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اتنی صاف اور واضح حقیقت کو چھوڑ کر حرام جانور کو حلال کی صف میں کھڑا کرنا۔ بہت ہی تعجب کی بات ہے۔

سچے نبی کو اللہ تعالیٰ نور بناتا ہے اور نور والی کتاب نازل کرتا ہے۔

سچے نبی کا رب تبارک وتعالیٰ، نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ (سورۃ النور:۵)

اللہ تعالیٰ نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا

سچے انبیاء حق تعالیٰ کی طرف سے نور بنا کر بھیجے جاتے ہیں۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۔ (المائدۃ:۱۵)

''اور تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز اور ایک

واضح کتاب آئی ہے“

سچے نبی پر نور والی کتاب نازل ہوتی ہے

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا (سورۃ النساء: ۱۷۴)

”اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے“

(فرق: ۷۳) سچے نبی کی امت کو نورِ تام والے اعمال ملتے ہیں

حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نور، سچا نبی نور، سچے نبی کی کتاب نور، سچے نبی پر ایمان والے نور کی طرف رواں دواں رہے۔

(۱) جو لوگ اندھیری راتوں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں ان کو مکمل نور کی بشارت۔

(۲) جو شخص پانچوں نمازوں کی محافظت کرے گا، اس کے لئے یہ نماز قیامت کے دن نور، برھان اور نجات بن جائے گی۔

(۳) جو شخص سورۂ کہف پڑھے گا قیامت کے روز اس کے لئے اتنا نور ہوگا جو اس کی جگہ سے مکہ مکرمہ تک پھیلے گا۔

(۴) جو شخص ہر جمعہ کو سورۂ کہف پڑھے گا قیامت کے روز اس کے قدموں سے آسمان کی بلندی تک نور چمکے گا۔

(۵) جو شخص ایک آیت بھی تلاوت کرے گا وہ آیت اس کے لئے قیامت کے روز نور ہوگی۔

(٦) جو شخص خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر درود بھیجتا ہے پل صراط پر نور کا سبب ہوگا۔

(۷) جو شخص حج وعمرہ سے فراغت کے بعد سر منڈواتا ہے اور جو بال زمین پر

گرتا ہے وہ قیامت کے روز نور ہوگا۔

(۸) جو شخص منی میں جمرات کی رمی کرتا ہے قیامت کے روز نور ہوگا۔

(۹) جو شخص جہاد میں ایک تیر بھی پھینکے گا اس کے لئے قیامت میں نور ہوگا۔

(۱۰) جو شخص بازار میں اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کے ہر بال کے مقابلے میں قیامت کے روز ایک نور ملے گا۔

(۱۱) جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت و تکلیف کو دور کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے پل صراط پر نور کے دو شعبے بنا دے گا جس سے ایک جہان روشن ہوگا۔ جس کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

انشاء اللہ یہ تمام اعمال خیر خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی زبانِ ختم نبوت سے بشارت بن کرامت رحمت کو ملے ہیں پلصراط پر یہ تمام نور ظاہر ہوں گے اور امت بآسانی نبوی نورِ بشارت کی معیت میں منزل طے کرلیگی انشاء اللہ۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے:

(۱) يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ الآية۔ (الحدید:۱۲)

''جس دن آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا''

(۲) يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا۔ (التحریم:۸)

جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور جو مسلمان (دین کی رو

سے)ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کرے گا اور ان کا نور ان کے آگے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا، (اور یوں) دعا کرتے ہوں گے: اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھئے (یعنی راہ میں گل نہ ہو جائے) (تھانوی)

(۳) يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الصف:۸)

''یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (یعنی دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں، حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہونچا کر رہے گا، گو کافر لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں''

آیت میں عقیدۂ ختم نبوت کا نکتہ و راز

اللہ اکبر، یہ کتنی عظیم خوشخبری و بشارت ہے عقیدۂ ختم نبوت کے ماننے والوں کیلئے کہ اللہ رب العزت فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور جو مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کی استقامت وصلابت کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کرے گا یہ جملہ حق تعالیٰ کا کتنا پر مغز اور حقیقت ختم نبوت اور عقیدۂ ختم نبوت کی وضاحت ونزاکت کو واضح کر رہا ہے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ (جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اور جو مسلمان (دین کی رو سے) ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کرے گا)۔ میں وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ عقیدۂ ختم نبوت کے تحت نجات ومغفرت کی ضمانت کا حق تعالیٰ نے اعلان کر دیا ہے۔

اگر ایک شخص ہمارے حضرت محمد رسول اللہ کو قطعیت اور ابدیت کے ساتھ

خاتم النبیین ہر اعتبار سے نہیں مانتا تو وہ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ میں داخل ہی نہیں تو نجات ومغفرت کا وعدہ کہاں رہا؟! حق تعالیٰ کا وعدہ تو وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ کے ساتھ ہے۔

بروز قیامت تمام خلائق مع انبیاء ورسل حضور ﷺ کو خاتم النبیین مانگیں گے

شفاعت کی روایت سے بہت ہی واضح طور پر یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ ابن مریم تک سبھی انبیاء ورسل خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف رہنمائی فرمائیں گے کیونکہ جو خاتم النبیین ہے وہی شفاعت کا حق رکھتا ہے۔

(فرق: ۷۴) سچے نبی کے نور کو ختم نبوت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ درجۂ کمال تک پہنچائیگا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الصف:۸)

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (دین اسلام) کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں گے حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا گو بے ایمان لوگ کیسے ہی ناخوش ہوں۔

منکر اسلام یا منکر ختم نبوت ورسالت کتنا ہی زور ماریں۔ برا مانیں اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومشیت کے خلاف کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق آفتاب کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہتا ہے۔

یہی حال حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بِاَفْوَاهِهِمْ کے لفظ سے اس طرف اشارہ کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں اہل کتاب یہود نے خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی بشارات کے انکار اور اخفاء یعنی چھپانے کے لئے جو جھوٹی باتیں بتائیں وہ کامیاب نہیں ہوئیں اور آئندہ قیامت تک۔ عقیدۂ ختم نبوت کی قطعیت وابدیت کے خلاف جو بھی سازش رچی جائے گی وہ بھی انشاء اللہ کامیاب نہ ہونگی۔

کیونکہ اللہ خود فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ۔ اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا۔ دین اسلام خاتم النبیین کے ذریعہ پھیلا ہے اور پھیلے گا۔ سربلند رہا ہے اور سربلند رہے گا۔ اور درجۂ کمال تک پہنچا ہے اور باکمال رہے گا۔ جس طرح یہود بے بہود نے حضور خاتم النبیین کی مخالفت کی بعینہ مرزا غلام قادیانی اور اس کی جماعت احمدی ہو یا لاہوری بالکل ہی یہود کے نقش قدم پر ہیں اور ختم نبوت کے منکر و دشمن ہیں۔ یہود سے بھی قادیانی آگے ہیں یہود نے تو حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں کسی کو کھڑا تو نہیں کیا۔ اور مرزا قادیانی تو خود ہی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا، نبی تو بن نہیں سکتا البتہ قطعی جھوٹا اور گمراہ بن گیا، مگر اللہ تعالیٰ نے ہی ہمیں تسلی دیدی کہ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ قادیانی کافر بھلے ماتم کرے جلے بھنے۔ مرے اور جہنم رسید ہو۔ حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کو جو نورِ اسلام۔ نور ہدایت، نور قرآن۔ نورِ فوز وفلاح۔ اور دین حق کا نور اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔ وہ مثل آفتاب ہے جہاں بے ایمان کی نجاست وغلاظت نہیں پہنچ

سکتی۔ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

(فرق:۷۵) سچے نبی کی والدہ کو ولادت سے قبل مولود کی نبوت کی بشارت خواب میں دی جاتی ہے

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ کوئی نبی اللہ تعالیٰ نے ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس سے یہ اقرار نہ لیا ہو کہ ان کی زندگی میں اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث کئے جائیں تو وہ آپ کی تابعداری کرے، بلکہ ہر نبی سے یہ وعدہ بھی لیا جاتا رہا کہ وہ اپنی اپنی امت سے بھی یہ عہد لے لیں۔

ایک مرتبہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں اپنی خبر سنایئے۔

خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، اور حضرت عیسی علیہ السلام کی خوشخبری ہوں۔ میری والدہ کا جب پاؤں بھاری ہوا تو خواب میں دیکھا کہ گویا ان میں سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے شہر، بصری کے محلات چمک اٹھے۔ (ابن اسحاق کی یہ سند عمدہ ہے اور دوسری سندوں سے اس کے شواہد ہیں۔

مسند احمد میں ہے:

میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے میں اس کی ابتداء سناؤں میں اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت

اور اپنی والدہ کا خواب ہوں۔ انبیاء کی والدہ کو اسی طرح خواب دکھائے

جاتے ہیں۔(مسند احمد۔گلدستہ:۷/۱۷۶)

ابھی پچھلے اوراق میں فاطمہ بنت عبداللہ کا مشاہدہ کہ حضور خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت پورا مکان نور سے روشن ہو گیا۔ اور عرباض بن ساریہ کی روایت کہ حضرت آمنہ نے خود ایک نور دیکھا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کے نور نبوت ورسالت کو حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی وجود عطا کر دیا تھا اور حضرت آدم کی پشت پر اسی جگہ جہاں ہمارے حضرت ﷺ کی مہر ختم نبوت تھی لکھ دیا تھا۔اور حضرت آدم علیہ السلام کو محمد رسول اللہ کی شہادت بھی اذان کے ذریعہ سنائی گئی تھی۔اور تمام انبیاء سے عہد و پیمان لیا گیا۔اب جب اس کا ظہور آمنہ بتول کے گھر ہوا تو مشاہدہ بھی فاطمہ بنت عبداللہ کو ہوا۔اور بذات خود آمنہ ام خاتم النبیین علیھما السلام کو ہوا۔

اور اب **وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ** کے ظہور کا وقت آ گیا، اور عالم میں ولادت کے وقت کیا کیا عجائب کا ظہور ہوا اس پر تاریخ کی شہادت ثبت ہے،اس سلسلہ میں اتنی روایتیں شہادت پیش کرتی ہیں کہ یہ ان کا مقام نہیں نہ ہی شمار کرنا ممکن ہے۔

بتلانا یہ مقصود ہے سچے انبیاء کی شان کا ظہور ربانی والٰہی ہوتا ہے ان کی ماؤں کو بھی نور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

جبکہ جھوٹا متنبی کا وجود شیطانی وظلماتی اور طاغوتی ہوتا ہے نفسانی وشہوانی ہوتا ہے۔سچا نبی نور السموت والارض کی جانب سے نور،اور ہدایت کا امام ہوتا ہے عرش عظیم کے رب سے اس کو تائید و مدد ملتی ہے۔جب کہ جھوٹا اپنے مفسد اعلیٰ

طاغوت اور دجال جو مرکز ضلالت و گمراہی ہے اس سے شر و فساد کی سرکشی اور گمراہی کی راہ دکھلائی جاتی ہے۔

مرزا غلام قادیانی اول نمبر کا بے ایمان تو تھا ہی بد عمل و بد کردار تھا، ''چہ نسبت خاک بہ عالم پاک'' و صلی اللہ علی خاتم النبیین محمد رسول اللہ لا نبی بعدہ۔

سچے نبی نور تھے نور والی کتاب ملی امت کو نورِ ہدایت کی راہ دکھلائی اور اللہ دین اسلام کا نور پورا کرے گا، پل صراط پر سچے نبی کی امت کو سامنے اور داھنی طرف نور ملے گا، سچے نبی کی امت کو جنت کی بشارت ملے گی، سچے نبی کی امت رَبَّنَا اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا قیامت کے دن دعا مانگے گی، سچے نبی کی امت کو اللہ دین اسلام کی نعمت سے شرح صدر عطا کرتا ہے۔

(۱) سچے نبی کا اللہ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ہے۔

(۲) سچے نبی نور ہیں: قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ۔

(۳) سچے نبی کو نور والی کتاب ملی: وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا۔

(۴) سچے نبی کی امت کو اللہ نور کی طرف لے جاتا ہے: يُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

(۵) سچے نبی کی امت کو اللہ دین اسلام کی نعمت سے شرح صدر عطا کرتا ہے اور نورِ ہدایت پر ہے۔

أَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰهُ صَدۡرَهٗ لِلۡإِسۡلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّهٖ

(سورہ زمر: ۲۲)

سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالی نے اسلام (کے قبول کرنے) کے لئے

کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے (عطا کئے ہوئے) نور پر ہے۔

(۶) سچے نبی کی امت کو اللہ تعالیٰ پل صراط پر نورِ نجات عطا کرے گا اور جنت کی بشارت ملے گی۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا (الحدید: ۱۲)

(۷) سچے نبی کی امت بروز قیامت نورتام کی دعا کرے گی۔

(۸) سچے نبی کی امت کو نور والے اعمال عطا کئے گئے جس کی تفصیل احادیث کی روشنی میں ابھی چند صفحہ پہلے گذری ہے۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بارگاہ قدس سے انیس طرح کے نور کا سوال

یہ دعا خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام صبح کی نماز میں جب مسجد میں تشریف لے جاتے تو راستہ میں مانگتے تھے اس لئے ہمیں اس نبوی دعا کو مانگنا چاہئے اس کے الفاظ جو نقل کئے گئے ہیں جمع الفوائد سے لئے گئے ہیں، دوسری جگہ کم الفاظ کے ساتھ آئے ہیں:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي نُورًا فِي قَلْبِي، وَنُورًا فِي قَبْرِي، وَنُورًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَنُورًا مِنْ خَلْفِي، وَنُورًا عَنْ يَمِينِي، وَنُورًا عَنْ شِمَالِي، وَنُورًا مِنْ فَوْقِي، وَنُورًا مِنْ تَحْتِي، وَنُورًا فِي سَمْعِي، وَنُورًا فِي بَصَرِي، وَنُورًا فِي شَعْرِي، وَنُورًا فِي بَشَرِي، وَنُورًا فِي لَحْمِي، وَنُورًا فِي دَمِي، وَنُورًا فِي مُخِّي، وَنُورًا فِي عِظَامِي، اللَّهُمَّ أَعْظِمْ لِي نُورًا، وَأَعْطِنِي نُورًا، وَاجْعَلْ لِي نُورًا، سُبْحَانَ الَّذِي

تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهٖ، سُبْحَانَ الَّذِی لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ بِهٖ، سُبْحَانَ الَّذِی لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیحُ إِلَّا لَهٗ، سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ، سُبْحَانَ ذِی الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ، سُبْحَانَ ذِی الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

''اے اللہ رکھدے نور میرے قلب میں، اور نور میری قبر میں، اور میرے سامنے نور، اور میرے پیچھے نور، اور میرے داہنے نور، اور میرے بائیں نور، اور میرے اوپر نور، اور میرے نیچے نور اور میری سماعت و سننے میں نور اور میری بصارت میں نور اور میرے بالوں میں نور، اور میرے کھالوں میں نور، اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے دماغ میں نور اور میرے ہڈی میں نور، اور اے اللہ بہت ہی بڑا بھاری میرے لئے نور عطا کردے۔ اور مجھ کو بخشدے نور اور مجھ کو پورا کا پورا نور بنادے۔

بے نیاز ہے وہ ذات جو نہایت ہی مہربان ہے اپنی عزت و بلندی کی وجہ سے، بے نیاز ہے وہ ذات جو مجد و بزرگی سے متصف ہونے کی وجہ سے مخلوق پر عنایت و کرم کا معاملہ کرتی ہے، بے نیاز ہے وہ ذات جو تسبیح کی مستحق ہے، بے نیاز ہے فضل وانعامات والی ذات، بے نیاز ہے مجد و کرم والی ذات، بے نیاز ہے جلال واکرام والی ذات''

سچے نبی کو اللہ نے نور بنایا تھا، قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ اس دعا کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو نور تام مانگنے کا سلیقہ وطریقہ سکھلا دیا۔

یہ ہے ختم نبوت کا اعجاز، رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا کی لسانِ نبوت کا انمول

ونادر تحفہ جوامت کو ملا ہے۔اس دعا کو پڑھئے اور اتمام نور کا لطف اٹھایئے، جو بروز قیامت ظاہر ہوگا، انشاء اللہ جبکہ قادیانیت اس سے محروم ہی نہیں، ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ کا نمونہ ہوگی اور حسرت و یاس اور محرومی پر ماتم کرے گی۔

(فرق:۷۶) سچے نبی کو جماہی نہیں آتی

سچے انبیاء نے کبھی جماہی نہ لی۔تاریخ بخاری اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ **لم یتثاءب النبی قط** نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کبھی جماہی نہ لی،بعض روایتوں میں لم یتثاءب نبی قط،یعنی کسی نبی نے کبھی جماہی نہ لی۔(مدارج النبوۃ:۲۹۔۳۰) کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان بہت بلند و ارفع ہے،اور جماہی کسل مندی اور سستی کی علامت ہے اور شیطان کی طرف سے ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے،دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ جو جماہی کرتا ہے شیطان اس کے منہ پر ہنستا ہے،اس لئے جب جماہی آئے فوراً سوچے کہ کسی نبی کو جماہی نہ آئی تو فوراً رک جاتی ہے، یہ تجربہ ہے، نیز جب جماہی آئے تو بایاں ہاتھ منہ پر رکھ لے یا لبوں کو دانتوں میں دبالے۔

جبکہ مرزا قادیانی پر شیطانی تسلط تھا اور ننگ انسانیت کا گندا سمندر تھا۔

(فرق:۷۷) سچے نبی کی نبوت کی شہادت بتوں نے دی

سچے نبی کی بعثت کی شہادت بت نے دی اور پجاری ایمان لایا،حضرت مازن طائی عمان میں اپنے گھرانے کے بتوں کی دیکھ ریکھ کرتے تھے ان کا ایک بت جس کا نام ناجز تھا۔

ایک روز بت پر بھینٹ چڑھائی تو بت سے آواز آئی۔

اے مازن بن عذوبہ، ایک خبر صادق سن، جس سے تم بے خبر ہو وہ یہ کہ ایک نبی کی بعثت اور اس پر نزول کلام ہوا ہے تم اس پر ایمان لا کر اس عذاب آتش سے بچ سکتے ہو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

حضرت مازن نے پھر دوبارہ ذبیحہ بھینٹ چڑھایا تو پھر آواز آئی اے مازن، تو مسرور ہوگا، خیر ظاہر اور بدی ناپید ہوگئی مضر سے ایک نبی دین الٰہی کی اشاعت کے لئے مبعوث ہو چکا ہے تو بت پرستی چھوڑ دے تا کہ عذاب جہنم سے بچ سکے۔

پھر حضرت مازنؓ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ میں موسیقی، شراب اور عورتوں سے والہانہ فریفتگی رکھتا ہوں اور ہم قحط سالی میں مبتلا ہیں اور میرے گھر کوئی لڑکا نہیں ہے۔ تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعا کی۔ اللهم ابدله بالطرب قراءة القرآن وبالحرام الحلال آته بالحياء، وهب له ولدا۔

اے اللہ اس کے ذوقِ موسیقی کو قرأۃ قرآن سے اور حرام کو حلال سے بدل دے اور بارش کے لئے حکم فرما دے اور اس کو فرزند نرینہ عطا فرما۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا سے تمام خوشیاں مل گئیں، عمان میں شادابی آ گئی۔ اور حیان نامی لائق فرزند پیدا ہوا۔ (خصائص: ۲۰۵)

جبیر بن معطمؓ کی روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے ایک ماہ قبل، بوانہ نامی جگہ میں بت پر اونٹ کا بھینٹ چڑھایا اور ہم قریب بیٹھے تھے کہ اچانک بت سے آواز آئی۔

الا اسمعوا الى العجب ذهب استراق السمع للوحى ويرمى بالشهب لنبى بمكة اسمه احمد مهاجره الى يثرب (ابن سعد بزار،

ابو نعم۔ خصائص ۲۱۳)

اے لوگو سنو تعجب کی بات ہے خبروں کے لئے جنات کا آسمانوں سے باتوں کا چوری کرنا ختم ہوا۔ اب ان پر شعلے مارے جاتے ہیں، یہ نبی ﷺ کی وجہ سے جن کا نام مکہ میں احمد ہے اور ان کی ہجرت کا مقام مدینہ ہے۔

اسی قسم کا واقعہ۔ ابن خربوذ مکی ؓ، خشعمی ؓ، تمیم داری ؓ، خویلد ضمیری ؓ، عباس بن مرداس ؓ، سعید بن عمرو ہذلی ؓ کی روایت میں ہے۔

العجب کل العجب، خرج نبی من بنی عبدالمطلب یحرم الزنا، ویحرم الذبح للاصنام، وحرست السماء ورمینا بالشهب

کتنی عجیب اور حیرتناک بات ہے کہ بنی عبدالمطلب میں ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں، انہوں نے زنا کو حرام قرار دیا اور بتوں کے لئے جانور ذبح کرنے کو حرام فرما دیا، اور آسمان محافظوں سے گھیر لیا، اب ہمیں آگ کے شعلے مارے جاتے ہیں، سچے نبی کی صداقت کی شہادت بتوں نے دی۔

جبکہ جھوٹے پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے لعنت کی اور زبان نبوت سے دجال و کذاب کہا اور تمام دنیا کے مومنین نے بھی لعنت بھیجی۔

(فرق:۷۸) سچے نبی خواب میں احتلام سے محفوظ رہتے ہیں

سچے انبیاء علیہم السلام احتلام سے محفوظ ہوتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا، چونکہ احتلام شیطان کے وسوسے سے ہوتا ہے۔ (طبرانی۔ خصائص ج ۱/ ۷ ۱۴)

نبی کا دل بیدار رہوتا ہے اور غفلت و شیطانی وساوس سے محفوظ ہوتا ہے اور نیند میں احتلام انسانی قلب میں شیطانی وساوس کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے انبیاء کی ذات محفوظ ہے۔خود مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء کرام کی اس شان کا اعتراف کرتے ہوئے اس سائل کے جواب میں کہا:

''چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے سوا کچھ نہیں رکھتے اور ناپاک خیالوں کو دلوں میں آنے نہیں دیتے اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا'' (سیرت المہدی، حصہ اول،ص ۱۵۷، روایت نمبر: ۱۵۰)

اب ذرا خود مرزا جو کہ نبوت کا دعوے دار ہے اس کا حال خود اس کے ایک مرید کی زبانی سنئے:

''ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا'' (سیرت المہدی، حصہ اول،ص ۲۴۲، روایت نمبر: ۸۴۳)

(فرق:۷۹) سچے نبی کے بول و براز سے خوشبو آتی ہے

سچے نبی کے بول و براز سے خوشبو محسوس ہوتی ہے اور زمین چھپا لیتی ہے۔

حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اس کے فوراً بعد میں وہاں جاتی تو بجز پاکیزہ خوشبو کے کچھ بھی نہ پاتی۔

میں نے اس کا ذکر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا۔تم نہیں جانتی ہو ہمارے اجسام کی نشو ونما جنتی ارواح پر ہوتی ہے اور جو چیز ہمارے جسموں سے خارج ہوتی ہے اسے زمین نگل لیتی ہے یعنی چھپالیتی ہے۔(بیہقی)

ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے جو فضلہ خارج ہو وہ اسے کھا جائے۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قضائے حاجت کے لئے داخل ہوئے، اس کے بعد گئی تو میں نے وہاں کچھ نہ دیکھا البتہ مشک کی خوشبو پائی۔اس پر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے تو بیت الخلاء میں کچھ نہ دیکھا؟ تو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہمارے یعنی گروہِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسے چھپالے۔ یہ تمام تفصیل خصائص میں موجود ہے۔(الخصائص الکبری:۱/ ۱۴۸)

مرزا قادیانی کی غلاظت میں موت کی عینی شہادت

مرزا قادیانی مسلسل اسہال یعنی دست اور قئے میں عذاب الھون میں گرفتار کر دیا ے گیا اور یاد رہے کہ اگر اسہال کے ساتھ قئے بھی ہو تو ہیضہ بن جاتا ہے جیسا کہ خود بیاض حکیم نورالدین میں موجود ہے۔ص ۲۰۹ پر، ہیضہ کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور گھر میں سخت بدبو اور تعفن پھیل گیا، اس کی حالت دگرگوں ہوگئی۔تو مرزا قادیانی نے نورالدین سے کہا کہ۔ مجھے اسہال کا دورہ ہو گیا ہے دوا دی گئی تو قئے کر دیا۔الغرض مرزا قے اور دست میں عبرتناک ہیضہ کی حالت میں مرا۔اس بات کی شہادت خود مرزا کے خسر میر نواب ناصر کی کتاب میں دیکھ لیں، لکھتا ہے حضرت صاحب (یعنی مرزا قادیانی) جس رات بیمار

ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو گیا تھا، آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا، میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے اس کے بعد آپ نے کوئی صاف بات میرے خیال میں تو نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ (حیات ناصر ص ۱۴۔ مرتبہ شیخ یعقوب عرفانی قادیانی)

یادر ہے کہ مرزا ۲۵؍مئی ۱۹۰۸ء کو شام کھانے کے بعد ہیضہ میں مبتلا ہوا جو خود اس کی زبانی آپ نے پڑھا اور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو دس بجے کے بعد راہی ہو گیا۔

دغاباز متنبّی کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ (الانعام : ۹۳)

ترجمہ: اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی، اور (کون زیادہ ظالم ہے اس سے) جو کہے میں (بھی) نازل کروں گا ایسا ہی (کلام) جیسے نازل کیا ہے اللہ نے،

کاش تم دیکھو جب ظالم (جھوٹا مدعی نبوت) موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے بڑھا رہے ہوں (ان کی طرف) اپنے ہاتھ (اور انھیں کہیں کہ) نکالو اپنی جانوں کو۔ آج تمہیں دیا جائے گا ذلت کا عذاب اس وجہ سے کہ تم بہتان لگاتے تھے اللہ تعالیٰ پر ناحق اور تم اس کی آیتوں (کے ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے۔

آیت ربانی نے حضرت خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہو کر پہلے ہی آگاہ کر چکی تھی کہ جھوٹے کا کیا انجام ہوتا ہے جو آپ پہلے بھی پڑھ چکے ہیں۔ مرزا کا بھی وہی حشر ہوا، عذاب الھون کا جو ہونا چاہئے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی کس طرح ذلت کی موت مرا۔

روزنامہ الفضل مرزا قادیانی کی اہم تحریروں میں سے درج ذیل اقتباس نقل کرتا ہے جو ہر قادیانی کے لئے دعوت فکر ہے:

''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے، وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ مورخہ ۲/مارچ ۱۹۴۰ء)

مذکورہ تحریر کی روشنی میں مرزا قادیانی کو جانچ لیجئے اگر مرزا اپنے دعوؤں میں سچا تھا تو اس کا انجام بد و بدتر نہ ہوتا چونکہ سراسر جھوٹا تھا اس لئے اپنی ہی تحریر کی روشنی میں قابل عبرت انجام کو پہنچ گیا۔

اب آپ حضرات کی تسلی و تشفی کے لئے مرزا قادیانی کی وہ تحریر جو اس نے

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو لکھا تھا پیش خدمت ہے۔

اور قادیانی حضرات کے لئے ایک سچے نبی پر ایمان لانے کی دعوت ہے۔ اور قادیانیت سے توبہ اور فلاح آخرت کی ایک کوشش۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے نام مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ **السلام علی من اتبع الھدی،** مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کذاب ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں...... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے، پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے

طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک!......اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا، مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت

درجہ کا بد آدمی ہے...... میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں موت کے برابر مبتلا کر۔اے میرے پیارے مالک، تو ایسا ہی کر۔آمین ثم آمین۔رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ (مرزا قادیانی کا اشتہار مورخہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء مندرجہ مجموعہ اشتہارات، جلد سوئم، ص ۵۷۸ تا ۵۸۰، مجموعہ اشتہارات ج دوم ص ۷۰۵ طبع جدید)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا:

’’ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی کی) موت نے ’’آخری فیصلہ‘‘ کر دیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا کیونکہ اس کی موت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بقول اس کے ’’خدائی ہاتھوں کی سزا‘‘ سے ہوئی۔ ہر شخص دم بخود رہ گیا کہ خود مرزا قادیانی کی دعا پر قدرتِ حق نے عجب فیصلہ کیا۔

۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو شام کھانے کے بعد اس کی حالت اچانک بگڑنے لگی۔ اسے مسلسل اسہال شروع ہو گئے۔ ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے لیٹرین گیا، بعد ازاں ضعف کی وجہ سے نڈھال ہو گیا۔ اس کے جسم کا پانی اور نمک ختم ہو گیا تھا۔ بلڈ پریشر کم ہونے سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور نبض اتنی کمزور ہو گئی کہ اسے محسوس کرنا مشکل ہو گیا۔ پھر دست آیا تو چار پائی سے بڑی مشکل سے اٹھا مگر دوبارہ چار پائی پر گر گیا۔ ضعف اتنا تھا کہ وہ پشت کے بل لڑکھڑا کر چار پائی پر یوں ڈھے گیا کہ اس کا سر چار پائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ بعد ازاں ایک اور دست آیا تو بستر پر ہی نکل گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے قے ہونا شروع ہو گئیں۔ بقول حکیم نور الدین ''معدہ کے اندر کی تمام سوزشیں، آنتوں کی سوزشیں اور پیٹ کی جھلیوں کی سوزشیں قے کا باعث بنتی ہیں۔ ہیضہ کی صورت میں جب آنتیں متاثر ہوتی ہیں تو قے کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں۔ قے کا آنا بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ آنتوں کے فالج اور رکاوٹ میں غذا ہی قے کا باعث بنتی ہے۔ کھانے کے فوراً بعد شراب یا افیون کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔ اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔'' (بیاض نور الدین ص ۲۰۹) مسلسل اسہال اور قے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور کمرے میں سخت بدبو اور تعفن پھیل گیا تھا۔ اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اور نور الدین کو بلانے کے لیے کہا۔ حکیم نور الدین آیا تو مرزا قادیانی نے اسے کہا ''مجھے اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوائی تجویز کریں۔'' (ضمیمہ الحکم ۲۸ رمئی ۱۹۰۸ء) حکیم نور الدین نے چند مقوی ادویات

کھانے کو دیں مگر مرزا قادیانی نے قئے کے ذریعہ اگل دیں، اس کے بعد اس کی نبض ڈوبنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ایک انگریز ڈاکٹر آیا مگر وہ نہایت عبرتناک حالت دیکھتے ہی چلا گیا۔

یہ ہے وہ تفصیل جو مرزا قادیانی کو بقول اس کے، خدائی ہاتھوں کی سزاء، ملی۔ جھوٹا مرتے وقت جسم و بستر اور کمرے کو تعفن سے بھر کر گیا۔ یہی اس کے جھوٹ کی دلیل بن گئی۔ پھر بھی قادیانیت عبرت نہ لے تو نصیب ان لوگوں کا۔

(فرق:۸۰) سچے نبی نزول وحی کی حقیقت سے ذوقاً آشنا ہوتے ہیں

سچے نبی نزول وحی کی حقیقت ولذت سے ذوق آشنا ہوتے ہیں، مثلاً مشاہدۂ جبرئیل، معائنۂ انوارات انوار واسرار نزول کے وقت کی کیفیات قلب مبارک پر بھی وحی ربانی کے وقت کلام اللہ کے الفاظ ومعانی کا اخذ وغیرہ۔

(فرق:۸۱) سچے نبی عالم شہادت کے منتہا اور عالم غیب کے مبدأ ہوتے ہیں

سچے انبیاء کے قلوب کو آیات الٰہیہ، اسرار غیبیہ، علوم ربانیہ کے تحمل کی منجانب اللہ صلاحیت دی جاتی ہے، سچے انبیاء کی ذات بابرکات خالق ومخلوق کے مابین واسطہ اور عالم شہادت کا منتہا اور عالم الغیب کا مبدأ ہوتے ہیں، تاکہ امت کو فیض نبوت پہنچ سکے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور یہ دعا فرمائی:

اللھم علمه الکتاب

اے اللہ اس کو اپنی کتاب کا علم عطا فرما (بخاری شریف)

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگانا ایسا ہی تھا جیسے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ، میں نے چادر بچھائی، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کچھ اشارہ فرمایا جیسا کوئی دولپ بھر کر کچھ ڈالتا ہو اور یہ فرمایا کہ اب اس چادر کو اپنے سینے سے لگا لو، اس کے بعد کسی حدیث کو نہیں بھولا (بخاری کتاب العلم ۱/ ۲۲)

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم غیب میں جو خزانہ حفظ ہے اس خزانۂ حفظ سے دولپ بھر کر ابو ہریرہ کی چادر میں ڈالیں اور پھر وہ حفظ چادر سے حضرت ابو ہریرہ کے سینے میں پہنچا۔ (واللہ اعلم)

(فرق: ۸۲) سچے نبی صبر وتحمل کے پیکر ہوتے ہیں

سچے نبی سخت ترین حالات میں بھی صبر وتحمل کے ساتھ حق تعالی کی رضا میں فنا ہوتے ہیں ان کی بشری ظاہری تکلیف واذیت کے وقت بھی جزع فزع کی حالت کے بجائے داعی کی صفات خیر خواہی کا ظہور ہوتا ہے، قوم کی ہدایت کے کے حریص ومتمنی ہوتے ہیں، آخروی نجات کی حرص وفکر دامن گیر ہوتی ہے پوری سورۃ ہود اس کی شہادت پیش کرتی ہے۔

ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا جب احد میں دندان مبارک شہید ہوا اور خون مبارک بہ کر چہرۂ انور پر آیا تو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انمول

بول بولے۔

کیف یصلح قوم خضبوا وجه نبیهم وهو یدعو الی ربهم

وہ قوم کس طرح اصلاح وفلاح پائے گی جس کے نبی کے چہرۂ پاک
کولہولہان کیا گیا ہو، وہ نبی ان کو ان کے رب کی طرف بلاتا ہے

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال صبر وتحمل انسانی سوچ اور تصور سے بلند ہو کر فرمایا اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ جانتے نہیں یہ ہے شان نبوت جو غیر نبی سے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(فرق:۸۳) سچے نبی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیتے

سچے نبی کو قوم جو اذیت دیتی ہے اس پر نہ تو انتقام لیتے ہیں نہ ہی قوم پر لعن طعن کرتے ہیں اور عفو در گزر کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے سے قوم کی فلاح وبہبودی کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ کرتے ہیں اور ان کی نگاہ قوم کی دشنام طرازی اور ظلم وزیادتی پر نہیں ہوتی بلکہ ان کی نگاہ ایسے حالات ناگفتہ بہ میں بھی حق تعالی کی انوار وتجلیات کے مشاہدے میں ہوتی ہے جو ایسے پر خطر حالات کے دوران ان پر ہوتی ہے اور وہ عالم شہود میں ایسے نفحات قدسیہ کے لمحات میں مشاہدۂ تجلیات قدسیہ اور انوار الہیہ سے سکینہ کا لطف وسرور اٹھاتے ہیں۔

غزوہ احد میں جب دندان مبارک شہید ہوئے اور سر مبارک مجروح ہو کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے انور پر خون جاری ہوا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت سخت دشوار اور ناگوار معلوم ہوئی وہ عرض کرنے لگے کہ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بددعا فرماتے تاکہ وہ اپنے کرتوت کی سزا پاتے، اس پر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے لعنت

اور بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا اور میں تو اللہ کی مخلوق کو اللہ سے ملانے اور ان پر رحمت وشفقت کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون

اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ وہ لاعلم ہیں

ایسے ہی موقع پر سچے نبی کی رأفت وشفقت اور غیر معمولی رحمت کا ظہور ہوتا ہے؛ اسی لیے تو اللہ نے فرمایا:

وَمَا اَرۡسَلۡنَاكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِلۡعَالَمِيۡنَ

اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر

جبکہ مذکورہ صفات حمیدہ اور خصال ستودہ کا کسی جھوٹے کذاب اور مفتری میں سوچنا بھی کفر ہی کفر ہے، مرزا کی کتابوں میں گالیاں اور لعنت کی بھرمار ہے، کتاب میں ایک ہزار بار صرف لفظ لعنت لکھا ہے، پچھلے اوراق میں حروف کی ترتیب سے گالیوں کی تعداد لکھی گئی ہے، مرزا اول نمبر کا کذاب تھا جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں تھا، قارئین کی تسلی کے لیے دو نمونہ پیش خدمت ہے:

اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (انوار اسلام: ۳۰، روحانی خزائن: ۹/۳۱)

میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی (آئینہ کمالات: ۵۴۸، روحانی خزائن: ۵/۷، ۵۴۷، خطبہ الہامیہ: ۴۹، روحانی خزائن: ۱۶/۴۹ پر لفظ بغایا کا ترجمہ مرزا نے بازاری

عورتیں کیا ہے)

اسی طرح اپنی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۲۸۲ اور روحانی خزائن جلد نمبر ۱۱ صفحہ نمبر ۲۸۲ اور نور الحق حصہ اول ۱۲۳ میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاراں، زنا کار اور زنِ بدکار کیا ہے۔

مرزائیوں سے کوئی پوچھے کہ جھوٹے نبی پر ایمان لانے والے حضرات کیا وہ ہیں جو مرزا لکھتا ہے؟

پھر مرزا کے دو بیٹے مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی، مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کو اپنی تمام جائیداد سے عاق کر دیا جبکہ عاق کرنے والے پر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے، تو مرزا لعنتی ہوا یا نہیں؟ اور لعنتی پکا مسلمان نہیں ہوسکتا، تو اپنے منہ میاں مٹھو بنے۔

مرزا فضل احمد اپنے باپ کو نبی نہیں مانتا تھا اس لیے مرزا قادیانی نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی (خلافت صفحہ نمبر ۹۱)

مرزا قادیانی زبان بھی گندی بولتا اور لکھتا تھا، ایک شریف آدمی اس کی عبارت کو پڑھنے میں شرم محسوس کرتا ہے، مگر لکھنے والا حیا اور غیرت سے عاری ننگا تھا، مرزا کی کتابوں کو مرتدین قادیانی محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہوں گے ہم تمام اہل اسلام مرزا اور اس کی تمام تحریرات کو گمراہی اور دجل وفریب کی وجہ سے نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہی ایمان اور ذریعہ نجات ہے۔

(فرق: ۸۴) سچے نبی ہی فرشتے کو ملکی صورت میں دیکھ سکتے ہیں

سچے نبی ہی فرشتوں کو اپنی اصل صورت اور ہیئت میں دیکھ سکتے ہیں، فرشتے کو ان کی صورت میں غیر نبی کو دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی، البتہ فرشتہ انسانی

شکل میں انسانوں کو دکھلائی دے سکتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو شخصوں کو دیکھا جن کے کپڑے سفید تھے اور وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سخت جنگ لڑ رہے تھے میں نے نہ انہیں کبھی ان سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں (بخاری شریف: ۵۸۰/۲، مسلم شریف: ۲۵۲/۲)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثانی لکھتے ہیں:

اگر فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے تو یہ لوگ ایک منٹ کے لئے بھی اس کا تحمل نہ کرسکیں، اس کے رعب و ہیبت سے دم نکل جائے، یہ صرف انبیاء علیہم السلام کا ظرف ہوتا ہے جو اصل صورت میں فرشتے کی رویت کا تحمل کرسکیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں دو مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا ہے (تفسیر عثانی: ۱۶۶)

(فرق: ۸۵) سچے نبی کو شجر وحجر پہچانتے تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھی کرتے تھے

سچے انبیاء علیہم السلام کو شجر وحجر پہچانتے تھے اور ہمارے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچاننے کے ساتھ ساتھ آپ کی عظمت ورحمت اور آپ کی نبوت کی شہادت کے طور پر آپ کو سلام بھی کرتے ہیں: السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خصائص: ۱/ ۱۹۳)

مسلم شریف میں روایت ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ مکرمہ میں ایک پتھر ہے میں اس کو پہچانتا ہوں وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں (ترمذی شریف، مسند طیالسی، بیہقی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک روز ہم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، جس چٹان، پتھر اور درخت کے قریب سے ہم گزرتے وہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے **السلام علیک یارسول اللہ** کہتا (خصائص: ۱/ ۱۹۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی تو اس وقت جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا اس سے آواز آتی: **السلام علیك یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** (بزار، ابونعیم)

پتھروں سے **السلام علیک یا رسول اللہ** کی آواز کے ذریعے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی تصدیق وشہادت ہے اور جمادات نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت خاتمیت کا اعلان کر دیا اور اس سے ہمارے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطمینان وقرار اور ثبات وسکون ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ایک مرتبہ اہل مکہ نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نازیبا حرکات کیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خون میں تر تھے، حضرت جبرئیل امین تشریف لائے، پرشش احوال کے بعد فرمایا: آپ فلاں درخت کو حکم دیجئے کہ آپ کے پاس آئے، وہ درخت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ملتے ہی قریب آ گیا، پھر آپ نے حکم دیا تو وہ اپنی جگہ چلا گیا (خصائص: ۱/ ۲۳۶)

بیہقی میں ایک روایت ہے کہ اہل مکہ کے معاندانہ رویے سے رنجیدہ ہو کر ایک پہاڑ کی گھاٹی میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور اللہ تعالیٰ سے سکون قلب کی دعا مانگنے لگے، اللہ رب العزت نے وحی بھیجی کہ سامنے

والے درخت کی کسی ٹہنی کو اپنی طرف بلائیں، تو ایک ٹہنی کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا، وہ فوراً درخت سے جدا ہو کر خدمت مبارکہ میں حاضر ہو گئی، پھر حکم ملتے ہی اپنی جگہ واپس جا کر پیوست ہو گئی، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں انبساط و سکون پیدا ہو گیا اور پھر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب مجھے اہل مکہ کے جھٹلانے کی کوئی پرواہ نہیں۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ سچے نبی کی اطاعت شجر و حجر اور بہائم بھی کرتے ہیں، ایک مرتبہ عکرمہ ابن ابی جہل خاتم النبیین ﷺ کے ہمراہ پانی کے کنارے بیٹھے تھے، عرض کیا کہ اگر آپ صادق ہیں تو دوسرے کنارے کے پتھر کو حکم دیجئے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا اس کنارے آجائے، خاتم النبیین ﷺ نے اشارہ فرمایا، وہ پانی پر تیرتا ہوا آقا ﷺ کے سامنے حاضر ہو گیا اور آپ کی رسالت کی شہادت دی، حضور ﷺ نے سوال کیا کہ عکرمہ! اب تو تم خوش ہو اس نے کہا: اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے، حکم ملتے ہی پتھر تیرتا ہوا اپنی جگہ واپس ہو گیا، پتھر کا پانی پر تیرنا کشتی کے تیرنے سے بڑا معجزہ ہے، اس واقعے کو امام رازی نے نقل کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ: ۱/ ۲۱۸)

(فرق: ۸۶) سچے نبی کو مافوق البشر خصوصیات عطا کی جاتی ہیں

سچے نبی کو بشر ہونے کے باوجود مافوق البشر خصوصیات عطا کی جاتی ہیں، جس طرح ہمارا نفس اور ہماری روح اور ہماری جسم کی پر اسرار مخفی قوت ہمارے کالبد خاکی پر حکمران ہے اور ہمارے اعضاء اور جوارح اس کے ایک ایک اشارہ پر حرکت کرتے ہیں اسی طرح نبوت کی روح اعظم اذن الٰہی سے سارے عالَم

جسمانی پر حکمران ہو جاتی ہے اور روحانی دنیا کے سنن و اصول عالم جسمانی کے قوانین پر غالب آ جاتے ہیں اس لئے وہ چشم زدن میں فرش زمین سے عرش بریں تک عروج کر جاتی ہے، سمندر اس کی ضرب سے تھم جاتا ہے، چانداس کے اشارے سے دوٹکرے جاتا ہے، اس کے ہاتھوں کی دی ہوئی چند روٹیاں ایک عالم کو سیر کر دیتی ہیں، اس کی انگلیاں پانی کی نہریں بہاتی ہیں، اس کے نفس پاک سے بیمار تندرست ہو جاتے ہیں اور مردے جی اٹھتے ہیں، وہ تنہا مٹھی بھر خاک سے پوری فوج کو تہہ و بالا کر سکتا ہے، کوہ، صحراء، بحر و بر اور بے جان بحکم الٰہی سب اس کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔'' (سیرۃ النبی: ۳/ ۳)

حضرت سید سلیمان ندوی قدس سرہ العزیز کے اس مختصر مگر جامع ارشاد کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ:

''غیر نبی پر تو عناصر غالب ہیں مگر نبی (علیہ السلام) عناصر پر نہ صرف غالب ہوتا ہے بلکہ بامر الٰہی عناصر پر حکمران ہوتا ہے جیسا کہ اصول عناصر چہار ہیں، آگ، پانی، ہوا، مٹی، مگر آگ دوسروں کو تو جلاتی ہے لیکن نبی علیہ السلام کا بال تک نہیں جلا سکتی جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار بن گئی، پانی میں دوسرے انسان تو ڈوب جاتے ہیں جیسا کہ فرعون اور اس کی قوم کو تو غرق کر دیا مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بامر الٰہی راستے بن جاتے ہیں، جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے لئے راستے بن گئے، ہوا انسانی تصرف سے بالا تر ہے مگر سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مسخر کر دی گئی تھی اور قوم عاد کے لئے تباہی کا سامان بن گئی، مٹی تو اس قدر ادب اور احترام کرتی ہے کہ بڑے سے بڑے جابر انسان کو

چند دنوں میں کھا جاتی ہے مگر انبیاء علیہ الصلوۃ والتسلیم کے اجساد مبارکہ کو چھو بھی نہیں سکتی''۔

چنانچہ خصائص انبیاء علیہم السلام میں سے یہ خاصہ بھی ہے کہ ان کے اجساد مبارکہ موت کے طاری ہونے کے بعد بھی اس لئے سلامت رہتے ہیں کہ ان میں حیات ہوتی ہے۔(رحمت کائنات: ۲۰۴۔۲۰۶)

(فرق: ۸۷) سچے نبیوں سے خاتم الانبیاء پر ایمان کا عہد لیا گیا

سچے تمام نبیوں سے حق تعالی نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا اور نصرت و مدد کا عہد لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۹) وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ

''اور جب اللہ تعالی نے سب نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم، پھر آئے گا تمہارے پاس (بڑا) رسول کہ سچا بتائے گا جو تمہارے پاس ہے تو اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضرور ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں''

اس آیت میں اس امر کی صراحت ہے کہ اللہ تعالی نے سب نبیوں سے اس امر کا عہد لیا تھا کہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے تو تم ان کی مدد کرو گے اور ان پر ایمان لاؤ گے۔ ظاہر ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیاء

سے آخر میں تشریف لائے جملہ انبیاء کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زمانی تقدم حاصل تھا، اس لئے شبِ معراج سب انبیاء علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی اور اس عہد کی عملی تصدیق کی۔

حضرۃ العلامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"فَاعْلَمْ اَنَّ النَّبُوَّۃَ بَدَاھَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِاٰدَمَ علیہ السلام ثُمَّ جَعَلَھَا فِی ذُرِّیَّۃِ اٰدَمَ الثَّانِی وَھُوَ نُوحٌ علیہ السلام ثُمَّ جَعَلَھَا فِی ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ علیہ السلام وَحَصَرَھَا بَعْدَہٗ فِی نَسْلِہٖ فَقَالَ تَعَالٰی: وَجَعَلْنَا فِی ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَالْکِتَابَ ثُمَّ جَعَلَھَا شُعْبَتَیْنِ شُعْبَتَہٗ بَنِی اِسْرَائِیْلَ فَبَعَثَ مِنْھُمْ رُسُلًا وَاَنْبِیَاءَ تَتْرٰی اِلٰی اَنْ خَتَمَھَا بِعِیْسٰی علیہ السلام وَرَفَعَہٗ حَیًّا وَشُعْبَۃٌ بَنِی اِسْمَاعِیْلَ وَبَعَثَ مِنْھُمْ عَلٰی دَعْوَۃِ اِبْرَاھِیْمَ علیہ السلام خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیًّا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَضٰی لَہٗ سَیَادَۃَ بَنِی اٰدَمَ کُلِّھِمْ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِہٖ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِہٖ فَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیِّیْنَ اِلٰی مِنْھُمْ بِنُصْرَتِہٖ اَنْ اَدْرَکُوْا زَمَانَہٗ وَقَدْ اَدْرَکُوْہُ فِی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی. الخ

"وَالرَّاجِحُ اَنَّ الْمُرَادَ اَنَّہٗ اَخَذَ الْمِیْثَاقَ مِنْ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ فِی حَقِّ نَبِیِّنَا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاللَّامُ فِی النَّبِیِّیْنَ لِلْاِسْتِغْرَاقِ۔

ارشادات بالا کا مطلب اور مفہوم یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے رسالت اور نبوت کا مقدس سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع فرمایا اور پھر حضرت نوحؑ کے خاندان میں رکھا اور پھر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد اس سلسلہ نبوت کو مخصوص فرمادیا یعنی حضرت ابراہیمؑ کے بعد جتنے بھی رسول اور نبی تشریف لائے وہ سب کے سب حضرت ابراہیمؑ ہی کی اولاد سے ہوئے ہیں۔

ایک شاخ سے بنی اسرائیل ہوئے یعنی حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت

یعقوبؑ کی اولاد سے جن کے آخری نبی حضرت مسیحؑ ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زندہ اسی جسم کے ساتھ اٹھالیا۔ اور دوسری شاخ (اولاد اسماعیلؑ) سے سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے سب انبیاءؑ سے یہ عہد لیا تھا کہ آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور ان کے دین کی مدد کریں گے، چنانچہ: خصائص انبیاء علیہم السلام میں سے یہ خاصہ بھی ہے کہ ان کے اجساد مبارکہ موت کے طاری ہونے کے بعد بھی اس لئے سلامت رہتے ہیں کہ ان میں حیات رہتی ہے۔

الف: وہ آخری نبی ان سب انبیاءؑ سے افضل ہیں کیونکہ وہ ان سب نبیوں کی رسالت اور نبوت کی تصدیق کرنے والے ہیں اور تصدیق کرنے والا اعلیٰ اور افضل ہوا کرتا ہے۔

ب: سب انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی شاید بیت المقدس کو اس قیادت کے عملی ظہور کو اس لئے مخصوص کیا گیا ہو کہ بیت المقدس انبیاء بنی اسرائیل کا قبلہ رہا ہے تو عملاً یہ ثابت کرا فیا گیا ہے کہ اب سیادت اور قیادت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہو چکی ہے۔ (رحمت کائنات: ۲۰۴۔۲۰۶)

(فرق:۸۸) سچے نبی کی وحی کی عظمت کا وزن کائناتِ عالم اٹھانے سے قاصر ہے۔

نبی کا وزن: انبیاء علیہم السلام کا جسد اطہر بظاہر گوشت پوست کا ہوا کرتا ہے مگر اس میں وحی کی عظمت کا وزن اس قدر زیادہ ہوتا ہے کہ کائنات اس کو اٹھانے سے قاصر ہوتی ہے، صحیح احادیث میں ہے کہ ایک دفعہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احد پہاڑ

پر تشریف لے گئے تو وہ لرز اٹھا، ظاہر ہے کہ جب قرآن مجید کے متعلق قرآن کریم کا ہی ارشاد ہے کہ اگر اس کو ہم پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ پہاڑ بھی خشیتِ الٰہی سے ریزہ ریزہ ہوجاتا (الحشر نمبر ۲۱)

تو جس ذات عالی پر قرآن نازل ہوا اس کا وزن بہت ہی زیادہ ہوگا، وحی کا وزن ہونا روایت صحیحہ سے ثابت ہے بلکہ اس صحابی پر بھی وحی کا وزن اثر انداز ہوا جس نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کی زمام پکڑی ہوئی تھی، وہ پتھر جس پر کھڑے ہوکر ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی آج بھی موجود ہے، جس میں ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان موجود ہیں، جنابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وحی نازل ہونے کے بعد میرا وزن ایک ہزار انسانوں سے زیادہ ہوگیا۔ (دلائل النبوۃ اصفہانی:۱۷۱۔۱۷۶، رحمت کائنات:۲۲۶)

(فرق:۸۹) سچے نبی کو نبوت و رسالت کا علم منجانب اللہ عالم ارواح میں ہی دیدیا جاتا ہے

نبوت و رسالت سے مشرف ہونے والے سعادت مند انسانوں کو اس عالم جسمانی میں آنے سے پہلے بھی نبوت اور رسالت کا علم منجانب اللہ دیا جاتا ہے یعنی ان کو عالم ارواح میں ہی بتادیا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے رسول اور نبی ہیں (علیہم السلام) اور یہ بات کسی بھی انسان کو عالم ارواح میں نہیں بتائی جاتی جیسا کہ سورۃ الدہر میں فرمایا:

لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡکُوۡرًا

''انسان کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا''

مگر انبیاء علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے سے بھی پہلے ادراک، شعور اور سمجھ

بوجھ کے ساتھ موصوف ہوا کرتے ہیں، جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کا اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا ہے جس کا ذکر سورہ آل عمران آیت نمبر ۸۱ میں ہے، اسی طرح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی نبوت کا علم پہلے سے ہی تھا۔

صحیح حدیث میں ہے:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَ ۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ ، قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدَ۔

اس حدیث کی تشریح میں استاذ محترم حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی قدسرہ العزیز یوں فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ہمیں اس بات کا علم ہو گیا کہ کمالِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت حاصل ہو چکا تھا جبکہ آدم علیہم السلام انسانی صورت پر استوار بھی نہ ہونے پائے تھے اور اس وقت انبیاء علیہم السلام کے لئے ایمانی نصرت کا عہد بھی لیا گیا تھا تا کہ معلوم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ اس کو بھی شامل ہے اس لحاظ سے سب سے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الانبیاء بھی کہلائے گئے مگر اس معنی سے نہیں کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور سب سے آخر میں ہوا ہے ورنہ منصب نبوت کے لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے قبل اور ولادت کے بعد چالیس برس کی عمر سے پہلے اور اس کے بعد کے زمانہ میں کوئی فرق نہیں آیا'' (ترجمان السنۃ:۱/۳۸۱)

بلکہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو شانوں کے درمیان یہ لکھا ہوا تھا:

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (ترجمان السنۃ:۱/ ۳۹۲)

اور علامہ مناویؒ نے فرمایا کہ:

اِنَّہٗ تَعَالٰی اَخْبَرَہٗ بِمَرْتَبَتِہٖ وَھُوَ رُوْحٌ قَبْلَ اِیْجَادِ الْاَجْسَامِ

''اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اس عظیم مرتبہ کی اس وقت بھی خبر دی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم ارواح میں تھے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم اجسام میں آنے سے پہلے بھی اپنی رسالت اور نبوت کا علم عالم ارواح میں تھا، جیسا کہ علامہ قسطلانیؒ نے فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''اگر اس سے مراد یہ لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنایا جائے گا تو اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ یہ بات تو سب انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت تھی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں شرف رسالت اور نبوت سے مشرف تھے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فیوض الحرمین میں تو اس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

''میں نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زبان سے یہ پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب کیا ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ مُنْجَدِلٌ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مثالی صورت

میں ظہور فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالم اجسام میں آنے سے پہلے تھی، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہ سارا منظر دکھایا کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے سب انبیاء (علیہم السلام) تشریف لائے اور کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم اجسام میں تشریف لائے۔"

اسی طرح آپ کی خوابی چہل حدیث اَلدُّرُّ الثَّمِین میں بھی یہی سوال ہے مگر اس کا طرز سوال روحانی ہے کیونکہ اس وقت سائل خواب میں تھے، اس خواب کا خلاصہ یہ کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام کمالات کے ساتھ عالم ارواح سے منتقل ہوتے ہوتے عالم اجسام میں تشریف لائے یہ نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کمالات عالم جسم میں آنے کے بعد عطا ہوئے بلکہ یہ سب کمالات وہبی اور ازلی ہیں۔(رحمت کائنات: ۲۳۴، الکوکب الدری: ۲/۳۱۱)

(فرق: ۹۰) سچے نبی کو اپنی شریعت اور گذشتہ وآئندہ شریعتوں کا علم ہوتا ہے۔

جس طرح ہر نبی اور رسول کو بذریعہ وحی اپنے شریعت کا علم ہوتا ہے، اسی طرح نبی کو بذریعہ وحی کے انبیاء سابقین اور لاحقین یعنی گذشتہ اور آئندہ انبیاء کی شریعتوں کا علم بھی ہوتا ہے، جبرئیل علیہ السلام کی زبانی یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں پیغمبر پر فلاں کتاب نازل ہوئی اور توریت اور انجیل اور زبور میں تو خاص طور پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ کے اوصاف مذکور ہیں، اور عیسیٰؑ کی بعثت کے اہم مقاصد میں یہ تھا، مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ، یعنی اپنی امت کو اس کی بشارت سنا دیں کہ جس نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام انبیاءؑ

خبر دیتے آئے اب اس کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔

(۱) قَالَ السِّیُوطِیْ: اَلطَّرِیْقُ الْاَوَّلُ اَنَّ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَاءِ قَدْ کَانُوْ یَعْلَمُوْنَ فِیْ زَمَانِھِمْ بِجَمِیْعِ شَرَایعِ مَنْ قَبْلَھُمْ وَمَنْ بَعْدَھُمْ بِالْوَحِیْ مِنَ اللّٰہ عَلٰی لِسَانِ جِبْرَئِیلَ وَبِالتَّنْبِیَہِ عَلٰی بَعْضِ ذٰلِکَ فِی الْکِتَابِ الَّذِیْ اُنْزِلَ عَلَیْھِمْ وَالدَّلِیْلُ عَلٰی ذٰلِکَ اَنَّہٗ وَرَدَ فِی الاَحَادِیْثِ وَالْاٰثَارِاَنَ عِیْسَی عَلَیْہِ السَّلَامُ بِشَرَّ اُمَّۃِ بِمَجِیْئِ النَّبِیِّ ﷺ وَاَخْبَرَھُمْ بِجُمْلَۃٍ مِنْ شَرِیْعَۃٍیأْتِیْ بِھَا تُخَالِفُ شَرِیْعَۃِ عِیْسٰی وَکَذَالِکَ وَقَعَ لِمُوْسٰی دَاوٗدَ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ لِیْ اٰخِرُ مَاقَالَ. (کذافی الاعلام: ۲/۱۱۵۷)

بعد ازاں شیخ سیوطیؒ نے توریت اور انجیل اور زبور میں جو بشارتیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور صحابہ کرامؓ کے متعلق ہیں، ان کو نقل کیا ہے، (اہل علم اصل کی مراجعت کریں)

حضرت عیسیٰؑ نے بار بار اپنی امت کو اس کی تاکید کی کہ اگر اس نبی آخر الزماں کا زمانہ پاؤ تو ضرور ان پر ایمان لانا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے اوصاف بتلائے، صحابہؓ کے اوصاف میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

اَنَاجِیْلُھُمْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ رَھْبَانٌ بِاللَّیلِ لَیُوْثٌ بِالنَّھَارِ

ترجمہ: ان کی انجیل ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی یعنی وہ اپنی کتاب قرآن کے حافظ ہوں گے، رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے۔

(فرق:۹۱) سچے نبی کی دعوت وحی ربانی میں منحصر ہوتی ہے۔

کائنات عالم کی رشد و ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کا علم بغیر انبیاء علیہم السلام کے واسطہ کے ناممکن و محال ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا انتخاب منجانب اللہ اسی لئے ہوتا ہے کہ وہ قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیامبر و پیغام رساں ہوتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ إِنَّمَآ أُنذِرُكُم بِٱلْوَحْيِ ۚ (الانبیاء ۴۵)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تم کو ڈراتا ہوں

قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ مِن رَّبِّي ۚ هَٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (الاعراف ۲۰۳)

آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے یہ بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

اس آیت میں دونوں باتوں کی وضاحت ہوگئی ہے کہ سچے نبی کی تعلیمات وہدایات وحی الٰہی کے تابع ہوتی ہیں۔

اور وحی ربانی خود دلیل نبوت ورسالت ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وحی الٰہی میں اہل ایمان کے لئے رشد وہدایت اور کھلی ہوئی رحمت وبرکت ہے۔

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ (الانعام ۵۰۔ یونس ۱۵، الاحقاف ۔۹)

میں تو صرف جو میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں۔

الغرض سچے نبی وحی کی ہدایات کے مطابق دعوت ربانی اور تبلیغ دین کرتے ہیں۔

جبکہ جھوٹا اس سے محروم ہوتا ہے اور نفسانی وشہوانی اور شیطانی مکر وفریب کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دیتا ہے جھوٹے کی تعلیمات رشد وہدایت کی جگہ گمراہی اور ظلمت ہوتی ہے۔

(فرق:۹۲) سچے نبی کو حق و باطل کی تمیز کے لئے فرقان دیا جاتا ہے

انبیاء علیہم السلام کو کتاب کے ساتھ حق و باطل کے درمیان تمیز کے لئے فرقان یعنی احکام شرعیہ، جن سے جائز و ناجائز معلوم ہو، کبھی فرقان معجزے کو کہا جاتا ہے۔ جن سے جھوٹے اور سچے اور کافر اور مومن کی پہچان ہو اور بذات خود نبی کی کتاب بھی فرقان ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (البقرہ ۔ ۵۳)

اور جب کہ ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور حق کو ناحق سے جدا کرنے والے احکام تا کہ تم سیدھی راہ پاؤ۔ (شیخ الہندؒ)

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (البقرہ ۱۸۵)

مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنیکی۔

(۳) وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِينَ (الانبیاء: ۴۸)

اور ہم نے (آپ کے قبل) موسیٰ اور ہارون کو ایک فیصلہ کی اور روشنی کی اور متقیوں کے لئے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی۔

(فرق: ۹۳) سچے نبی کی باطل کے مقابلہ میں مافوق العادات غیبی نصرت ہوتی ہے۔

حق تعالیٰ کی سنت یہ ہے کہ انبیاءعلیہم السلام کو جب دین الٰہی کی تبلیغ واشاعت میں قوم کی جانب سے نت نئے مشکلات اور آزمائش کا مقابلہ ہوتا ہے۔تو غیبی نظامِ قدرت کے تحت مافوق الاسباب ان کی محیر العقول نصرت ومدد کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۔(الانبیاء: ۶۹)

ہم نے حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم کے حق میں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اہل ایمان کے ساتھ اپنی کشتی میں طوفان عام سے نجات پانا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے شاہی محل میں امن وامان کے ساتھ قیام اور پھر بنی اسرائیل کے ساتھ دریا عبور کرنا اور اسی وقت فرعون کا تمام لشکر کے ساتھ غرق ہو جانا، یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں محفوظ رکھنا خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجرت کی شب یہ پڑھ کر دشمنوں کے بیچ سے نکل جانا:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (یٰسٓ: ۹)

اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کردی جس سے ہم نے ہر طرف سے ان کو (پردوں میں) گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے۔

سچے نبی پوری زندگی نگاہ ربوبیت میں ہونے کی وجہ سے لمحہ لمحہ غیبی نظام تکوینی کے تحت حفاظت وحراست میں رکھ کر نصرت وحمایت ہوتی ہے جب کہ جھوٹے میں اس طرح کی کوئی خوبی نہیں ہوتی بلکہ نحوست وظلمت اور شیطنیت کی غیر معمولی فریب اور دھوکہ کا وبال و پھٹکار ہوتا ہے، ہلکی سی ہدایت کی روشنی رکھنے والا جس کی طبیعت سلیم ہو پہچان لیتا ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرمائے آمین۔

(فرق: ۹۴) سچے نبی کو عدل وانصاف کے لئے علم ربانی عطا ہوتے ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجے جاتے ہیں اور رشد و ہدایت کے لئے علم اور قوتِ فیصلہ اور ہر وہ بصیرت جو معاملہ فہمی اور عدل وانصاف کے لئے ضروری ہے منجانب اللہ عطا کی جاتی ہے، اس لئے قرآن مجید نے حضرت لوط علیہ السلام کے لئے فرمایا:

وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (الانبیاء ۷۴)

اور لوط علیہ السلام کو ہم نے حکمت اور علم جو شان انبیاء کے مناسب ہوتا ہے عطا فرمایا۔

حضرت داؤد وسلیمان علیہ السلام کے لئے فرمایا:

وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا (الانبیاء ۷۹)

اور ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوَىٰ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (القصص ۱۴، یوسف ۲۲)

اور جب (پرورش پا کر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور (قوت جسمانیہ وعقلیہ) درست ہو گئے ہم نے ان کو حکم اور علم عطا کیا۔

پھر تمام انبیاء علیہم السلام کے لئے قرآن مجید نے فرمادیا۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ

(الانعام:۸۹)

یہ ایسے تھے کہ ہم نے ان (کے مجموعہ) کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (کے علوم) اور نبوت عطا کی تھی۔

یوسف علیہ السلام کے لئے ارشاد ہوا۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا (یوسف:۲۲)

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

(فرق:۹۵) سچے نبی مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام بارگاہِ قدس کے مقرب اور افضل العباد ہوتے ہیں، ان کا ظاہر و باطن حق جل مجدہ کے حضور میں ہر وقت حاضر ہوتا ہے، ان کو ولیجہ یعنی ہمہ وقت کی حضوری کی کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ حاضر باش اور حق آگاہ ہوتے ہیں، تکوینی طور پر تسلیم وتفویض کی اعلیٰ شان ان میں نمایاں ہوتی ہے، وہ جب کبھی رب العرش الکریم کی جناب میں اظہارِ عبدیت کا دست سوال پھیلاتے ہیں اجابت حق سے استقبال ہوتا ہے اور ان کی مراد کو شرفِ قبولیت دی جاتی ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا سے دستک دی، حضرت

نوح علیہ السلام نے أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ سے فریاد کی۔

حضرت ایوب علیہ السلام أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ کہا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ کہا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو جواب ملا۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ سو ہم نے ان کی دعا قبول کی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو بھی فَاسْتَجَبْنَا لَهُ سے تسلی دی گئی۔

حضرت یونس علیہ السلام کو فَاسْتَجَبْنَا لَهُ سے دلاسہ دیا گیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو بھی فَاسْتَجَبْنَا لَهُ سے خوش کیا گیا۔

اور ہمارے حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ کہا، طائف کی دعا بھی شان خاتمیت کو نمایاں کرتی ہے اور فرشتوں کو خدمت اقدس میں بھیج دیا گیا۔

(فرق:۹٦) سچے نبی کی اطاعت حق تعالی کی اطاعت ہوتی ہے۔

انبیاء علیہ السلام کی ذات حق تعالیٰ کے حکم وفرمان کے تحت امت کے لئے ایک حجت اور سند ہے اور انبیاء کی ہر بات من وعن تسلیم کئے بغیر ایمان بھی معتبر نہیں اور یہ تقاضائے ایمان بھی ہے اور اس سے انحراف اصولی طور پر کفر ہے، دین وایمان، دنیا وآخرت، دارین کی فوز وفلاح، آخرت کی نجات کی اساس وبنیاد، اب حضرت محمد خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں منحصر ہے قرآن مجید نے مختلف اسلوب اور متعدد عنوانوں سے اس حقیقت کو اہل ایمان پر واضح کیا ہے اور اس سے منہ پھیرنے کو کفر کہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱) قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (آل عمران۔ ۳۲)

آپ فرما دیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں سو (سن رکھیں کہ) اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔

سب سے پہلی بات آیت نبی ورسول کی حجیت کا عقیدہ بیان کر رہی ہے۔

دوسری بات آیت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی اطاعت سے منہ پھیرنے کو کفر قرار دے رہا ہے۔

تیسری بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت امت پر اس اعتبار سے فرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اور اللہ کے نبی سے روگردانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کھلا ہوا کفر ہے الغرض نبی ورسول کی اطاعت سے منہ پھیرنا کیسا خطرناک امر ہے وہ آیت فان اللہ لا یحب الکفرین میں کہ اللہ روگردانی کرنے والے کو کافر بتلا رہے ہیں۔ لہذا نبی کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اس اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

۲) مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۖ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (النساء:۸۰)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو اس کا نگراں کر کے نبی بھیجا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بات صاف اور واضح کردی کہ نبی ورسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، اللہ تعالیٰ نے ہی نبی کو احکامات دئے کہ انہیں اللہ کے بندوں تک پہنچائیں اور اللہ تعالیٰ نبی پر ایمان لانے والوں کو حکم دیا کہ بلا قیل وقال اور بلا ردوکد۔ اور بغیر کسی تحقیق کے اللہ کے نبی ورسول کی اطاعت کریں اور ان کی بات کو مان کر ایمان پختہ اور مضوط کریں کہ نبی کی بات سے روگردانی کرنا کفر ہے جیسا کہ آل عمران کی آیت ۳۲ میں گذرا۔

نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ نبی ورسول اللہ کی بات امت تک پہنچانے میں بالکل معصوم ہیں، امت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بات کی جانچ پڑتال کے درپے ہو اور یہ قرآن کریم کا کھلا انکار ہوگا، اور نبی ورسول کی بات کا انکار دراصل انکار قرآن کے ساتھ انکار نبوت ہے۔

نبی ورسول کی مخالفت عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور:٦٣)

سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسول پہنچا ہے) مخالفت کرتے ہیں ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت (نہ) آپڑے یا ان پر آخرت میں کوئی دردناک عذاب نازل (نہ) ہوجائے۔

اس آیت میں چند امور کو کھولا گیا ہے:

اول آیت میں امر رسول اور حکم رسول کو بہر صورت واجب التسلیم ایمان کی بقا

کے لئے قرار دیا گیا ہے۔

دوسرے اطاعت رسول دراصل یہ ہے کہ نبی ورسول کے حکم اور امر کے سامنے مومن تسلیم وانقیاد کا سراپا نمونہ ہو جائے۔

تیسرے ذات رسول پر ایمان اسی وقت معتبر ہوگا جب کہ امر وحکم رسول کو بلا چوں وچرا یقین کے ساتھ حق مانتا ہو اور سراپا سر تسلیم خم ہو۔

چوتھے اگر ایک شخص رسول کی ذات کو مانتا ہے اور حکم رسول اور امر رسول کی مخالفت کرتا ہے تو آیت میں ایسے ہی شخص کو کہا جا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو عذاب کی دعوت دیتا ہے۔ آیت مذکورہ میں اسی حکم کو بیان کیا گیا ہے۔ آج کل ایک طبقہ منکرین حدیث کا ہے یہ آیت ان کو متنبہ کرتی ہے کہ اس غلط عقیدہ سے توبہ کریں۔

یہ بھی عجیب بات ہوئی کہ نبی ورسول پر ایمان لائے اور بات ان کی رد کردے، یہ کون سا ایمان ہوا؟

قرآن مجید نے نبی کی ہر بات کو دل سے تسلیم کرنے کو تقاضائے ایمان قرار دیتا ہے۔

(فرق:۹۷) سچے نبی کے حکم سے انحراف حق تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے

جس طرح نبی ورسول کی اطاعت حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اسی طرح سچے نبی کی مخالفت اور انکار سنت اور حکم نبی سے روگردانی حق تعالیٰ کی مخالفت اور حکم سے روگردانی ہے اور یہ کھلی ہوئی گمراہی اور جرم ہے، اس سے بچنے کی ضرورت ہے، ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسول کا تقاضا یہ ہے کہ

اللہ ورسول کے حکم کے سامنے جھک جائے اور قرآن وسنت دونوں کے مجموعے پر ایمان وایقان رکھے اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا (الاحزاب:۳۶)

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں ہے جب کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کسی کام کا حکم دیدیں کہ (پھر ان مؤمن) کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے۔ تھانویؒ

آیت میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے ہر فیصلے کو ماننا تسلیم کرنا ہر مومن کے لئے ضروری قرار دیا جا رہا ہے اور یہی ایمان کی علامت ہے یہ خیال اور تصور کہ صرف اقرار نبوت ورسالت کافی ہے محض دھوکہ اور فریب ہے، اقرار نبوت ورسالت کے ساتھ رسول کے حکم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اسی پر آخرت میں مغفرت اور جنت ہے۔ اور رسول کے حکم اور فیصلہ کی مخالفت جو کرے گا وہ کھلی گمراہی میں ہے۔ لہذا وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نبی ورسول پر ایمان لاتے ہیں اور حدیث کا انکار کرتے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں یہ آیت ان کو اس جرم سے توبہ کی دعوت دیتی ہے اگر نہیں مانتے تو سورۃ النور کی آیت نمبر ۶۳ ان کو عذاب الیم سے ڈراتی ہے۔ ایمان بالرسول کا معنی یہ نہیں ہے کہ فقط رسول کی تصدیق کرے اور نبی کی سنت کا انکار کردے، یہ تصدیق بالرسول اسی وقت معتبر اور شریعت میں قابل قبول ہوگا جب کہ سنت اور حکم رسول کا انکار نہ کرے اور جس طرح ایمان کے لئے ضروری ہے قرآن کریم کے حکم کو ماننا نبی کی

سنت اور حکم کو ماننا بھی ضروری ہے، ورنہ ایمان باللہ بھی معتبر نہیں ہوگا اور یہ بات بھی اللہ تعالیٰ نے ہی قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ نبی ورسول بھیجے ہی اسی لئے جاتے ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ (النساء: ۶۴)

اور ہم نے تمام رسولوں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکمِ الٰہی ان کی اطاعت کی جائے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف واضح کردیا کہ نبی کی بات مانو اور یہ اللہ کا حکم ہے، لہٰذا نبی کے حکم اور سنت سے انحراف نبوت ورسالت سے انحراف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ ماننا ہے اور جب اللہ کے حکم کو بھی نہ مانا تو ایمان باللہ بھی نہ رہا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

لہٰذا جو شخص نبی ورسول کے احکام کی مخالفت کرے اس کے ساتھ کفار جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ اس بات کی وضاحت سورۃ النساء کی آیت ذیل میں ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء ۶۵)

پھر قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں پھر آپ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں

میں تنگی نہ پاویں اور پورے طور پر تسلیم کر لیں۔(تھانویؒ)

مذکورہ آیت سے چند امور واضح ہو جاتے ہیں۔

(۱) وہ شخص مسلمان ہی نہیں ہے جو اپنے ہر جھگڑے اور ہر مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا ان کی شریعت وسنت کے فیصلہ پر مطمئن نہ ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر کو اسی وجہ سے قتل کیا تھا کہ وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر مطمئن نہ تھا۔

(۲) مسلمان پر ضروری ہے کہ جب کبھی آپس میں جھگڑا ہو تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت وسنت کی طرف رجوع کریں اور مسئلہ کا حل تلاشیں اسی کو حق تعالیٰ نے فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ میں اہل ایمان کو ہدایت دی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپسی نزاع کو بڑھانے کے بجائے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت اور سنت کی طرف رجوع کرنا ہی ایمان اور نجات آخرت کی ضمانت ہے۔

(۳) جو کام حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قولا یا عملا ثابت ہو یا جن معاملہ میں سنت سے دلیل موجود ہو اس پر عمل کرنے سے دل میں تنگی محسوس کرنا یہ ایمان کے کمزور ہونے کی دلیل ہے۔

۴) حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ کو ماننا ایمان وکفر کا معیار قرار دیا گیا۔ جیسا کہ بشر منافق کے قتل کے واقعہ سے ظاہر ہے۔

قرآن مجید میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کو امت کے لئے واجب القبول بنایا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

(الحشر:۷)

اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو۔

اس آیت کے عموم سے واضح ہو رہا ہے کہ تمام احکام وافعال میں نبی کے ہر دو حکم میں امت پر ضروری ہے کہ اتباع کریں جو کرنے کا حکمِ رسول ہو کرلیں اور جہاں منع کیا گیا امت رک جائے، یہ بات اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمایا کہ محض تصدیق سے ایمان درجۂ کمال کو نہیں پہنچتا بلکہ کمال ایمان کے لئے ضروری ہے کہ کمال اتباع رسول بھی ہو۔ دراصل اتباع رسول سے ہی ایمان کا اتہ پتہ لگتا ہے۔

حق تعالیٰ سے تعلق اطاعت رسول میں منحصر ہے

قرآن مجید تمام شکوک وشبہات اور ہر طرح کے خدشات جو عقیدہ کو داغدار کرتا ہو اس کا شافی وکافی جواب دیدیتا ہے، نبی ورسول کے مقام کی نزاکت اور عظمت اور نبی کی سنت وطریقہ اور حکم وہدایات اور اتباع کو عند اللہ کیا مقام حاصل ہے اس کو آیت میں غور سے دیکھئے اور ایمان بالرسول کو اللہ تعالیٰ نے جو رتبہ عطا کیا ہے پڑھئے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (آل عمران:۳۱)

آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو اللہ تعالی تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے اور اللہ تعالی بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔

اس آیت میں حق تعالیٰ سے محبت کے دعویدار کو کہا جا رہا ہے کہ یہ محض ایک دعوی ہے، اگر تم اس دعوی میں سچے ہو تو معیار اتباع: خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی کسوٹی پر کھرا کھوٹا کا فیصلہ ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ محض نبوت ورسالت کی تصدیق کافی نہیں اتباع کامل ضروری ہے اور اتباع رسول سنت کو حجت مانے بغیر ممکن نہیں اور نہ ہی اتباع سنت کی توفیق نصیب ہوسکتی ہے۔

الغرض اطاعت رسول صرف تصدیق کا نام نہیں حکم وامر کو ماننے کا نام ہے، اور بغیر حکم کو مانے ایمان کا وجود نہیں ہوسکتا جیسا کہ تفصیل ذکر کر دیا گیا، واللہ اعلم۔

(فرق:۹۸) سچے نبی کی اطاعت میں منجانب اللہ ہدایت کی ضمانت ہوتی ہے

انبیاء علیہم السلام حق تعالیٰ کے فرستادہ ہوتے ہیں اور ان کی اطاعت کا حکم اللہ تعالیٰ کا امر ہے، کیونکہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں انہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے احکامات بندوں تک پہنچاتے ہیں۔لہٰذا ان کی تعلیمات وہدایات میں دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی اور رشد وہدایت اور ہر طرح کی سعادت وطمانیت کی ضمانت وبشارت ہوتی ہے۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وَإِنۡ تُطِيعُوهُ تَهۡتَدُوا (النور ۵۴)

اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو راہ پر جاں لگو گے، اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت انبیاء پر تبلیغ ودعوت کی ذمہ داری ہوتی ہے جوانھوں نے بدرجۂ اتم پورا کیا، اور امت پر تصدیق اور قبول کا بوجھ ڈالا گیا اور یہی ایمان بالرسالت ہے اور انبیاء کی ہدایات کے مطابق زندگی گذارنے کی تاکید کی گئی تاکہ ربانی ہدایات جو بذریعہ انبیاء دی گئی ہیں، ان احکامات کی تعمیل کرکے دارین کی فوز وفلاح

اور دنیا و آخرت کی عافیت وسعادت سے مالا مال ہو۔

ایک جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (الاعراف:۱۵۸)

اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب تمام جہاں کے نبی ورسول ہیں اور اب ان کے اتباع کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: ضروری ہے کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول و نبی حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان لاتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم صحیح راستہ پر قائم رہو۔

یہاں یہ بات بطور خاص یاد رکھنے کی ہے کہ ایمان کے حکم کے بعد پھر اتباع کا مزید حکم دے کر اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ محض ایمان لانا یا زبانی تصدیق کرنا آپ کی شریعت کا اتباع کئے بغیر ھدایت کے لئے کافی نہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ مخلوق پر اللہ کی طرف پہنچنے کے کل راستے بند ہیں بجز اس راستہ کے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا۔ (معارف القرآن: ۴/ ۹۳)

(فرق:۹۹) سچے نبی خائن نہیں ہوتے

حضرات انبیاء علیہم السلام میں امانت و دیانت کی صفت نبوت و رسالت کے منصب و معیار پر ہوتی ہے اور وہ آسمانی حکم کے امین ہوتے ہیں، خیانت امانت کی ضد ہے اور اخلاقی گراوٹ کی بدترین خصلت، خائن لالچی اور حریص ہونے

کے ساتھ نفس پرست اور خسیس طبیعت ہو اور نبوت و رسالت تو حق تعالیٰ کی جانب سے انھیں نفوس قدسیہ طیبہ اور زکیہ و طاہرہ مقدس ہستی کو ملتی ہے جن کو قدسی صفات میں فرشتوں سے بھی بلند اللہ تعالیٰ مقام و مرتبہ عطا کرتے ہیں۔ ان کی طینت و طبیعت کو آخرت کی طرف مائل رکھا جاتا ہے اور دنیا کی ذلت و حقارت کی حقیقت ان پر منکشف کردی جاتی ہے، ان سے ایسی کوئی بات سرزد ہونے ہی نہیں دی جاتی جو منصب نبوت و رسالت کی شایان شان نہ ہو، اور انبیاء سبھی معصوم ہیں اور جس طرح اللہ معبود مطلق ہے ہمارے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول مطلق کے ساتھ معصوم مطلق ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید فرمادیا:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ (آل عمران: ۱۶۱)

اور نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔

جبکہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کے نام پر لوگوں کا مال ہڑپ کرکے، خیانت کرکے رخصت ہوگیا۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران: ۱۶۱)

اور جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن حاضر کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کی امان و پناہ ہم چاہتے ہیں خیانت کے ارتکاب سے جو مرزا جی کر گئے۔ الامان۔ الحفیظ۔ استغفر اللہ۔

(فرق: ۱۰۰) سچے نبی کی نیند ناقض وضوء نہیں ہوتی

حضرات انبیاء علیہم السلام کی صرف آنکھ سوتی ہے اور قوتِ سماع اور دل بیدار

رہتا ہے اور نیند کی حالت میں بھی باہر کی باتوں کا ادراک رہتا ہے اور یہ صفات ہمارے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بدرجۂ اتم واکمل اور اعلیٰ مرتبہ کی حاصل تھی۔ بخاری شریف کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں فرشتوں کی آمد اور ان کی آپس میں بات چیت اور خاص کر حضور خاتم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت ونبوت کی مثال دینے کے سلسلہ میں ہوئی اور فرشتوں کی تمام گفتگو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم وآگہی میں معلوم ومحفوظ رہی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَتْ مَلٰئِکَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَھُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا اِنَّ لِصَاحِبِکُمْ ھٰذَا مَثَلاً فَاضْرِبُوْا لَہٗ مَثَلاً قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبُ یَقْظَانٌ فَقَالُوْا مَثَلُہٗ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَجَعَلَ فِیْھَا مَادُبَۃً وَبَعَثَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَادُبَۃِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاکُلْ مِنَ الْمَادُبَۃِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْھَا لَہٗ یُفِقِّھُھَا فَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّہٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ الْعَیْنِ نَائِمَۃٌ وَّالْقَلْبُ یَقْظَانٌ فَقَالُوْا اَلدَّارُ الْجَنَّۃُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدً فَقَدْ اَطَاعَ اللہَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللہَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ۔ (رواہ البخاری) (مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

’’حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت سید

دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے تو انہوں نے آپس میں کہا کہ تمہارے اس بزرگ ساتھی کی ایک مثال ہے جسے تم بیان کر دو تو بعض فرشتوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سو رہے ہیں (اس لئے مثال بیان کرنے کا کیا فائدہ) اور دوسروں نے کہا کی صرف آنکھ سو رہی ہے دل تو جاگتا ہے (اس لئے جو کہا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ لیں گے) تو انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال یہ کہ ایک آدمی نے گھر بنایا اور اس میں کھانا چن دیا اور ایک بلانے والے کو بھیجا (کہ لوگوں کو کھانے کے لئے بلائے) پس جو بلانے والے کی بات مان کر آجائیگا گھر میں داخل ہو جائے گا اور کھانا بھی کھالے گا اور جو بلانے والے کی بات نہ مانے گا تو وہ گھر میں نہ داخل ہوگا اور نہ کھانا کھا سکے گا پس ان ہی فرشتوں نے آپس میں کہا اس مثال کی تشریح اور وضاحت کرو تا کہ یہ عالی ذات سمجھ جائے اس پر بعض فرشتوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے دل بیدار ہے تب انہوں نے کہا کہ بلانے والے تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں اور گھر جنت ہے پس جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بات قبول کر لی اس نے اللہ تعالیٰ کی بات قبول کر لی اور جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کافر اور مومن کے درمیان حد امتیاز ہیں‘‘

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

عَنْ رَبِيْعَةَ الْحُرشيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَی النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقِيْلَ لَهٗ لِتَنَمْ عَيْنُکَ وَلِتَسْمَعْ اُذُنُکَ وَلِتَعْقِلْ قَبْلُکَ قَالَ فَنَامَتْ عَيْنِیْ وَسَمِعَتْ اُذُنَایَ وَعَقَلَ قَلْبِیْ قَالَ فَقِيْلَ لِیْ سَيِّدٌ بَنٰی دَاراً فَصَنَعَ فِيْهَا مَادُبَةً وَاَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَکَلَ مِنَ الْمَادُبَةِ وَرَضِیَ عَنْهُ السَّيِّدُ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاکُلْ مِنَ الْمَادُبَةِ وَسَخِطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ فَاللّٰهُ السَّيِّدُ وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِیْ وَالدَّارُ الْاِسْلَامُ وَالْمَادُبَةُ الْجَنَّةُ۔ (رواه الدارى، مشكوة باب الاعتصام بالكتاب والسنة)

”ربیعہ حرشی سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فرشتے آئے پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ سو جائے مگر کان سنتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل سمجھتا رہے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری آنکھ سو گئی اور کانوں نے سنا اور دل نے بات کو سمجھا پس مجھے کہا گیا کہ ایک سردار نے گھر بنایا اور اس میں کھانا لگایا اور کھانا کھانے کیلئے لوگوں کو بلانے والا بھیجا پس جس نے بلانے والے کی بات مان لی وہ تو گھر میں داخل ہو گیا اور کھانا بھی کھالیا اور اس سے مالک بھی خوش ہو گیا اور جس نے بلانے والے کی بات نہ مانی وہ گھر میں داخل نہ ہوا اور نہ کھانا کھایا اور اس پر مالک غصے بھی ہوا، پس اللہ تعالیٰ تو مالک ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلانے والے ہیں اور اسلام گھر ہے اور دسترخوان جنت ہے“۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ نیند کے وقت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف آنکھ سوتی تھی قوت سماع اور دل بیدار رہتا تھا تو اب نیند سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وضو نہ ٹوٹا جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الآثار میں ہے:

قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ الْمُؤَذِّنَ قَدْ اَذَّنَ فَوَضَعَ جَنْبَهٗ فَنَامَ حَتّٰى عُرِفَ مِنْهُ النَّوْمُ وَكَانَتْ لَهٗ نَوْمَةٌ تُعْرَفُ كَانَ يَنْفُخُ اِذَا نَامَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِغَيْرِ وَضُوْءٍ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَيْسَ كَغَيْرِهٖ۔

''امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہم کو ابوحنیفہؒ نے حماد سے اور انہوں نے ابراہیم سے یہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور مسجد تشریف لے گئے، مؤذن اذان سے فارغ ہو چکا تھا تو سید دو عالم ﷺ سو گئے۔ ایسی گہری نیند سو گئے کہ دوسرے آدمیوں کو بھی اس کا پتہ چل گیا کیونکہ سید دو عالم ﷺ اپنی نیند میں زور زور سے سانس لیا کرتے تھے پھر آپ ﷺ بوقت نماز اٹھے اور وضو کرنے کے بغیر آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ابراہیم نے فرمایا کہ سید دو عالم ﷺ دوسرے انسانوں کی طرح نہ سوتے تھے۔''

قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ بِهٖ فَاَخَذْنَا بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ فَالنَّبِيُّ ﷺ فِيْ هٰذَا لَيْسَ كَغَيْرِهٖ فَاَمَّا مَنْ سِوَاهُ فَمَنْ وَّضَعَ جَنْبَهٗ فَنَامَ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوَضُوْءُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔ رحمۃ اللہ علیہ

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم اسی روایت کو صحیح سمجھتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا، اس لئے سید دو عالم ﷺ کا ہی یہ خاصہ ہے کہ دوسرا کوئی اگر پہلو کے بل سو جائے گا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز کے لئے وضو کرنا ہو گا اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔''

دو اور روایات درج کی جاتی ہیں:

(۱) اِبْنُ عَبَّاس رضی اللہ عنہ قَالَ زُرْتُ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃ رضی اللہ عنہا فَوَافَقْتُ لَیْلَۃَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَامَ مِنَ الَّیْلِ یُصَلّٰی ثُمَّ نَامَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ صَفِیْرَہٗ قَالَ ثُمَّ جَآئَ بَلَالٌ یُؤَذِّنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَخَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَلَمْ یَتَوَضَّأُ وَلَمْ یَمَسّ مَائً۔ (کتاب الآثار للامام ابی یوسف علیہ الرحمۃ، ص ۸)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا (جو کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں) اور حسن اتفاق سے وہ رات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکے گھر آرام فرمانے کی تھی چنانچہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تشریف لائے اور کافی حصہ رات کا نماز میں گذارا پھر سو گئے میں نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوردار آواز کو سنا پھر بلال رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور نماز کی اطلاع دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو نہیں فرمایا اور تشریف لئے گئے''۔

(۲) عَنْ عَائِشَۃ رضی اللہ عنہا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَنَامُ حَتّٰی یَنْفُخُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّی وَلَمْ یَتَوَضَّأُ۔ (حاشیہ کتاب الآثار للامام محمد علیہ الرحمۃ، ص ۴۳۵)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی گہری نیند سو جایا کرتے تھے کہ خراٹوں کی آواز آتی مگر جب نماز پڑھتے تو وضو نہ فرمایا کرتے تھے''۔

ان سب روایات کو دیکھنے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ سید

دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشری خصوصیات میں یہ عظیم خصوصیت بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند ناقض وضو نہیں اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت سماع اور قوت عقل وفہم سلب ہوتی ہے یا کمزور ہوتی ہے جبکہ دوسرے تمام انسانوں کے لئے نیند موت کا بھائی کہلائی جاتی ہے، اسی سے روضۂ اطہر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ کو سمجھا جا سکتا ہے۔

ف: کتنا ایمان افروز خراج عقیدت بانی دارالعلوم دیوبند نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا ہے۔

تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدۂ بیدار

چنانچہ ہر نبی علیہ السلام احتلام سے محفوظ تھے یہی حکمت ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیند میں بھی کوئی اولیٰ کام نہیں ہونے دیا گیا۔

(فرق:۱۰۱) سچے نبی کبھی غیر اللہ کی قسم نہیں کھاتے

انبیاء علیہم السلام کے صدق وصفا کا تذکرہ عالم بالا اور ملاء اعلیٰ میں ہوتا ہے ان کے قلوب طاہرہ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ورفعت اور کبریا وجبروت کے سوا کسی فانی اور مخلوق کی کوئی جگہ نہیں ہوتی ان کو قسم کھانے کی نوبت ہی نہیں آتی اور اگر کبھی کسی حقیقت کو مؤکد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو دل وزبان سے اللہ تعالیٰ ہی کی کبریائی وجلالت شان کے اعلیٰ معیار کے انمول بول نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں، اور بات کو اللہ ہی کے نام کی قسم سے مؤکد اور محقق کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ (الصفت: ۵۶)

اللہ کی قسم تو تو مجھ کو تباہ کرنے کو تھا۔

وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ

(الانبیاء:۵۷)

اور اللہ کی قسم میں تو تمہارے ان بتوں کی گت بناؤنگا جب تم (ان کے پاس سے) پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے۔

اور ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو ہر شان ہی نرالی والبیلی ہے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یقین دھانی کے لئے شدید ضرورت پیش آتی ہے تو حدیث میں و الذی نفسی بیدہ کے خوبصورت وجامع تعبیر سے قسم کو ظاہر فرمایا اور کلام کی ابتداء کی، اس جملہ میں حق تعالیٰ کے اسم ذاتی اللہ کے تقدس کو ملحوظ رکھ کر زبان نبوت نے احتیاط وتنزیہ کو مقدم رکھا اور قسم کے لئے عبدیت سے سرشار و پر اسرار جملہ و الذی نفسی بیدہ کا نطق فرمایا۔

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد عدد ما تحب وترضی۔

(فرق:۱۰۲) سچے نبی غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے۔

انبیاء علیہم السلام کی عصمت وعفت کا ایک باب یہ بھی ہے کہ ان کی جہاں بہت ساری باتوں سے حفاظت وحراست کی جاتی ہے۔ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ جو حرام ہے اس سے حفاظت کی جاتی ہے۔

عہد نبوت سے پہلے کا ذکر ہے، زید بن عمرو بن نوفل نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی، دسترخوان پر گوشت بھی آیا، نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انی لا آکل مما تذبحون علی انصابکم و لا آکل الا ما ذکر اسم اللہ

علیہ (بخاری، عن عبداللہ، کتاب الصید و الذبائح)

میں وہ گوشت نہیں کھاتا جو بتوں یا آستھانوں کی قربانی کا ہو، میں تو صرف وہی گوشت کھایا کرتا ہوں جس پر ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔ (رحمۃ للعالمین ۳۵۹)

اس روایت سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ نبوت سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام کی حق تعالیٰ کی جانب سے طبیعت وطینت کی طہارت کا تکوینی وغیبی نظام پورے طور پر متحرک رہتا ہے۔ کیونکہ نزول وحی، رؤیت ملائکہ مشاہدۂ ملکوت، غیبی امور کے انکشافات ان پر ہونے والے ہوتے ہیں۔ جس کی پیشگی یہ حفاظت وتربیت ہے۔

(فرق: ۱۰۳) سچے نبی کعبۃ اللہ کا حج کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کا حج فرض کیا ہے یہ ایک عاشقانہ عبادت وعلامت ہے،

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا

(آل عمران: ۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف چلنے کی۔

اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی اہمیت نمایاں کیا تو ارشاد ہوا۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ (آل عمران ۹۶)

ترجمہ: بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت جہاں کے لوگوں کو۔

اللہ رب العزت نے سارے جہاں کے لوگوں کو مناسک حج ادا کرنے کے لئے اسی گھر کی طرف دعوت دی۔

انبیائے سابقین بھی حج ادا کرنے کے لئے نہایت شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے ہوئے اسی شمع کے پروانے بنے اور طرح طرح کی ظاہر و باطن نشانیاں قدرت نے بیت اللہ کی برکت سے اس سرزمین میں رکھ دیں۔ (تفسیر عثمانی)

علامہ جوینی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

ما من نبي إلا و قد حج هذا البيت (نهاية المطلب: ۱۲۵/۴)

''ہر ایک نبی نے خانہ کعبہ کا حج کیا ہے''

یہی بات علامہ ابن حجر ہیثمی نے الفتاوی الفقہیہ میں لکھی ہے اور ابن اسحاق کہتے ہیں:

لم يبعث الله نبياً بعد إبراهيم إلا حج، و الذي صرح به غيره أن ما من نبي إلا حج (دليل الفالحين: ۷/۱۷)

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جس نبی کو بھی اللہ نے مبعوث کیا انہوں نے حج کیا اور بعض لوگوں نے صراحت کی ہے کہ ہر نبی نے حج کیا ہے''

جبکہ مرزا قادیانی کو مکہ جانا نصیب نہ ہوا تو کعبۃ اللہ کی برکت و ہدایت سے بھی محروم ہی رہا، رسول اللہ خاتم النبیین پر ایمان لانے والا ایک عام امتی بھی کعبۃ اللہ کے نور سے سیراب ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم بھی آسمان سے نازل ہونے کے بعد بیت اللہ کا حج وعمرہ کریں گے اور جھوٹے مسیح کا دعویٰ کرنے والا محروم رہا۔ بدنصیبی و شقاوت سے اللہ کی امان و پناہ۔

(فرق: ۱۰۴) سچے انبیاء کو دنیا وآخرت میں قیام کا اختیار دیا جاتا ہے

تمام انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں قیام ورہائش اور آخرت کی طرف روانگی کا اختیار دیا جاتا ہے اور انبیاء علیہم السلام اپنے اختیار سے آخرت کے قیام کو دنیاوی حیات پر ترجیح دیتے ہیں اور دار البقاء آخرت کو دار الفناء پر مقدم کر کے شانِ نبوت کے عظیم رتبہ کے باوجود معاد اور لقاء رحمن کی طرف اپنی رغبت کا عبدیت کے تحت اظہار بھی کر دیتے ہیں، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بخاری ومسلم میں موجود ہے۔

(فرق: ۱۰۵) سچے انبیاء کا جسد مبارک جنت کی پاکیزہ مٹی سے پیدا کیا جاتا ہے

حضرت انبیاء علیہم السلام کے اجسام واجساد جنت کی پاکیزہ مٹی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت : قال رسول الله ﷺ إِنَّا معشر الانبياء تنبُت اجسادنا علی ارواح اهل الْجنَّة (الخصائص الکبری: ۱/ ۱۲۰)

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے اجساد جنت کی پاکیزہ مٹی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔

اور جنت کی ہر چیز کو حیات جاودانی وابدی حاصل ہے، اس لئے انبیاء علیہم السلام کو ابدی حیات حاصل ہے اور اس میں شک وشبہ نہیں کرنا چاہئے۔

(فرق:۱۰۶) سچے انبیاء کسی چیز کی ملکیت کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے

انبیاء علیہم السلام تمام اشیاء کی حقیقی ملکیت رب العزت کی جانتے اور مانتے ہیں اس لئے ان کی نگاہوں میں اللہ تعالی کے مالک حقیقی ہونے کی وجہ سے اللہ کے سامنے کسی کی ملکیت کو نہیں دیکھتے نہ ہی مانتے ہیں۔

عوام کے سامنے یہ ملکیت پوشیدہ ہے اس لئے وہ مجازی مالک بنتے ہیں، بزرگوں کا قول ہے:

الانبیاء لایشھدون ملکا مع اللہ

''انبیاء علیہم السلام اللہ تعالی کے سامنے کسی کی ملکیت کو نہیں مانتے''

یعنی غیر اللہ کو مالک حقیقی نہیں مانتے ہیں، حضرات انبیاء علیہم السلام کے پاس جو اشیاء ہوتی ہیں وہ حق تعالی کی جانب اس کے متولی ہوتے ہیں اور حق جل مجدہ کی جانب سے منتفع اور مستفید ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔

(فرق:۱۰۷) سچے انبیاء پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی

حضرات انبیاء علیہم السلام کی ملکیت اشیاء پر ہوتی ہی نہیں، جب ملکیت ہی نہیں تو زکوۃ بھی ان پر فرض نہیں اور اسی لئے ان کے مال میں وراثت بھی نہیں۔

(فرق:۱۰۸) سچے انبیاء پر قبر کی موت نہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام کی جملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان پر دنیاوی موت تو وارد ہوتی ہے اور بس۔

جبکہ تمام انسانوں کے اوپر دو موت وارد ہوتی ہے: ایک دنیا میں اور ایک قبر میں حساب وکتاب کے بعد۔ اور قیامت کے دن قبر سے اٹھایا جائے گا۔ بخاری

شریف میں روایت ہے:

وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا (بخاری: ۴۴۵۲)

''اللہ کی قسم اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا، جو موت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھی گئی تھی اس کا ذائقہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چکھ چکے ہیں''

اہل سنت والجماعت کا مسلک وعقیدہ یہی ہے۔

ان فی القبر حیاۃ وموتا فلابد من ذوق الموتتین لکل احد غیر الانبیاء علیہم السلام (عینی: ۷/۴۰۰)

''بیشک قبر میں زندگی اور موت دونوں ہیں، لہذا ہر ایک کو دو موتوں کا ذائقہ چکھنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، البتہ انبیاء علیہم السلام پر یہ دوسری موت کبھی نہ آئے گی''

عمدۃ القاری میں ہے:

فانھم لا یموتون فی قبورھم بل ھم احیاء واما سائر الخلق فھم یموتون فی القبور ثم یحیون یوم القیامۃ (عمدۃ القاری: ۷/۶۰۰)

''حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں مرتے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہی رہتے ہیں، ہاں دوسرے تمام لوگ (حساب وکتاب کے بعد) قبروں میں وفات پا جاتے ہیں اور پھر قیامت کے دن وہ زندہ ہوں گے''

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیا والانبیاء

احیاء فی قبورھم (فتح الباری: ۲۲/۷)

''حضرت خاتم النبیین ﷺ کی قبر میں زندگی ایسی ہے جس پر موت وارد نہیں ہوگی ، بلکہ رحمت دوعالم ﷺ ہمیشہ زندہ رہیں گے؛ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں''

(فرق:۱۰۹) سچے نبی کا جسم بھی برزخ میں عبادت میں مصروف رہتا ہے

انبیاء علیہم السلام کے اجساد واجسام برزخ میں بھی عبادت واعمال صالحہ میں مشغول رہتے ہیں، جیسا کہ روایت میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسی، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام کو حضرت خاتم النبیین ﷺ نے حج یا نماز میں مشغول مشاہدہ کیا، روایت مسلم شریف میں موجود ہے۔

(فرق:۱۱۰) سچے نبی کو اللہ تعالی کی طرف سے مہر نبوت ملتا ہے

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے ہر نبی کو اس شان کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت ہوتی تھی۔

بجز ہمارے خاتم النبیین ﷺ کے، ختم نبوت کی علامت اور مہر نبوت آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔ (حاکم، مستدرک، الخصائص الکبری: ۱/۱۳۱)

(فرق:۱۱۱) سچے انبیاء کا دفاع اللہ تعالی کرتے ہیں

انبیاء علیہم السلام پر جب کبھی نالائقوں اور ناہنجاروں کی طرف سے غیر مناسب باتوں کی تہمت لگائی گئ اور ایسی نامعقول بات سے جو شان نبوت کے مناسب نہیں قوم نے متہم کیا تو اللہ تعالی نے خود انبیاء علیہم السلام کا دفاع کیا، جس

کی بہت ساری مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں، مثلا: سورہ فرقان میں سورہ نجم پڑھ جائیں، یا مثلا: یہ کہا گیا کہ رسول کھاتے پیتے کیوں ہیں؟ تو اللہ نے اس کا جواب دیا۔

(فرق:۱۱۲) سچے انبیاء کوالفاظ وحی کے ساتھ معانی ومفاہیم من جانب اللہ عطا ہوتی ہے

سچے نبی کے سینے میں جس طرح الفاظ وحی کو اللہ تعالی محفوظ فرماتے ہیں اسی طرح آیات ربانی کے معانی ومطالب کی تعیین بھی اللہ تعالی کر دیتے ہیں، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ صاحب وحی مفہوم قرآنی میں غور وخوض کرتے ہوں کہ آیت کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے، اور یہ بھی۔ صاحب وحی کو اللہ آیات کے ساتھ معانی بھی متعین طور پر عطا کر دیتے ہیں، اور پھر اس متعین شدہ معانی ومطالب میں غور وخوض کی اجازت ہوتی ہے نہ کہ متعین شدہ معانی اور حدود سے باہر۔ اس کی دلیل یہ ہے:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ

''ہمارے ذمہ ہے قرآن کا (آپ سے سینے میں) جمع کر دینا اور آپ کی زبان سے پڑھوا دینا''

پھر اللہ نے فرمایا:

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ

''پھر ہمارے ہی ذمہ ہے اس قرآن کو بیان''

یہاں بیان کا لفظ معانی ومطالب کے لئے لایا گیا ہے اور بیان کا لفظ لغت کے اعتبار سے بھی معانی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینہ مبارک میں الفاظ وحی بھی محفوظ وجمع کیا گیا اور معانی ومطالب بھی اللہ تعالی نے اپنے کلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح کرد، یا پھر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم معنی و مطالب کو کم الفاظ میں جامعیت کے ساتھ واضح مفہوم کے ساتھ تعبیر فرمایا اس لیے احادیث کو قرآن سے جدا نہیں کیا جا سکتا، جس طرح اللہ تعالی سے رسول اللہ کو جدا نہیں کیا جا سکتا، کلمہ لا الہ الا اللہ سے محمد رسول اللہ کو جدا کر دینے سے ایمان واسلام غیر معتبر ہو جاتا ہے، قرآن سے حدیث رسول کو جدا کر دینے سے ایمان اسلام غیر معتبر اور نا قابل قبول ہو جاتا ہے اور نجاتِ آخروی سے محرومی ہو جاتی ہے، یہ سراسر گمراہی ہے، خواہ دلیل جو بھی قائم کی جائے سب مردود ہے، شیطان لعین نے بھی بارگاہ قدس میں آدم کو سجدہ نہ کرنے کی دلیل دی تھی مگر دلیل امر الہی کی مخالفت کی وجہ سے مردود ہوئی اور شیطان بھی رجیم ٹھہرا۔

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ میں حدیث کے حجت ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ نے دی ہے، پھر بھی نہ ماننا اور اپنی غلطی اور کم فہمی کی وجہ سے اجماع امت سے روگردانی اور انحراف کرنا شیطان ہی کی راہ پر چلنا ہوگا۔

قرآن مجید میں ایمان بالغیب کا مطالبہ کیا گیا ہے اور متقین کی پہلی صفت: الذین یؤمنون بالغیب ہے، یعنی متقین وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان بالغیب سے مراد ایمان باللہ یعنی اللہ کی ذات وصفات اور اللہ کے کلام، کتاب اللہ اور آیات اللہ میں جو غیبی حقائق اور انکشافات بیان کیے گئے ہیں بلا چوں و چرا، بلا قیل وقال من وعن یقین کے ساتھ ماننا سر تسلیم خم کر دینا ایمان بالرسول یعنی رسول کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا ہے، بغیر کسی قیل وقال کے

نبی کو حق کا ترجمان وامین ماننا اور اس کا یقین کرنا لازم وضروری ہے؛ کیونکہ رسول کو وحی ربانی کے الفاظ ومعانی دونوں من جانب اللہ محفوظ کرائے جاتے ہیں، وحی الفاظ تو قرآن مجید ہیں اور معانی حادیث رسول ہیں، رسول کے بیان کردہ معانی کا انکار دراصل آیت ربانی ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه کا انکار ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاظ وحی اور معانی و بیان دونوں کے ناقل وامین ہیں، لہذا نزولِ الفاظ، جمعِ الفاظ اور اقراءِ الفاظ، بیان معانی، شرح مطالب اور تعین مراد سب حق تعالی ہی کی جانب سے ہوا ہے، یہ سب ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَه کے ذریعہ ہم کو حق تعالی نے بتایا ہے۔ لہذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اسی وقت معتبر ہوگا کہ زبان نبوت سے جو بھی اللہ تعالی نے چاہا نبی اور رسول کلام کیا، اس اسی طرح یقین کے ساتھ ایمان لایا جائے جس طرح حق تعالی کی آیات الہیہ پر ایمان لانا ضروری ہے، ورنہ ایمان باللہ بھی معتبر نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالرسول درحقیقت ایمان باللہ کے ساتھ مربوط ہے اسی طرح ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب، کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ (بقرہ: ۲۳۱)

ترجمہ: اور حق تعالی کی جو نعمتیں تم پر ہیں ان کو یاد کرو اور خصوصا اس کتاب اور (مضامین) حکمت کو جو اللہ تعالی نے تم پر (اس حیثیت سے) نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعے سے نصیحت فرماتے ہیں۔ (تھانویؒ)

آیت میں واضح طور پر حق تعالی نے بتادیا کہ نزول کی کتاب کے ساتھ نزول

حکمت بھی من جانب اللہ ہے اور اسی کی رسول نے تعلیم دی، جو حدیث کی شکل میں امت کے پاس موجود ہے، جس کا انکار قرآن ہی کا انکار ہے اور انکار نبوت ورسالت ہے، اللہ تعالی نے ایک جگہ فرمایا ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ

ترجمہ اور آپ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تا کہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ان سے ظاہر کر دیں اور تا کہ وہ فکر کیا کریں۔ (تھانوی)

آیت میں اللہ تعالی نے رسول کے ذمہ جو ان پر نازل ہوا ہے اس کے بیان کی ذمہ داری ڈالی ہے اور وہ بیان ومعانی بھی نازل شدہ ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۱ میں بیان کیا گیا ہے۔

لہذا رسول کے اوپر نازل شدہ معانی ومطالب کا انکار ایمان سے خارج کردے گا، اور احادیث رسول ان ہی معانی ومطالب کا بیان ہیں، خواہ وہ قولی ہوں یا عملی، سکوتی ہوں یا تقریری۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں بیان ہے، اور اصطلاح میں حدیث یا سنت ہے، **حدثوا عني، یاعلیکم بسنتي** کا یہی مفہوم ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ (النحل:۶۴)

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے کہ جن امور میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں ان لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں۔ (تھانویؒ)

حضور خاتم النبیین ﷺ کا یہ بیان معانی کی تعیین ووضاحت، مجملات کی تفصیل، مشکلات کی تفسیر، مخفیاتِ قرآن کے لیے اظہار، کنایات کی تصریح اور مرادالٰہی کی تعیین ہے اور یہی وظیفہ نبوت ورسالت ہے، اس لئے انکار حدیث انکار نبوت ورسالت کے ساتھ درحقیقت انکار معانی قرآن ہے، آیت کی مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے رسول ہونے کی حیثیت سے متعین کیا وہی تو حدیث ہے، اللہ ہی صراط مستقیم کا ہادی ہے، اللہ امت کو اس گمراہی سے بچائے، آمین۔

اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے پوری امت کو حضرت محمد خاتم النبیین علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت وخاتمیت پر استقامت عطا فرمائے اور قادیانیت کی لعنت سے حفاظت فرمائے، آمین اور اس کتاب کو محض فضل واحسان سے قبول فرما کر نافع خلائق اور اس عاجز اور اہل خانہ کی مغفرت ونجات کا ذریعہ بنائے، **آمین برحمتک یا سمیع الدعا یا قریب یا مجیب انک انت ارحم الراحمین، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سبحانک اللھم وبحمدک واشھد ان لا الہ الا انت واستغفرک واتوب الیک، سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین، ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، وتب علینا انک انت التواب الرحیم، وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد خاتم النبیین من لا نبی بعدہ وسلم تسلیما کثیرا۔**

العبد محمد ثمین اشرف قاسمی
مصلی الحبتور، دبئی (بعد نماز ظہر)

مصنف کتاب کا مختصر تعارف

اسم گرامی: محمد ثمین اشرف قاسمی

ولدیت: حاجی محمد ابراہیم نقشبندیؒ (۱۹۱۰ء - ۱۹۹۳ء)

جد امجد (دادا): حاجی جان علیؒ (بلہا، جنک پور روڈ، پوپری، سیتامڑھی)

جد امجد (نانا): حضرت مولانا عبد الغفار صاحبؒ (پرسونی، دربھنگہ، بہار)

پیدائش: ۱۹۵۹ء بمقام مادھو پور سلطانپور، سیتامڑھی، بہار

تعلیم: عالمیت وفضیلت (دار العلوم دیوبند، ۱۹۷۸ء) اختصاص فی الفقہ والافتاء (دار العلوم دیوبند، ۱۹۷۹ء)

تربیت وتزکیہ: والد محترم علیہ الرحمۃ۔ نیز حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی (مفتی اعظم دار العلوم دیوبند)

بیعت وارشاد: حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ خلیفہ مجاز حضرت تھانویؒ۔

خلافت واجازت:

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

شیخ طریقت حضرت مولانا قمر الزماں صاحب مدظلہ العالی

پیر طریقت حضرت مولانا پیر ذو الفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی

سابقہ خدمات:

تدریس مدرسہ اصلاح المسلمین، عالم گنج، فتح پور ہسوا (حسب ایماء حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی علیہ الرحمۃ)

تدریس مدرسہ اشرف العلوم، فتح پور شیخاواٹی، راجستھان، وقاضی دار القضاء

فتح پور شیخاواٹی۔(حسب ایماء حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی علیہ الرحمۃ)

المرشد الدینی سلطنت عمان (۱۹۸۰-۲۰۰۱ء)

درس احادیث قدسیہ مسجد الغریر، دبئی متحدہ عرب امارات (سات سال)

موجودہ ذمہ داریاں:

امامت وخطابت مصلی الحبتور، بردبئی، دبئی، متحدہ عرب امارات۔

مفسر قرآن مجلس تفسیر قرآن، مصلی الحبتور، دبئی۔

مہتمم ادارہ دعوۃ الحق مادھو پور، سلطانپور، سیتامڑھی، بہار۔

ٹرسٹی، مسجد جان علی، جان علی اسٹیٹ، مادھو پور، سلطانپور، سیتامڑھی، بہار۔

علمی تصانیف:

(۱) احکام ومسائل: روزہ رمضان، تراویح، اعتکاف، عیدین، قربانی (۲) الاحادیث القدسیۃ (حق جل مجدہ کی باتیں) (۳) نفحات قدسیۃ (۲ر جلدیں) (۴) تجلیات قدسیۃ (۶ر جلدیں) (۵) معارف قدسیۃ (۳ر جلدیں) (۶) وصایا انبیاء واولیاء انسائیکلوپیڈیا (۴ر جلدیں) (۷) علامات ایمان (۸) دیدار الٰہی کا شوق (۹) امام مہدی احادیث کی روشنی میں (۱۰) مسلمانوں پر بلائیں کیوں آتی ہیں (۱۱) قرآن وحدیث میں جن پر لعنت کی گئی (۱۲) کیمیائے درویشاں (۱۳) اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۴) درود وسلام کا مقبول تحفہ (۱۵) علامات سعادت (۱۶) عقیدہ ختم نبوت (۱۷) تلاوت کلام اللہ سے قبل استعاذہ کی حکمتیں (۱۸) لاحول ولا قوۃ الا باللہ (۱۹) احادیث عقیدہ ختم نبوت (۲۰) علامات قیامت (۲۱) ایصال ثواب کا مسنون طریقہ (۲۲) سچے اور جھوٹے نبی میں فرق (۲۳) سچے اور جھوٹے مسیح میں فرق (۲۴) رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برزخی حیات۔

مصنف کتاب اکابر کی نظر میں

شیخ طریقت حضرت مولانا شمس الہدیٰ صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

الحمدللہ! عزیزی مفتی ثمین اشرف سلمہ کو میں قریب سے جانتا ہوں، ان کے پدر بزرگوار جناب حاجی ابراہیم صاحبؒ بڑے متقی اور بزرگ صفت انسان تھے، ان سے میرے تعلقات بڑے گہرے تھے، وہ ولایت کے ایک درجہ پر فائز تھے----- مفتی ثمین اشرف سلمہ کو اللہ نے تحریر وتقریر وتفسیر کے لئے منتخب فرمالیا ہے، ان شاء اللہ وہ نسبت جوان کے دل کو حاصل ہے (عدم گرفتاری دل یعنی دل ماسوائے حق تعالی کے سب چیزوں کو بھلادے) وہ اپنے وقت پر رنگ لائے گا، ادائے نماز باول اوقات، اجتناب از بدعت اور امور مسنونہ کی پابندی کرتے ہیں، دن رات ذکر وفکر میں رہتے ہیں اور انہیں امور سے دل کو سکون اور جمعیت حاصل ہوتی ہے۔ (تقریظ تجلیات قدسیہ)

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

حضرت مفتی ثمین اشرف صاحب دامت برکاتہم کو اللہ رب العزت نے تصنیف وتالیف کا جذبہ عطا کیا ہے۔ انہوں نے اکابر کی خدمت میں وقت گزارا ہے، وہ صرف الفاظ کے سانچے میں اپنے خیالات کو نہیں ڈھالتے ان میں اپنے جذبات کو بھی داخل کرتے ہیں۔

حضرت مولانا رحمت اللہ میر القاسمی لکھتے ہیں:

مولانا مفتی ثمین اشرف القاسمی کو زمانہ طالب علم سے ہی علمی اور عملی ذوق رہا ہے، بلکہ حسباً ونسباً بھی اکابر سے تعلق ورثہ میں ملا ہے۔ موصوف کو اللہ پاک نے تقریر کے ساتھ تصنیف کا ذوق نصیب

فرمایا ہے۔(تقریظ تجلیات قدسیہ)

ولی کامل پیر طریقت حضرت مولانا قمر الزماں مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

ماشاء اللہ آپ صاحب علم ومعرفت ہیں، صاحب وجد وکیف بھی معلوم ہوئے، جس کی وجہ سے دلی مسرت ہوئی۔(تقریظ تجلیات قدسیہ)

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمان خیرآبادی مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

حضرت مفتی ثمین اشرف صاحب قاسمی نہایت پاک طینیت اور نیک نفس عالم باعمل ہیں، اور بہت سے بزرگوں کی تربیت وصحبت حاصل ہونے کی وجہ سے اللہ تعالی نے زہد وتقوی میں انھیں کندن بنادیا ہے۔(تقریظ تجلیات قدسیہ)

حضرت مولانا سالم صاحب قاسمی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں:

الحمد للہ کہ محترم ومکرم مولانا مفتی محمد ثمین اشرف صاحب (فاضل دیوبند) کا سلطنت عمان اور اس کے بعد دبئ (امارات متحدہ) میں اہل علم وعوام میں غیر معمولی مقبولیت کے ساتھ درساً وخطابۃً اور تحریراً فیض جاری ہے، مولانا محترم اپنی ذہانت وطبّاعی سے اپنے مخاطبین کی نفسیات شناسی میں کمال رکھتے ہیں، جس نے ان کے علمی افادے کو وسیع سے وسیع تر بنادیا ہے، ان میں طبقہ علماء وصلحاء وطلباء کے علاوہ عصری تعلیم کے حاملین کے ماڈرن طبقہ میں بھی ان کو مرجع ومرکز بنادیا ہے، دولت کی ریل پیل کی اس جذاب اسٹیٹ میں مولانا موصوف نے جس استغناء کے ساتھ اپنا موقف عظمت بنایا ہے وہ بذات خود ان کا قابل ذکر طرۂ امتیاز ہے۔(تقریظ تجلیات قدسیہ)

❁❁❁